تنظیم المدارس پاکستان
کے نصاب کے مطابق

# رفیق السالکین

فی شرح

# ریاض الصالحین

جلد دوم

مصنف:
حضرت الامام أبی زکریا یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:
ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح:
ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

تنظیم المدارس پاکستان کے نصاب کے مطابق

# رفیق السالکین

فی شرح

# ریاض الصالحین

جلد دوم


مصنف:

حضرت الامام أبی زکریا یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:

ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح:

ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی



ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

نام کتاب: ........ رفیق السالکین فی شرح ریاض الصالحین جلد دوم
مصنف: ........ حضرت الامام أبی زکریا یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم: ........ ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری
شارح: ........ ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی
صفحات: ........ 624
تعداد: ........ 1100
ڈیزائننگ: ........ ڈیسنٹ گرافکس
ناشر: ........ اکبر بک سلیرز
قیمت: ........ -/700 روپے

ملنے کے پتے

اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر 40-اُردو بازار
لاہور فون: 042-37352022

انس پبلیکیشنز
40-اُردو بازار، لاہور
Mob: 0300-8852283

# فہرست مضامین

## ﴿کتاب الادب﴾

## ﴿کھانے کے آداب کا بیان﴾

## ﴿لباس کا بیان﴾

## ﴿نیند کے آداب کا بیان﴾



## ﴿کتاب السلام﴾

# فہرست تعارف صحابہ کرام

﴿رضی اللہ عنهم اجمعین﴾

## حرف الف



## حرف التاء



## حرف الجیم

## حرف الخاء



## حرف الراء



## حرف الزاء



## حرف السین



## حرف الشین



## حرف الصاد



## حرف العین

## حرف الفاء



## حرف القاف



## حرف الکاف



## حرف المیم

## حرف النون



## حرف الواؤ



## باب الکنی
(کنیتوں کا باب)

# عرض مصنف

قارئین کرام سے عرض ہے کہ اس شرح میں میری کم عملی کی وجہ سے جو غلطی کوتاہی ہے اس کو میری طرف منسوب فرمائیں تمام مقدس ہستیاں اس سے بری ہیں میں ان تمام غلطیوں کوتاہیوں پر جو بھول سے صادر ہوئیں قبل الظہور اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ بلند و بالا میں توبہ کرتا ہوں اور قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اس کا ازالہ کیا جا سکے اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

فقیر الی اللہ و رسولہ:

**ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ'**

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

## ۴۳-بَابُ اِکْرَامِ اَهْلِ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبَیَانِ فَضْلِهِمْ

## اہل بیتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اوران کی تکریم کے متعلق بیان

**اہل بیت کی تعریف وتحقیق:** کسی کے اہل بیت میں وہ افراد شامل ہوتے ہیں جو اس کے گھر میں پرورش پا رہے ہیں۔ یہ استحساناً ہے ورنہ قیاس کے مطابق صرف زوجہ کو ہی اہل بیت کہا جاتا ہے۔

(قواعد الفقہ ،ص196 ،بحوالہ خزائن التعریفات ،ص57، والضحیٰ پبلی کیشنز لاہور)

یہاں اہل بیت سے مراد نبی اکرم ﷺ کی ازواج، اولاد، اور آپ ﷺ کے نسب کے قریبی رشتہ دار ہیں ان سب پر بخوفِ طوالت صرف ایک ایک دلیل نیچے والی آیت کی تشریح میں ذکر کرتا ہوں۔

**آیت نمبر:1**

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۝﴾

(الاحزاب: 33)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تو یہی چاہتا ہے' نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۝

اسی آیۃ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے امام عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ان آیتوں میں اہل بیت میں داخل ہیں۔ اس لیے کہ یہ آیت انہی کے بارے میں اتری ہے۔ آیت کا شان نزول تو آیت کے حکم میں داخل ہوتا ہی ہے گو بعض کہتے ہیں کہ صرف وہی داخل ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں وہ بھی اور اس کے سوا بھی۔ اور یہ دوسرا قول ہی زیادہ صحیح ہے۔

عکرمہ رحمتہ اللہ علیہ تو بازاروں میں منادی کرتے پھرتے تھے کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں ہی کے بارے میں خالصتاً نازل ہوئی ہے۔ (ابن جریر تحت آیت مذکورہ)

ابن ابی حاتم میں عکرمہ رحمہ اللہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ "جو چاہے مجھ سے مباہلہ کر لے، یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے"۔ (میں ابن کثیر کہتا ہوں) اس قول سے اگر یہ مطلب

ہے کہ شان نزول یہی ہے اور نہیں، تو یہ تو ٹھیک ہے اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ اہل بیت میں اور کوئی ان کے سوا داخل ہی نہیں تو اس میں نظر ہے اس لیے کہ احادیث سے اہل بیت میں ازواج مطہرات کے سوا اوروں کا داخل ہونا بھی پایا جاتا ہے۔

مسند احمد اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لیے جب نکلتے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر پہنچ کر فرماتے اے اہل بیت نماز کا وقت آ گیا ہے پھر اسی آیت تطہیر کی علاوت کرتے۔

(سنن ترمذی:3206،امام ترمذی اسے حسن قرار دیا ہے)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴾ (الحج: 32)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں قربانی کے اونٹ شعائر اللہ میں سے ہیں۔ محمد بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عرفات میں ٹھہرنا اور مزدلفہ اور رمی جمار اور سر منڈوانا اور قربانی کے اونٹ یہ سب شعائر اللہ ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان سب سے بڑھ کر بیت اللہ شریف ہے۔(تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صفاء ومروہ کو شعار اللہ فرمایا اس لیے کہ اس پر ایک نبی کی ماں اور ایک اللہ تعالیٰ کے ولیہ یعنی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے قدم لگے ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے ولی کا قدم لگ جائے وہ اللہ تعالیٰ نے نشانی ہوتی ہے تو جہاں اللہ تعالیٰ کا ولی اپنے جسم کے ساتھ آرام فرما ہو تو وہ جگہ اللہ تعالیٰ کے نشانی کیوں نہ ہوگی؟؟ لہٰذا اولیاء اللہ کے مزارات بھی اللہ تعالیٰ کے نشانیاں ہیں ان کی تعظیم بھی دل کے تقویٰ کی دلیل ہے

(ابوالاحمد غفرلہ)

(۳۴۹) وَعَنْ يَّزِيْدَ بْنِ حَيَّانَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ اَنَا وحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ، وَعَمْرُو ابن مُسْلِمٍ اِلٰى زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَلَمَّا جَلَسْنَا اِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: لَقَدْ لَقِيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيْرًا، رَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَمِعْتُ حَدِيْثَهُ، وغَزَوْتَ مَعَهُ، وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ: لَقَدْ لَقِيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيْرًا، حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا ابْنَ اَخِيْ، وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ، وَقَدُمَ عَهْدِي، وَنَسِيْتُ بَعْضَ الَّذِيْ كُنْتُ اَعِيْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فمَا حَدَّثْتُكُمْ، فَاقْبَلُوْا، ومَا لَا فَلَا تُكَلِّفُوْنِيهِ . ثُمَّ قَالَ: قام رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فينا خَطِيبًا بمَاءٍ يُدْعَى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَاَثْنٰى

349: مسلم شریف، کتاب فضائل صحابہ، رقم الحدیث: 6101، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 19285، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 5018

عَلَيْهِ، وَوَعَظَ وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: "اَمَّا بَعْدُ، اَلا اَيُّهَا النَّاسُ، فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ اَنْ يَاْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيبَ، وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ: اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ، فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ، فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ"، فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ، وَرَغَّبَ فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ، اَذْكُرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهلِ بيتي" فَقَالَ لَهٗ حُصَيْنٌ: وَمَنْ اَهْلُ بَيْتِهٖ يَا زَيْدُ، اَلَيْسَ نِسَاؤُهٗ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ؟ قَالَ: نِسَاؤُهٗ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ، وَلٰكِنْ اَهْلُ بَيْتِهٖ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهٗ، قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ اٰلُ عَلِيٍّ وَّآلُ عقيل وَاٰلُ جعفرَ و آلُ عَبَّاسٍ. قَالَ: كُلُّ هٰؤُلَآءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اَلَا وَاِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ: اَحَدُهُمَا كِتَابُ اللّٰه وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ، مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى، وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلٰى ضَلَالَةٍ".

◄◄ حضرت یزید بن حیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں حضرت حصین بن سبرہ اور حضرت عمرو بن مسلم رضی اللہ عنہم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہم کے پاس گئے جب ہم ان کے پاس بیٹھے تو حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے زید! آپ کو بہت زیادہ بھلائیاں نصیب ہوئی ہیں۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ کی حدیثیں سنیں۔ آپ کی معیت میں شریک جہاد ہوئے اور آپ کے پیچھے نمازیں ادا کیں۔ اے زید! آپ کو بہت بھلائیاں عطا ہوئی ہیں۔ اے زید! آپ نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہمیں بھی بیان کرو۔ حضرت زید بن ارقم نے فرمایا: اے بھتیجے! اللہ کی قسم! میری عمر زیادہ ہوگئی ہے' اور میرا وقت گزر چکا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث سنی تھیں ان میں سے مجھے کچھ بھول گئی ہیں اس لئے جو کچھ میں تمہیں سناؤں اسے قبول کرلو' اور جو میں نہ سناؤں اس کے لئے مجھے مجبور نہ کرو۔ پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ اور مدینہ کے درمیان ''خم'' نامی چشمہ کے مقام پر ہمیں خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور وعظ وتذکیر کے بعد فرمایا: اما بعد: خبردار اے لوگو! بے شک میں انسان ہوں اور قریب ہے کہ خدا کا فرستادہ آئے اور میں اس کی دعوت پر لبیک کہہ دوں اور میں تمہارے درمیان دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جن میں سے پہلی اللہ کی کتاب قرآن حکیم ہے جس میں ہدایت بھی ہے' اور نور بھی۔ سو تم اس کتاب پر عمل کرو اور اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو پھر آپ نے قرآن حکیم کے متعلق ابھارا اور رغبت دلائی۔

پھر فرمایا: اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اہل بیت کے معاملہ میں اللہ سے ڈراتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں اللہ سے ڈراتا ہوں۔ حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کی: اے زید! آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج مطہرات اہل بیت میں سے نہیں؟ فرمایا: آپ کی ازواج مطہرات بھی آپ

کے اہل بیت میں سے ہیں۔لیکن اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ کا مال حرام ہے۔عرض کی: وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ حضرت علی، حضرت عقیل، حضرت جعفر، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کی اولادیں ہیں۔عرض کی: کیا ان تمام پر صدقہ کا مال حرام ہے؟ فرمایا: ہاں۔(مسلم)

اور ایک روایت میں ہے خبردار! میں تمہارے درمیان دو عظیم چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے اور وہ اللہ کی رسی ہے۔جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہوگا اور جس نے اسے ترک کیا وہ گمراہ ہو جائے گا۔

## تعارفِ راوی:

آپ مشہور صحابی ہیں، انصاری ہیں، خزرجی ہیں، کوفہ میں رہے، وہاں ہی ۸۷ھ میں وفات پائی، پچاسی ۸۵ سال عمر ہوئی، آپ کی کنیت ابوعمرو ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الزاء، فصل فی الصحابہ' مرأۃ المناجیح جلد ششم)

## حلِ لغات:

اعی: از وعیاً بمعنی جمع کرنا، قبول کرنا، غور کرنا، وغیرہ

ثقلین: الثقل مسافر کا سامان

## شرح:

شداد بن عمار کہتے ہیں میں ایک دن واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اس وقت وہاں کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کا ذکر ہو رہا تھا۔وہ آپ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ رہے تھے میں نے بھی ان کا ساتھ دیا جب وہ لوگ گئے تو مجھ سے واثلہ نے فرمایا تو نے بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے؟ میں نے کہا "ہاں میں نے بھی سب کی زبان میں زبان ملائی"۔تو فرمایا "سن میں نے جو دیکھا ہے تجھے سناتا ہوں۔میں ایک مرتبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر گیا تو معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں گئے ہوئے ہیں۔میں ان کے انتظار میں بیٹھا رہا تھوڑی دیر میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم بھی ہیں دونوں بچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی تھامے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تو اپنے سامنے بٹھالیا اور دونوں نواسوں کو اپنے گھٹنوں پر بٹھالیا اور ایک کپڑے سے ڈھک لیا پھر اس آیت ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ﴾(الاحزاب:33)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تو یہی چاہتا ہے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے○)

کی تلاوت کر کے فرمایا: اے اللہ یہ ہیں میرے اہل بیت اور میرے اہل بیت زیادہ حقدار ہیں۔

(مسند احمد: 4/107: البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابوالاحمد غفرلہ)

دوسری روایت میں اتنی زیادتی بھی ہے کہ سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے یہ دیکھ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل ت میں سے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو بھی میرے اہل میں سے ہے۔ واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان میرے لیے بہت ہی بڑی امید کا ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 22/706: اسے بھی البانی نے صحیح قرار دیا ہے، ابوالاحمد غفرلہ)

سبق:

دین کی جس بات کا علم ہو اسے دوسرے تک پہنچانا چاہئے۔ وعظ و تذکیر سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنی چاہئے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر علم پیرا ہونا چاہیے۔ اور بدعات سے گریز کرنا چاہیے۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

(۳۵۰) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ نِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - مَوْقُوْفًا عَلَيْهِ - اَنَّهٗ قَالَ: ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

مَعْنٰى "اِرْقُبُوْهُ": رَاعُوْهُ وَاحْتَرِمُوْهُ وَاَكْرِمُوْهُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ۔

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حدیث موقوفاً روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ کی رعایت اور احترام کرو آپ کی اہل بیت کے بارے میں۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

ارقبو: از رقوباً و رقابةً و رقباناً بمعنی نگرانی کرنا، نگہبانی کرنا، ڈرانا،

## شرح:

ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ حضرت محمد ﷺ کی رعایت اور احترام کرو آپ کی اہل بیت کے بارے میں۔ مطلب یہ ہے کہ میری نسبت کا خیال رکھتے ہوئے میرے اہل بیت کے حقوق کا بھی خیال رکھنا، اور جو

350: بخاری شریف، کتاب فضائل اصحاب النبی، رقم الحدیث: 3713

اہل بیت کی عزت کرے گا وہ گویا رسول اللہ ﷺ کی عزت کرے گا، اور جو رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کی بے حرمتی کرے گا تو گویا اس نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جفا کی، اللہ تعالیٰ اہل بیت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دل و جان سے محبت کرنے کی توفیق دے، آمین۔

**سبق:**

اہل بیت رسول ﷺ کا اکرام کرنا چاہیے کیونکہ ان کو آپ ﷺ کا قرب حاصل ہے۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

## ۴۴-بَابُ تَوْقِیْرِ الْعُلَمَاءِ وَالْکِبَارِ وَاَھْلِ الْفَضْلِ وَتَقْدِیْمِھِمْ عَلٰی غَیْرِھِمْ وَرَفْعِ مَجَالِسِھِمْ وَاِظْھَارِ مَرْتَبَتِھِمْ

## علماء، بزرگوں اور اہلِ فضل لوگوں کے احترام اور ان کو دوسروں پر مقدم کرنے اور مجالس میں ان کے مراتب بلند کرنے اور ان کے مراتب کے اظہار کرنے کا بیان

**توقیر کے لغوی معانی:** عزت، وقعت، تعظیم و تکریم، احترام، (فیروز اللغات)

**آیت نمبر: 1**

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُوْلُو الْاَلْبَابِ ۝﴾

(الزمر:9)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا؟ تم فرماؤ! کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان، نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۝

(۳۵۱) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْبَدْرِیِّ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِکِتَابِ اللّٰهِ، فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَاءَةِ سَوَاءً، فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّةِ سَوَاءً، فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَاِنْ کَانُوْا فِی الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا، وَّلَا یَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ سُلْطَانِهٖ، وَلَا یَقْعُدْ فِیْ بَیْتِهٖ عَلٰی تَکْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُ: "فَاَقْدَمُهُمْ سِلْمًا" بَدَلَ "سِنًّا": اَیْ اِسْلَامًا۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِکِتَابِ اللّٰهِ، وَاَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً، فَاِنْ کَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَاءً

351: مسلم شریف، کتاب المساجد، رقم الحدیث: 1433

فَيَؤُمُّهُمْ اَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَواء، فَلْيَؤُمُّهُمْ اَكْبَرُهُمْ سِنًّا" ۔

وَالْمُرَادُ "بِسُلْطَانِهٖ": مَحَلُّ وِلايَتِهٖ، اَوِ الْمَوْضِعِ الَّذِىْ يَخْتَصُّ بِهٖ "وَتَكْرِمَتُهٗ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَكَسْرَ الرَّاءِ: وَهِيَ مَا يَنْفَرِدُ بِهٖ مِنْ فِرَاشٍ وَّسَرِيْرٍ وَّنَحْوِهِمَا ۔

◀ ◀ حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو البدری الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:قوم کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں سے سب سے زیادہ قرآن مجید پڑھنے والا ہو'اور اگر قرأت میں برابر ہوں تو جو سنت (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کا زیادہ عالم ہو'سو اگر سنت کے علم میں بھی برابر ہوں تو پھر وہ جس نے پہلے ہجرت کی ہو،اور اگر ہجرت کرنے میں بھی برابر ہوں تو پھر وہ جس کی عمر زیادہ ہو۔کوئی شخص کسی شخص کی حکومت میں اس کی امامت نہ کرے'اور کوئی شخص کسی کے گھر میں اس کی عزت کی مسند پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔(مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے: جو ان میں سے پہلے اسلام لایا ہو۔عمر میں بڑا ہونے کے بجائے میں یہ الفاظ آئے ہیں: اور ایک روایت میں ہے: قوم کی امامت وہ شخص کرائے جو قرآن کی زیادہ قرأت کرنے والا ہو'اور قرأت میں مقدم ہو۔اگر ان کی قرأت ایک جیسی ہو تو پھر وہ امامت کرائے جس نے پہلے ہجرت کی ہو'اور اگر ہجرت کے حساب سے بھی برابر ہوں تو پھر ان کی وہ امامت کرائے جس کی ان میں عمر زیادہ ہو۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 110 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**سلطانہ:** سے مراد اس کی ولایت کا مقام ہے یا وہ جگہ جو اس کے لئے خاص ہے۔

**تکرمتہ:** تاء کے زبر اور راء کی زیر کے ساتھ۔وہ بستر یا چارپائی وغیرہ جو اس کے لئے خاص ہے۔

## شرح:

سب سے زیادہ مستحق اِمامت وہ شخص ہے جو نماز و طہارت کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو،اگرچہ باقی علوم میں پوری دستگاہ نہ رکھتا ہو،بشرطیکہ اتنا قرآن یاد ہو کہ بطور مسنون پڑھے اور صحیح پڑھتا ہو یعنی حروف مخارج سے ادا کرتا ہو اور مذہب کی کچھ خرابی نہ رکھتا ہو اور فواحش سے بچتا ہو،اس کے بعد وہ شخص جو تجوید (قراءت) کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اس کے موافق ادا کرتا ہو۔اگر کئی شخص ان باتوں میں برابر ہوں،تو وہ کہ زیادہ ورع رکھتا ہو یعنی حرام تو حرام شبہات سے بھی بچتا ہو،اس میں بھی برابر ہوں،تو زیادہ عمر والا یعنی جس کو زیادہ زمانہ اسلام میں گزرا،اس میں بھی برابر ہوں،تو جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں،اس میں بھی برابر ہوں،تو زیادہ وجاہت والا یعنی تہجد گزار کہ تہجد کی کثرت سے آدمی کا چہرہ زیادہ

خوبصورت ہو جاتا ہے، پھر زیادہ خوبصورت، پھر زیادہ حسب والا پھر وہ کہ باعتبار نسب کے زیادہ شریف ہو، پھر زیادہ مالدار، پھر زیادہ عزت والا، پھر وہ جس کے کپڑے زیادہ ستھرے ہوں، غرض چند شخص برابر کے ہوں، تو ان میں جو شرعی ترجیح رکھتا ہو زیادہ حق دار ہے اور اگر ترجیح نہ ہو تو قرعہ ڈالا جائے، جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ امامت کرے یا ان میں سے جماعت جس کو منتخب کرے وہ امام ہو اور جماعت میں اختلاف ہو تو جس طرف زیادہ لوگ ہوں وہ امام ہو اور اگر جماعت نے غیر اولیٰ کو امام بنایا، تو بُرا کیا، مگر گنہگار نہ ہوئے۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج۲، ص۳۵۴)

(۳۵۲) وَعَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلٰوةِ، وَيَقُوْلُ: "اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا، فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ، لِيَلِنِيْ مِنْكُمْ أُوْلُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَقَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لِيَلِنِيْ" هُوَ بِتَخْفِيْفِ النُّوْنِ وَلَيْسَ قَبْلَهَا يَاءٌ، وَرُوِيَ بِتَشْدِيْدِ النُّوْنِ مَعَ يَاءٍ قَبْلَهَا. "وَالنُّهٰى": الْعُقُوْلُ. "وَأُوْلُوا الْاَحْلَامِ": هُمُ الْبَالِغُوْنَ، وقِيْلَ: اَهْلُ الْحِلْمِ وَالْفَضْلِ.

◄◄ حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو البدری الانصاری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اور فرماتے: سیدھے ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو کیونکہ اس سے تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ میرے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں جو تم میں بالغ اور صاحب عقل ہیں اور پھر وہ جو ان کے قریب ہیں (عقل و حلم میں) اور پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 110 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

لیني: نون مخفف ہے اور اس سے پہلے 'یاء' نہیں ہے۔

اور لیلِنّی میں نون مشدد ہے اور اس سے پہلے یاء بھی منقول ہے۔

اَلنُّهٰى: عقلیں۔

اولوا الاحلام: بالغ لوگ۔ اور بعض کے نزدیک اس سے مراد اہل حلم و فضل لوگ ہیں۔

## شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ صفیں ٹیڑھی ہونے سے قومیں ٹیڑھی ہو جاتی ہیں کیونکہ قالب کا اثر قلب پر اور قلب کا اثر قالب

352: مسلم شریف، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث: 875

پر پڑتا ہے، نہانے سے دل ٹھنڈا ہوتا ہے اور دل کی خوشی وغم کا اثر چہرے پر نمودار ہو جاتا ہے۔

یعنی صف اول میں مجھ سے قریب فقہاء صحابہ ہوں جیسے خلفائے راشدین اور عبداللہ ابن عباس وعبداللہ ابن مسعود وغیرہم تاکہ وہ میری نماز دیکھیں اور نماز کی سنتیں وغیرہ یاد کرکے اوروں کو سمجھائیں اور بوقت ضرورت ہماری جگہ مصلے پر کھڑے ہوکر نماز پڑھا سکیں ان کے پیچھے وہ لوگ کھڑے ہوں جو علم وعقل میں ان کے بعد ہوں تاکہ ان صحابہ سے یہ نماز سیکھیں۔سبحان اللہ! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نماز میں بھی جاری رہتی تھی۔

یعنی تم لوگوں نے صفیں سیدھی کرنے کا اہتمام چھوڑ دیا، اس لیے تم میں آپس کے جھگڑے و اختلافات پیدا ہوگئے۔خیال رہے کہ یہ حدیث جماعت کی صدہا مسائل کی اصل ہے۔فقہاء جو فرماتے ہیں کہ نماز میں پہلے مردوں کی صف ہو، پھر بچوں کی، پھر خنثوں کی، پھر عورتوں کی اس کا ماخذ بھی یہی حدیث ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۲، ص ۱۳۲)

(۳۵۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لِيَلِنِيْ مِنْكُمْ اُوْلُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" ثَلَاثًا "وَاِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْاَسْوَاقِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے نزدیک تم میں سے وہ لوگ کھڑے ہوں جو بالغ اور صاحب عقل ہیں۔پھر وہ جوان کے قریب ہوں۔آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا: اور اپنے آپ کو بازاروں کے شور وغل سے محفوظ رکھو۔ (مسلم)

(۳۵۴) وَعَنْ اَبِيْ يَحْيٰى، وَقِيْلَ: اَبِيْ مُحَمَّدٍ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ - بِفَتْحِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ - الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: انْطَلَقَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ اِلٰى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ، فَتَفَرَّقَا، فَاَتٰى مُحَيِّصَةُ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِيْ دَمِهٖ قَتِيْلًا، فَدَفَنَهٗ، ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُوْدٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ: "كَبِّرْ كَبِّرْ" وَهُوَ اَحْدَثُ الْقَوْمِ، فَسَكَتَ، فَتَكَلَّمَا، فَقَالَ: "اَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ؟ ..." وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَبِّرْ كَبِّرْ" مَعْنَاهُ: يَتَكَلَّمُ الْاَكْبَرُ .

---

353:مسلم شریف، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث:432

354:مسلم شریف کتاب القسامۃ، رقم الحدیث:4233

◀ ◀ حضرت ابو یحییٰ اور بقول بعض ابو محمد سہل بن ابی حثمہ حاء مہملہ کے زبر اور ثاء مثلثہ کے سکون کے ساتھ الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سہل اور حضرت محیصہ بن مسعود خیبر کی طرف گئے اور وہ صلح کے دن تھے۔ وہاں وہ دونوں علیحدہ ہو گئے۔ پھر حضرت محیصہ حضرت عبداللہ بن سہل کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ قتل ہو گئے ہیں اور خون میں لت پت ہیں۔ انہوں نے انہیں دفن کیا اور پھر مدینہ منورہ آ گئے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن سہل اور حضرت محیصہ و حضرت حویصہ پسران حضرت مسعود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے گفتگو کا آغاز کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بڑا آدمی بات کرے۔ بڑا آدمی بات کرے اور حضرت عبدالرحمٰن سب سے چھوٹے تھے اس لئے خاموش ہو گئے۔ پھر ان دونوں نے بات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم قسم کھا کر اپنے قاتل کے حقدار بننا چاہتے ہو؟ پھر تمام حدیث بیان کی۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

کبر کبر: کا معنی ہے۔ بڑا آدمی بات کرے۔

یتشحّط: از شحطاً بمعنی برتن بھرنا، خون آلودہ ہونا،

## شرح:

یعنی تم میں جو سب سے بڑے ہیں انہیں پہلے گفتگو کرنے دو پھر تم کچھ کہنا، بڑے حویصہ تھے۔) مرقات (اس سے معلوم ہوا کہ بڑوں کا ادب ہر حال میں چاہیے اور عمر کی بڑائی بھی معتبر ہے، بڑائی بہت سی قسم کی ہوتی ہے: رشتہ کی بڑائی، علم کی بڑائی، تقویٰ کی بڑائی، عمر کی بڑائی، یہاں عمر کی بڑائی مراد ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۶، ص۶۶۰،)

**(۲۵۵) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُد يَعْنِيْ فِي الْقَبْرِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: "اَيُّهُمَا اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ؟" فَاِذَا اُشِيرَ لَهُ اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .**

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد کے موقع پر دو آدمیوں کو ایک قبر میں اکٹھا (دفن) کرتے تھے اور پھر فرماتے: ان دونوں میں سے زیادہ قرآن کس کو یاد ہے؟ اگر ان میں سے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا جاتا تو پہلے آپ اس کو لحد میں اتارتے تھے۔ (بخاری)

255: بخاری شریف، کتاب الجنائز، رقم الحدیث: 1343

(۳۵۶)وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَرَانِیْ فِی الْمَنَامِ اَتَسَوَّکُ بِسِوَاکٍ، فَجَائَنِیْ رَجُلَانِ، اَحَدُھُمَا اَکْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ، فَنَاوَلْتُ السِّوَاکَ الْاَصْغَرَ، فَقِیْلَ لِیْ: کَبِّرْ، فَدَفَعْتُہُ اِلَی الْاَکْبَرِ مِنْھُمَا"

رَوَاہُ مُسْلِمٌ مُسْنَدًا وَالْبُخَارِیّ تَعْلِیْقًا ۔

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں۔ پس میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا۔ میں نے مسواک چھوٹے آدمی کو دے دی تو مجھے کہا گیا کہ بڑے آدمی کو مسواک دو۔ تو میں نے ان میں سے بڑے کو مسواک دے دی۔

اس حدیث کو مسلم نے مسند اور امام بخاری نے بطور تعلیق روایت کیا ہے۔

(۳۵۷) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِکْرَامَ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَیْرِ الْغَالِیْ فِیْہِ، وَالْجَافِیْ عَنْہُ، وَاِکْرَامَ ذِی السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ" حَدِیْثٌ حَسَنٌ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوُدَ ۔

◀◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے کہ آدمی بوڑھے مسلمان، حافظ قرآن جو نہ قرآن میں غلو کرے اور نہ اسے ترک کرے اور عادل بادشاہ کی تعظیم کرے۔

یہ حدیث حسن ہے اور اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

(۳۵۸) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ جَدِّہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا، وَیَعْرِفْ شَرَفَ کَبِیْرِنَا" حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ" ۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوُدَ: "حَقَّ کَبِیْرِنَا" ۔

◀◀ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کی فضلیت کو نہیں پہچانتا۔

---

356: مسلم شریف، کتاب الرویا، رقم الحدیث: 5814، بخاری شریف، رقم الحدیث: 243، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 50، بیہقی، رقم الحدیث: 170

357: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 4843

358: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 4943

یہ حدیث صحیح ہے اور ابوداؤد اور ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: اور ہمارے بڑے کا حق نہیں پہچانتا۔

(۳۵۹) وَعَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ اَبِیْ شَبِيْبٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ: اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَرَّ بِهَا سَائِلٌ، فَاَعْطَتْهُ كِسْرَةً، وَّمَرَّ بِهَا رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَّهَيْئَةٌ، فَاَقْعَدَتْهُ، فَاَكَلَ، فقِيْلَ لَهَا فِيْ ذٰلِكَ؟ فقَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ ۔ لٰكِنَّ قَالَ: مَيْمُوْنَ لَمْ يدرك عَآئِشَةَ ۔ وَقَدْ ذَكَرَهُ مُسْلِمٌ فِيْ اَوَّلِ صَحِيْحِهٖ تَعْلِيْقًا فَقَالَ: وَذَكَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُّنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ، وَذَكَرَهُ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ كِتَابِهٖ "مَعرِفَةِ عُلُوْمِ الْحَدِيْث" وَقَالَ: "هُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ" ۔

◀ ◀ حضرت میمون بن ابی شبیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے ایک سائل گزرا تو آپ نے اس کو روٹی کا ایک ٹکڑا دیا۔ پھر آپ کے پاس سے ایک آدمی گزرا جس نے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اچھی شکل وصورت کا مالک تھا۔ آپ نے اس کو بٹھایا اور اس نے کھانا کھایا۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو ان کے مراتب کے مطابق جگہ دو۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے لیکن کہا حضرت میمون نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زیارت نہیں کی۔

مسلم نے اس کو اپنی کتاب کے اول میں تعلیقاً بیان کیا اور فرمایا: انہوں نے (میمون نے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہم لوگوں کو ان کے مراتب کے مطابق جگہ دیں۔ حاکم ابوعبداللہ نے بھی اس حدیث کو اپنی کتاب ''معرفۃ علوم الحدیث'' میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

مرّ: از مرّاً و مِراً بمعنی صفرا کرنا، زمین پر پھیلانا۔

## شرح:

مسئلہ ۴۶۳: از ملک آسام ضلع گوہتی مرسلہ محمد طیب اللہ ۸ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سید وعالم ایسا ہے کہ تمام شہر کا استاد ہے اور فتوے وفرائض

359: سنن ابوداؤد، کتاب الادب، رقم الحدیث: 4842

وامامت عیدگاہ اور جنازہ وغیرہ کا کام اسی سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی ضیافت میں اکراماً یا امتیازاً ایک ہی دسترخوان پر ان کو برتن میں اور مہمان کو پتے میں کھلائیں تو شرعاً یہ درست ہے یا نادرست؟ بیّنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔)

الجواب: بلاشبہہ جائز ہے، علماء سادات کو رب العزت عزوجل نے اعزاز وامتیاز بخشا تو ان کا عام مسلمانوں سے زیادہ اکرام امر شرع کا امتثال اور صاحب حق کو اس کے حق کا ایفا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۳، ص ۷۲۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۳۶۰) وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، قَالَ: قَدِمَ عُیَیْنَۃُ بْنُ حِصْنٍ، فَنَزَلَ عَلٰی ابْنِ اَخِیْہِ الْحُرِّ بْنِ قَیْسٍ، وَکَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِیْنَ یُدْنِیْہِمْ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، وَکَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِہٖ، کُہُوْلًا کَانُوْا اَوْ شُبَّانًا، فَقَالَ عُیَیْنَۃُ لِابْنِ اَخِیْہِ: یَا ابْنَ اَخِیْ، لَکَ وَجْہٌ عِنْدَ ہٰذَا الْاَمِیْرِ، فَاسْتَاْذِنْ لِیْ عَلَیْہِ، فَاسْتَاْذَنَ لَہٗ، فَاَذِنَ لَہٗ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: ہِیْ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ، فَوَاللّٰہِ مَا تُعْطِیْنَا الْجَزْلَ، وَلَا تَحْکُمُ فِیْنَا بِالْعَدْلِ، فَغَضِبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حَتّٰی ہَمَّ اَنْ یُّوْقِعَ بِہٖ، فَقَالَ لَہُ الْحُرُّ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ، اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰہِلِیْنَ﴾ (الاعراف: ۱۹۹) وَاِنَّ ہٰذَا مِنَ الْجَاہِلِیْنَ۔ وَاللّٰہِ مَا جَاوَزَہَا عُمَرُ حِیْنَ تَلَاہَا علیہ، وَکَانَ وَقَّافًا عِنْدَ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ آئے اور اپنے بھتیجے حضرت حر بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس قیام فرمایا: حضرت حُر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قرب حاصل تھا۔ حفاظ قرآن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس اور آپ کی شوریٰ کے ارکان ہوتے تھے۔ خواہ وہ بوڑھے ہوتے یا جوان۔ حضرت عیینہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے سے کہا: اس امیر کے ہاں تمہارا کافی مقام ہے۔ مجھے بھی ان سے ملاقات کی اجازت لے دو۔ تو حضرت حُر رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے اجازت طلب کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی۔ جب وہ داخل ہوئے تو کہا: اے ابن خطاب! اللہ کی قسم! نہ تو تو ہمیں معقول عطیہ دیتا ہے اور نہ ہمارے درمیان عدل سے فیصلہ کرتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ غضب ناک ہوگئے۔ قریب تھا کہ اس پر ہاتھ اُٹھاتے کہ حضرت حُر نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ''معاف کردینے کا شیوہ اپناؤ' نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے درگزر کرو''۔ اور بلاشبہ یہ شخص جاہلوں میں سے ہے۔ جب انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذرا بھی تجاوز نہ کیا اور اللہ کی قسم! حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن مجید کے متعلق بہت زیادہ آگاہی رکھنے والے تھے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے سامنے سر تسلیم خم کردینے والے تھے۔

---

360: بخاری شریف، کتاب التفسیر، رقم الحدیث: 4642

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:12 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

الستر: پردہ لٹکانا۔

یدنیھم: از ادناءً بمعنیٰ تنگ زندگی گزارنا، قریب ہونا،

## شرح:

غصہ نفس کے اس جوش کا نام ہے جو دوسرے سے بدلہ لینے یا اسے دفع کرنے پر ابھارے۔ غصہ اچھا بھی ہے اور برا بھی، اللہ کے لیے غصہ اچھا ہے جیسے مجاہد غازی کو کفار پر یا کسی واعظ عالم کو فساق و فجار پر یا ماں باپ کو نافرمان اولاد پر آوے اور برا بھی ہوتا ہے جیسے وہ غصہ جو نفسانیت کے لیے کسی پر آوے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے جو غضب کا لفظ آتا ہے وہاں غضب کے معنی ہوتے ہیں ناراضی وقہر کیونکہ وہ نفس ونفسانیت سے پاک ہے۔ کبر کا معنی ہے عجب یعنی بڑائی اپنی ذات و صفات کو اچھا جاننا اس کے اظہار کا نام تکبر ہے، اس کا مقابل تواضع و انکسار ہے۔ تکبر اچھا بھی ہے اور برا بھی، مسلمان کا اپنے کو کفار سے اچھا جاننا اور انہیں حقیر سمجھنا کہ ان کی ہیبت ہمارے دل میں نہ آئے یہ اچھا تکبر ہے، مسلمان بھائی سے اپنے کو بڑا سمجھنا انہیں ذلیل وحقیر سمجھنا یہ برا ہے۔ نبی کے مقابلہ میں تکبر کفر ہے جیسے شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں تکبر کیا تو کافر ہوا، اللہ تعالیٰ کی صفت ہے متکبر وہاں اس کے معنی بہت بڑا، بہت ہی عالی واونچا۔

(۳۶۱) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: لقد کنت عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غُلَامًا، فَکُنْتُ اَحْفَظُ عَنْہُ، فَمَا یَمْنَعُنِیْ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا اَنَّ ھاھُنَا رِجَالًا ھُمْ اَسَنُّ مِنِّیْ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◄ ◄ حضرت ابوسعید سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بچہ تھا اور میں آپ سے احادیث یاد کیا کرتا تھا۔ آپ مجھے بات کرنے سے منع نہ فرماتے تھے مگر اس وقت جب کہ مجھ سے عمر میں بڑے لوگ آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے۔ (متفق علیہ)

(۳۶۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَا اَکْرَمَ شَابٌّ شَیْخًا لِسِنِّہٖ اِلَّا قَیَّضَ اللّٰہُ لَہٗ مَنْ یُکْرِمُہٗ عِنْدَ سِنِّہٖ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ" ۔

---

361: مسلم شریف، کتاب الجنائز، رقم الحدیث:964

362: ترمذی، البر والصلہ، رقم الحدیث:2022

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو نوجوان کسی بوڑھے کی عزت اس کی عمر کی وجہ سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک ایسا شخص مقدر فرما دیتا ہے جو اس کے بڑھاپے کی عمر میں اس کی عزت کرے گا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

قیض: بمعنی کسی کو کسی کے پاس لانا۔

## شرح:

یعنی جو شخص بوڑھے مسلمان کا صرف اس لیے احترام کرے کہ اس کی عمر زیادہ ہے، اس کی عبادات مجھ سے زیادہ ہیں، یہ مجھ سے پرانے اسلام والا ہے تو ان شاء اللہ دنیا میں وہ دیکھ لے گا کہ اس کے بڑھاپے کے وقت لوگ اس کا احترام کریں گے۔ اس وعدے میں فرمایا گیا کہ ایسا آدمی دراز عمر بھی پائے گا دنیا میں مال، عیش، عزت بھی اسے ملے گی آخرت کا اجر اس کے علاوہ ہے۔ خود اس حدیث کے راوی حضرت انس نے حضور کی دس سال خدمت کی دیکھ لو کہ ان کی عمر ایک سو تین سال ہوئی ان کی زندگی میں ان کی اولاد کی تعداد ایک سو ہوئی یعنی اولاد اور اولاد کی اولاد ایک مخلوق نے ان سے احادیث روایت کیں، جہاں پہنچ جاتے تھے لوگ ان کی زیارت کے لیے جمع ہو جاتے تھے۔) مرقات (یہ ہے اس حدیث کا ظہور اور اس وعدہ نبوی کی جیتی جاگتی تصویر و تفسیر۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۸۰۱)

# ۴۵-بَابُ زِیَارَۃِ اَھْلِ الْخَیْرِ وَمَجَالَسَتِھِمْ وَصُحْبَتِھِمْ وَمَحَبَّتِھِمْ وَطَلَبِ زِیَارَتِھِمْ وَالدُّعَاءِ مِنْھُمْ وَزِیَارَۃِ الْمَوَاضِعِ الْفَاضِلَۃِ

## اچھے لوگوں کی زیارت کرنے ان کی مجلس اور صحبت اختیار کرنے اور ان سے محبت کرنے اور ان کی زیارت کی خواہش رکھنے اور ان سے دعا کرانے اور فضیلت والے مقامات کی زیارت کے متعلق بیان

**زیارت کا لغوی معنی:** کسی متبرک مقام، چیز یا آدمی کا دیکھنا، حج، مقدس مقام کا نظارہ کرنا، کسی بزرگ کا مقبرہ، آستانہ، پرستش گاہ، درگاہ، سلام، (فیروز اللغات)

صوفیانِ کرام علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ: زیارت بزرگاں کفارۂ گناہ، کہ بزرگوں کی زیارت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

امام نووی علیہ الرحمۃ نے یہاں پر باب میں فضیلت والے مقامات کی زیارت کا ذکر فرما کر یہ واضح فرما دیا کہ آپ کے نزدیک حاضری روضہ رسول ﷺ بھی ایک پسندیدہ کام ہے اور اس نیت سے سفر کرنا بھی جائز و مشروع ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا: میں نہ باز رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملتے ہیں یا قرنوں (مدتوں تک) چلا جاؤں۔

اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝﴾ (الکھف:66)،

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک: اس سے موسیٰ نے کہا: کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئی ۝

تشریح:

یہاں اس گفتگو کا ذکر ہو رہا ہے جو موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے درمیان ہوئی تھی۔ خضر اس علم کے ساتھ مخصوص کئے گئے تھے جو موسیٰ علیہ السلام کو نہ تھا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ علم تھا جو خضر کے پاس نہ تھا۔ پس موسیٰ علیہ السلام ادب سے اور اس لیے کہ خضر کو مہربان کر لیں، ان سے سوال کرتے ہیں۔ شاگرد کو اسی طرح ادب کے ساتھ اپنے استاد سے دریافت کرنا چاہیئے، پوچھتے ہیں کہ اگر اجازت ہو تو میں آپ کے ساتھ رہوں، آپ کی خدمت کرتا رہوں اور آپ سے علم حاصل کروں جس سے مجھے نفع پہنچے اور میرے عمل نیک ہو جائیں۔ خضر علیہ السلام اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ تم میرا ساتھ نہیں نبھا سکتے، میرے کام آپ کو اپنے علم کے خلاف نظر آئیں گے۔ میرا علم آپ کو نہیں اور آپ کو جو علم ہے، وہ اللہ نے مجھے نہیں سکھایا، پس میں اپنی ایک الگ خدمت پر مقرر ہوں اور آپ الگ خدمت پر۔ ناممکن ہے کہ آپ اپنی معلومات کے خلاف میرے افعال دیکھیں اور پھر صبر کر سکیں۔ اور واقعہ میں آپ اس حال میں معذور بھی ہیں۔ کیونکہ باطنی حکمت اور مصلحت آپ کو معلوم نہیں اور مجھے اللہ تعالیٰ ان پر مطلع فرما دیا کرتا ہے۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ جو کچھ کریں گے، میں اسے صبر سے برداشت کرتا رہوں گا، کسی بات میں آپ کے خلاف نہ کروں گا۔

پھر خضر نے ایک شرط پیش کی کہ اچھا کسی چیز کے بارے میں تم مجھ سے سوال نہ کرنا، میں جو کہوں وہ سن لینا، تم اپنی

طرف سے کسی سوال کی ابتداء نہ کرنا۔ ابن جریر رحمہ اللہ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ رب العالمین عز وجل سے سوال کیا کہ تجھے اپنے بندوں میں سے زیادہ پیارا کون ہے؟ جواب ملا کہ جو ہر وقت میری یاد میں رہے اور مجھے نہ بھلائے۔ پوچھا کہ تمام بندوں میں سے سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا کون ہے؟ فرمایا جوحق کے ساتھ فیصلے کرے اور خواہش کے پیچھے نہ پڑے۔ دریافت کیا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ فرمایا وہ عالم جو زیادہ علم کی جستجو میں رہے، ہر ایک سے سیکھتا رہے کہ ممکن ہے کوئی ہدایت کا کلمہ مل جائے اور ممکن ہے کوئی بات گمراہی سے نکلنے کی ہاتھ لگ جائے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پھر دریافت کیا کہ کیا زمین میں تیرا کوئی بندہ مجھ سے بھی زیادہ عالم ہے؟ فرمایا ہاں، پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا خضر علیہ السلام۔ فرمایا میں اسے کہاں تلاش کروں؟ فرمایا دریا کے کنارے پتھر کے پاس جہاں سے مچھلی بھاگ کھڑی ہو۔ پس موسیٰ علیہ السلام ان کی جستجو میں چلے۔ پھر وہ ہوا جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ اسی پتھر کے پاس دونوں کی ملاقات ہوئی۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ سمندروں کے ملاپ کی جگہ جہاں سے زیادہ پانی کہیں بھی نہیں، چڑیا نے چونچ میں پانی لیا تھا۔

دونوں میں جب شرط طے ہوگئی کہ تو سوال نہ کرنا جب تک میں خود ہی اس کی حکمت تجھ پر ظاہر نہ کروں تو دونوں ایک ساتھ چلے۔ جب کشتی چلی اور بیچ سمندر میں پہنچی تو خضر علیہ السلام نے ایک تختہ اکھیڑ ڈالا پھر اسے اوپر سے ہی جوڑ دیا۔ یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام سے صبر نہ ہو سکا، شرط کو بھول گئے اور جھٹ سے کہنے لگے کہ یہ کیا بات ہے؟ یہ سن کر خضر علیہ السلام نے انہیں ان کا وعدہ یاد دلایا کہ تم نے اپنی شرط کا خلاف کیا۔ میں تو تم سے پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ تمہیں ان باتوں کا علم نہیں، تم خاموش رہنا، مجھ سے نہ کچھ کہنا نہ سوال کرنا۔ ان کاموں کی مصلحت وحکمت اللہ مجھے معلوم کراتا ہے اور تم سے یہ چیزیں مخفی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے معذرت کی کہ اس لغزش کو معاف کرو اور مجھ پر سختی نہ کرو، پہلے جو لمبی حدیث مفصل واقعہ کی بیان ہوئی ہے

(عمادالدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

## آیت نمبر:2

**وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ﴾** (الکہف:28)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح وشام اپنے ربّ کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں۔

**(۳۶۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ**

363: مسلم شریف، کتاب فضائل صحابہ، رقم الحدیث:2454

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: انْطَلِقْ بِنَا اِلٰی اُمِّ اَیْمَنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا نَزُوْرُھَا کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَزُوْرُھَا، فَلَمَّا انْتَھَیَا اِلَیْھَا، بَکَتْ، فَقَالَا لَھَا: مَا یُبْکِیْكِ؟ اَمَا تَعْلَمِیْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: مَا اَبْکِی اَنْ لَّا اَکُوْنَ اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی خَیْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَلٰکِنْ اَبْکِیْ اَنَّ الْوَحْیَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ، فَھَیَّجَتْھُمَا عَلَی الْبُکَاءِ، فَجَعَلَا یَبْکِیَانِ مَعَھَا .

رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

◄ ◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: چلو حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس چلیں اوران کی زیارت کریں جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملاقات فرمایا کرتے تھے۔ پس جب وہ ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ انہوں نے کہا: کیوں روتی ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہتر ہے تو انہوں نے کہا: میں اس لئے نہیں رو رہی۔ یہ مجھے معلوم ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہتر ہے بلکہ میں تو اس لئے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی کا نزول منقطع ہو گیا ہے۔ سو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان دونوں حضرات کو بھی رونے پر مجبور کر دیا اور وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**فھیّجتھما:** از ، تھییجاً بمعنی برانگیختہ کرنا، اٹھانا، جوش وحرکت میں آنا،

## شرح:

جناب ام ایمن کا نام شریف برکت ہے حبشہ کی تھیں، حضرت عبداللہ یعنی حضور کے والد ماجد کی لونڈی تھیں، حضور کی پرورش انہوں نے بھی کی ہے، حضور انور نے آپ کا نکاح حضرت زید ابن حارثہ سے کردیا تھا، انہیں کے بطن شریف سے حضرت اسامہ ابن زید پیدا ہوئے، آپ جہادوں میں جاتیں تھیں زخمیوں کی مرہم پٹی غازیوں کی خدمت کرتی تھیں، حضرت عمر فاروق کی وفات سے بیس دن بعد آپ کی وفات ہوئی، حضرت زید ابن حارثہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے غلام بن گئے تھے ،حضور انور نے جناب خدیجہ سے انہیں مانگ لیا اور آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا۔ (مرقات)

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام ایمن کی ملاقات کے لیے ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے چلو ہم بھی

اس سنت پرعمل کریں ام ایمن کی زیارت کریں۔معلوم ہوا کہ بزرگوں کی وفات کے بعدان کے معمولات قائم رکھنا،ان کے دوستوں سے محبت کرنا، بلکہ جن کی وہ حضرات ملاقات کرتے ہوں ان سے ملاقات کے لیے جانا سنتِ صحابہ ہے۔

مشکوۃ کے عام نسخوں میں فلما انتھینا ہے جمع متکلم سے تو اس میں حضرت انس بھی شامل ہیں یعنی حضرت انس کہتے ہیں کہ جب ہم تینوں یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ام ایمن کے پاس پہنچے۔بعض نسخوں میں ہے۔فلما انتھیا تثنیہ مذکر غائب ہے یعنی جب وہ دونوں صدیق و فاروق ام ایمن کے پاس پہنچے بہرحال ان بزرگوں کو دیکھ کرام ایمن کوحضور صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے کیونکہ یہ دونوں حضرات حضور کے ساتھی اور خاص محبوب دوست تھے۔بعد وفات مرحوم کی چیزیں،اس کی اولاد،اس کے دوست دیکھ کرمرحوم یاد آتا ہے اورلوگ رونے لگتے ہیں یہ رونا ایسا ہی تھا۔

یعنی جہاں حضوراب ہیں وہ جگہ دنیا سے بہتر ہے کہ یہاں تکالیف تھیں وہاں آرام وراحت ہے،وہاں ہر وقت اپنے رب سے قرب خاص حاصل ہے پھرتم اتنی بےقرار ہوکرروتی کیوں ہو۔

یعنی میرا رونا اپنی محرومی پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے ہم اللہ کی بہت نعمتوں سے محروم ہو گئے، آیاتِ قرآنیہ کا آنا بند ہوگیا،احادیث نبویہ کا سلسلہ ختم ہوگیا،مسلمانوں کا صحابی بننا ختم ہوگیا،حضور سب کچھ ہم کو دے گئے مگر یہ چیزیں اپنے ساتھ لے گئے۔

حیف درچشم زدن صحبت یار آخر شد  روئے گل سیر نہ دیدیم بہار آخر شد

اب حضرت جبریل کیوں آئیں گے اورکہاں آئیں گے۔

یعنی یہ سن کرحضرت صدیق وفاروق اعظم بھی پھوٹ پھوٹ کررونے لگے یہ رونا تو امت کو قیامت تک رہے گا کہ کیسے دیکھ کرصحابی بنیں گے،کس کے منہ سے آیات واحادیث کے پھول جھڑتے ہوئے دیکھیں،حضرت بلال یہ ہی سوچ کرمدینہ چھوڑ کر دمشق چلے گئے کہ اب میں کس کی طرف اشارہ کرکے اذان کہا کروں گا۔حالت یہ ہوگئی تھی کہ۔

قافلہ سالار سفر کر گیا  قافلہ کو زیر وزبر کر گیا

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح ،ازحکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ، ج ۷،ص ۲۱۲)

(۳۶۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَّـهُ فِیْ قَرْیَةٍ اُخْرٰی، فَاَرْصَدَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا، فَلَمَّا اَتٰی عَلَیْهِ، قَالَ: اَیْنَ تُرِیْدُ؟ قَالَ: اُرِیْـدُ اَخًا لِّیْ فِیْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ ۔ قَالَ: هَلْ لَّكَ عَلَیْهِ مِنْ نِّعْمَةٍ تَرُبُّهَا عَلَیْهِ؟ قَالَ: لَا، غَیْرَ اَنِّیْ اَحْبَبْتُهٗ فِی اللّٰهِ تَعَالٰی، قَالَ: فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِیْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ یُقَالُ: "اَرْصَدَهٗ" لِكَذَا: اِذَا وَكَّلَهٗ بِحِفْظِهٖ، وَ"الْمَدْرَجَةُ" بِفَتْحِ الْمِیْمِ

364: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2567

وَالرَّاءِ: الطَّرِيْقُ، وَمَعْنٰى (تَرُبُّهَا): تَقُوْمُ بِهَا، وَتَسْعَى فِيْ صَلَاحِهَا .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کسی دوسرے گاؤں میں اپنے بھائی کو ملنے کے لئے گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کے لیے اس کے راستے پر ایک فرشتہ متعین فرمادیا۔ جب وہ اس (فرشتے) کے پاس آیا تو اس نے کہا: کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا: میں اس گاؤں میں اپنے بھائی سے ملاقات کے لئے فرشتے نے پوچھا: کیا اس پر تیرا کوئی احسان ہے جس کی تو نگہبانی کر رہا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! بلکہ میں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اس سے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس خوشخبری کے ساتھ تیری طرف بھیجا گیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے اسی طرح محبت رکھتا ہے جس طرح تو نے اللہ تعالیٰ کے واسطے اس سے محبت کی۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

جب کسی کو کسی کی حفاظت پر مقرر کیا جائے تو کہا جاتا ہے: ارصده لکذا .

المدرجة: میم اور راء دونوں پر زبر ہے۔ اس کا معنی ہے راستہ۔

تربها: تو اس کا خیال رکھے، اس کی بہتری کے لئے کوشش کرے۔

## شرح:

یعنی اس سے میری محبت اس لیے ہے کہ وہ اللہ کا نیک بندہ ہے اور نیک بندوں کی محبت سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے بخشے ہوؤں کی ملاقات کرو کہ تم بھی بخشے جاؤ۔

اُٹھ جاگ فرید استیا توں خلقت ویکھن جا    مت کوئی بخشیا مل پوے توں بھی بخشیا جا

یعنی تیرا یہ عمل بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو گیا اور تیرا مقصد حاصل ہو گیا۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اللہ کے واسطے کسی سے محبت کرنا بہترین نیکی ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ ہے۔ تیسرے یہ کہ صالحین کی ملاقات ان کی زیارت کے لیے جانا بہت افضل ہے۔ چوتھے یہ کہ عام انسان فرشتہ کو شکل انسانی میں دیکھ سکتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کبھی حضرات اولیاء اللہ کے پاس فرشتہ کے ذریعہ پیغام بھیجتا ہے یہ درجہ الہام سے اوپر ہے۔) مرقات (مگر یہ پیغام وحی نہیں کہ وحی حضرات انبیاء کے سواء کسی کو نہیں ہوتی۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۶، ص۸۳۵)

(۳۶۵) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ عَادَ مَرِيْضًا اَوْ زَارَ اَخًا لَّهٗ فِي اللّٰهِ، نَادَاهُ مُنَادٍ: بِاَنْ طِبْتَ، وَطَابَ مَمْشَاكَ، وَتَبَوَّاْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"، وَفِيْ بَعْضِ النُّسَخِ: "غَرِيْبٌ".

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جوشخص اللہ کی رضا کے لئے کسی مریض کی بیمار پرسی کرتا ہے یا اپنے بھائی سے ملاقات کرتا ہے۔ اسے ندا دینے والا ندا دیتا ہے تو خوش رہے، تیرا چلنا خوش آئند ثابت ہو'اور جنت میں تجھے ٹھہرنے کی جگہ میسر آئے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے' اور بعض نسخوں میں اسے غریب کہا گیا ہے۔

(۳۶۶) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَجَلِيْسِ السُّوْءِ، كَحَامِلِ الْمِسْكِ، وَنَافِخِ الْكِيْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ: اِمَّا اَنْ يُّحْذِيَكَ، وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً، وَّنَافِخُ الْكِيْرِ: اِمَّا اَنْ يُّحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا مُّنْتِنَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

يُحْذِيْكَ: يُعْطِيْكَ.

◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نیک اور بدہم مجلس کی مثال اسی طرح ہے جیسے کستوری والا اور بھٹی پھونکنے والا۔ پس کستوری رکھنے والا یا تو تجھے کستوری تحفہ دے دے گا' یا تو اس سے کستوری خرید ے گا' اور یا پھر کم از کم اس (کے پاس بیٹھنے) سے تجھے عمدہ خوشبو سونگھنے کو ملے گی' اور بھٹی پھونکنے والا یا تو تیرے کپڑوں کو جلا دے گا' اور یا (کم از کم) تجھے اس (کے پاس بیٹھنے) سے بدبو سونگھنا پڑے گی۔

(متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**یحذیك:** تجھے ہدیہ یا تحفہ دے۔

## شرح:

صوفیاء کرام کے نزدیک ساری عبادات سے افضل صحبت نیک ہے آج مسلمان نمازی، غازی، حاجی، قاضی بنتے

365: ترمذی شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2008

366: بخاری شریف، کتاب الذبائح، رقم الحدیث: 5543

رہتے ہیں مگر صحابی نہیں بنتے کہ صحابی صحبت نبی سے بنتے تھے وہ صحبت اب کہاں نصیب۔ حضور سب کچھ دے گئے مگر صحبت ساتھ ہی لے گئے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۶ص۸۳۵")

(۳۶۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَلِجَمَالِهَا، وَلِدِيْنِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَمَعْنَاهُ: اَنَّ النَّاسَ يَقْصِدُوْنَ فِی الْعَادَةِ مِنَ الْمَرْاَةِ هٰذِهِ الْخِصَالَ الْاَرْبَعَ، فَاحْرِصْ اَنْتَ عَلٰی ذَاتِ الدِّيْنِ، وَاظْفَرْ بِهَا، وَاحْرِصْ عَلٰی صُحْبَتِهَا .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: عورت کے ساتھ چار وجوہات کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے، یا اس کے حسب کی وجہ سے، یا اس کے حسن کی وجہ سے یا اس کے دین کی وجہ سے۔

تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔۔۔۔۔ تو ایسی عورت پر کامیابی حاصل کر جو دیندار ہو" (متفق علیہ)

اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ عادتاً عورت میں یہ چار خصلتیں تلاش کرتے ہیں' تو دیندار عورت کی خواہش کر، اور اس پر کامیابی حاصل کر اور اس کی صحبت کا طلب گار رہ۔

(۳۶۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيْلَ: "مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا؟" فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ﴾ (مریم: 64) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل سے فرمایا: تم جتنی دفعہ ہمارے پاس آئے ہو اس سے زیادہ مرتبہ کیوں نہیں آتے؟ تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: "ہم نہیں اترتے مگر تیرے ربّ کے حکم سے اسی کا ہے جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے" (بخاری)

---

367: مسلم شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث: 3530، بخاری شریف، رقم الحدیث: 4802، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 2047، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 1086، نسائی شریف، رقم الحدیث: 3230، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 1858، دارمی، رقم الحدیث: 2170، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 9517، ابن حبان، رقم الحدیث: 4036، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 2680

368: بخاری شریف، کتاب التفسیر، رقم الحدیث: 4731

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:12 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

تزورنا: از زیارۃً، بمعنی ملاقات کے لیے جانا،

## شرح:

صوفیاء کرام کے نزدیک ساری عبادات سے افضل صحبت نیک ہے آج مسلمان نمازی، غازی، حاجی، قاضی بنتے رہتے ہیں مگر صحابی نہیں بنتے کہ صحابی صحبت نبی سے بنتے تھے وہ صحبت اب کہاں نصیب۔ حضور سب کچھ دے گئے مگر صحبت ساتھ ہی لے گئے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۶، ص۸۳۵)

(۳۶۹) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا، وَّلَا یَاْکُلْ طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ" . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ بِاِسْنَادٍ لَا بَاْسَ بِهٖ .

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''تو مومن کے علاوہ کسی کی صحبت اختیار نہ کر اور پرہیز گار کے علاوہ کوئی تیرا کھانا نہ کھائے''

ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۷۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلرَّجُلُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ، فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ، وَّقَالَ التِّرْمِذِیُّ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" .

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے آدمی کو دیکھنا چاہیے کہ اس کی دوستی کس کے ساتھ ہے۔ اسے ابوداؤد اور ترمذی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

(۳۷۱) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

---

369: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:4832

370: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:4833

371: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث:

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: قِیْلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلرَّجُلُ یُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا یَلْحَقْ بِھِمْ؟ قَالَ: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ".

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی کہ ایک شخص ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن وہ ان سے ملاقات نہیں کرسکا۔ فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

احب: از حباً، بمعنی محبت کرنا، رغبت کرنا۔

## شرح:

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا حضور انور کے پاس کچھ لوگ تھے تو آپ کے پاس والوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ میں اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اسے بتادیا ہے عرض کیا نہیں فرمایا اس کے پاس جاؤ اسے بتادو چنانچہ وہ شخص اسکے پاس گیا اسے یہ خبر دی وہ بولا کہ تجھ سے وہ محبت کرے جس کی راہ میں تو نے مجھ سے محبت کی ہے راوی فرماتے ہیں کہ پھر واپس ہوا تو اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو اس نے حضور کو خبر دی جو اس نے کہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے اور تیرے لیے وہ ہے جو تم نے طلب اجر کیا (بیہقی شعب الایمان) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ انسان اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے اور اس کے لیے وہ ہے جو کمائے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۶، ص۸۴۵")

(۳۷۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ اَعْرَابِیًّا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَتَی السَّاعَۃُ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَا اَعْدَدْتَّ لَھَا؟" قَالَ: حُبَّ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ، قَالَ: "اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ، وَھٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

---

372: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ: 6584، بخاری شریف، رقم الحدیث: 5816، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5126، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2386، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 12646، ابن حبان، رقم الحدیث: 556، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 1796، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 2888، طبرانی، رقم الحدیث: 2519

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا: مَا اَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيْرِ صَوْمٍ، وَّلاَ صَلاَةٍ، وَّلاَ صَدَقَةٍ، وَّلٰكِنِّىْ اُحِبُّ اللّٰه وَرَسُوْلَهٗ ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔ فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے۔ یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں۔

اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے: میں نے آخرت کے لئے نماز، روزوں اور صدقات کی کثرت کے لحاظ سے تو کوئی تیاری نہیں کر رکھی۔ البتہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اَعْدَدْتُ: از ، عداً، بمعنی، شمار کرنا، گننا۔

## شرح:

اس حدیث کی شرح ماقبل حدیث کے تحت ہو چکی ہے۔

(۳۷۳) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَيْفَ تَقُوْلُ فِىْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَّلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن ان کے ساتھ مل نہیں سکا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۳۷۴) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلنَّاسُ مَعَادِنٌ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، خِيَارُهُمْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِى الْاِسْلاَمِ اِذَا فَقِهُوْا، وَالْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى

373: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 6169

374: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ: 6582، بخاری شریف، رقم الحدیث: 3158، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 4834، سند امام احمد، رقم الحدیث: 7922، ابن حبان، رقم الحدیث: 6168، ابویعلی، رقم الحدیث: 4381، طبرانی، رقم الحدیث: 61969

اَلْبُخَارِیُّ

قَوْلُهٗ: "اَلْاَرْوَاحُ ..." اِلخ مِنْ رِّوَایَةِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: لوگ کانیں ہیں جیسے سونے اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں' جوان میں سے زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ انہیں دین کا علم حاصل ہو' اور روحیں مجتمع لشکر ہیں جو ایک دوسرے کو پہچان لیں وہ مانوس ہو جاتی ہیں' اور جو ایک دوسرے کو پہچان نہ سکیں وہ مخالف ہو جاتی ہیں۔ (مسلم)

اور بخاری نے ''الارواح'' سے آخر تک حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

فقهوا: از، فقهًا، بمعنی سمجھنا، حاصل کرنا، علم فقہ سیکھنا۔

## شرح:

یعنی صورت میں تمام انسان یکساں مگر سیرت، اخلاق اور صفات میں مختلف جیسے ظاہری زمین یکساں اس میں کانیں مختلف، نیک سے نیکی ظاہر ہو گی اور بد سے بدی۔ یعنی جو زمانہ کفر میں عمدہ اخلاق، بہترین صفات کی وجہ سے اپنے قبیلوں کے سردار تھے جب وہ مسلمان ہو کر علم سیکھ لیں تو مسلمانوں میں سردار ہی رہیں گے، اسلام سے عزت بڑھتی ہے گھٹتی نہیں۔ وہ لوگ اسلام سے پہلے کیچڑ میں لتھڑے ہوئے لعل تھے۔ مسلمان ہو کر عالم بنے، دھل کر صاف ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نومسلموں کو حقیر جاننا بہت برا ہے۔ اور کفار کا سردار مسلمان ہو کر مسلمانوں کا سردار ہی رہے گا اسے گرایا نہ جائے گا۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، ص ۱۶۹)

(۳۷۵) وَعَنْ اُسَیْرِ بْنِ عَمْرٍو، وَیُقَالُ: ابْنُ جَابِرٍ وَّهُوَ - بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ السِّیْنِ الْمُهْمَلَةِ - قَالَ: کَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا اَتٰی عَلَیْهِ اَمْدَادُ اَهْلِ الْیَمَنِ سَاَلَهُمْ: اَفِیْکُمْ اُوَیْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ حَتّٰی اَتٰی عَلٰی اُوَیْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ لَهٗ: اَنْتَ اُوَیْسُ ابْنُ عَامِرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مِنْ مُّرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ ۔ قَالَ: فَکَانَ بِكَ بَرَصٌ، فَبَرَاْتَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ ۔ قَالَ: لَكَ وَالِدَةٌ؟ قَالَ: نَعَمْ ۔ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "یَاْتِیْ عَلَیْکُمْ اُوَیْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادِ اَهْلِ الْیَمَنِ مِنْ مُّرَادٍ، ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ کَانَ بِهٖ بَرَصٌ، فَبَرَاَ مِنْهُ

375: مسلم شریف، کتاب فضائل صحابہ، رقم الحدیث: 6367

اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ، لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ، فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ" فَاسْتَغْفِرْ لِيْ فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ، فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: الْكُوْفَةَ، قَالَ: اَلَا اَكْتُبُ لَكَ اِلٰى عَامِلِهَا؟ قَالَ: اَكُوْنُ فِيْ غَبْرَاءِ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيَّ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِهِمْ، فَوَافَقَ عُمَرَ، فَسَاَلَهٗ عَنْ اُوَيْسٍ، فَقَالَ: تَرَكْتُهٗ رَثَّ الْبَيْتِ قَلِيْلَ الْمَتَاعِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادٍ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُّرَادٍ، ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ، كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَاَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ، لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ، فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ، فَافْعَلْ" فَاَتٰى اُوَيْسًا، فَقَالَ: اسْتَغْفِرْ لِيْ. قَالَ: اَنْتَ اَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ، فَاسْتَغْفِرْ لِيْ. قَالَ: لَقِيْتَ عُمَرَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ، فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ، فَانْطَلَقَ عَلٰى وَجْهِهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَيْضًا عَنْ اُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ اَهْلَ الْكُوْفَةِ وَفَدُوْا عَلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَفِيْهِمْ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِاُوَيْسٍ، فَقَالَ عُمَرُ: هَلْ هَاهُنَا اَحَدٌ مِّنَ الْقَرَنِيِّيْنَ؟ فَجَآءَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ، فَقَالَ عُمَرُ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: "اِنَّ رَجُلًا يَّاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ: اُوَيْسٌ، لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَّهٗ، قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ تَعَالٰى، فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ، فَمَنْ لَّقِيَهٗ مِنْكُمْ، فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ".

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ: عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ:

"اِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ: اُوَيْسٌ، وَّلَهٗ وَالِدَةٌ وَّكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ، فَمُرُوْهُ، فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ".

قَوْلُهٗ: "غَبْرَاءِ النَّاسِ" بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ، وَاِسْكَانِ الْبَاءِ وَبِالْمَدِّ: وَهُمْ فُقَرَاؤُهُمْ وَصَعَالِيْكُهُمْ وَمَنْ لَّا يُعْرَفُ عَيْنُهٗ مِنْ اَخْلَاطِهِمْ "وَالْاَمْدَادُ" جَمْعُ مَدَدٍ: وَهُمُ الْاَعْوَانُ وَالنَّاصِرُوْنَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُمِدُّوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْجِهَادِ.

◀ ◀ حضرت اسیر ابن عمرو اور بقول بعض حضرت ابن جابر اسیر ہمزہ پر پیش اور سین مہملہ پر زبر ہے سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب یمن سے امدادی جماعتیں آتیں تو آپ ان سے پوچھتے: کیا تمہارے درمیان اویس بن عامر ہے؟ حتیٰ کہ آپ حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو ان سے فرمایا: کیا آپ قبیلہ مراد کی شاخ قرن سے ہیں؟ عرض کی: جی ہاں! فرمایا: کیا تم برص کی بیماری میں مبتلا تھے' اور اس سے تمہیں شفاء حاصل ہوگئی سوائے درہم کے برابر جگہ کے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! فرمایا: کیا تمہاری والدہ زندہ ہیں؟

انہوں نے عرض کی: جی ہاں! فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: تمہارے پاس یمن کی امدادی جماعتوں میں قبیلہ مراد کی شاخ قرن کا ایک شخص اویس بن عامر آئے گا۔ اسے برص کی تکلیف تھی۔ جس سے وہ شفایاب ہوگیا سوائے درہم کی برابر جگہ کے۔ اس کی ماں ہے جس کے ساتھ وہ بہت اچھا سلوک کرتا ہے۔ اگر وہ (حضرت اویس) اللہ تعالیٰ پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو ضرور پورا فرمائے گا اگر یہ ممکن ہو کہ وہ تمہارے لئے مغفرت طلب کریں تو ضرور ان سے استغفار کراؤ۔ اس لئے تم میرے لئے استغفار کرو۔ تو انہوں نے ان کے لئے استغفار کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: آپ کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں: عرض کی: کوفہ۔ فرمایا: کیا تم کو کوفہ کے عامل کے نام خط نہ لکھ دوں؟ عرض کی: مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں عوام الناس میں غیر مانوس رہوں۔ اس سے اگلے سال ان کے قبیلہ مراد کے ایک باحیثیت آدمی نے حج کیا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا تو آپ نے اس سے حضرت اویس کے متعلق پوچھا۔ اس نے عرض کی: میں اسے تنگدستی اور غربت کی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تمہارے پاس یمن کی امدادی جماعتوں میں قبیلہ مراد کی شاخ قرن کا ایک شخص اویس بن عامر آئے گا اسے برص کی تکلیف تھی جس سے وہ شفایاب ہوگیا سوائے درہم کے برابر جگہ کے۔ اس کی والدہ ہے جس کا وہ بڑا خدمت گزار ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی قسم کو پورا فرمادے۔ اگر یہ ممکن ہو کہ وہ تمہارے لئے استغفار کرے تو ضرور اس سے استغفار کراؤ سو وہ شخص حضرت اویس کے پاس گیا اور کہا: میرے لئے استغفار کرو۔ انہوں نے فرمایا: تم ابھی ابھی نیک سفر سے واپس آئے ہو اس لئے تم میرے لئے دعائے مغفرت کرو۔ پھر انہوں نے پوچھا کیا تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے ہو؟ کہا: ہاں۔ تو انہوں نے آپ کے لئے دعائے مغفرت کی۔ پس لوگوں کو آپ کی شان کا علم ہوگیا تو آپ کا جس طرف جی آیا روانہ ہوگئے۔

(مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں حضرت اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل کوفہ کا ایک وفد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ ان میں ایک شخص تھا جو حضرت اویس کا تمسخر اڑایا کرتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہاں قبیلہ قرن کا کوئی آدمی ہے؟ تو وہ شخص (جو حضرت اویس کا تمسخر اڑایا کرتا تھا) حاضر ہوا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک یمن سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا جس کا نام اویس ہے یمن میں اس کا اپنی والدہ کے علاوہ کوئی نہیں ہوگا۔ اسے برص کا مرض تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا مرض ختم کر دیا، سوائے درہم یا دینار کے برابر جگہ کے۔ تم میں سے جو شخص اس سے ملے تو اسے چاہیے کہ وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے۔

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: تابعین میں سے بہترین اویس نامی ایک آدمی تھا۔ اس کی والدہ ہے اور اسے برص کا مرض تھا اسے کہو کہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے۔

## تعارفِ راوی:

اُسیر ابن عمرو بن قیس آپ کی کنیت ابوسلیط ہے بدری ہیں۔بعض نے کہاان کا نام اُسید ہےاور بعض کا قو ہے کہ کہ ان کا نام انس ہے،(واللہ اعلم)(الاصابہ فی تمیز الصحابہ،حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ،جلد 7،باب الکنٰی حرف السین،ص۱۸۲)

## حلِ لغات:

غبــراء الـنـاس: غین معجمہ پر زبر باء ساکن اور آخر میں مد ہے۔غریب اور فقیر لوگ جن کو معاشرہ میں کوئی خصوصی پہچان حاصل نہ ہو۔

امداد: مدد کی جمع ہے۔جماعتی اور مددگار جو جہاد میں مسلمانوں کی مدد کیا کرتے تھے۔

## شرح:سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا تعارف وفضائل:

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے خاندان والوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو مجنون سمجھا ہوا تھا،اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے لئے اپنے گھروں کے قریب کمرہ بنایا ہوا تھا۔دودوسال گزر جاتے لیکن گھر والے آپ کی طرف توجہ نہ دیتے،نہ ہی آپ کی خبر گیری کرتے۔آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنی گزر بسر اس طرح کرتے کہ کھجور کی گٹھلیاں چنتے،شام کو انہیں بیچتے اور ان کے بدلے جو رَدِی کھجوریں وغیرہ ملتیں انہیں افطاری کے لئے رکھ لیتے (اور انہیں کھا کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے)

جب حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ خلیفہ بنے،تو ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے حج کے اجتماع میں فرمایا:"اے لوگو! کھڑے ہو جاؤ۔" حکم پاتے ہی تمام لوگ کھڑے ہو گئے۔پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"قبیلہ مُراد کے لوگوں کے علاوہ سب بیٹھ جائیں۔(چند لوگوں کے علاوہ) سب بیٹھ گئے۔پھر فرمایا:"تم میں سے "قبیلہ قرن" کے لوگ کھڑے رہیں باقی سب بیٹھ جائیں۔"ایک شخص کے علاوہ سب بیٹھ گئے،یہ کھڑا ہونے والا شخص حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا چچا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان سے پوچھا:"کیا آپ "قبیلہ قرن" کے رہنے والے ہیں؟" انہوں نے عرض کی:"جی ہاں! میں "قرن" ہی کا رہنے والا ہوں۔" پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا:"کیا آپ اویس قرنی کو جانتے ہیں؟"اس نے جواب دیا:"حضور! آپ رضی اللہ عنہ جس اویس (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کے متعلق سوال کر رہے ہیں وہ تو ہمارے ہاں احمق مشہور ہے،وہ اس لائق کہاں کہ آپ رضی اللہ عنہ اس کے متعلق استفسار فرمائیں،وہ تو پاگل و مجنون ہے۔"

یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ رونے لگے،اور فرمایا:"میں اُس پر نہیں بلکہ تم پر رو رہا ہوں،میں نے نور کے پیکر،تمام

نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "اللہ عزوجل اُویس قرنی کی شفاعت سے "قبیلہ ربیعہ" اور "قبیلہ مضر" کے برابر لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔"

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الزھد، باب صفۃ النار، الحدیث ۴۳۲۳، ص ۲۷۴۰، مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، باب ماذکر فی اویس القرنی، الحدیث ۱، ج ۷، ص ۵۳۹)

حضرت سیدنا ہرم بن حیان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں: "جب مجھ تک یہ حدیث پہنچی تو میں فوراً "کوفہ" کی طرف روانہ ہوا۔ میرا وہاں جانے کا صرف یہی مقصد تھا کہ حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی زیارت کرلوں، اوران کی صحبت سے فیضیاب ہوسکوں۔" کوفہ "پہنچ کر میں انہیں تلاش کرتا رہا۔ بالآخر میں نے انہیں دوپہر کے وقت نہر فرات کے کنارے وضوکرتے پایا۔ جونشانیاں مجھے ان کے متعلق بتائی گئی تھیں ان کی وجہ سے میں نے انہیں فوراً پہچان لیا۔
ان کا رنگ انتہائی گندمی، جسم دبلا پتلا، سرگرد آلوداور چہرہ انتہائی بارعب تھا۔ میں نے قریب جا کر انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا، اور میری طرف دیکھا۔ میں نے فوراً مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن انہوں نے مصافحہ نہ کیا۔ میں نے کہا: "اے اویس) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (! اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیسے ہیں؟" ان کو اس حالت میں دیکھ کراوران سے شدید محبت کی وجہ سے میری آنکھیں بھر آئیں اور میں رونے لگا۔ مجھے روتا دیکھ کر وہ بھی رونے لگے۔

اور مجھ سے فرمایا: "اے میرے بھائی ہرم بن حیان) علیہ رحمۃ اللہ المنّان (! اللہ عزوجل آپ کو سلامت رکھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیسے ہیں؟ اور میرے بارے میں اپ کو کس نے بتایا کہ میں یہاں ہوں؟" میں نے جواب دیا: "اللہ عزوجل نے مجھے تمہاری طرف راہ دی ہے۔"

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" اور "سُبْحٰنَ اللّٰہِ" کی صدائیں بلند کیں، اور فرمایا: "بے شک ہمارے رب عزوجل کا وعدہ ضرور پورا ہونے والا ہے۔"

پھر میں نے ان سے پوچھا: "آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو میرا اور میرے والد کا نام کیسے معلوم ہوا؟" حالانکہ آج سے پہلے نہ کبھی میں نے آپ کو دیکھا اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے دیکھا۔"

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "مجھے میرے علیم وخبیر پروردگار عزوجل نے خبر دی ہے۔ اے میرے بھائی ھرم بن حیان (علیہ رحمۃ اللہ المنّان)! میری روح تیری روح کو اس وقت سے جانتی ہے جب (عالَمِ ارواح) میں تمام روحوں کی آپس میں ملاقات ہوئی تھی۔ بے شک بعض مؤمن اپنے بعض مؤمن بھائیوں کو جانتے ہیں اور وہ اللہ عزوجل کے حکم سے ایک دوسرے سے اُلفت ومحبت رکھتے ہیں، اگرچہ ان کی بظاہر ملاقات نہ ہوئی ہو، اگرچہ وہ ایک دوسرے سے بہت دور رہتے ہوں۔

پھر میں نے ان سے کہا:"اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، مجھے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنائیے۔"یہ سن کرانہوں نے فرمایا:"آپ پر میرے ماں باپ قربان! مجھے نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی اور نہ ہی میں ان کی زیارت سے مشرف ہوسکا، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ میں نے ان عظیم ہستیوں کی زیارت کی ہے جن کی نظریں میرے آقاومولیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والضحی والے چہرے کی زیارت کرچکی ہیں۔

(عیون الحکایات، امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ، ج۱،ص۵۵،)

(۳۷۶) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اسْتَاذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ، فَاَذِنَ لِيْ، وَقَالَ: "لَا تَنْسَنَا يَااُخَيَّ مِنْ دُعَائِكَ" فَقَالَ كَلِمَةً مَّا يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ بِهَا الدُّنْيَا ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَقَالَ: "اَشْرِكْنَا يَا اُخَيَّ فِيْ دُعَائِكَ" ۔

حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" ۔

◄ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا:''اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں فراموش نہ کرنا'' (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات ایسے ہیں کہ اگر مجھے ان کے بدلے ساری دنیا مل جائے تو بھی یہ مجھے پسند نہیں ہے' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: بھائی ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شریک کرنا۔

یہ حدیث صحیح ہے۔اسے ابوداؤداور ترمذی نے روایت کیا ہے' اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۳۷۷)وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُ قُبَاءَ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا، فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ مَسْجِد قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ رَاكِبًا، وَّمَاشِيًا وَّكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ ۔

◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوکر یا پیدل ''قبا'' تشریف لے جاتے اور وہاں دو رکعتیں ادا فرماتے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے دن سوار ہوکر یا پیدل مسجد قبا میں تشریف لے جاتے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی یونہی کیا کرتے تھے۔

---

37:ابوداؤدشریف، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث:1498 377:مسلم شریف، کتاب الحج، رقم الحدیث:3286

## تعارفِ راوی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 1 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

فیصلی: از، صلاۃً، بمعنی دعا کرنا، نماز پڑھنا۔

## شرح:

اس حدیث میں بیان ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کی سنتوں پر بڑے اہتمام کے ساتھ عمل فرماتے تھے ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک جگہ اپنی اونٹنی کو چکر لگوا رہے تھے۔لوگوں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' میں (اس کی حکمت) نہیں جانتا، مگر اس جگہ میں نے تاجدارِ رسالت ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا تھا اس لئے میں بھی ایسا کر رہا ہوں۔

(شفا شریف، الباب الاول: فرض الایمان بہ فصل واما ماورد عن السلف فی اتباعہ، ص۱۵، الجزء الثانی)

## درسِ امت:

اللہ عزوجل اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے وقتاً فوقتاً اپنے مقدس انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرماتا رہا اور سب سے آخر میں اس نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا جو عرب وعجم میں بے مثل اور اصل ونسل، حسب ونسب میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہیں، عقل وفراست ودانائی اور بردباری میں فزوں تر، علم وبصیرت میں سب سے برتر، یقینِ محکم اور عزمِ راسخ میں سب سے قوی تر، رحم وکرم میں سب سے زیادہ رحیم وشفیق ہیں۔ اللہ عزوجل نے ان کے روح وجسم کو مصفّٰی اور عیب ونقص سے ان کو منزہ رکھا، ایسی حکمت ودانائی سے ان کو نوازا کہ جس نے اندھی آنکھوں، غافل دلوں اور بہرے کانوں کو کھول دیا الغرض آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے فضائل ومحاسن اور مناقب کے ساتھ مخصوص کیا ہے جس کا احاطہ ممکن نہیں۔

ان میں بعض اوصاف وہ ہیں کہ جن کی تصریح اللہ عزوجل نے اپنی کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں فرمادی کہ آپ کو اپنی مخلوق میں علی وجہ الکمال جاہ وجلال کے ساتھ ظاہر فرمایا اور محاسن جمیلہ، اخلاقِ حمیدہ، مناصبِ کریمہ، فضائلِ حمیدہ سے ممتاز فرمایا، آپ کے مراتب عالیہ پر لوگوں کو خبردار کیا اور انہیں آپ کے اخلاق وآداب کی تعلیم دی اور بندوں کو ان پر اعتصام والتزام کے وجوب کی تلقین کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور پیروی کا حکم دیا، ارشاد فرمایا:

''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ''

ترجمہء کنزالایمان: بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔(پ21،الاحزاب:21)

صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ان کا اچھی طرح اتباع کرواور دین الٰہی کی مدد کرواور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑو اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر چلو یہ بہتر ہے۔(خزائن العرفان)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک) کامل (مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش میرے لائے ہوئے کے تابع نہ ہوجائے۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام.................الخ، ج۱، ص۴۵، الحدیث: ۱۶۷)

اور ایک حدیث میں ارشاد ہے، جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام..............الخ، ج۱، ص۵۵، الحدیث: ۱۷۵)

ان احادیث سے واضح ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی پیروی ایمان کے کامل ہونے اور جنت میں آپ کا قرب پانے کا ذریعہ ہے اور ہر مسلمان یہ خواہش کریگا کہ وہ ان نعمتوں سے سرفراز ہو لہٰذا اسے چاہیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال، افعال، حالات اور سیرت طیبہ کا بغور مطالعہ کر کے اپنی زندگی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی سنتوں پر عمل کرتے ہوئے گزارے۔

## ۴۶-بَابُ فَضْلِ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ وَالْحثِّ عَلَيْهِ وَاِعْلَامِ الرَّجُلِ مَنْ يُّحِبُّهُ، اَنَّهٗ يُحِبُّهٗ، وَمَاذَا يَقُوْلُ لَهٗ اِذَا اَعْلَمَهٗ

## اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے اور اس پر ابھارنے کی فضیلت کا بیان اور یہ کہ آدمی کو جس سے محبت ہو اسے بتادے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے' اور یہ کہ اسے بتاتے وقت کیا کہے؟

**حب کے لغوی معانی:** محبت، الفت، انس، پیار، دوستی، آشنائی، توفیق، مرضی، شوق، آرزو۔(فیروز اللغات)

**محبت کے معانی:** الفت، پیار، چاہ، دوستی، یارانہ، عشق، لگن، اس کو میم کے ضمہ کے ساتھ پڑھنا غلط ہے یہ میم کے فتحہ کے ساتھ ہے۔(فیروز اللغات)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ محبت کا مقام عشق کے مقام سے کم ہے عشق کا درجہ بہت بلند ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي

التَّوْرٰاةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْکُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝﴾

(الفتح:29)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: محمد اللہ کے رسول ہیں' اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت اور آپس میں نرم دل ہیں' تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے' سجدے میں گرتے' اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔ ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے' یہ ان کی صفت توریت میں ہے' اور ان کی صفت انجیل میں' جیسے ایک کھیتی' اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔

## تشریح:

ان آیتوں میں پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت وثنا بیان ہوئی کہ آپ اللہ کے برحق رسول ہیں پھر آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفت وثنا بیان ہو رہی ہے کہ وہ مخالفین پر سختی کرنے والے اور مسلمانوں پر نرمی کرنے والے ہیں جیسے آیت میں ہے۔ مومنوں کے سامنے نرم کفار کے مقابلہ میں گرم، ہر مومن کی یہی شان ہونی چاہیئے کہ وہ مومنوں سے خوش خلقی اور متواضع رہے اور کفار پر سختی کرنے والا اور کفر سے ناخوش رہے۔

قرآن حکیم فرماتا ہے «یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ» (التوبہ 1239) "اے ایمان والوں جہاد کرو ان کافوروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "آپس کی محبت اور نرم دلی میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے کہ اگر کسی ایک عضو میں درد ہو تو سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے کبھی بخار چڑھ آتا ہے کبھی نیند اچاٹ ہو جاتی ہے"۔ (صحیح بخاری:6011)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "مومن مومن کے لیے مثل دیوار کے ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو تقویت پہنچاتا ہے اور مضبوط کرتا ہے، پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں ملا کر بتائیں"۔

(صحیح مسلم:2446)

پھر ان کا اور وصف بیان فرمایا کہ نیکیاں بکثرت کرتے ہیں خصوصاً نماز جو تمام نیکیوں سے افضل واعلیٰ ہے، پھر ان کی نیکیوں میں چار چاند لگانے والی چیز کا بیان یعنی ان کے خلوص اور رضائے اللہ طلبی کا کہ یہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے متلاشی ہیں۔ یہ اپنے اعمال کا بدلہ اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہیں جو جنت ہے اور اللہ کے فضل سے انہیں ملے گی اور اللہ

تعالیٰ اپنی رضا مندی بھی انہیں عطا فرمائے گا جو بہت بڑی چیز ہے۔

جیسے فرمایا «وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ» (التوبہ 72:9) "اور اللہ کی رضا سب سے بڑی ہی ہے بڑی مراد پائی۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ چہروں پر سجدوں کے اثر سے علامت ہونے سے مراد اچھے اخلاق ہیں۔ (تفسیر ابن جریر الطبری 11/370) مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ فرماتے ہیں خشوع اور تواضع ہے۔

منصور رحمہ اللہ مجاہد رحمہ اللہ سے کہتے ہیں میرا تو یہ خیال تھا کہ اس سے مراد نماز کا نشان ہے جو ماتھے پر پڑ جاتا ہے، آپ نے فرمایا یہ تو ان کی پیشانیوں پر بھی ہوتا ہے جن کے دل فرعون سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں نماز ان کے چہرے اچھے کر دیتی ہے۔

بعض سلف سے منقول ہے جو رات کو بکثرت نماز پڑھے گا اس کا چہرہ دن کو خوبصورت ہوگا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ابن ماجہ کی ایک مرفوع حدیث میں بھی یہی مضمون ہے۔ (سنن ابن ماجہ:1333)

لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے بعض بزرگوں کا قول ہے کہ نیکی کی وجہ سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے چہرے پر روشنی آتی ہے، روزی میں کشادگی ہوتی ہے، لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے اندرونی پوشیدہ حالات کی اصلاح کرے اور بھلائیاں پوشیدگی سے کرے، اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کی سلوٹوں پر اور اس کی زبان کے کناروں پر ان نیکیوں کو ظاہر کر دیتا ہے الغرض دل کا آئینہ چہرہ ہے، جو اس میں ہوتا ہے اس کا اثر چہرہ پر ہوتا ہے۔ پس مومن جب اپنے دل کو درست کر لیتا ہے، اپنا باطن سنوار لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی لوگوں کی نگاہوں میں سنوار دیتا ہے امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی آراستہ و پیراستہ کر دیتا ہے۔

طبرانی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو شخص جیسی بات کو پوشیدہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اسی کی چادر اڑھا دیتا ہے اگر وہ پوشیدگی بھلی ہے تو بھلائی کی اور اگر بری ہے تو برائی کی"۔

مسند احمد میں آپ کا فرمان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص کسی ٹھوس چٹان میں گھس کر جس کا نہ کوئی دروازہ ہو، نہ اس میں کوئی سوراخ ہو کوئی عمل کرے گا، اللہ اسے بھی لوگوں کے سامنے رکھ دے گا برائی ہو تو یا بھلائی ہو تو"۔

(مسند احمد 3/28)

مسند کی اور حدیث میں ہے نیک طریقہ، اچھا خلق، میانہ روی نبوت کے پچیسویں حصہ میں سے ایک حصہ ہے۔

(سنن ترمذی:2010)

الغرض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نیتیں خالص تھیں اعمال اچھے تھے پس جس کی نگاہ ان کے پاک چہروں پر پڑتی تھی اسے ان کی پاکبازی بچ جاتی تھی اور وہ ان کے چال چلن اور ان کے اخلاق اور ان کے طریقہ کار پر خوش ہوتا تھا۔

امام مالک رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے شام کا ملک فتح کیا جب وہاں کے نصرانی ان کے چہرے دیکھتے تو بے ساختہ پکار اٹھتے ، اللہ کی قسم یہ عیسٰی کے حواریوں سے بہت ہی بہتر و افضل ہیں۔ فی الواقع ان کا یہ قول سچا ہے، اگلی کتابوں میں اس امت کی فضیلت وعظمت موجود ہے اور اس امت کی صف اول ان کے بہتر بزرگ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور خود ان کا ذکر بھی اگلی اللہ کی کتابوں میں اور پہلے کے واقعات میں موجود ہے۔ پس فرمایا یہی مثال ان کی توراۃ میں ہے۔

پھر فرماتا ہے اور ان کی مثال انجیل کی مانند کھیتی کے بیان کی گئی ہے جو اپنا سبزہ نکالتی ہے پھر اسے مضبوط اور قوی کرتی ہے پھر وہ طاقتور اور موٹا ہو جاتا ہے اور اپنی بال پر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے اب کھیتی والے کی خوشی کا کیا پوچھنا ہے؟

اسی طرح اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ انہوں نے آپ کی تائید ونصرت کی پس وہ آپ کے ساتھ وہی تعلق رکھتے ہیں جو پٹھے اور سبزے کو کھیتی سے تھا یہ اس لیے کہ کفار شرمسار ہوں۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اس آیت سے رافضیوں کے کفر پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے چڑتے اور ان سے بغض رکھنے والا کافر ہے۔

علماء کی ایک جماعت بھی اس مسئلہ میں امام صاحب کے ساتھ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل میں اور ان کی لغزشوں سے چشم پوشی کرنے میں بہت سی احادیث آئی ہیں خود اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریفیں بیان کیں اور ان سے اپنی رضا مندی کا اظہار کیا ہے کیا ان کی بزرگی میں یہ کافی نہیں؟

پھر فرماتا ہے ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کے گناہ معاف اور انکا اجر عظیم اور رزق کریم ثواب جزیل اور بدلہ کبیر ثابت یاد رہے کہ »منھم« میں جو »من« ہے وہ یہاں بیان جنس کے لیے ہے، اللہ کا یہ سچا اور اٹل وعدہ ہے جو نہ بدلے، نہ خلاف ہو ان کے قدم بقدم چلنے والوں، ان کی روش پر کاربند ہونے والوں سے بھی اللہ کا یہ وعدہ ثابت ہے لیکن فضیلت اور سبقت کمال اور بزرگی جو انہیں ہے امت میں سے کسی کو حاصل نہیں، اللہ ان سے خوش، اللہ ان سے راضی، یہ جنتی ہو چکے اور بدلے پالئے۔

صحیح مسلم شریف میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:" کو برا نہ کہو ان کی بے ادبی اور گستاخی نہ کرو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے تین پاؤ اناج بلکہ ڈیڑھ پاؤ اناج کے اجر کو بھی نہیں پاسکتا"۔ (صحیح مسلم 2540، تفسیر ابن کثیر)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ﴾ (الحشر: 9)

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنالیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے۔

(۳۷۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "ثَلَاثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ: اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ، وَاَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ، كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں جس کے اندر پائی جائیں وہ ان کے ذریعہ ایمان کی حلاوت محسوس کرتا ہے: (۱) اللہ اور اس کا رسول اسے دوسری تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ (۲) وہ کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس سے محبت کرے۔ (۳) اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے بچالیا ہے وہ کفر کی طرف لوٹ جانے سے اتنا ہی ڈرے جتنا آگ میں ڈالے جانے سے ڈرتا ہے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**انقذ:** از، نقذاً، بمعنی نجات دینا۔

**یقذف:** از، قذفاً، بمعنی پھینکنا، قے کرنا۔

## شرح:

جیسے جسمانی غذاؤں میں مختلف لذتیں ہیں، ایسے ہی روحانی غذاؤں، ایمان واعمال میں بھی مختلف مزے ہیں، اور جیسے ان غذاؤں کی لذتیں وہی محسوس کرسکتا ہے جس کے حواس ظاہری درست۔ ایسے ہی ان ایمانی غذاؤں کی لذتیں وہ ہی محسوس کرسکتا ہے جس کی روح درست ہو اور جیسے ظاہری حواس درست کرنے کی مختلف دوائیں ہیں، ایسے ہی ان حواس کے درست کرنے والی روحانی دوائیں ہیں۔ اس حدیث میں ان ہی دواؤں کا ذکر ہے۔ حضور جسمانی و روحانی حکیم مطلق ہیں۔ جو ایمان کی حلاوت پالیتا ہے وہ بڑی بڑی مشقتیں خوشی سے جھیل لیتا ہے۔ جاڑوں کی نماز، جہاد خنداں پیشانی سے

378: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 43

ادا کرتا ہے، کربلا کا میدان اس حدیث کی زندہ جاوید تفسیر ہے، یہ لذت ہی ہر مشکل کو آسان کردیتی ہے، اسی سے رضا بالقضاء نصیب ہوتی ہے۔

یعنی مال و دولت، زن فرزند وغیرہ تمام دنیاوی نعمتیں، اس میں قرآن، کعبہ و مدینہ منورہ وغیرہ داخل نہیں کہ ان کی محبت عین اللہ رسول کی محبت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور سے اللہ والی محبت چاہئیے۔ محبت کی بہت قسمیں ہیں: ماں سے محبت اور قسم کی ہے، بیوی سے اور طرح کی، اولاد سے اور طرح کی، بہن بھائی سے اور نوعیت کی۔ حضور سے محبت اسی نوعیت کی چاہئیے جس نوعیت کی اللہ سے ہو، یعنی محبت ایمانی وعرفانی۔ ھُمَا فرمانے سے معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول کے لیے ایک ضمیر تثنیہ آسکتی ہے۔ جہاں ممانعت ہے وہاں برابری کے احتمال کے موقعہ پر ہے۔ لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ خیال رہے کہ یہاں محبت سے طبعی محبت مراد ہے نہ کہ محض عقلی۔

یعنی بندوں سے محض اس لیے محبت کرے کہ رب راضی ہوجاوے، دنیاوی غرض اس میں شامل نہ ہو۔ استاذ، شیخ، حتیٰ کہ ماں باپ اولاد سے اس لئے محبت کرے کہ رضاء الٰہی کا ذریعہ ہیں اور سنت اسلام۔ یہ محبت دائمی ہے، دنیاوی محبتیں جلد ٹوٹ جانے والی ہیں۔ یعنی کفر اور کفار سے طبعی نفرت ہوجاوے۔ اسلام کی توفیق کو رب کی نعمت جانے، کفار سے ایسے بچے جیسے سانپ سے کہ سانپ دشمن جان ہے اور یہ لوگ دشمن ایمان۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازحکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۱، ص۶۰)

(۳۸۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "سَبْعَةٌ یُّظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ: اِمَامٌ عَادِلٌ، وَّشَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ - عَزَّوَجَلَّ - وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ حُسْنٍ وَّجَمَالٍ، فَقَالَ: اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ، فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ، وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: سات (قسم کے) آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ عاطفت میں لے لے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

(۱) عادل بادشاہ، (۲) اور وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت کرتے ہوئے جوان ہوا، (۳) اور وہ شخص جس کا دل مسجدوں کے ساتھ لگا ہوا ہے، (۴) اور وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اسی محبت پر وہ باہم ملتے ہیں اور اسی محبت پر ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ (۵) اور وہ آدمی جسے حسین وجمیل عورت

379 بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث: 660

دعوت ( گناہ) دے تو وہ کہے: میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔(۶) اور وہ شخص جو صدقہ کرے تو اس کو اتنا پوشیدہ رکھے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔(۷) اور وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو جائیں۔(متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:9 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

نشأ: از، نشاۃً، بمعنی پیدا ہونا، زندہ ہونا، جوان ہونا۔

## شرح:

یعنی اپنی رحمت کے سایہ میں یا عرش اعظم کے سایہ میں تا کہ قیامت کی دھوپ سے محفوظ رہیں۔

یعنی وہ مؤمن بادشاہ اور حکام جو رعایا میں انصاف کرتے ہیں کیونکہ دنیا ان کے سایہ میں رہتی تھی، لہٰذا یہ قیامت میں رب تعالیٰ کے سایہ میں رہے گا۔ یہ ان تمام سے افضل ہے اس لئے اس کا ذکر سب سے پہلے ہوا۔ عادل حکام بھی اس بشارت میں داخل ہیں۔

یعنی جوانی میں گناہوں سے بچے اور رب کو یاد رکھے، چونکہ جوانی میں اعضاء قوی اور نفس گناہوں کی طرف مائل ہوتا ہے، اس لئے اس زمانہ کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے افضل ہے۔

در جوانی توبہ کردن سنت پیغمبری است      وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیز گار

صوفیاء فرماتے ہیں کہ مؤمن مسجد میں ایسا ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں۔ اور منافق ایسا جیسے چڑیا پنجرے میں، اسی لیے نماز کے بعد بلا وجہ فوراً مسجد سے بھاگ جانا اچھا نہیں۔ خدا توفیق دے تو مسجد میں پہلے آؤ اور بعد میں جاؤ، اور جب باہر رہو تو کان اذان کی طرف لگے رہیں کہ کب اذان ہو اور مسجد کو جائیں۔

کہ جس کی محبت سے رب راضی ہو اس سے محبت کریں اور۔ جس کی نفرت سے رب راضی ہو اس سے نفرت کریں، بے دین اور بدعمل اولاد سے نفرت، متقی اجنبی سے محبت عبادت ہے۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد      فدائے یک تن بیگانہ کآشنا باشد

یونہی گہرے دوست کی بدعقیدگی پر واقف ہو کر اس سے الگ ہو جانا اور جانی دشمن سے تقوے پر خبردار ہو کر اس کا دوست بن جانا بہترین عمل ہے۔

یعنی خوف خدا یا عشق جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں روئے، تنہائی کی قید اس لئے لگائی کہ سب کے سامنے رونے

میں ریاء کا اندیشہ ہے۔

یعنی خود ایسی عورت اس سے بدفعلی کی خواہش کرے اور یہ اس نازک موقعہ پر محض خوف خدا سے بچ جائے یہ بہت مشکل ہے اسی لئے رب تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے اس فعل شریف کی تعریف قرآن میں فرمائی اللہ نصیب کرے۔ خیال رہے کہ ایسے نازک موقعہ پر عورت سے یہ کہہ دینا ریا نہیں تبلیغ ہے، یعنی میں رب تعالیٰ سے ڈرتا ہوں تو بھی ڈر۔

یہاں صدقۂ نفلی مراد ہے صدقۂ فرض اور چندے کے موقعہ پر صدقہ نفل علانیہ دینا مستحب ہے، لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں "اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ" ۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازحکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۱، ص۶۶۱،)

(۳۸۰) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنّ اللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ: اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلاَلِيْ؟ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لاَ ظِلَّ اِلاَّ ظِلِّيْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: میرے جلال کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں ان کو اپنے سائے میں لوں گا جب کہ میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے۔ (مسلم)

(۳۸۱) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، لاَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا، وَلاَ تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا، اَوَلاَ اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوا السَّلاَمَ بَيْنَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تم جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک کہ مومن نہ بن جاؤ اور مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایک چیز نہ بتاؤں کہ تم اس پر عمل کرو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ اپنے درمیان سلام کو عام کرو۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

افشوا: از، اِفْشاءٌ، بمعنی پھیلانا، شہرت دینا۔

380: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2566

381: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 54

شرح:

حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرچ میں میانہ روی آدھی زندگی ہے اورلوگوں سے محبت کرنا آدھی عقل ہے اوراچھا سوال آدھا علم ہے۔(مشکوٰۃ المصابیح)

(۳۸۲) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَّهُ فِيْ قَرْيَةٍ اُخْرٰى، فَاَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلٰى مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا ..." وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰى قَوْلُهُ: "اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهُ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وقد سَبَقَ بِالْبَابِ قَبْلَهُ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی دوسرے گاؤں میں اپنے بھائی سے ملنے کے لئے گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں اس کی حفاظت کے لئے فرشتہ مقرر کردیا' اوراس جملہ تک حدیث بیان کی۔اللہ تعالیٰ نے تجھے اسی طرح محبوب رکھا جیسے تو نے اس سے محبت کی اللہ کی رضا کے لئے۔(مسلم)

اس حدیث کا بیان اس سے پہلے باب میں گزرچکا ہے۔

(۳۸۳) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ فِي الْاَنْصَارِ: "لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ، وَّلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ، مَّنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے انصار کے بارے میں ارشادفرمایا: ان سے محبت نہیں کرتا مگر مومن، اوران سے کوئی بغض نہیں رکھتا مگر منافق پس جوان سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرتا ہے' اورجوان سے دشمنی رکھے اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوتا ہے۔(متفق علیہ)

(۳۸۴) وَعَنْ مُّعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "قَالَ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ -: اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ، لَهُمْ مَّنَابِرُ مِنْ نُّوْرٍ يَّغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ" . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

◀ ◀ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے سنا: اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: میرے جلال کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں کے لئے (بروز قیامت) نور کے منبر ہوں گے۔جن کی وجہ سے نبی اورشہیدان پر رشک کریں گے۔

---

382: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2567

383: بخاری شریف، مناقب الانصار، رقم الحدیث: 3782

384: ترمذی، کتاب الزہد، رقم الحدیث: 2390

## تعارفِ راوی:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:63 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

یغبطھم: از، غبطاً، بمعنی رشک کرنا،

## حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## شرح:

تو یہاں غبطہ سے مراد ہے خوش ہونا تب تو حدیث واضح ہے کہ حضرات انبیاء کرام ان لوگوں کو اس مقام پر دیکھ کر بہت خوش ہوں گے اور ان لوگوں کی تعریف کریں گے۔(مرقات) اور اگر غبطہ بمعنی رشک ہی ہو تو مطلب یہ ہے کہ اگر حضرات انبیاء وشہداء کسی پر رشک کرتے تو ان پر کرتے تو یہ فرضی صورت کا ذکر ہے۔(اشعۃ اللمعات) یا یہ رشک اپنی موت کی بنا پر ہوگا کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ لوگ ایسے درجے میں ہیں کہ ہماری امت میں نہیں یا یہ مقصد ہے کہ وہ حضرات اپنی امت کا حساب کرا رہے ہوں گے اور یہ لوگ آرام سے ان منبروں پر بے فکری سے آرام کررہے ہوں گے تو حضرات انبیاء کرام ان لوگوں کی بے فکری پر رشک کریں گے کہ ہم مشغول ہیں یہ فارغ البال۔ بہرحال اس حدیث سے یہ لازم نہیں کہ یہ حضرات انبیاء کرام سے افضل ہوں گے۔(مرقات واشعہ وغیرہ)

(٣٨٥) وَعَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ، قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ، فَإِذَا فَتًى بَرَّاقُ الثَّنَايَا وَإِذَا النَّاسُ مَعَهُ، فَإِذَا اخْتَلَفُوْا فِيْ شَيْءٍ، اَسْنَدُوْهُ إِلَيْهِ، وَصَدَرُوْا عَنْ رَأْيِهِ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ، فَقِيْلَ: هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ، هَجَّرْتُ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِيْ بِالتَّهْجِيْرِ، وَوَجَدْتُهُ يُصَلِّيْ، فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهُ، ثُمَّ جِئْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قُلْتُ: وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَاُحِبُّكَ لِلّٰهِ، فَقَالَ: اللّٰهِ؟ فَقُلْتُ: اللّٰهِ، فَقَالَ: اللّٰهِ؟ فَقُلْتُ: اللّٰهِ، فَأَخَذَنِيْ بِحَبْوَةِ رِدَائِيْ فَجَبَذَنِيْ إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَبْشِرْ! فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ، وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ، وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ، وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأِ بِإِسْنَادِهِ الصَّحِيْحِ ۔

---

385: موطاامام مالک، الشعر، صفحہ:439

قَوْلُهُ: "هَجَّرْتُ" اَیْ بَکَّرْتُ، وَهُوَ بِتَشْدِیْدِ الْجِیْمِ قَوْلُهُ: "آللّٰهِ" فَقُلْتُ: اَللّٰهِ الْاَوَّلُ بِهَمْزَةٍ مَّمْدُوْدَةٍ لِّلِاسْتِفْهَامِ، وَالثَّانِیْ بِلاَ مَدٍّ .

حضرت ابوادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد دمشق میں داخل ہوا تو وہاں میں نے چمکدار دانتوں والے ایک نوجوان کو دیکھا بہت سے لوگ اس کے ساتھ تھے اور جب لوگ کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے تو وہ اس نوجوان سے رجوع کرتے اور اس کی رائے پر عمل پیرا ہوتے۔ میں نے اس نوجوان کے متعلق پوچھا تو کہا گیا: یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ دوسرے دن میں سویرے سویرے وہاں گیا تو وہ مجھ سے پہلے وہاں پہنچ چکے تھے اور میں نے ان کو حالت نماز میں پایا۔ سو میں نے انتظار کیا حتیٰ کہ آپ نے نماز مکمل کی پھر میں ان کے پاس گیا، انہیں سلام کیا اور پھر عرض کی: بخدا! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے عرض کی: اللہ کی قسم! تو انہوں نے میری چادر کے پلو کو پکڑا اور مجھے اپنی جانب کھینچ کر فرمایا: تمہیں خوشخبری ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میری محبت واجب ہوگئی ان لوگوں کے لئے جو میری خاطر ایک دوسرے کے ساتھ ہم نشینی کرتے ہیں۔ میری رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں' میرے لئے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں' اور میری ہی رضا کی خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے' اور امام مالک نے اسے موطا میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:63 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**ھجرت**: یعنی میں نے جلدی کی۔ سویرے گیا۔ جیم پر شد کے ساتھ ہے۔

**اللّٰہ، فقلت اَللّٰہُ**: لفظ اللہ۔ پہلی دفعہ ہمزہ ممدودہ کے ساتھ استفہام کے لئے ہے' اور دوسری دفعہ بغیر مد کے ہے۔

## شرح:

ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی کہا چنانچہ۔ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مغفل سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا میں آپ سے محبت کرتا ہوں فرمایا سوچ لو تم کیا کہتے ہو وہ بولا اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں تین بار کہا تو فرمایا کہ اگر تو سچا ہے تو کیل کانٹے سے فقیری کیلئے تیار ہو جا یقیناً فقیری مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف تیز دوڑتی ہے بمقابلہ سیلاب کے اپنی انتہاء کی طرف۔ (ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح)

(۳۸۶) وَعَنْ اَبِیْ کَرِیْمَةَ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا اَحَبَّ الرَّجُلُ اَخَاهُ، فَلْیُخْبِرْهُ اَنَّهُ یُحِبُّهُ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوکریمہ مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی سے محبت کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ اسے بتادے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## تعارفِ راوی:

مقداد بن معدیکرب: بن عمرو بن معدیکرب ابوکریمہ اور بقول بعض ابویحییٰ کنیت ہے، آپ کی وفات ۸۷ھ میں ہوئی ابی سلیم کلاعی کی روایت ہے کہ ہم نے کہا ابوکریمہ لوگوں کا قول ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں اللہ کی قسم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد ۶، حرف المیم، ص ۱۰۱)

## شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ جس سے محبت ہو اسے خبر دے دے جیسا کہ بعض احادیث میں صراحتًا آیا ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے دلی حالات اور محبت وعدوات سے بے خبر نہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں جنہیں پتھر کے دل کا حال معلوم ہے کیا انہیں انسانوں کے دل کا حال معلوم نہ ہوگا۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۲، ص ۱۷۵)

(۳۸۷) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِیَدِهٖ، وَقَالَ: "یَا مُعَاذُ، وَاللّٰهِ، اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ، ثُمَّ اُوْصِیْكَ یَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلَاةٍ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ، وَشُکْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَآئِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ.

◀ ◀ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں اور اے معاذ! میں تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز (فرض) کے بعد یہ کلمات کہنا ترک نہ کرنا۔ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ، وَشُکْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ اے اللہ! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں

---

386: ترمذی شریف، کتاب الزہد، 2392

387: ابوداؤد شریف، کتاب الوتر، 1522

تیرا شکر کرادا کروں اور تیری عمدہ عبادت کروں۔

**تعارفِ راوی:**

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:63 کے تحت ہو چکا ہے۔

**حکم حدیث:**

یہ حدیث صحیح ہے۔ابوداؤد اور نسائی نے اسے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

**شرح:**

یہ حدیث ماقبل حدیث کے ہم معنیٰ ہے۔

(۳۸۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَجُلًا کَانَ عِنْدَ النَّبِیِّ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَمَرَّ رَجُلٌ بِہٖ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اِنِّیْ لَاُحِبُّ ھٰذَا، فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "ءَ اَعْلَمْتَہٗ؟" قَالَ: لَا ۔ قَالَ: "اَعْلِمْہُ" فَلَحِقَہٗ، فَقَالَ: اِنِّیْ اُحِبُّکَ فِی اللّٰہِ، فَقَالَ: اَحَبَّکَ الَّذِیْ اَحْبَبْتَنِیْ لَہٗ ۔ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی وہاں سے گزرا۔اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے اس شخص سے محبت ہے۔فرمایا: کیا تو نے اس کو بتادیا ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔فرمایا: اس کو بتادو۔سووہ شخص گزرنے والے شخص سے جاملا اور کہا: میں اللہ کے لئے تم سے محبت کرتا ہوں۔تو اس شخص نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے محبوب رکھے جس کے لئے تو نے مجھ سے محبت کی۔

ابوداؤد نے اس حدیث کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

## ۴۷-بَابُ عَلَامَاتِ حُبِّ اللّٰہِ تَعَالٰی لِلْعَبْدِ وَالْحَثِّ عَلَی التَّخَلُّقِ بِھَا وَالسَّعْیِ فِیْ تَحْصِیْلِھَا

## اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے سے محبت کی نشانیاں اوران کی اپنے اندروہ نشانیاں پیدا کرنے کی ترغیب اور حاصل کرنے کی کوشش کا بیان

**آیت نمبر:1**

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ

388: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، 5125

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝﴾ (آل عمران: 31)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا' اور تمہارے گناہ بخش دے گا' اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

تشریح:

اس آیت نے فیصلہ کر دیا جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے اور اس کے اعمال افعال عقائد فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہ ہوں، طریقہ محمد یہ پر وہ کار بند نہ ہو تو وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو وہ مردود ہے، اسی لیے یہاں بھی ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھنے کے دعوے میں سچے ہو تو میری سنتوں پر عمل کرو اس وقت تمہاری چاہت سے زیادہ اللہ تمہیں دے گا یعنی وہ خود تمہارا چاہنے والا بن جائے گا۔ جیسے کہ بعض حکیم علماء نے کہا ہے کہ تیرا چاہنا کوئی چیز نہیں لطف تو اس وقت ہے کہ اللہ تجھے چاہنے لگ جائے۔ غرض اللہ کی محبت کی نشانی یہی ہے کہ ہر کام میں اتباع سنت مدنظر ہو۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین صرف اللہ کے لیے محبت اور اسی کے لیے دشمنی کا نام ہے، پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔

پھر فرماتا ہے کہ حدیث پر چلنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہارے تمام تر گناہوں کو بھی معاف فرما دے گا۔ پھر ہر عام خاص کو حکم ملتا ہے کہ سب اللہ و رسول کے فرماں بردار رہیں جو نافرمان ہو جائیں یعنی اللہ رسول کی اطاعت سے ہٹ جائیں تو وہ کافر ہیں اور اللہ ان سے محبت نہیں رکھتا۔

اس سے واضح ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی مخالفت کفر ہے، ایسے لوگ اللہ کے دوست نہیں ہو سکتے گو ان کا دعویٰ ہو، لیکن جب تک اللہ کے سچے نبی امی خاتم الرسل رسول جن و بشر کی تابعداری پیروی اور اتباع سنت نہ کریں وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ ہیں کہ اگر آج انبیاء اور رسول بلکہ بہترین اور اولوالعزم پیغمبر بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی آپ کے مانے بغیر اور آپ کی شریعت پر کار بند ہوتے۔

(عمادالدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝﴾ (المائدۃ: 54)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا

کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا' مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت' اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے' یہ اللہ کا فضل ہے' جسے چاہے دے' اور اللہ وسعت والا علم والا ہے○

## تشریح:

اللہ رب العزت جو قادر و غالب ہے خبر دیتا ہے کہ اگر کوئی اس پاک دین سے مرتد ہو جائے تو وہ اسلام کی قوت گھٹا نہیں دے گا، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے بدلے ان لوگوں کو اس سچے دین کی خدمت پر مامور کرے گا، جو ان سے ہر حیثیت میں اچھے ہوں گے۔

جیسے اور آیت میں ہے »وَاِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوٓا اَمْثَالَكُم« (محمد 38:47) اور آیت میں ہے »اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ« (النساء 133:4) مطلب ان سب آیتوں کا وہی ہے جو بیان ہوا۔

ارتداد کہتے ہیں، حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف پھر جانے کو۔ محمد بن کعب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں "یہ آیت سرداران قریش کے بارے میں اتری ہے"۔ حسن بصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں "خلافت صدیق رضی اللہ عنہ میں جو لوگ اسلام سے پھر گئے تھے، ان کا حکم اس آیت میں ہے۔ جس قوم کو ان کے بدلے لانے کا وعدہ دے رہا ہے وہ اہل قادسیہ ہیں یا قوم سبا ہے۔ یا اہل یمن ہیں جو کندہ اور سکون بیلہ کے ہیں"۔

ایک حدیث میں بھی یہ پچھلی بات بیان ہوئی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا وہ اس کی قوم ہے۔ (سلسلہ احادیث صحیحہ 3368: صحیح)

اب ان کامل ایمان والوں کی صفت بیان ہو رہی ہے کہ "یہ اپنے دوستوں یعنی مسلمانوں کے سامنے تو بچھ جانے والے، جھک جانے والے ہوتے ہیں اور کفار کے مقابلہ میں تن جانے والے، ان پر بھاری پڑنے والے اور ان پر تیز ہونے والے ہوتے ہیں"۔

جیسے فرمایا آیت »اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ« (الفتح 29:48) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتوں میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خندہ مزاج بھی تھے اور قتال بھی تھے یعنی دوستوں کے سامنے ہنس مکھ خندہ رو اور دشمنان دین کے مقابلہ میں سخت اور جنگجو۔ (عماد الدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

سچے مسلمان راہ حق کے جہاد سے نہ منہ موڑتے ہیں، نہ پیٹھ دکھاتے ہیں، نہ تھکتے ہیں، نہ بزدلی اور آرام طلبی کرتے ہیں، نہ کسی کی مروت میں آتے ہیں، نہ کسی کی ملامت کا خوف کرتے ہیں، وہ برابر اطاعت الٰہی میں اس کے دشمنوں سے جنگ کرنے میں بھلائی کا حکم کرنے میں اور برائیوں سے روکنے میں مشغول رہتے ہیں۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کا حکم دیا ہے۔ مسکینوں سے

محبت رکھنے، ان کے ساتھ بیٹھنے اٹھنے اور دنیوی امور میں اپنے سے کم درجے کے لوگوں کو دیکھنے اور اپنے سے بڑھے ہوؤں کو نہ دیکھنے، صلہ رحمی کرتے رہنے، گو دوسرے نہ کرتے ہوں اور کسی سے کچھ بھی نہ مانگنے، حق بات بیان کرنے کا گو وہ سب کو کڑوی لگے اور دین کے معاملات میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے کا اور بہ کثرت »لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ« پڑھنے کا، کیونکہ یہ کلمہ عرش کے نیچے کا خزانہ ہے۔

ایک روایت میں ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ مرتبہ بیعت کی ہے اور سات باتوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یاددہانی کی ہے اور سات مرتبہ اپنے اوپر اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اللہ کے دین کے بارے میں کسی بدگو کی بدگوئی کی مطلق پرواہ نہیں کرتا۔ مجھے بلا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا مجھ سے جنت کے بدلے میں بیعت کرے گا؟ میں نے منظور کر کے ہاتھ بڑھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کی کہ کسی سے کچھ بھی نہ مانگنا۔ میں نے کہا بہت اچھا، فرمایا: اگرچہ کوڑا بھی ہو۔ یعنی اگر وہ گر پڑے تو خود سواری سے اتر کر لے لینا۔ (مسند احمد:5/172:)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوگوں کی ہیبت میں آ کر حق گوئی سے نہ رکنا، یاد رکھو نہ تو کوئی موت کو قریب کر سکتا ہے، نہ رزق کو دور کر سکتا ہے۔ (مسند احمد:3/87:)

فرماتے ہیں خلاف شرع امر دیکھ کر، سن کر اپنے تئیں کمزور جان کر، خاموش نہ ہو جانا۔ ورنہ اللہ کے ہاں اس کی باز پرس ہوگی، اس وقت انسان جواب دے گا کہ میں لوگوں کے ڈر سے چپکا ہو گیا تو جناب باری تعالیٰ فرمائے گا، "میں اس کا زیادہ حقدار تھا کہ تو مجھ سے ڈرتا"۔ (سنن ابن ماجہ:4008)

فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے قیامت کے دن ایک سوال یہ بھی کرے گا کہ "تو نے لوگوں کو خلاف شرع کام کرتے دیکھ کر اس سے روکا کیوں نہیں؟" پھر اللہ تعالیٰ خود ہی اسے جواب سمجھائے گا اور یہ کہے گا پروردگار میں نے تجھ پر بھروسہ کیا اور لوگوں سے ڈرا۔ (سنن ابن ماجہ:4017)

ایک اور صحیح حدیث میں ہے مومن کو نہ چاہیئے کہ اپنے تئیں ذلت میں ڈالے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا، یہ کس طرح؟ فرمایا: ان بلاؤں کو اپنے اوپر لے لے، جن کی برداشت کی طاقت نہ ہو۔ (سنن ابن ماجہ:4016)

پھر فرمایا "اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے"۔ یعنی کمال ایمان کی یہ صفتیں خاص اللہ کا عطیہ ہیں، اسی کی طرف سے ان کی توفیق ہوتی ہے، اس کا فضل بہت ہی وسیع ہے اور وہ کامل علم والا ہے، خوب جانتا ہے کہ اس بہت بڑی نعمت کا مستحق کون ہے؟۔ (عماد الدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

(٣٨٩) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ: مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِيًّا، فَقَدْ اٰذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ

389: بخاری شریف، کتاب الرقاق، 6502

مِـمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِىْ يَتَقَرَّبُ اِلَىَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهُ، فَاِذَا اَحْبَبْتُهُ، كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِىْ يَسْمَعُ بِهٖ، وَبَصَرَهُ الَّذِىْ يُبْصِرُ بِهٖ، وَيَدَهُ الَّتِىْ يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِىْ يَمْشِىْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِىْ اَعْطَيْتُهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِىْ لَاُعِيذَنَّهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ .

مَعْنٰى "اٰذَنْتُهُ": اَعْلَمْتُهُ بِاَنِّىْ مُحَارِبٌ لَّهُ ۔ وَقَوْلُهُ: "اسْتَعَاذَنِىْ" رُوِىَ بِالْبَاءِ وَرُوِىَ بِالنُّوْنِ ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس کو جنگ کا چیلنج دیتا ہوں اور جن چیزوں کے ساتھ میرا بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں سے کوئی چیز بھی مجھے فرائض سے زیادہ پسند نہیں ہے۔

بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، سو اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اذنته: کا معنیٰ ہے: میں اس کو بتا دیتا ہوں کہ میں اس کے خلاف جنگ کرنے والا ہوں۔

استعاذنی: باء اور نون دونوں کے ساتھ منقول ہے۔

## شرح:

ولی اللہ وہ بندہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ والی وارث ہو گیا کہ اسے ایک آن کے لیے بھی اس کے نفس کے حوالے نہیں کرتا بلکہ خود اس سے نیک کام لیتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ "۔ اور وہ بندہ ہے جو خود رب تعالیٰ کی عبادت کا متولی ہو جائے، پہلی قسم کے ولی کا نام مجذوب یا مراد ہے اور دوسرے کا نام سالک یا مرید ہے وہاں ہر مراد مرید ہے اور ہر مرید مراد فرق صرف ابتداء میں ہے یہ مقام قال سے وراء ہے حال سے معلوم ہو سکتا ہے۔

یعنی جو میرے ایک ولی کا دشمن ہے وہ مجھ سے جنگ کرنے کو تیار ہو جائے، خدا کی پناہ۔ یہ کلمہ انتہائی غضب کا ہے صرف دو گناہوں پر بندے کو رب تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ دیا گیا ہے ایک سود خوار دوسرے دشمن اولیاء رب

تعالیٰ فرماتا ہے:"فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ: ۔علماء فرماتے ہیں کہ ولی کا دشمن کافر ہے اور اس کے کفر پر مرنے کا اندیشہ ہے۔) مرقات (خیال رہے کہ ایک ہے ولی اللہ سے اس لیے عداوت وعناد کہ ولی اللہ ہے یہ تو کفر ہے اسی کا یہاں ذکر ہے اور ایک ہے کسی ولی سے اختلاف رائے یہ نہ کفر ہے نہ فسق لہٰذا اس حدیث کی بناء پر یوسف علیہ السلام کے بھائی اور وہ صحابہ جن کی آپس میں لڑائیاں رہیں ان کو برا نہیں کہا جاسکتا کہ وہاں اختلاف رائے تھا عناد نہ تھا۔ عناد و اختلاف میں بڑا فرق ہے، اس کے لیے ہماری کتاب امیر معاویہ دیکھئے حتیٰ کہ حضرت سارا کو اس بنا پر برا نہیں کہا جاسکتا کہ انہوں نے حضرت ہاجرہ واسمٰعیل علیہما السلام کی مخالفت کی، اس لیے یہاں عادی فرمایا خالف نہ فرمایا اور لی ولیا فرمایا ولی اللہ نہ فرمایا۔

یعنی مجھ تک پہنچنے کے بہت ذریعہ ہیں، مگر ان تمام ذرائع سے زیادہ محبوب ذریعہ ادائے فرائض ہے اسی لیے صوفیاء فرماتے ہیں کہ فرائض کے بغیر نوافل قبول نہیں ہوتے ان کا ماخذ یہ حدیث ہے افسوس ان لوگوں پر جو فرض عبادات میں سستی کریں اور نوافل پر زور دیں اور ہزار افسوس ان پر جو بھنگ، چرس حرام گانے بجانے کو خدا رسی کا ذریعہ سمجھے نماز روزے کے قریب نہ جائیں۔

یعنی بندہ مسلمان فرض عبادات کے ساتھ نوافل بھی ادا کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ میرا پیارا ہوجاتا ہے کیونکہ وہ فرائض و نوافل کا جامع ہوتا ہے۔) مرقات (اس کا مطلب یہ نہیں کہ فرائض چھوڑ کر نوافل ادا کرے محبت سے مراد کامل محبت ہے۔

اس عبادت کا یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ ولی میں حلول کر جاتا ہے جیسے کوئلہ میں آگ یا پھول میں رنگ و بو کہ خدا تعالیٰ حلول سے پاک ہے اور یہ عقیدہ کفر ہے بلکہ اس کے چند مطلب ہیں: ایک یہ کہ ولی اللہ کے یہ اعضاء گناہ کے لائق نہیں رہتے ہمیشہ ان سے ٹھیک کام ہی سرزد ہوتے ہیں اس پر عبادات آسان ہوتی ہے گویا ساری عبادتیں اس سے میں کرارہا ہوں یا یہ کہ پھر وہ بندہ ان اعضاء کو دنیا کے لیے استعمال نہیں کرتا، صرف میرے لیے استعمال کرتا ہے ہر چیز میں مجھے دیکھتا ہے ہر آواز میں میری آواز سنتا ہے، یا یہ کہ وہ بندہ فنا فی اللہ ہوجاتا ہے جس سے خدائی طاقتیں اس کے اعضاء میں کام کرتی ہیں اور وہ ویسے کام کرلیتا ہے جو عقل سے وراء ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے مصر سے چلی ہوئی قمیص یوسفی کی خوشبو سونگھ لی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کے فاصلہ سے چیونٹی کی آواز سن لی حضرت آصف برخیا نے پلک جھپکنے سے پہلے یمن سے تخت بلقیس لاکر شام میں حاضر کردیا۔ حضرت عمر نے مدینہ منورہ سے خطبہ پڑھتے ہوئے نہاوند تک اپنی آواز پہنچادی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے واقعات بچشم ملاحظہ فرمالیے۔ یہ سب سی طاقت کے کرشمے ہیں آج نار کی طاقت سے ریڈیو تار، وائرلیس ٹیلی ویژن عجیب کرشمے دکھا رہے ہیں تو نور کی طاقت کا کیا پوچھنا اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو طاقت اولیاء کے منکر ہے، بعض صوفیاء جوش میں سبحانی ما اعظم شانی کہہ گئے بعض نے کہا مافی جبتی الا اللہ یہ سب اسی فنا کے آثار تھے، مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

چوں روا باشد انا اللہ از درخت کے روانہ بود کہ گوید نیک بخت

یعنی وہ بندہ مقبول الدعاء بن جاتا ہے کہ مجھ سے خیر مانگے یا شر سے پناہ میں اس کی ضرور سنتا ہوں۔معلوم ہوا کہ اولیاء رب تعالیٰ کی پناہ میں رہتے ہیں تو جو شخص ان سے دعا کرائے اس کی قبول ہوگی اور جو ان کی پناہ میں آئے وہ رب کی پناہ میں آ جائے گا،مولانا جامی فرماتے ہیں۔شعر

یارسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام ہمچو کاہے آدم کوہے گناہ آوردہ ام

سبحان اللہ! کیا نازو انداز والا کلام ہے یعنی میں رب ہوں اور اپنے کسی فیصلہ میں کبھی نہ توقف کرتا ہوں نہ تامل، جو چاہوں حکم کروں، مگر ایک موقعہ پر ہم توقف و تامل فرماتے ہیں وہ یہ کہ کسی ولی کا وقت موت آ جائے اور وہ ولی ابھی مرنا نہ چاہے تو ہم اسے فوراً نہیں مار دیتے بلکہ اسے اولاً موت کی طرف مائل کر دیتے ہیں جنت اور وہاں کی نعمتیں اسے دکھا دیتے ہیں اور بیماریاں پریشانیاں اس پر نازل کر دیتے ہیں جس سے اس کا دل دنیا سے متنفر ہو جاتا ہے اور آخرت کا مشتاق پھر وہ خود آنا چاہتا ہے اور خوش خوش ہنستا ہوا ہمارے پاس آتا ہے، یہاں تردد کے معنے حیرانی و پریشانی نہیں کہ وہ بےعلمی سے ہوتی ہے رب تعالیٰ اس سے پاک ہے بلکہ مطلب وہ ہے جو فقیر نے عرض کیا موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا واقعہ اس حدیث کی تفسیر ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انبیاء

کرام کو موت و زندگی کا اختیار دیا جاتا ہے وہ حضرات اپنے اختیار سے خوشی خوشی موت قبول کرتے ہیں اور یار خنداں رود بجانب یار کا ظہور ہوتا ہے ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں۔شعر

نشان مرد مؤمن باتو گویم چوں قضاء آید تبسم برلب اوست

غرضکہ ہماری موت تو چھوٹنے کا دن ہے اور اولیاء انبیاء کی وفات پیاروں سے ملنے کا دن اسی لیے ان کی موت کے دن کو عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ مشیت، رضا کراہت میں بہت فرق ہے بعض چیزیں رب تعالیٰ کو ناپسند ہیں مگر ان کا ارادہ ہے بعض چیزیں پسند ہیں مگر ان کا ارادہ نہیں۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۴۹۰)

(۳۹۰) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ تَعَالَى الْعَبْدَ، نَادٰى جِبْرِيْلَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ فُلَانًا، فَاَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ، فَيُنَادِيْ فِيْ اَهْلِ السَّمَآءِ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا، فَاَحِبُّوْهُ، فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَآءِ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: قال رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللّٰه تعالىٰ إِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ، فَقَالَ: إِنِّيْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ، ثُمَّ يُنَادِيْ فِي السَّمَآءِ، فَيَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ

390: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، 2637

یحبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ، فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَآءِ، ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقُبُوْلُ فِی الْاَرْضِ، وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ، فَیَقُوْلُ: اِنِّیْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْہُ ۔ فَیُبْغِضُہٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِیْ اَھْلِ السَّمَآءِ: اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْہُ، ثُمَّ تُوْضَعُ لَہُ الْبَغْضَاءُ فِی الْاَرْضِ" ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے تو بھی اس سے محبت کر۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں' پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان والوں میں یہ ندا دیتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتے ہیں تم بھی اس سے محبت کرو۔ تو اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں اس شخص کے لئے مقبولیت پیدا کردی جاتی ہے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بلاتا ہے' اور فرماتا ہے: میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں اس لئے تو بھی اس سے محبت کر۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ فلاں شخص سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے' تم بھی اس سے محبت کرو' تو اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں' پھر اس شخص کے لئے زمین میں مقبولیت عام رکھ دی جاتی ہے' اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے' اور فرماتا ہے: میں فلاں سے دشمنی رکھتا ہوں تم بھی اس سے دشمنی رکھو تو حضرت جبریل علیہ السلام اس سے دشمنی کرنے لگتے ہیں' اور پھر وہ آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے دشمنی رکھتے ہیں تم بھی اس سے دشمنی رکھو اور پھر اس کے لئے زمین میں دشمنی رکھ دی جاتی ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

نادی: از، مناداً و نداءً، بمعنی پکارنا، بلانا۔

## شرح:

اس طرح کہ قدرتی طور پر انسانوں کے منہ سے اس کے لیے نکلنے لگتا ہے رحمۃ اللہ علیہ یا رضی اللہ عنہ اور لوگوں کے دل خود بخود اس کی طرف کھنچنے لگتے ہیں، دلوں کی قدرتی کشش محبوبیت الٰہی کی دلیل ہے۔ دیکھئے حضور غوث پاک خواجہ اجمیری جیسے بزرگوں کو ہم لوگوں نے دیکھا نہیں مگر سب کو ان سے دلی محبت ہے۔ مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ سے

روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل سے فرماتا ہے میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، حضرت جبریل آسمانوں میں اعلان کردیتے ہیں کہ فلاں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، آپ سب بھی اس سے محبت کریں، چنانچہ تمام فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت پھیلادی جاتی ہے، یہ حدیث اس کے قریب قریب ہی ہے یہ غیبی وقدرت محبت ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازحکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۳، ص۲۰۲)

(۳۹۱) وَعَنْ عَـائِشَةَ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ فَكَانَ يَقْرَأُ لِاَصْحَابِهٖ فِيْ صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ ﴿ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾، فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "سَلُوْهُ لِاَيِّ شَيْءٍ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ"؟ فَسَاَلُوْهُ فَقَالَ: لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَاَ بِهَا ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ایک سریہ کا قائد بنا کر بھیجا۔ وہ شخص نماز کی امامت کرتا تو قرأت کے آخر میں سورۂ اخلاص (قل ھو اللہ احد) پڑھتا۔ جب وہ واپس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے قائد کا ذکر کیا آپ نے فرمایا: اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ لوگوں نے پوچھا تو اس شخص نے کہا: یہ رحمٰن کی صفت ہے اور مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اس کو پڑھوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**یختم:** از، ختماً، بمعنی مہر لگانا، ختم کرنا۔

## شرح:

کیونکہ امامت کا حق سلطان اسلام یا سردار قوم کو ہے جب کہ وہ علم شریعت رکھتے ہوں، چونکہ یہ اس فوج کے کمانڈر تھے اس لیے ان کے امام بھی رہے۔

یعنی ہر نماز کی آخری رکعت میں اور جماعت کی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھا کرتے تھے قرأت ختم کرنے کے بعد کے یہ ہی معنے ہیں، یہ مطلب نہیں کہ ہر رکعت میں اور سورت پڑھ کر "قُلْ هُوَ اللّٰهُ

391: مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث: 813

اَحَدٌ" پڑھتے تھے کہ یہ تو مکروہ ہے۔

یا تو حکایۃً کہا گیا یا شکایۃً کیونکہ صحابہ کرام نماز میں کوئی سورت مقرر نہ کرتے تھے، فرائض میں یہ مکروہ بھی ہے ہاں نوافل میں سورتوں کا تقرر جائز ہے مثلاً کوئی شخص ہمیشہ تہجد میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" ہی پڑھا کرے۔اس سے معلوم ہوا کہ شاگرد کی شکایت استاد سے مرید کی شکایت پیر سے حتیٰ کہ اپنے امام کی شکایت سلطان اسلام سے کر سکتے ہیں یہ غیبت نہیں بلکہ اصلاح ہے۔

محض نماز کو مختصر کرنے کے لیے "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھتے تھے یا اس لیے کہ انہیں دوسری سورتیں کم یاد ہیں یا کسی اور وجہ سے۔معلوم ہوا کہ فریقین کا بیان لے کر حاکم کو فیصلہ کرنا چاہیئے۔فتوے اور ہے فیصلہ کچھ اور فتوے صرف ایک فریق کے بیان پر دیا جاسکتا ہے، دیکھو داؤد علیہ السلام نے بکریوں والے فرشتوں میں سے ایک کا بیان سن کر فتوے دے دیا تھا یہ حدیث تعلیم فیصلہ کے لیے ہے۔

یعنی مجھے اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اور عاشق کو اپنے محبوب کا ذکر پیارا ہوتا ہے اور وہ اس کا ذکر اکثر کرتا ہے اس لیے میں بھی نماز میں اکثر یہ سورت پڑھا کرتا ہوں، ورنہ مجھے اور سورتیں بھی یاد ہیں۔

تو اس سورۃ سے محبت کرنے کی بنا پر یا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کی بناء پر۔اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی آیات ذات وصفات الٰہی سے محبت کرنا اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جانے کا ذریعہ ہے ایسے ہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بلکہ ان کی اطاعت خدا کی محبوبیت کا ذریعہ ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے فرماؤ:"فَاتَّبِعُوْنِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ "۔یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب بندوں کے ایسے حالات سے خبردار ہیں جن کی خود ہمیں بھی خبر نہیں محبوب خدا یا مردود بارگاہ ہونا ایک ایسی چھپی ہوئی حالت ہے جو کسی دلیل یا علامت سے معلوم نہیں ہوسکتی مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بھی خبردار ہیں اس ایک جملہ میں اس کے تقویٰ پر استقامت، ایمان پر خاتمہ، قبر وحشر میں نجات، جنت میں داخلہ، سب کی خبر دے دی گئی، ظاہر یہ ہے کہ ان صحابی کو ہمیشہ نماز میں سورہ اخلاص پڑھنے کی اجازت دے دی گئی، یہ اجازت ان کی خصوصیات سے ہے دوسروں کے لیے یہ عمل مکروہ ہے اسی لیے دوسرے صحابہ نے یہ خوشخبری سن کر خود یہ عمل شروع نہ کر دیا، لہٰذا یہ حدیث فقہی مسئلہ کے خلاف نہیں۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۳، ص۳۵۴)

## ۴۸-بَابُ التَّحْذِيرِ مِنْ اِيْذَاءِ الصَّالِحِيْنَ وَالضَّعَفَةِ وَالْمَسَاكِيْنِ

## نیکوکاروں، کمزوروں اور مسکینوں کی ایذارسانی سے ڈرانے کے متعلق بیان

صالحین کا معنی: صالحین، صالح کی جمع ہے اور صالح کا معنی ہے نیک، پارسا، پرہیزگار، متقی، دیانتدار، نیک چلن،

ایک پیغمبر جو قوم ثمود میں مبعوث ہوئے تھے، (یعنی حضرت صالح علیہ السلام) (فیروز اللغات)

**صالح کی تعریف:** "الصالح: هو الخالص من كل فساد" (کتاب التعریفات للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ)

ترجمہ: صالح وہ (آدمی) جو ہر قسم کے فساد سے بری ہو۔

**مسکین کے لغوی معانی:** غریب، مفلس، کنگال، نادار، عاجز، ناتواں، بے چارہ، فقہ کے اصطلاح میں وہ شخص جس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ زکوٰۃ واجب آئے (فیروز اللغات)

**آیت نمبر:1**

**قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴾** (الاحزاب: 58)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا

**آیت نمبر:2**

**وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ○ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ○ ﴾** (الضحی: 10-9)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو اور منگتے کو نہ جھڑکو

**تشریح:**

"یتیم کو حقیر جان کر نہ ڈانٹ ڈپٹ کر بلکہ اس کے ساتھ احسان و سلوک کر اور اپنی یتیمی کو نہ بھول"۔

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "یتیم کے لیے ایسا ہو جانا چاہیئے جیسے سگا باپ اولاد پر مہربان ہوتا ہے"۔

" سائل کو نہ جھڑکو جو تم سے علمی باتیں پوچھے صحیح راستہ دریافت کرے تو تم اسے ڈانٹ ڈپٹ نہ کرو، غریب مسکین ضعیف بندوں پر تکبر تجبر نہ کرو، انہیں ڈانٹو ڈپٹو نہیں برا بھلا نہ کہو سخت سست نہ بولو، ان کو بھلا اچھا جواب دو۔ نرمی اور رحم کا سلوک کرو" (عماد الدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

**وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ، فَكَثِيْرَةٌ مِّنْهَا:**

اور اس موضوع کی احادیث بے شمار ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے:

**حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْبَابِ قَبْلَ هٰذَا: "مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ"۔**

**وَمِنْهَا حَدِيْثُ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ السَّابِقُ فِيْ بَابِ مُلَاطَفَةِ الْيَتِيْمِ، وَقَوْلُهٗ صَلَّى**

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا اَبَا بَكْرٍ، لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہے: "جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کو جنگ کا چیلنج کرتا ہوں"۔

اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ والی حدیث "یتیم سے نرمی کرنے کے باب" میں گزر چکی ہے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: اے ابوبکر! اگر تو نے ان کو (یعنی مسکینوں کو) ناراض کر دیا تو گویا تو نے اپنے رب کو ناراض کر دیا۔

(۳۹۲) وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ، فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ، فَاِنَّهُ مَنْ يَطْلُبُهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ، ثُمَّ يَكُبُّهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄ ◄ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کی نماز پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں ہوتا ہے۔ پس (خبردار! اس سے بچو کہ) اللہ تعالیٰ اپنی ذمہ داری کے متعلق تم سے کچھ باز پرس فرمائے کیونکہ جس سے اللہ تعالیٰ اپنی ذمہ داری کے متعلق کچھ باز پرس فرماتا ہے اس کو پکڑ لیتا ہے اور پھر اس کو منہ کے بل دوزخ میں ڈال دیتا ہے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

آپ کا نام جندب ابن عبداللہ ابن سفیان علقی بَجَلی ہے۔ علقہ قبیلہ بجل کا ایک بطن ہے، مشہور صحابی ہیں۔ عبداللہ ابن زبیر کی وفات کے چار سال بعد وفات ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الجیم، فصل فی الصحابہ' مرأۃ المناجیح جلد اول)

## حلِ لغات:

يُدْرِكْهُ: از، ادراکاً، بمعنی پالینا، پکڑ لینا،

يَكُبُّهُ: از، کبّاً، بمعنی برتن کو اوندھا کر دینا، پچھاڑ دینا۔

## شرح:

یعنی فجر کی نماز پڑھنے والا اللہ کی امان میں ایسا ہوتا ہے جیسے ڈیوٹی کا سپاہی حکومت کی امان میں کہ اس کی بے حرمتی حکومت کا مقابلہ ہے۔ خیال رہے کہ کلمہ کی امان اور قسم کی ہے اور نماز کی امان اور قسم کی، لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ تم نمازی کو ستاؤ اور قیامت میں سلطنت الٰہیہ کے باغی بن کر پکڑے جاؤ۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۱، ص۵۸۹)

---

392: مسلم شریف، کتاب المساجد، رقم الحدیث: 657

# ۴۹-بَابُ اِجْرَاءِ اَحْکَامِ النَّاسِ عَلَی الظَّاهِرِ وَسَرَائِرُهُمْ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی

## لوگوں کے حالات کے مطابق فیصلہ کرنے اور ان کے پوشیدہ معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردینے کا بیان

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَهُمْ ﴾ (التوبۃ: 5)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔

(۳۹۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ، وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' اور نماز قائم کریں' اور زکوٰۃ ادا کریں' اور جب وہ یہ کرلیں تو انہوں نے اپنے خونوں اور اپنے اموال کو مجھ سے بچالیا' سوائے اسلام کے حق کے' اور ان کا حساب لینا اللہ کے سپرد ہے۔ (متفق علیہ)

### تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حلِ لغات:

عصموا: از، عصماً بمعنی بچانا، روک لینا۔

### شرح:

چونکہ اس وقت تک روزہ، جہاد وغیرہ کے احکام نہ آئے تھے، اسی لئے ان کا ذکر نہ ہوا اگر کوئی نماز یا زکوۃ کا انکار کرے تو کافر ہے اس پر کفار کا سا جہاد ہوگا۔ تارکین نماز و زکوۃ کی گوشمالی کرنی ہوگی۔

چونکہ اس زمانہ مبارک میں اسلام میں نئے فرقے نہ بنے تھے، کلمہ، نماز و زکوۃ ایمان کی علامت تھی، اس لئے فرمایا کہ جو یہ تین کام کرے اس کا جان و مال محفوظ ہے، اب بہت مرتد فرقے کلمہ، نماز، زکوۃ پر کاربند ہیں مگر مرتد ہیں ان پر

393: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 22

ارتداد کا جہاد ہوگا۔جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسلیمہ کذاب کے معتقدین پر جہاد کیا اب بھی قادیانیوں وغیرہ مرتدین کا یہی حکم ہے۔

یعنی اگر اسلام لا کر قتل، زنا یا ڈکیتی وغیرہ کریں تو قتل کے مستحق ہوں گے کہ یہ اسلام کا حق ہے یہ قتل کفر نہ ہوگا۔یعنی اگر کوئی زبانی کلمہ ظاہری نماز وزکوۃ ادا کرے تو ہم اس پر جہاد نہ کریں گے، اگر منافقت سے یہ کام کرتا ہے تو رب اسے سزا دے گا۔اسلامی جہاد منافقوں پر نہیں۔(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۱، ص۱۰)

(۳۹۴) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ طَارِقِ بْنِ اَشْیَمَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، حَرُمَ مَالُهُ وَدَمُهُ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابوعبداللہ طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اللہ کے علاوہ جن چیزوں کی عبادت کی جاتی ہے ان کا انکار کیا تو اس کا مال اور خون حرام ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔(مسلم)

(۳۹۵) وَعَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَرَاَيْتَ اِنْ لَّقِيْتُ رَجُلًا مِّنَ الْكُفَّارِ، فَاقْتَتَلْنَا، فَضَرَبَ اِحْدٰى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ، فَقَطَعَهَا، ثُمَّ لَاذَ مِنِّيْ بِشَجَرَةٍ، فَقَالَ: اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ، ءَ اَقْتُلُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا؟ فَقَالَ: "لَا تَقْتُلْهُ" فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَطَعَ اِحْدٰى يَدَيَّ، ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا؟! فَقَالَ: "لَا تَقْتُلْهُ، فَاِنْ قَتَلْتَهُ فَاِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهُ، وَاِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ قَالَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَمَعْنٰى "اَنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ" اَيْ: مَعْصُوْمُ الدَّمِ مَحْكُوْمٌ بِاِسْلَامِهِ. وَمَعْنٰى "اَنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ" اَيْ: مُبَاحُ الدَّمِ بِالْقِصَاصِ لِوَرَثَتِهِ لَا اَنَّهُ بِمَنْزِلَتِهِ فِی الْكُفْرِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

◀ ◀ حضرت ابومعبد مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: آپ ارشاد فرمایئے کہ اگر میں کافر سے ملوں سو ہم ایک دوسرے سے لڑیں تو وہ میرے ایک بازو پر تلوار کا وار کرے اور اس کو کاٹ کر رکھ دے۔پھر وہ مجھ سے درخت کی پناہ لے اور کہے: میں نے اسلام قبول کیا یارسول اللہ! کیا میں اسے قتل کر دوں اس کے یہ قول کرنے کے بعد آپ نے فرمایا: اسے مت قتل کرو۔عرض کی: یارسول اللہ! اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹا اور ہاتھ کاٹنے کے بعد اس نے یہ کلمہ کہا۔فرمایا: اس کو قتل مت کرو، کیونکہ اگر

394: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:23

395: مسلم شریف کتاب الایمان، رقم الحدیث:95

تم اس کوقتل کروگے تو اس کا مقام وہی ہوجائے گا جو اس کوقتل کرنے سے پہلے تمہارا تھا' اور تمہارا مقام وہ ہوجائے گا جو یہ کلمہ پڑھنے سے پہلے اس کا تھا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

مقداد ابن اسود: آپ کے والد نے قبیلہ بنی کندہ سے حلف کیا تھا اس لیے آپ کو کندی کہا جاتا ہے۔اسود نے آپ کی پرورش کی تھی اس لیے ابن اسود کہا جاتا ہے آپ چھٹے مؤمن ہیں، آپ سے حضرت علی اور طارق ابن شہاب وغیرہما نے احادیث لیں ستر سال عمر ہوئی ۳۳ تینتیس میں وفات پائی آپ کی وفات مدینہ منورہ سے تین میل دور مقام جرف میں ہوئی وہاں سے آپ کو مدینہ منورہ لایا گیا بقیع میں دفن کیا گیا۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم ،فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حلِ لغات:

انه بمنزلتك: کا مطلب ہے: اسلام لانے کی وجہ سے اس کا خون محفوظ ہوجائے گا۔

انك بمنزلته: کا مطلب ہے: تیرا خون بطور قصاص مباح ہوگا' اور اس مقتول کے وارث تجھ سے قصاص لے سکیں گے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس طرح یہ کلمہ کہنے سے پہلے وہ کافر تھا اسی طرح تو بھی کافر ہوجائے گا اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

## شرح:

کیونکہ اس کے کلمہ پڑھ لینے کی وجہ سے اس کے سارے گناہ معاف ہوچکے جو کفر کے زمانہ میں کیئے یہ بحالت جنگ جو قتل و زخم کیا وہ بھی معاف ہوگیا۔خیال رہے کہ کافر کے مؤمن ہوجانے پر زمانہ کفر کے گناہ تو معاف ہوگئے مگر حقوق اور سزائیں معاف نہ ہوئیں لہٰذا اسے زمانہ کفر کا قرض ادا کرنا ہوگا اور اس زمانہ کی چوری کی وجہ سے ہاتھ کاٹا جائے گا بحالت قتال قتل و زخم کا بدلہ نہ لیا جائے گا یہ فرق خیال میں رہے۔

یعنی جیسے وہ کافر کفر کی وجہ سے مباح الدم مستحق قتل تھا ویسے ہی اب تم اس قتل کی وجہ سے مستحق قتل ہوجاؤ گے حکم یکساں ہے وجہ حکم میں فرق ہے کیونکہ وہ مسلمان ہوکر معصوم الدم ہوگیا اور جو ایسے شخص کو قتل کردے اسے قتل کیا جاتا ہے اور جیسے تم پہلے محفوظ الدم تھے ایسے ہی اب وہ محفوظ الدم ہوگیا، یا یہ مطلب ہے کہ اب اس قتل کی وجہ سے تم مستحق عذاب ہوگئے اور وہ کلمہ پڑھ لینے کی وجہ سے مستحق رحمت ہوگیا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم کافر ہوگئے جیسا کہ خوارج کا عقیدہ ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہوجاتا ہے وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں مگر یہ استدلال ضعیف ہے۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح ،از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ، ج ۵ ،ص ۳۶۴)

(۳۹۶) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ عَلٰى مِيَاهِهِمْ، وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَكَفَّ عَنْهُ الْاَنْصَارِيُّ، وطَعَنْتُهُ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ، بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ: "يَا اُسَامَةُ، اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟!" قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا، فَقَالَ: "اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟!" فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَقَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وقَتَلْتَهُ؟!" قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِّنَ السِّلَاحِ، قَالَ: "اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰى تَعْلَمَ اَقَالَهَا اَمْ لَا؟!" فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ اَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ .

"اَلْحُرَقَةُ" بِضَمِّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِ الرَّاءِ: بَطْنٌ مِّنْ جُهَيْنَةَ: الْقَبِيْلَةُ الْمَعْرُوْفَةُ . وَقَوْلُهُ: "مُتَعَوِّذًا": اَیْ مُعْتَصِمًا بِهَا مِنَ الْقَتْلِ لَا مُعْتَقِدًا لَّهَا

◀ ◀ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قبیلہ جہینہ کی شاخ "حرقہ" کی طرف بھیجا۔ ہم نے صبح کے وقت ان کے پانیوں پر ان کو جالیا۔ میں اور انصار کا ایک آدمی ان کے ایک آدمی کے مقابلے میں آئے۔ جب ہم اس پر غالب آ گئے تو اس نے کہا: لا الٰــہ الا اللّٰہ "تو انصاری نے تو اس سے اپنا ہاتھ روک لیا لیکن میں نے اس کو نیزا مارا اور قتل کر دیا۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے اسامہ! کیا تو نے اس کو اس کے "لا الٰــہ الا اللّٰہ "پڑھنے کے بعد قتل کیا؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس نے محض اپنی جان بچانے کی خاطر یہ کیا تھا۔ فرمایا: کیا تو نے اس کے بعد اس کو قتل کیا کہ اس نے کہہ دیا تھا: "لا الٰــہ الا اللّٰــہ"۔ آپ مجھ سے یہ کلمات بار بار دہراتے رہے حتیٰ کہ میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کاش! میں آج سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا اس نے کہا: لاالٰہ الا اللہ اور تو نے اس کو قتل کر دیا؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ اس نے محض ہتھیاروں کے خوف سے کہا تھا۔ فرمایا: "تو نے اس کے دل کو کیوں نہیں چیر لیا تا کہ تجھے معلوم ہوتا کہ اس نے یہ کلمہ (نیک نیتی سے) کہا ہے یا نہیں؟ آپ یہ کلمات دہراتے رہے حتیٰ کہ میں یہ خواہش کرنے لگا کہ کاش! میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا۔

396: بخاری شریف، کتاب المغازی، رقم الحدیث:4269

## تعارفِ راوی:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 31 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**الحرقه:** ہائے مہملہ پر پیش ''راء'' پر زبر، معروف قبیلہ جہینہ کی شاخ ہے'

**متعوذا:** یعنی اس نے قتل سے بچنے کے لئے یہ کہا نہ اس لیے کہ اس کا اس پر اعتقاد تھا۔

## شرح:

یہ حدیث ماقبل کے ہم معنی ہے۔ اس کی شرح ہو چکی ہے۔ ابوالاحمد غفرلہ،

(۳۹۷) وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ، وَاَنَّهُمُ الْتَقَوْا، فَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِذَا شَاءَ اَنْ يَّقْصِدَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ لَهُ فَقَتَلَهُ، وَاَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ غَفْلَتَهُ . وَكُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهُ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفَ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَقَتَلَهُ، فَجَاءَ الْبَشِيْرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ وَاَخْبَرَهُ، حَتّٰى اَخْبَرَهُ خَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ، فَدَعَاهُ فَسَاَلَهُ، فَقَالَ: "لِمَ قَتَلْتَهُ؟" فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ، وَقَتَلَ فُلَانًا وَفُلَانًا، وَسَمّٰى لَهُ نَفَرًا، وَاِنِّيْ حَمَلْتُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَاَى السَّيْفَ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَقَتَلْتَهُ؟" قَالَ: نَعَمْ . قَالَ: "فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟" قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اسْتَغْفِرْ لِيْ . قَالَ: "وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟" فَجَعَلَ لَا يَزِيْدُ عَلٰى اَنْ يَّقُوْلَ: "كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کا ایک لشکر مشرکین کی ایک جماعت کی طرف بھیجا وہ آمنے سامنے آئے تو مشرکین میں سے ایک شخص جب کسی مسلمان کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تو وہ آتا اور اس مسلمان کو قتل کر دیتا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے ارادہ کیا کہ اس کو بے خبری میں قتل کر دے۔ ہم باتیں کرتے تھے کہ وہ مسلمان اسامہ بن زید ہے تو جب حضرت اسامہ نے تلوار اُٹھائی تو مشرک نے کہا: ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا پھر جب خوشخبری دینے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا

397: بخاری، رقم الحدیث: 4021، بخاری، رقم الحدیث: 6478، مسند احمد، رقم الحدیث: 21793، مسند احمد، رقم الحدیث: 4751، معجم کبیر، رقم الحدیث: 381، معجم کبیر، رقم الحدیث: 394

تو آپ نے اس سے پوچھا اس نے سب احوال بتائے حتیٰ کہ اس شخص کے متعلق بھی بتایا کہ اس نے کیا کہا آپ نے اس شخص (حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ) کو بلایا اور فرمایا: تم نے اس کو کیوں قتل کیا؟ تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس شخص نے مسلمانوں کو مصیبت میں مبتلا کر دیا تھا' اور اس نے فلاں فلاں کو قتل کر دیا' اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام گنوائے۔ میں نے اس پر حملہ کیا جب اس نے تلوار کو دیکھا تو کہا: ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے اس کو قتل کر دیا؟ عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: قیامت کے دن ''لا الٰـــہ الا اللّٰہ'' کو کیا جواب دے گا؟ عرض کی: یارسول اللہ! میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ فرمایا: قیامت کے دن تو ''لا الٰـــہ الا اللّٰہ'' کو کیا جواب دے گا۔ آپ یہی الفاظ دہراتے رہے: قیامت کے دن تو ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' کو کیا جواب دے گا۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 392 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

یہ حدیث ماقبل کے ہم معنی ہے اس میں بھی یہی بیان ہوا کہ کسی کلمہ گو کا قتل نہیں کرنا چاہیے۔

ابوالشیخ نے اپنے عوالی میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول فرما کر آیت نازل فرمائی۔

## درسِ حدیث:

کلمہ توحید قیامت کے دن اقرار کرنے والے کی طرف سے جھگڑا کرے گا۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

**(۳۹۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُوْلُ: اِنَّ نَاسًا كَانُوْا يُؤْخَذُوْنَ بِالْوَحْيِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاِنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ، وَاِنَّمَا نَاْخُذُكُمُ الْاٰنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ اَعْمَالِكُمْ، فَمَنْ اَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا اَمَّنَّاهُ وَقَرَّبْنَاهُ، وَلَيْسَ لَنَا مِنْ سَرِيْرَتِهٖ شَيْءٌ، اَللّٰهُ يُحَاسِبُهُ فِيْ سَرِيْرَتِهٖ، وَمَنْ اَظْهَرَ لَنَا سُوْءًا لَّمْ نَاْمَنْهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَاِنْ قَالَ: اِنَّ سَرِيْرَتَهٗ حَسَنَةٌ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .**

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کا مواخذہ وحی کے ذریعہ ہوا کرتا تھا' اور بلاشبہ اب وحی منقطع ہوگئی ہے اب ہم تمہارے ظاہری اعمال سے تمہارا مواخذہ کریں گے۔ جس کا ظاہر ہمیں اچھا نظر آئے گا ہم اس کو امان دیں گے اور اس کو قریب کریں گے اور ہمیں اس کے باطن سے کوئی سروکار نہیں۔ اس کے باطن کا حساب اس

398: بخاری شریف، کتاب الشہادت، رقم الحدیث: 2641

سے اللہ تعالیٰ لے گا' اور جس کا ظاہر برا ہوا ہم نہ اس کو امان دیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے۔ اگر چہ وہ کہے کہ اس کا باطن بہت اچھا ہے۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 1 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**امناہ:** از، امناً، بمعنیٰ مطمئن ہونا، بچنا، محفوظ ہونا۔

## شرح:

جیسے حضرت حضر علیہ السلام نے بھی وحی کے نازل کے بعد قتل کیا اور انہیں مطلع کر دیا گیا تھا کہ اس کے کافر ہونے پر مہر ثبت کر دی گئی ہے اور آپ علیہ السلام کو کہ شریعت مطہرہ میں دو معتبر باتوں کے پائے جانے سے پہلے اسے قتل کر دو اور وہ بلوغت اور بڑے ہو کر کفر کا اظہار ہے۔ (تفسیر البحر المحیط، سورہ الکہف تحت آیہ:65)

## درسِ حدیث:

لوگوں کے معاملات میں ان کے ظاہر کا لحاظ ہوگا اور ان کے باطن کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے گا۔ لیکن اللہ کا نبی اللہ کی وحی سے باطن پر بھی پکڑ فرما سکتا ہے۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

# ۵۰-بَابُ الْخَوْفِ

# خوف کے متعلق بیان

**خوف کے لغوی معانی:** ڈر، دہشت، ہراس، ہوال (فیروز اللغات)

**خوف کی تعریف:** "الخوف: توقع حلول مکروہ او فوات محبوب"۔ (کتاب التعریفات)

ترجمہ: ناپسندیدہ میں پڑنے کی توقع ہونا یا پسندیدہ کے فوت ہونے کی توقع ہونا،

### آیت نمبر: 1

**قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:** ﴿ وَاِيَّایَ فَارْهَبُوْنِ ○ ﴾ (البقرۃ: 40)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور خاص میرا ہی ڈر رکھو○

### آیت نمبر: 2

**وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:** ﴿ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ○ ﴾ (البروج: 12)

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: بے شک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے ۞

تشریح:

تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے وہ اپنے ان دشمنوں کو جو اس کے رسولوں کو جھٹلاتے رہے اور ان کی نافرمانیوں میں لگے رہے سخت تر قوت کے ساتھ اس طرح پکڑے گا کہ کوئی راہ نجات ان کے لیے باقی نہ رہے، وہ بڑی قوتوں والا ہے جو چاہا کیا جو کچھ چاہتا ہے وہ ایک لحہ میں ہو جاتا ہے اس کی قدرتوں اور طاقتوں کو دیکھ کر اس نے تمہیں پہلے بھی پیدا کیا اور پھر بھی مار ڈالنے کے بعد دوبارہ پیدا کر دے گا نہ اسے کوئی روکے نہ آگے آئے نہ سامنے پڑے وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے بشرطیکہ وہ اس کی طرف جھکیں اور توبہ کریں اور اس کے سامنے ناک رگڑیں پھر چاہے کیسی ہی خطائیں ہوں ایک دم میں سب معاف ہو جاتی ہیں، اپنے بندوں سے وہ پیار ومحبت رکھتا ہے وہ عرش والا ہے جو عرش تمام مخلوق سے بلند و بالا ہے اور تمام خلائق کے اوپر ہے۔" (عمادالدین ابن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۞ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ۞ وَمَا نُؤَخِّرُهٗ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ۞ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ۞ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ۞﴾ (هود:106-102)،

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر بے شک اس کی پکڑ دردناک کڑی ہے ۞ بے شک اس میں نشانی ہے اس کے لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے وہ دن ہے جس میں سب لوگ اکٹھے ہوں گے اور وہ دن حاضری کا ہے ۞ اور ہم اسے پیچھے نہیں ہٹاتے مگر ایک گنی ہوئی مدت کے لئے ۞ جب وہ دن آئے گا کوئی بے حکم خدا بات نہ کرے گا تو ان میں کوئی بد بخت ہے اور کوئی خوش نصیب ۞ تو وہ جو بد بخت ہیں وہ دوزخ میں ہیں وہ اس میں گدھے کی طرح رینکیں گے ۞

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ﴾ (آل عمران: 28)

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۞ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۞ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۞ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۞ ﴾ (عبس: 37-34)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی ٥ اور ماں اور باپ ٥ اور جورو اور بیٹیوں سے ٥ ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے کہ وہی اسے بس ہے ٥

آیت نمبر: 6

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ٥ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ٥﴾ (الحج: 2-1)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے ٥ جس دن تم سے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر گابھی اپنا گابھ ڈال دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور وہ نشہ میں نہ ہوں گے مگر ہے یہ کہ اللہ کی مار کڑی ہے ٥

## تشریح:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تقوے کا حکم فرماتا ہے اور آنے والے دہشت ناک امور سے ڈرا رہا ہے خصوصاً قیامت کے زلزلے سے۔ اس سے مراد یا تو وہ زلزلہ ہے جو قیامت کے قائم ہونے کے درمیان آئے گا۔

جیسے فرمان ہے۔" اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا « (الزلزال 1,2:99)" جب زمین تھر تھرا دی جائے جیسا اس کا تھر تھرانا ٹھہرا ہے اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے۔

اور فرمایا آیت » وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ « (الحاقۃ 15:69، 14) یعنی "زمین اور پہاڑ دفعۃً اُٹھا کر چورا کر دیے جائیں۔ اور وہ دن ہے کہ ہو پڑے گی وہ ہونے والی۔

اور فرمان ہے "اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا « (الواقعہ 6:56-4)" جب زمین کانپے گی تھرتھرا کر اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چورا ہو کر، تو ہو جوئیں گے جیسے روزن کی دھوپ میں غبار کے باریک ذرے پھیلے ہوئے۔

صور پھونکنے والی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب آسمان و زمین کو پیدا کر چکا تو صور کو پیدا کیا اسے اسرافیل علیہ السلام کو دیا وہ اسے منہ میں لیے ہوئے آنکھیں اوپر کو اٹھائے ہوئے عرش کی جانب دیکھ رہے ہیں کہ کب حکم الٰہی ہو اور وہ صور پھونک دیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "یا رسول اللہ! صور کیا چیز ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک پھونکنے کی چیز ہے بہت بری جس میں تین مرتبہ پھونکا جائے گا پہلا نفخہ گھبراہٹ کا ہوگا دوسرا بے ہوشی کا تیسرا اللہ کے سامنے کھڑا ہونے کا۔ اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوگا وہ پھونکیں گے جس سے کل زمین و آسمان والے گھبرا اٹھیں گے سوائے ان کے جنہیں اللہ چاہے۔ بغیر رکے، بغیر سانس لیے بہت دیر تک برابر اسے پھونکتے رہیں گے۔

آہ! یہی وقت ہوگا کہ دودھ پلانے والیاں اپنے دودھ پیتے بچوں کو بھول جائیں گی اور حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے اور بچے بوڑھے ہو جائیں گے شیاطین بھاگنے لگیں گے زمین کے کناروں تک پہنچ جائیں گے لیکن وہاں سے فرشتوں کی مار کھا کر لوٹ آئیں گے۔

لوگ ادھر ادھر حیران پریشان زمین ایک طرف سے دوسرے کو آوازیں دینے لگیں گے اسی لیے اس دن کا نام قرآن نے »یَوْمَ التَّنَاد« رکھا جیسے کہ آیت میں ہے »وَیَا قَوْمِ اِنِّی اَخَافُ عَلَیْکُمْ یَوْمَ التَّنَادِ« (غافر32:40)
اے میری قوم میں تم پر اس دن سے ڈرتا ہوں جس دن پکار مچے گی۔
اسی وقت زمین ایک طرف سے دوسری طرف تک پھٹ جائے گی اس وقت زمین ایک طرف سے دوسری طرف تک پھٹ جائے گی اس وقت کی گھبراہٹ کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔

اب آسمان میں انقلابات ظاہر ہوں گے سورج چاند بے نور ہو جائیں گے، ستارے جھڑنے لگیں گے اور کھال ادھڑنے لگے گی۔ زندہ لوگ یہ سب کچھ دیکھ رہے ہوں گے ہاں مردہ لوگ اس سے بے خبر ہونگے۔ فرمان رب العزت ہے۔

»وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ نُفِخَ فِیْہِ اُخْرٰی فَاِذَا ھُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ« (الزمر68:39)
ترجمہ: اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائنگے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ چاہے، پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔
اس آیت میں جن لوگوں کا استثنا کیا گیا ہے کہ وہ بے ہوش نہ ہوں گے اس سے مراد شہید لوگ ہیں۔ یہ گھبراہٹ زندوں پر ہوگی شہید اللہ کے ہاں زندہ ہیں اور روزیاں پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے شر سے نجات دے گا اور انہیں پر امن رکھے گا۔

یا اس سے مراد وہ زلزلہ ہے جو قیام قیامت کے بعد میدان محشر میں ہوگا جب کہ لوگ قبروں سے نکل کر میدان میں جمع ہوں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم تیز تیز چل رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے با آواز بلند ان دونوں آیتوں کی تلاوت کی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے کان میں آواز پڑتے ہی وہ سب اپنی سواریاں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع ہو گے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اور فرمائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو یہ کون سا دن ہوگا؟ یہ وہ دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو فرمائے گا کہ اے آدم جہنم کا حصہ نکال۔ وہ کہیں گے اے اللہ کتنوں میں سے کتنے؟ فرمائے گا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم کے

لیے اور ایک جنت کے لیے۔

یہ سنتے ہی صحابہ کے دل دہل گئے، چپ لگ گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا کہ غم نہ کرو، خوش ہو جاؤ، عمل کرتے رہو۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تمہارے ساتھ مخلوق کی بہت تعداد ہے یعنی یاجوج ماجوج اور بنی آدم میں سے جو ہلاک ہو گئے اور ابلیس کی اولاد۔ (یعنی اس کے پیروکار)

اب صحابہ رضی اللہ عنہم کی گھبراہٹ کم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمل کرتے رہو اور خوشخبری سنو اس کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تم تو اور لوگوں کے مقابلے پر ایسے ہی ہو جیسے اونٹ کے پہلو کا یا جانور کے ہاتھ کا داغ۔ (سنن ترمذی:3169: صحیح)

اسی روایت کیا یک اور سند میں ہے کہ یہ آیت حالت سفر میں اتری۔ اس میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان سن کر رونے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب قریب رہو اور ٹھیک ٹھاک رہو ہر نبوت کے پہلے جاہلیت کا زمانہ رہا ہے وہی اس گنتی کو پوری کر دے گا ورنہ منافقوں سے وہ گنتی پوری ہو گی۔

اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تو امید ہے کہ اہل جنت کی چوتھائی صرف تم ہی ہو گے۔ یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ اکبر کہا۔ ارشاد ہوا کہ عجب نہیں کہ تم تہائی ہو، اس پر انہوں نے پھر تکبیر کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم ہی نصفا نصف ہو گے، انہوں نے پھر تکبیر کہی۔ راوی کہتے ہیں مجھے یاد نہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تہائیاں بھی فرمائیں یا نہیں؟ (سنن ترمذی:3168)

اور روایت میں ہے کہ غزوہ تبوک سے واپسی میں مدینے کے قریب پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت آیت شروع کی۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:24906)

اور روایت میں ہے کہ تم تو ایک ہزار اجزا میں سے ایک جز ہی ہو۔ (مسند بزار:3467)

صحیح بخاری شریف میں اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پکارے گا وہ جواب دیں گے «لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ» ''پھر آواز آئے گی کہ "اللہ تجھے حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد میں جہنم کا حصہ نکال"، پوچھیں گے اللہ کتنا؟ حکم ہوگا "ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے" اس وقت حاملہ کے حمل گر جائیں گے، بچے بوڑھے ہو جائیں گے، اور لوگ حواس باختہ ہو جائیں گے کسی نشے سے نہیں بلکہ اللہ کے عذابوں کی سختی کی وجہ سے۔ یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہرے متغیر ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یاجوج ماجوج میں سے نوسو ننانوے اور تم میں سے ایک۔ تم تو ایسے ہو جیسے سفید رنگ بیل کے چند سیاہ بال جو اس کے پہلو میں ہوں۔ یا مثل چند سفید بالوں کے جو سیاہ رنگ بیل کے پہلو میں ہوں۔

پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ تمام اہل جنت کی گنتی میں تمہاری گنتی چوتھے حصے کی ہو گی، ہم نے اس پر تکبیر کہی۔ پھر فرمایا

آدھی تعداد میں باقی سب اور آدھی تعداد صرف تمہاری۔ (صحیح بخاری:4841)

اور روایت میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر وہ ایک خوش نصیب ہم میں سے کون ہوگا؟ جب کہ یہ حالت ہے۔ (سلسلہ احادیث صحیحہ:3307)

اور روایت میں ہے تم اللہ کے سامنے ننگے پیروں ننگے بدن بے ختنہ حاضر کیے جاؤ گے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرد عورتیں ایک ساتھ؟ ایک دوسرے پر نظریں پڑیں گی؟ آپ صلی اللہ علیہوسلم نے فرمایا: عائشہ وہ وقت نہایت سخت اور خطرناک ہوگا۔ (صحیح بخاری:6527)

مسند احمد میں ہے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا دوست اپنے دوست کو قیامت کے دن یاد کرے گا؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ تین موقعوں پر کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا۔ اعمال کے تول کے وقت جب تک کمی زیادتی نہ معلوم ہو جائے۔ اعمال ناموں کے اڑائے جانے کے وقت جب تک دائیں بائیں ہاتھ میں نہ آ جائیں۔ اس وقت جب کہ جہنم میں سے ایک گردن نکلے گی جو گھیر لے گی اور سخت غیظ وغضب میں ہوگی اور کہے گی میں تین قسم کے لوگوں پر مسلط کی گئی ہوں ایک تو وہ لوگ جو اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے رہتے ہیں دوسرے وہ جو حساب کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور تیسرے ہر سرکش ضدی متکبر پر پھر تو وہ انہیں سمیٹ لے گی اور چن چن کر اپنے پیٹ میں پہنچا دے گی جہنم پر پل صراط ہوگی جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہوگی اس پر آنکس اور کانٹے ہوں گے جسے اللہ چاہے پکڑ لے گی اس پر سے گزرنے والے مثل بجلی کے ہوں گے مثل آنکھ جھپکنے کے مثل ہوا کے مثل تیز رفتار گھوڑوں اور اونٹوں کے فرشتے ہر طرف کھڑے دعائیں کرتے ہوں گے کہ اللہ سلامتی دے اللہ بچا دے پس بعض تو بالکل صحیح سالم گزر جائیں گےبعض کچھ چوٹ کھا کر بچ جائیں گے بعض اوندھے منہ جہنم میں گریں گے۔ (مسند احمد:6/110:)

قیامت کے آثار میں اور اس کی ہولناکیوں میں اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں۔ جن کی جگہ اور ہے۔ یہاں فرمایا" قیامت کا زلزلہ نہایت خطرناک ہے بہت سخت ہے نہایت مہلک ہے دل دہلانے والا اور کلیجہ اڑانے والا ہے"۔

جب تم اسے دیکھو گے یہ ضمیر شان کی قسم سے ہے اسی لیے اس کے بعد اس کی تفسیر ہے کہ "اس سختی کی وجہ سے دودھ پلانے والی ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور حاملہ کے حمل ساقط ہو جائیں گے۔ لوگ بدحواس ہو جائیں گے ایسے معلوم ہوں گے جیسے کوئی نشے میں بدمست ہو رہا ہو۔ دراصل وہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کے عذابوں کی سختی نے انہیں بے ہوش کر رکھا ہوگا"۔ (عمادالدین ابن کثیر فی التفسیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:7

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ۝﴾ (الرحمٰن: 46]

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں ○

آیت نمبر: 8

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَاءَلُوْنَ ○ قَالُوْا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ○ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ○ ﴾

(الطور: 28-25)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے ○ بولے بے شک ہم اس سے پہلے اپنے گھروں میں سہمے ہوئے ○ تو اس نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچا لیا ○ بے شک ہم نے اپنی پہلی زندگی میں اس کی عبادت کی تھی بے شک وہی احسان فرمانے والا مہربان ہے ○

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ جِدًّا مَّعْلُوْمَاتٌ وَّالْغَرْضُ الْاِشَارَةُ اِلٰى بَعْضِهَا وَقَدْ حَصَلَ:
وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا فَنَذْكُرُ مِنْهَا طَرَفًا وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ:

اس موضوع کی آیات بہت زیادہ ہیں جو لوگوں کے علم میں ہیں یہاں مقصود محض ان کی طرف اشارہ کرنا تھا سو وہ مقصد حاصل ہو گیا۔ اور اس موضوع کی احادیث بھی بہت زیادہ ہیں ہم ان میں سے کچھ بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی ہی توفیق سے۔

(۳۹۹) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ: "اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً، ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَلَكُ، فَيَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحَ، وَيُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: بِكَتْبِ رِزْقِهٖ وَاَجَلِهٖ وَعَمَلِهٖ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ . فَوَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا، وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄ ◄ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صادق اور مصدوق ہیں، بیان فرمایا: تم میں سے ہر شخص کا مادہ تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک "نطفہ" کی شکل میں جمع رہتا ہے پھر اتنا ہی عرصہ "علقہ" کی شکل میں رہتا ہے اور پھر اتنا ہی عرصہ "مضغہ" کی شکل میں رہتا ہے۔ پھر فرشتے کو بھیجا جاتا ہے تو وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور اس کو چار چیزیں لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے: اس کا رزق، اس کی

399: بخاری، رقم الحدیث: 3036، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4708، ترمذی، رقم الحدیث: 2137، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 76، مسند احمد، رقم الحدیث: 3553، ابن حبان، رقم الحدیث: 6174، حاکم، رقم الحدیث: 3589، بیہقی، رقم الحدیث: 15198، معجم کبیر، رقم الحدیث: 9146

موت، اس کا عمل اور یہ کہ وہ خوش نصیب ہے یا بدنصیب۔ پس اس ذات کی قسم! جس کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ہم میں سے ایک شخص جنتیوں کے سے اعمال کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ہاتھ بھر فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کا نوشتہ تقدیر اس پر غالب آ جاتا ہے' اور وہ دوزخیوں کے سے اعمال کرنے لگتا ہے' اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے' اور تم میں سے ایک شخص دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے' اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ہاتھ بھر فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کا نوشتہ تقدیر اس پر غالب آ جاتا ہے' اور جنتیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے' سو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

فینفخ: از ، نفخاً ۔ بمعنی پھونک مارنا،

## شرح:

ماں کے رحم میں منی چالیس دن تک اسی حالت میں سفید رنگ کی رہتی ہے، پھر سرخ رنگ کا خون بن جاتا ہے پھر چالیس دن کے بعد جم کر گوشت، صوفیاء کرام فرماتے ہیں چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر چالیس سال اور حضرت موسیٰ کا طور پر قیام چالیس سال رہا، اس لیے نطفہ پر ہر چلہ کے بعد انقلاب آتا ہے، پھر بعد پیدائش نفاس کی مدت چالیس دن ہے، کمال عقل چالیس سال میں ہوتا ہے یہ حدیث صوفیاء کرام کے چلوں کی دلیل ہے، اہل سنت میت کا چالیسواں اسی بنا پر کرتے ہیں کہ چالیس میں انقلاب ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۱، ص۸۰)

## درسِ حدیث:

تقدیر ایک حقیقت ہے جس کو تسلیم کے سوا کوئی چارہ نہیں آدمی کی موت خیر وشر میں سے جس پر ہوگی اسی کے مطابق فیصلہ ہوگا کفر کے علاوہ دوسرے گناہوں والے اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

(۴۰۰) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَّهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس دن جہنم کو

400: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2842

لایا جائے گا،اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتوں نے پکڑ رکھا ہوگا جو اس کو کھینچ رہے ہوں گے۔(مسلم)

(۴۰۱) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَرَجُلٌ يُوْضَعُ فِيْ أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ. مَا يَرٰى أَنَّ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا، وَأَنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:'' قیامت کے دن دوزخیوں میں سے سب سے کم عذاب والا شخص وہ ہوگا جس کے پاؤں کے دونوں تلووں کے نیچے دو انگارے رکھ دیئے جائیں گے' جن کی حدت سے اس کا دماغ ابل رہا ہوگا۔ وہ محسوس کرے گا کہ کسی بھی شخص کو اس سے زیادہ سخت عذاب نہیں دیا گیا۔ حالانکہ اس کا عذاب سب دوزخیوں سے کم ہوگا۔ (متفق علیہ)

(۴۰۲) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلٰى حُجْزَتِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلٰى تَرْقُوَتِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الْحُجْزَةُ": مَعْقِدُ الْإِزَارِ تَحْتَ السُّرَّةِ، وَ"التَّرْقُوَةُ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَضَمِّ الْقَافِ: هِيَ الْعَظْمُ الَّذِيْ عِنْدَ ثُغْرَةِ النَّحْرِ، وَلِلْإِنْسَانِ تَرْقُوَتَانِ فِيْ جَانِبَيِ النَّحْرِ.

◀ ◀ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخیوں میں سے بعض ایسے ہوں گے جن کو ٹخنوں تک آگ اپنی لپیٹ میں لے گی اور بعض ایسے ہوں گے جن کو گھٹنوں تک لپیٹے گی اور بعض ایسے ہوں گے جن کو آگ گردن تک اپنی لپیٹ میں لے گی۔(مسلم)

## تعارفِ راوی:

سمرہ ابن جندب: آپ انصار کے حلیف تھے، حافظ قرآن تھے، حضور انور سے بڑے فیوض پائے، ۹۵ انسٹھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف السین، فصل فی الصحابہ' مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حلِ لغات:

الحجزۃ: ناف کے نیچے ازار باندھنے کی جگہ

الترقوۃ: تاء پر زبر اور قاف پر پیش کے ساتھ وہ ہڈی جو سینے کے گڑھے کے قریب ہوتی ہے، اور انسان کے سینے

401: بخاری شریف، کتاب الرقاق، رقم الحدیث: 6561

کے دونوں کناروں پر ایسی دو ہڈیاں ہوتی ہیں۔

**شرح:**

یعنی دوزخی لوگوں کو عزاب تو پورے جسم پر ہوگا مگر مختلف طرقوں کا ہوگا جیسا کافر ویسا ہی اس کا عذاب دوزخ کی آگ کا تو ایک انگارہ ہی سزا کے لیے کافی ہے جس کے گلے تک آگ ہو سمجھ لو اس کا کیا حال ہوگا؟؟؟ اللہ تعالیٰ اس آگ سے بچائے یہ آگ کفار کو بھی پہنچے گی اور بعض گناہگار مؤمنوں کو بھی مگر مؤمنوں کو کچھ دن کے لیے کافروں کو ہمیشہ کے لیے اور بھی کئی طرح فرق ہوگا، (مرآۃ المناجیح فیا شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفت احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۲، ص۶۶۰)

**درسِ حدیث:**

ایک تو اس حدیث میں مختلف عذابوں کی کیفیت ذکر کی گئی ان میں سے ہر ایک اپنی تکلیف میں دوسرے سے بڑھ کر ہوگا یہ تفصیل اس لیے بیان کی گئی تا کہ لوگ گناہوں سے دور رہ کر عذاب سے خود کو بچائیں۔

دوسرا اس حدیث میں قیامت کا ایک منظر ذکر کیا گیا ہے کہ ایک شخص کو پسینہ گناہوں کی کثرت کی وجہ سے لگام کی طرح گھیرنے والا ہوگا اللہ اس خوفناک منظر سے حفاظت فرمائے۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

(۴۰۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَتّٰى يَغِيْبَ اَحَدُهُمْ فِيْ رَشْحِهٖ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔
وَ"الرَّشْحُ": الْعَرَقُ ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ تمام جہانوں کے رب کے حضور کھڑے ہوں گے حتیٰ کہ ان میں سے ایک اپنے کانوں کی لوؤں تک اپنے پسینے میں ڈوب جائے گا۔ (متفق علیہ)

(۴۰۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خطبنا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ، فَقَالَ: "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا" فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجُوْهَهُمْ، وَلَهُمْ خَنِيْنٌ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔
وَفِيْ رِوَايَةٍ: بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَصْحَابِهٖ شَيْءٌ فَخَطَبَ، فَقَالَ: "عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا

---

402: مسلم شریف، کتاب الجنۃ وصفۃ، رقم الحدیث: 2845

403: بخاری شریف، کتاب التفسیر، رقم الحدیث: 4938

404: صحیح بخاری، الرقاق، رقم الحدیث: 6486

وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا" فَمَا اَتٰى عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمٌ اَشَدُّ مِنْهُ، غَطَّوْا رُؤُسَهُمْ وَلَهُمْ خَنِيْنٌ ۔

"اَلْخَنِيْنُ" بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ: هُوَ الْبُكَاءُ مَعَ غُنَّةٍ وَانْتِشَاقِ الصَّوْتِ مِنَ الْاَنْفِ ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشادفرمایا اور میں نے آپ سے ایسا خطبہ کبھی نہیں سنا تھا، آپ نے فرمایا: اگر تمہیں علم ہو جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا اور وہ سسکیاں بھر کر رونے لگے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق کوئی بات معلوم ہوئی تو آپ نے خطبہ دیا اور ارشادفرمایا: مجھ پر جنت اور جہنم دونوں پیش کی گئیں اور میں نے نیکی اور بدی میں آج کے دن جیسا کوئی دن نہیں دیکھا، اور اگر تمہیں معلوم ہوجائے جو کچھ میرے علم میں ہے تو یقیناً تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اس دن سے سخت کوئی دن نہیں آیا تھا۔ انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا اور وہ سسکیاں بھر کر رونے لگے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

الخنین: خاء معجمہ کے ساتھ ایسے رونے کو کہتے ہیں جس میں ناک سے نکلی ہوئی آواز بھی شامل ہو۔

## شرح:

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا کا طریقہ مبارکہ تھا کہ جب دن نکلتا تو کہتیں یہ میری موت کا دن ہے اور شام تک کھانا نہ کھاتیں، پھر جب رات آتی تو کہتیں یہ وہ رات ہے جس میں میں مرجاوں گی چنانچہ وہ صبح تک نماز میں مشغول رہتیں۔ (فیضان احیاء العلوم، مکتبۃ المدینہ، ص ۱۲۸)

(مرآۃ المناجیح فیا شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازحکیم الامت مفت احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، ص ۸۰)

## درسِ حدیث:

اس حدیث میں فرمانبرداروں کے لیے جنت کی عام نعمتوں کی بشارت ہے اور نافرمانوں کے لیے موقف کی خوفناکی کی وعید ہے، صحابہ کرام کے دلوں کی رقت کا ایک منظر ہے۔

(دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، از محمد بن علان الصدیقی الشافعی الاشعری المکی، متوفی 1057ھ، تحت حدیث مذکورہ)

(۴۰۵) وَعَنِ الْمِقْدَادِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "تُدْنَی الشَّمْسُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنَ الخَلْقِ حَتّٰی تَکُوْنَ مِنْهُمْ کَمِقْدَارِ مِیْلٍ" قَالَ سُلَیْمُ بْنُ عَامِرٍ الرَّاوِیْ عَنِ الْمِقْدَادِ: فَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ مَا یَعْنِیْ بِالْمِیْلِ، اَمَسَافَةَ الْاَرْضِ اَمِ الْمِیْلَ الَّذِیْ تُکْتَحَلُ بِهِ الْعَیْنُ؟ قَالَ: "فَیَکُوْنُ النَّاسُ عَلٰی قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِی الْعَرَقِ، فَمِنْهُمْ مَنْ یَّکُوْنُ اِلٰی کَعْبَیْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ یَّکُوْنُ اِلٰی رُکْبَتَیْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ یَّکُوْنُ اِلٰی حِقْوَیْهِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ یُّلْجِمُهُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا" . وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِیَدِهٖ اِلٰی فِیْهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: قیامت کے دن سورج مخلوق کے اتنا قریب آ جائے گا کہ ان سے صرف ایک میل کی مسافت پر رہ جائے گا۔ راوی سلیم بن عامر حضرت مقداد سے روایت کرتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے یہ معلوم نہیں کہ میل سے کیا مراد ہے۔؟ زمین کے ایک میل کی مسافت مراد ہے یا میل سے مراد وہ سلائی ہے جس سے آنکھوں میں سرمہ ڈالا جاتا ہے۔ اس دن لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔ بعض ایسے ہوں گے جو ٹخنوں تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے' بعض ایسے ہوں گے جو گھٹنوں تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے' بعض ایسے ہوں گے جو کمر تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے اور بعض ایسے ہوں گے جن کو پسینے کی لگام دے رکھی ہوگی' اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

(۴۰۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یَعْرَقُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِی الْاَرْضِ سَبْعِیْنَ ذِرَاعًا، وَّیُلْجِمُهُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

وَمَعْنٰی "یَذْهَبُ فِی الْاَرْضِ": یَنْزِلُ وَیَغُوْصُ .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے حتیٰ کہ ان کا پسینہ ستر ہاتھ تک زمین میں سرایت کر جائے گا' اور انہیں پسینے کی لگام ڈال دی گئی۔ حتیٰ کہ وہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

405: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2864

406: بخاری شریف، کتاب الرقاق، رقم الحدیث: 6532

## حلِ لغات:

**یذھب فی الارض:** کا معنی ہے: زمین میں سرایت کر جائے گا۔

## شرح:

قیامت کا منظر بہت خوفناک ہوگا کتب میں آتا ہے کہ۔

جب قیامت کی نشانیاں پوری ہو جائیں گی تو حضرت اسرافیل علیہ السلام کوصُور پھونکنے کا حکم ہوگا شروع شروع میں اس کی آواز بہت باریک ہوگی اور رفتہ رفتہ بلند ہوتی جائے گی لوگ کان لگا کر سنے گئے اور بیہوش ہو جائے گئے اس بیہوشی کا ان پو یہ اثر ہوگا کہ ملائکہ اور اہل زمین جو اس وقت زندہ ہوں گئے وہ سب اس سے مر جائیں گے اور جن لوگوں پر پہلے ہی موت آچکی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی قبروں میں زندہ رکھا جیسے انبیاء کرام علیہ السلام اور شہدائے امت اُن پر اس صور کا یہ اثر ہوگا کہ ان پر بیہوشی طاری ہو جائے گئی اور صالحین امت کے علاوہ جو پہلے مر چکے ان کو اس صور کا پتہ بھی نہیں چلے گا زمین و آسمان میں ہلچل مچ جائے گئی زمین اپنے تمام خزانے باہر نکال دے گئی پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے دھنی ہوئی روئی یا اُون کی طرح اُرنے لگیں گے آسمان کے تمام ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے اور دوسرے سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو کر فنا ہو جائیں گے اسی طرح ہر چیز فنا ہو جائے گئی یہاں تک کہ صور اور حضرت اسرافیل اور تمام ملائکہ فنا ہو جایں گے اس کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِکْرَامِ" (الرحمٰن: ۲۶، ۲۷)

زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے (ہر جاندار ہلاک ہو جانے والا ہے) اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔

اس وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہ ہوگا وہ فرمائے گا آج کس کی بادشاہت ہے؟ کہاں ہیں جبارین کہاں ہیں متکبرین مگر کون جواب دے پھر خود ہی فرمائے گا "لله الواحد القھار" صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا سب سے پہلے حضرت اسرافیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا فرما کر دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا صور پھونکتے ہی سب سے پہلے اُٹھنے والی ذات ہمارے آقا ﷺ کی ہوگئی جیسا کہ حدیث میں موجود ہے کہ۔

**انا اوّل الناس خروجاً اذا بُعِثُوا**

(محمد بن عیسیٰ بن سورة ترمذی، امام، جامع ترمذی، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ابواب المناقب باب من فضائل النبی ﷺ (غیر موسوم باب)، ص ۶۷۹)

جب لوگوں کو دوبارہ اُٹھایا جائے گا تو میں ہی سب سے پہلے نکلوں گا

اور حضور ﷺ اپنی قبر مبارک سے اس شان سے برآمد ہوں گے کہ داہنے ہاتھ میں حضرت صدیق اکبر کا ہاتھ ہوگا

اور بائیں ہاتھ میں حضرت عمر فاروق کا (صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہما) پھر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جتنے لوگ مدفون ہیں سب کو لے کر میدانِ حشر میں تشریف لائیں گے۔ (مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی، ہمارا اسلام، حصہ پنجم، ص ۲۶۵، ۲۶۶ بتصرف)

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائے جانے والی ہے

(۴۰۷) وَعَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ وَجْبَةً، فَقَالَ: "هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا؟" قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ. قَالَ: "هٰذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهٖ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا، فَهُوَ يَهْوِيْ فِي النَّارِ الْاٰنَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى قَعْرِهَا فَسَمِعْتُمْ وَجْبَتَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄ ◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا چیز ہے؟ ہم نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ وہ پتھر ہے جس کو ستر سال پہلے جہنم میں گرایا گیا تھا۔ وہ اب تک آگ میں نیچے اُتر رہا حتیٰ کہ اب وہ اس کی تہ میں پہنچا ہے اور تم نے اس کے گرنے کی آواز سنی ہے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مریض کی عیادت کی تو فرمایا تجھے بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بخار میری آگ ہے اسی لئے میں اپنے مؤمن بندے پر دنیا میں اسی لئے مسلط کرتا ہوں کہ قیامت کے دن اس کی آگ کا حصہ (بدلہ) ہو جائے۔ (احمد، ابن ماجہ، بیہقی، شعب الایمان)

(۴۰۸) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ، فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄ ◄ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کا رب کلام فرمائے گا اور اس کے اور اس کے رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ وہ اپنے دائیں جانب دیکھے گا تو اس کو اپنے اعمال کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے گا اور وہ اپنے بائیں جانب دیکھے گا تو اس کو

407: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2844

408: بخاری شریف، رقم الحدیث: 7512

اپنے سامنے آگ کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے گا۔ پس آگ سے بچو! خواہ نصف کھجور کے ذریعے ہی۔ (متفق علیہ)

(۴۰۹) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ، اَطَّتِ السَّمَآءُ وَحُقَّ لَھَا اَنْ تَئِطَّ، مَا فِیْھَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَّاضِعٌ جَبْھَتَہٗ سَاجِدًا لِّلّٰہِ تَعَالٰی ۔ وَاللّٰہِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ، لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا، وَّمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَی الْفُرُشِ، وَلَخَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" ۔

وَ"اَطَّت" بِفَتْحِ الْھَمْزَۃِ وَتَشْدِیْدِ الطَّاءِ وَ"تَئِطَّ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَبَعْدَھَا ھَمْزَۃٌ مَّکْسُوْرَۃٌ، وَالْاَطِیْطُ: صَوْتُ الرَّحْلِ وَالْقَتَبِ وَشِبْھِھِمَا، وَمَعْنَاہُ: اَنَّ کَثْرَۃَ مَنْ فِی السَّمَآءِ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ الْعَابِدِیْنَ قَدْ اَثْقَلَتْھَا حَتّٰی اَطَّتْ ۔ وَ"الصُّعُدَاتُ" بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَیْنِ: الطُّرُقَاتُ: وَمَعْنٰی: "تَجْاَرُوْنَ": تَسْتَغِیْثُوْنَ ۔

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ آسمان آواز نکالتا ہے اور اسے حق پہنچتا ہے کہ وہ آواز نکالے اس میں ہر چار انگلیوں کی جگہ میں ایک فرشتہ اپنی جبیں رکھے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کناں ہے۔ قسم بخدا! اگر تمہیں معلوم ہو جو کچھ میں جانتا ہوں تو یقیناً تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ اور بستروں پر عورتوں سے بھی لذت حاصل نہ کر سکو اور تم راستوں کی طرف چل نکلو اور اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرو۔

## تعارفِ راوی:

ابوذر: آپ کا نام جندب ابن جنادہ، کنیت ابوذر ہے، قبیلہ بنی غفار سے ہے، آپ پانچویں مسلمان ہیں، مکہ معظّمہ میں آ کر مسلمان ہوئے اور حضور کے حکم سے اپنی قوم میں چلے گئے، پھر غزوۂ خندق کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور حضور کے ساتھ رہے، پھر ربذہ میں قیام کیا اور وہیں خلافت عثمانیہ ۳۲ھ میں وفات پائی، آپ بڑے، زاہد، عابد، صحابی ہیں، مال جمع کرنے کے بڑے مخالف تھے، اسلام سے پہلے بھی اللہ کی عبادت کرتے تھے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الذاء، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد اول)

## حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

409: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 2312

## حلِ لغات:

**اطت:** ہمزہ پر زبر اور طاء پر شد ہے۔

**تسئط:** تاء پر زبر اور اس کے بعد ہمزہ ہے جس کے نیچے زیر ہے اور **اطیط:** پالان، کجاوے وغیرہ کی آواز کو کہتے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان اپنے اوپر عبادت کرنے والے فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے آواز نکالتا ہے۔

**الصعدات:** صاد اور عین دونوں پر پیش ہے اس کا مطلب ہے: راستے۔

**تجارون:** کا معنی ہے: مدد طلب کرتے ہیں۔

## شرح:

معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ غیبی چیزیں دیکھتی ہے اور حضور کے کان غیبی آوازیں سنتے ہیں، جس نگاہ سے اللہ تعالیٰ ہی نہ چھپا اس سے اور کیا چیز چھپے گی۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا — جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروڑوں درود

مالاترون میں ماعام ہے ہر غیبی چیز حضور پر ظاہر ہے۔

اطت بنا ہے اطیط سے، اطیط کے معنی چر چرانا بھی ہے اور رونا بھی اور مطلقاً آواز بھی یہاں تینوں معنی بن سکتے ہیں۔فرشتوں کے بوجھ سے چر چرانا جیسے اونٹ کا بھرا ہوا پالان بوجھ سے چر چر کرتا ہے یا خوف الٰہی میں روتا ہے، فرشتوں کی تسبیح وتہلیل سن کر یا خود اللہ کا ذکر اس کی تسبیح وتہلیل کرتا ہے فرشتوں کے ساتھ۔(مرقات، اشعہ)غرض کہ آسمان آواز ضرور کر رہا ہے اس لیے اس کے لیے سنا فرمایا گیا کہ میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان کی یہ آواز میں سن رہا ہوں۔

ظاہر یہ ہے کہ یہاں سجدہ کرنے والے فرشتوں کی کثرت کا ذکر ہے کہ آسمان کا ایک چپہ فرشتے کی پیشانی سے خالی نہیں، رکوع، قیام، قعود والے فرشتے ان کے سواء ہیں، رب تعالیٰ نے فرشتوں کا قول نقل فرمایا: "**مَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ**" سجدہ والوں کی جگہ اور ہے رکوع، قیام والوں کی جگہ اور۔

اس سے حضور کے تحمل و برداشت کا پتہ لگتا ہے کہ حضور یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے پھر بھی دنیا و دین دونوں سنبھالے ہوئے ہیں۔

صعدات جمع ہے صعید کی بمعنی زمین کی ظاہری مٹی، اس سے مراد ہے جنگل جہاں سفید زمین اور مٹی ہی ہوتی ہے مکان پہاڑ وغیرہ نہیں ہوتے یعنی تم خوف وڈر کی وجہ سے آبادیوں میں رہنا، آرام کرنا بھول جاتے، جنگلوں میں چیختے روتے پھرتے، منزلیں بہت بھاری ہیں۔(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۱۹۴)

(۴۱۰) وَعَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ - بِرَاءٍ ثُمَّ زَايٍ - نَضْلَةَ بْنِ عُبَيْدِ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُسْاَلَ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ؟ وَعَنْ عِلْمِهٖ فِيْمَا فَعَلَ فِيْهِ؟ وَعَنْ مَّالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهُ؟ وَفِيْمَا اَنْفَقَهُ؟ وَعَنْ جِسْمِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ؟"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابو برزہ راء پھر زاء نضلہ بن عبید الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن بندے کے دونوں قدم اپنی جگہ سے نہیں ہلیں گے حتیٰ کہ اس سے پوچھ لیا جائے اس کی عمر کے متعلق کہ اس نے اُسے کن کاموں میں ضائع کیا اور اس کے مال کے متعلق کہ اس نے یہ کیسے کمایا اور کہاں اسے خرچ کیا اور اس کے جسم کے متعلق کہ کن کاموں میں اسے کمزور کیا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## تعارف راوی:

ابو برزہ: آپ کا نام فضلہ ابن عبید ہے، اسلمی ہیں، پرانے مسلمان ہیں، عبدالل ؟ ابن خطل کو حضور کے حکم سے آپ نے قتل کیا تھا، حضور انور کی وفات تک ہر غزوہ میں حضور کے ساتھ رہے پھر بصرہ چلے گئے، خراسان کے غزوہ میں شریک ہوئے، مقام مرو میں آپ کی وفات ہوئی ۶۰ ساٹھ میں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الباء، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

## شرح:

حساب کتاب تو چار گھنٹہ میں ختم ہو جاوے گا اور دن ہے پچاس ہزار سال کا وہ نعت خوانی میں خرچ ہوگا۔ شعر

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا　　　کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۶، ص ۳۵)

(۴۱۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا﴾ (الزلزلة: 4) ثُمَّ قَالَ: "اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا"؟ قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. قَالَ: "فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا تَقُوْلُ: عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فِيْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فَهٰذِهٖ اَخْبَارُهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

---

410: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 2417

411: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 2429

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ پڑھی: "يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا" پھر فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ زمین کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: اس کی خبریں یہی ہوں گی کہ وہ ہر بندے اور ہر عورت کے متعلق یہ بتائے گی کہ اس نے اس کے اوپر کیا کیا اعمال کیے۔ وہ کہے گی: تو نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیے اور یہی زمین کی خبریں ہوں گی۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## حلِ لغات:

تدرون: از درياً، بمعنی جاننا، حیلہ سے جاننا۔

## شرح:

خیال رہے کہ عبادات میں پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں پہلے قتل وخون کا یا نیکیوں میں پہلے نماز کا حساب ہے اور گناہوں میں پہلے قتل کا، لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ پہلے قتل اور خون کا حساب ہوگا یعنی اگر نماز کے حساب میں بندہ ٹھیک نکلا تو اگلے حساب ان شاء اللہ آسان ہوں گے، اور اگر ان میں بندہ پھنس بھی جائے گا تو رب تعالیٰ نمازوں کی برکتوں سے اس کے چھٹکارے کی سبیل پیدا فرمادے گا، مثلاً اگر اس کے ذمہ حقوق العباد ہیں تو حق والے کو جنت دے کر اسے معاف کرادے گا اور اگر حقوق اللہ ہیں تو انہیں رحم خسروانہ اور الطاف شاہانہ سے خود بخش دے گا۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ نماز کے پابند کو گناہوں سے بچنے اور دوسری نیکیاں کرنے کی دنیا ہی میں توفیق مل جاتی ہے لہٰذا وہاں جس کی نمازیں ٹھیک نکلیں اس کے دوسرے اعمال خود بخود ٹھیک نکلیں گے۔ غرض کہ حدیث بالکل صاف ہے اس پر چکڑالویوں کو کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازحکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۲، ص۵۶۱)

(۴۱۲) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَيْفَ اَنْعَمُ! وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ، وَاسْتَمَعَ الْإِذْنَ مَتٰى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَيَنْفُخُ"

412(: جامع ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2431

فَکَاَنَّ ذٰلِکَ ثَقُلَ عَلٰی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَھُمْ: "قُوْلُوْا: حَسْبُنَا اللّٰہ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

"اَلْقَرْنُ": ھُوَ الصُّوْرُ الَّذِیْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ﴾ کَذَا فَسَّرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں کیوں کر مسرور ہوسکتا ہوں جب کہ صور پھونکنے والے فرشتے نے صور کو ہاتھوں میں لے رکھا ہے' اور اس نے اپنے کانوں کو متوجہ کر رکھا ہے کہ کب صور پھونکنے کا حکم صادر ہو تو وہ صور پھونکے۔ سو یہ بات رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہت گراں گزری تو آپ نے فرمایا: ''حسبنا اللہ ونعم الوکیل'' پڑھا کرو۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

القرن: اس سے مراد وہ صور ہے جس کا اس آیہ کریمہ میں ذکر ہے۔

'وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ': جیسی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تفسیر بیان فرمائی ہے۔

## شرح:

یعنی میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت اسرافیل منہ میں صور لیے عرش اعظم کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کب پھونکنے کا حکم ملے اور میں بلا تاخیر صور پھونک دوں، جب میری آنکھیں یہ نظارہ کر رہی ہیں تو میرے دل کو چین و خوشی کیسے ہو، ادھر خوف لگا ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور کی نظریں سب کچھ دیکھتی ہیں۔ شعر

اے فروغت صبح آثار و دھور چشم تو بینندہ ما فی الصدور

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۷، ص ۳۷۰)

(۴۱۳) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ خَافَ اَدْلَجَ، وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ. اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰہِ غَالِیَةٌ، اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰہِ الْجَنَّةُ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ:

"حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

413: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 2430

وَ"اَدْلَجَ": بِاِسْكَانِ الدَّالِ وَمَعْنَاهُ سَارَ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ . وَالْمُرَادُ التَّشْمِيْرُ فِي الطَّاعَةِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو رات کے حملے سے ڈرتا ہے وہ رات کے پہلے ہی پہر چل پڑتا ہے اور جو رات کے پہلے پہر چلتا ہے وہ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کی متاع بہت گراں قیمت ہے۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کی متاع جنت ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

ادلج: دال کے سکون کے ساتھ، اس کا معنیٰ ہے: رات کے پہلے حصہ میں چلنا۔

## شرح:

یعنی جو دشمن کے شب خون مارنے کا اندیشہ کرتا ہے وہ جنگل میں رات غفلت سے نہیں گزارتا ورنہ مارا جاتا ہے، لٹ جاتا ہے۔ شیطان شب خون مارنے والا دشمن ہے، ہم دنیا میں راہِ آخرت طے کرنے والے مسافر، ایمان کی دولت ہمارے پاس ہے یہاں غفلت نہ کرو ورنہ لٹ جاؤ گے۔

اس فرمان عالی میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے "اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوٰلَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ"۔ جنت سودا ہے رب تعالیٰ فروخت فرمانے والا ہے، ہم خریدار ہیں ہمارے مال جان اس سودے کی قیمت ہے، اس کا عکس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خریدار ہے ہمارے جان و مال سودے ہیں جنت اس کی قیمت ہے، اگر جان دے کر بھی یہ سودا مل جاوے تو سستا ہے مگر ہمارا حال یہ ہے۔

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا — ہم مفلس کیا مول چکائیں ہاتھ ہی اپنا خالی ہے

اللہ تعالیٰ ہم محتاجوں کو اپنے محبوب کے نام کی خیرات دیدے فقیروں بھکاریوں سے قیمت نہیں مانگی جاتی اس پر ہر کرم کریمانہ ہوتا ہے۔

چہ باشد کہ مشتے گدایان خیل — بیایند دار السلام از طفیل

یعنی یارسول اللہ اگر ہم جیسے مٹھی بھر فقیر آپ کے طفیل جنت میں پہنچ جاویں تو تمہارا کیا بگڑتا ہے ہمارا بھلا ہو جاوے گا۔ مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۷، ص ۱۹۵)

مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے کمر بستہ رہنا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

(۴۱۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا" قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيْعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ؟! قَالَ: "يَاعَائِشَةُ، الْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يُّهِمَّهُمْ ذٰلِكَ" .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اَلْاَمْرُ اَهَمُّ مِنْ اَنْ يَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"غُرْلًا" بِضَمِّ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ، اَيْ: غَيْرَ مَخْتُوْنِيْنَ .

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن، اور بغیر ختنے کیے اُٹھائے جائیں گے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا مرد اور عورتیں سب ہی یوں کہ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ فرمایا: اے عائشہ! معاملہ اس سے زیادہ سخت ہوگا کہ انہیں اس طرف (دھیان) کی (بھی) سوجھے اور ایک روایت میں ہے: معاملہ اس سے زیادہ اہم ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں۔ (متفق علیہ)

عزلا: عین معجمہ کے پیش کے ساتھ۔ یعنی بغیر ختنے کیے ہوئے۔

# ۵۱-بَابُ الرَّجَاءِ

## امید کے متعلق بیان

**رجاء کے لغوی معانی:** امید، آسرا، آرزو، تمنا، خواہش (فیروز اللغات)

**رجاء کی تعریف:** "تعلق القلب بحصول محبوب فی المستقبل": (کتاب التعریفات)

ترجمہ: دل کا مستقبل میں پسندیدہ شے کے حصول سے لٹکا ہونا۔

**آیت نمبر: 1**

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝﴾ (الزمر: 53)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم فرماؤ: اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے ۝

---

414: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6527

تشریح:

اس آیت میں تمام نافرمانوں کو گو وہ مشرک و کافر بھی ہوں تو بہ کی دعوت دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ کی ذات غفور و رحیم ہے۔ وہ ہر تائب کی توبہ قبول کرتا ہے۔ ہر جھکنے والی کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو بہ کرنے والے کے اگلے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے گو وہ کیسے ہی ہوں کتنے ہی ہوں کبھی کے ہوں۔ اس آیت کو بغیر توبہ کے گناہوں کی بخشش کے معنی میں لینا صحیح نہیں اس لیے کہ شرک بغیر توبہ کے بخشا نہیں جاتا۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ بعض مشرکین جو قتل و زنا کے بھی مرتکب تھے حاضر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہو کر عرض کرتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہمیں ہر لحاظ سے اچھا اور سچا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ بڑے بڑے گناہ جو ہم سے ہو چکے ہیں ان کا کفارہ کیا ہوگا؟ اس پر آیت

»وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا« (الفرقان68:25)، نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری:4810)

مسند احمد کی حدیث میں ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں مجھے ساری دنیا اور اس کی ہر چیز کے ملنے سے اتنی خوشی نہ ہوئی جتنی اس آیت کے نازل ہونے سے ہوئی ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ جس نے شرک کیا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد فرمایا: خبردار رہو جس نے شرک بھی کیا ہو تین مرتبہ یہی فرمایا۔ (مسند احمد:5/275)

مسند کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک بوڑھا بڑا شخص لکڑی ٹکاتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرے چھوٹے موٹے گناہ بہت سارے ہیں کیا مجھے بھی بخشا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اللہ کی توحید کی گواہی نہیں دیتا؟ اس نے کہا ہاں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی بھی دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے چھوٹے موٹے گناہ معاف ہیں۔ (مسند احمد:4/385)

پس ان تمام احادیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بندے کو رحمت رب سے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ گو گناہ کتنے ہی بڑے اور کتنے ہی کثرت سے ہوں۔ توبہ اور رحمت کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہوا رہتا ہے اور وہ بہت ہی وسیع ہے۔

جو برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے پھر اللہ سے استغفار کرے وہ اللہ کو بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا پائے گا"۔

مشرکین نصاریٰ کے اس شرک کا کہ وہ اللہ کو تین میں کا تیسرا مانتے ہیں ذکر کر کے ان کی سزاؤں کے بیان سے پہلے فرما دیا

»وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ« (المائدہ73:5)

اور اگر اپنی بات سے باز نہ آئے تو جوان میں کافر مریں گے ضرور ان کو عذاب پہنچے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ عظمت و کبریائی جلال وشان والے نے فرمایا

"اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَہٗ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ« (المائدہ:74)"

تو کیوں نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور اس سے بخشش مانگتے؟ اور اللہ بخشنے والا مہربان"۔

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں۔

بخاری و مسلم کی حدیث میں اس شخص کا واقعہ بھی مذکور ہے جس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ پھر بنی اسرائیل کے ایک عابد سے پوچھا کہ کیا اس کیلئے بھی توبہ ہے؟ اس نے انکار کیا اس نے اسے بھی قتل کر دیا۔ پھر ایک عالم سے پوچھا اس نے جواب دیا کہ تجھ میں اور توبہ میں کوئی روک نہیں اور حکم دیا کہ موحدوں کی بستی میں چلا جا چنانچہ یہ اس گاؤں کی طرف چلا لیکن راستے میں ہی موت آ گئی۔ رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں آپس میں اختلاف ہوا۔ اللہ عزوجل نے زمین کے ناپنے کا حکم دیا تو ایک بالشت بھر نیک لوگوں کی بستی جس طرف وہ ہجرت کر کے جا رہا تھا قریب نکلی اور یہ انہی کے ساتھ ملا دیا گیا اور رحمت کے فرشتے اس کی روح کو لے گئے۔ یہ بھی مذکور ہے کہ وہ موت کے وقت سینے کے بل اس طرف گھسیٹتا ہوا چلا تھا۔ اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ نیک لوگوں کی بستی کے قریب ہو جانے کا اور برے لوگوں کی بستی کے دور ہو جانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ (صحیح بخاری:3470)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "اللہ عزوجل نے تمام بندوں کو اپنی مغفرت کی طرف بلایا ہے انہیں بھی جو مسیح علیہ السلام کو اللہ کہتے تھے، انہیں بھی جو آپ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے، انہیں بھی جو عزیز علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بتاتے تھے، انہیں بھی جو اللہ کو فقیر کہتے تھے، انہیں بھی جو اللہ کے ہاتھوں کو بند بتاتے تھے، انہیں بھی جو اللہ تعالیٰ کو تین میں کا تیسرا کہتے تھے، اللہ تعالیٰ ان سب سے فرماتا ہے کہ "یہ کیوں اللہ کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں اس سے اپنے گناہوں کی معافی نہیں چاہتے؟ اللہ تو بڑی بخشش والا اور بہت ہی رحم و کرم والا ہے"

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "اس کے بعد بھی جو شخص اللہ کے بندوں کو توبہ سے مایوس کرے، وہ اللہ عزوجل کی کتاب کا منکر ہے۔ لیکن اسے سمجھ لو کہ جب تک اللہ کسی بندے پر اپنی مہربانی سے رجوع نہ فرمائے اسے توبہ نصیب نہیں ہوتی"۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جا رہے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک واعظ کو دیکھا جو لوگوں کو نصیحتیں کر رہا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "تو کیوں لوگوں کو مایوس کر رہا ہے؟ پھر اسی آیت کی تلاوت کی"۔ (تفسیر ابن ابی حاتم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم خطائیں کرتے کرتے زمین و آسمان پر کر دو پھر اللہ سے استغفار کرو تو یقیناً وہ تمہیں بخش دے گا۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی جان ہے اگر تم خطائیں کرو ہی نہیں تو اللہ عزوجل تمہیں فنا کر کے ان لوگوں کو لائے گا جو خطا کر کے استغفار کریں اور پھر اللہ انہیں بخشے۔ (مسند احمد:3/238)

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنے انتقال کے وقت فرماتے ہیں ایک حدیث میں نے تم سے آج تک بیان نہیں کی تھی اب بیان کر دیتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم گناہ ہی نہ کرتے تو اللہ عزوجل ایسی قوم کو پیدا کرتا جو گناہ کرتی پھر اللہ انہیں بخشتا۔ (صحیح مسلم:2748)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں گناہ کا کفارہ ندامت اور شرمساری ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لاتا جو گناہ کریں پھر وہ انہیں بخشے۔ (مسند احمد:1/279)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند فرماتا ہے جو کامل یقین رکھنے والا اور گناہوں سے توبہ کرنے والا ہو۔ (مسند احمد:1/80)

عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "ابلیس ملعون نے کہا اے میرے رب! تو نے مجھے آدم علیہ السلام کی وجہ سے جنت سے نکالا ہے اور میں اس پر اس کے بغیر کہ تو مجھے اس پر غلبہ دے غالب نہیں آ سکتا"۔ جناب باری نے فرمایا" جا تو ان پر مسلط ہے"۔ اس نے کہا "اللہ کچھ اور بھی مجھے زیادتی عطا فرما"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا" جا بنی آدم میں جتنی اولاد پیدا ہو گی اتنی ہی تیرے ہاں بھی ہو گی"۔ اس نے پھر التجا کی باری تعالیٰ کچھ اور بھی مجھے زیادتی دے۔ پروردگار عالم نے فرمایا" بنی آدم کے سینے میں تیرے لیے مسکن بنا دوں گا اور تم ان کے جسم میں خون کی جگہ پھرو گے"، اس نے پھر کہا کہ کچھ اور بھی مجھے زیادتی عنایت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا" جا تو ان پر اپنے سوار اور پیادے دوڑا، اور ان کے مال واولاد میں اپنا ساجھا کر اور انہیں امنگیں دلا"۔ گو حقیقتاً تیرا امنگیں دلانا اور وعدے کرنا سراسر دھوکے ہیں"۔

اس وقت آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ "اے میرے پروردگار تو نے اسے مجھ پر مسلط کر دیا اب میں اس سے تیرے بچائے بغیر بچ نہیں سکتا"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا" سنو تمہارے ہاں جو اولاد ہو گی اس کے ساتھ میں ایک محافظ مقرر کر دوں گا جو شیطانی پنجے سے محفوظ رکھے"۔ آدم علیہ السلام نے اور زیادتی طلب کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا" ایک نیکی کو دس گنا کر کے دوں گا بلکہ دس سے بھی زیادہ اور برائی اسی کے برابر رہے گی یا معاف کر دوں گا"۔ آپ علیہ السلام نے پھر بھی اپنی یہی دعا جاری رکھی۔ رب العزت نے فرمایا" توبہ کا دروازہ تمہارے لیے اس وقت تک کھلا ہے جب تک روح جسم میں ہے"، آدم نے دعا کی اللہ مجھے اور زیادتی بھی عطا فرما۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی کہ "میرے گنہگار بندوں سے کہہ دو وہ میری رحمت سے مایوس نہ ہوں"۔ (ابن ابی حاتم)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جو لوگ بوجہ اپنی کمزوری کے کفار کی تکلیفیں برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے اپنے دین میں فتنے میں پڑ گئے ہم اس کی نسبت آپس میں کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی

کوئی نیکی اور توبہ قبول نہ فرمائے گا ان لوگوں نے اللہ کو پہچان کر پھر کفر کو لے لیا اور کافروں کی سختی کو برداشت نہ کیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں آ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں ہمارے اس قول کی تردید کردی اور »قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا« سے »وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ« (سورۃ الزمر آیات 53 تا 55) تک آیتیں نازل ہوئیں۔ (عمادالدین اسماعیل بن کثیر، فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَهَلْ نُجَازِیْ اِلَّا الْکَفُوْرَ ٥﴾ (سبأ: 17)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم کسے سزا دیتے ہیں اسی کی جو ناشکرا ہے ٥

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَا اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ٥﴾ (طٰہٰ: 48)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک ہماری طرف وحی ہوئی ہے کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ پھیرے ٥

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ﴾ (الاعراف: 156)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔

(۴۱۵) وَعَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، وَاَنَّ عِیْسٰی عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقَاهَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ، وَاَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ، وَّالنَّارَ حَقٌّ، اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ عَلٰی مَا کَانَ مِنَ الْعَمَلِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ: "مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ النَّارَ"۔

◄ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جس کا اس نے حضرت مریم کی طرف القاء کیا اور وہ اس کی روح ہیں اور یہ گواہی دے کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کردے گا اس کے عمل جس طرح کے بھی ہوں۔ (متفق علیہ)

415: بخاری شریف، رقم الحدیث: 3435

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اور یہ کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ حرام کر دیتا ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:188 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

القاھا: بمعنی پہچانا، لکھوانا۔

## شرح:

حضرت سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، میں نے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، الفصل الثالث، الحدیث ٦٣، ج١، ص٢٨)

## وضاحت:

گواہی دینے سے مراد تمام اسلامی عقائد قبول کر لینا ہے اور دوزخ کی آگ حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس کے عقائد درست وہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا یا اس سے وہ شخص مراد ہے جو ایمان لاتے ہی فوت ہو جائے۔

(ماخوذ از مراۃ المناجیح، ج١، ص٦٥)

(٤١٦) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اَوْ اَزِيْدُ، وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ. وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَمَنْ اَتَانِیْ يَمْشِیْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً، وَمَنْ لَقِيَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِيْئَةً لَا يُشْرِكُ بِیْ شَيْئًا، لَقِيْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مَعْنَی الْحَدِيْثِ: "مَنْ تَقَرَّبَ" اِلَیَّ بِطَاعَتِیْ "تَقَرَّبْتُ" اِلَيْهِ بِرَحْمَتِیْ وَاِنْ زَادَ زِدْتُّ "فَاِنْ اَتَانِیْ يَمْشِیْ" وَاَسْرَعَ فِیْ طَاعَتِیْ "اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً" اَیْ: صَبَبْتُ عَلَيْهِ الرَّحْمَةَ وَسَبَقْتُهٗ بِهَا وَلَمْ اُحْوِجْهُ اِلَی الْمَشْیِ الْكَثِيْرِ فِی الْوُصُوْلِ اِلَی الْمَقْصُوْدِ "وَقُرَابُ الْاَرْضِ" بِضَمِّ الْقَافِ، وَيُقَالُ: بِكَسْرِهَا وَالضَّمُّ اَصَحُّ وَاَشْهَرُ وَمَعْنَاهُ: مَا يُقَارِبُ مِلَاهَا، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

416: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2687

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جو نیکی کرے گا اسے اس کا دس گنا زیادہ ثواب ملے گا یا میں اس سے بھی زیادہ کروں گا' اور جو بدی کرے گا تو اسے برائی کا بدلہ برائی کی مثل ہی ملے گا یا میں معاف کردوں گا' اور جو کوئی بالشت بھر میرے قریب آتا ہے تو میں ہاتھ بھر اس کے قریب آتا ہوں' اور جو ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جو میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں' اور جو زمین کی وسعت جتنے گناہ لے کر میرے پاس آئے گا، لیکن اس نے کسی کو میرا شریک نہ بنایا ہوگا' تو میں اسی مطابق اس کے ساتھ مغفرت سے پیش آؤں گا۔

کے حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اطاعت کے ذریعہ میرے قریب آئے گا میں اپنی رحمت کے ذریعے اس کے قریب ہو جاؤں گا۔ اگر اس نے اطاعت میں زیادتی کی تو میں اپنی رحمت میں بھی اضافہ کروں گا' اور اگر وہ چلتا ہوا میرے پاس آیا یعنی اس نے میری اطاعت میں جلدی کی تو میں اس کی طرف دوڑ کر آؤں گا یعنی اس پر اپنی رحمت انڈیل دوں گا اور میری رحمت اس کی اطاعت پر سبقت لے جائے گی اور میں اس کو منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے زیادہ چلنے کی تکلیف نہیں دوں گا۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**قراب الارض:** قاف پر پیش اور زیر دونوں طرح پڑھا جاتا ہے' اور پیش زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔ اس کا مطلب ہے اس کی بھرائی کے برابر۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

## شرح:

جب انسان دونوں ہاتھ سیدھے کر کے پھیلائے تو داہنے ہاتھ کی انگلی سے بائیں ہاتھ کی انگلی تک کو باغ کہتے ہیں یہ کلام تمثیلی طور پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تم اخلاص کے ساتھ تھوڑے عمل کے ذریعے قرب الٰہی حاصل کرو تو رب تعالیٰ اپنے کرم سے بہت زیادہ رحمت کے ساتھ تم سے قریب ہوگا۔ لہٰذا عمل کئے جاؤ تھوڑا بہت نہ دیکھو۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ،۳، ص ۴۸)

(۴۱۷) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا الْمُوْجِبَتَانِ؟ قَالَ: "مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ مَّاتَ

417: مسلم شریف، رقم الحدیث: 93

يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! (جنت اور دوزخ کو) واجب کرنے والی دو چیزیں کونسی ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو شخص فوت ہو جائے اور اس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرایا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا' اور جو فوت ہوا اور اس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ (مسلم)

(۴۱۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيْفُهٗ عَلَى الرَّحْلِ، قَالَ: "يَا مُعَاذُ" قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: "يَا مُعَاذُ" قَالَ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: "يَا مُعَاذُ" قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، ثَلَاثًا، قَالَ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ" قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَفَلَا اُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا؟ قَالَ: "اِذًا يَّتَّكِلُوْا" فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَقَوْلُهٗ: "تَاَثُّمًا" اَيْ خَوْفًا مِّنَ الْاِثْمِ فِيْ كَتْمِ هٰذَا الْعِلْمِ .

◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سواری پر سوار تھے' اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں اور تعمیل حکم کے لیے تیار ہوں فرمایا: اے معاذ: عرض کی یارسول اللہ! میں حاضر ہوں اور تعمیل حکم کے لیے تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا! "اے معاذ!" عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں اور تعمیل حکم کے لیے تیار ہوں۔ تین مرتبہ۔ پھر فرمایا: جو آدمی بھی سچے دل سے گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اور یہ کہ حضرت محمد (ﷺ) اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام کر دیتا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں یہ بات لوگوں کو بتا نہ دوں تا کہ وہ خوش ہوں۔ فرمایا: نہیں! اس طرح وہ تکیہ کر بیٹھیں گے اور اعمال میں سستی کرنے لگیں گے۔ پس حضرت معاذ نے اپنے انتقال کے وقت (حدیث چھپانے کے) گناہ کے خوف سے یہ بات لوگوں کو بتا دی۔ (متفق علیہ)

## تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

418: بخاری شریف، رقم الحدیث: 128

## حلِ لغات:

تاثما: یعنی اس علم کو چھپانے کے گناہ کے خوف سے۔

## شرح:

حضرت معاذ کو تین بار پکارنا کچھ نہ فرمانا زیادتی شوق کے لیے تھا کہ حضرت معاذ کلام سننے کے پورے مشتاق ہوجائیں جو بات انتظار کے بعد سنی جاتی ہے خوب یاد رہتی ہے۔"لبیک وسعدیک'' کا اردو میں مختصر ترجمہ یہ ہے کہ میں خدمت میں حاضر ہوں چھوٹے کو چاہیے کہ بڑے کا ادب بہر حال کرے۔

اس طرح ( گواہی دے ) کہ دل سے اس کو مانے اور زبان سے اقرار کرے،لہٰذا منافق اس بشارت سے علیحدہ ہے،اور ساتر یعنی دل کا مؤمن زبان سے خاموش اس پر شریعت میں اسلامی احکام جاری نہ ہوں گے۔خیال رہے کہ عمر میں ایک بار زبان سے کلمۂ شہادت پڑھنا فرض ہے اور مطالبہ کے وقت بھی ضروری۔

اس طرح کہ ( گواہی دینے والا) وہ آگ میں ہمیشہ نہ رہے گا یا آگ اس کے دل وزبان کو نہ جلا سکے گی کیونکہ یہ ایمان اور شہادت کے مقام ہیں کافر کا قلب وقالب دونوں جلائے گی،حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو کافر مرتے وقت ایمان لائے اور کسی عمل کا موقع نہ پائے اس کے لیے یہ بشارت ہے۔بہرحال یہ حدیث نہ قرآن کے خلاف ہے،نہ دیگر احادیث کے کوئی مؤمن عمل سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

حضرت معاذ نے اس بشارت کی تبلیغ کی اجازت مانگی یہ معلوم کرنے کے لیے کہ یہ حکم تبلیغی امور میں سے ہے یا اسرار الٰہیہ میں سے۔شرعی احکام سب کے لیے ہیں،طریقت کے اسرار اہل کے لیے۔خیال رہے کہ عوام بشارت سن کر بے پرواہ ہوجاتے ہیں،مگر خواص بشارت پاکر زیادہ نیکیاں کرنے لگتے ہیں۔رب نے اپنے حبیب سے فرمایا"لِيَـغْـفِـرَ لَكَ اللّٰهُ "الخ تو حضور نے نیکیاں اور زیادہ کیں۔عثمان غنی سے فرمایا تھا کہ جو چاہو کرو تم جنتی ہوچکے تو ان کے اعمال اور زیادہ ہوگئے۔

حدیث شریف میں ہے جو علم چھپائے اسے آگ کی لگام دی جائے گی،قرآن شریف میں بھی علم چھپانے کی برائیاں مذکور ہیں۔

(حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کی خبر دے دی) یہ سمجھتے ہوئے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بشارت سے اس وقت منع کیا تھا جب اکثر لوگ نومسلم تھے اور حدیث دانی کا ملکہ کم رکھتے تھے،اب حالات بدل چکے ہیں،لوگ ذی شعور اور سمجھدار ہوگئے ہیں،یہ ہے اجتہاد صحیح۔(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،۱،ص۲۳)

(۴۱۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ - اَوْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - شَكَّ الرَّاوِیْ - وَلَا يَضُرُّ

---

419: مسلم شریف،رقم الحدیث:27

الشَّكُّ فِيْ عَيْنِ الصَّحَابِيِّ ؛ لِاَنَّهُمْ كُلُّهُمْ عُدُولٌ - قَالَ: لَمَّا كَانَ غَزْوَةُ تَبُوْكَ، اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَوْ اَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَاَكَلْنَا وَادَّهَنَّا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِفْعَلُوْا" فَجَاءَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ، وَلٰكِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ، ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ، لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ فِيْ ذٰلِكَ الْبَرَكَةَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ" فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبَسَطَهُ، ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَّيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ يَّسِيْرٌ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ قَالَ: "خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ" فَاَخَذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَئُوْهُ وَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضَلَ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔راوی کو شک ہے اور صحابی کے بارے میں شک کوئی نقصان نہیں دیتا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام کے تمام عادل ہیں۔انہوں نے فرمایا: غزوہ تبوک کے موقع پر لوگوں کو شدید بھوک محسوس ہوئی تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ ہمیں اجازت مرحمت فرمائیں تو ہم اپنے اونٹوں کو ذبح کریں، انہیں کھائیں اور ان سے چربی حاصل کریں۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یونہی کرو۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ نے ایسے کیا (یعنی اونٹ ذبح کرنے کی اجازت دے دی) تو سواریاں کم ہو جائیں گی بلکہ آپ لوگوں کو حکم دیں کہ وہ اپنا بچا ہوا زادِ راہ لے آئیں پھر آپ اس جمع شدہ زادِ راہ پر ان کے لئے دعا فرمائیں تا کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔سو آپ نے چمڑے کا دسترخوان منگایا، اسے بچھایا پھر لوگوں کو بچا ہوا زادِ راہ لے آنے کا حکم دیا تو کوئی آدمی مٹھی بھر مکئی لاتا تو کوئی مٹھی بھر کھجوریں اور کوئی ایک روٹی کا ٹکڑا لے آتا، اسی طرح دسترخوان پر تھوڑا سا سامان خورد ونوش جمع ہو گیا۔پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا برکت کی۔پھر فرمایا: اپنے اپنے برتن پکڑو۔لوگوں نے اپنے برتنوں میں کھانا حاصل کیا حتیٰ کہ لشکر میں جو برتن بھی انہیں نظر آیا وہ انہوں نے بھر لیا۔پھر انہوں نے کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے اور کچھ سامان بچ گیا۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں۔کوئی آدمی ایسا نہیں جو ان دو چیزوں پر ایمان رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملے درآنحالیکہ اسے ان میں ذرا برابر شک نہ ہو تو اسے جنت سے روک

دیا جائے۔(مسلم)

**تعارفِ راوی:**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

**حلِ لغات:**

نَوَاضِحَنَا : نضحاً بمعنی برتن کا رسنا، الناضح وہ اونٹ جس پر پانی لادا جاتا ہے یہاں یہی معنی مراد ہے۔

**شرح:**

تبوک مدینہ منورہ سے چھ سو ساٹھ میل دور جانب شام ہے اس طرح کہ ایک سو ساٹھ میل خیبر ہے اور خیبر سے پانچ سو میل تبوک سے کچھ فاصلہ پر مان ہے پھر مان کے بعد عمان ہے اردن کا دار الخلافہ، فقیر نے خیبر کی تو باقاعدہ زیارت کی ہے مگر تبوک اور مان پر ہوائی جہاز سے پرواز کی ہے عمان اور بیت المقدس جاتے ہوئے، غزوہ تبوک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ ہے۔ جیسا کہ اشعہ نے فرمایا۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۵، ص ۱۷۱)

(۴۲۰) وَعَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، قَالَ: كُنْتُ اُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ بَنِيْ سَالِمٍ، وَّكَانَ يَحُوْلُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ وَادٍ اِذَا جَاءَ تِ الْاَمْطَارُ، فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهٗ قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ، فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ: اِنِّيْ اَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَاِنَّ الْوَادِيَ الَّذِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ قَوْمِيْ يَسِيلُ اِذَا جَاءَ تِ الْاَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهٗ فَوَدِدْتُّ اَنَّكَ تَاْتِيْ فَتُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا اَتَّخِذُهٗ مُصَلًّى، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَاَفْعَلُ" فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ، وَاسْتَاْذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ لَهٗ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى قَالَ: "اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟" فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ اُحِبُّ اَنْ يُّصَلِّيَ فِيْهِ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهٗ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ فَحَبَسْتُهٗ عَلٰى خَزِيْرَةٍ تُصْنَعُ لَهٗ، فَسَمِعَ اَهْلُ الدَّارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَثَابَ رِجَالٌ مِّنْهُمْ حَتّٰى كَثُرَ الرِّجَالُ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا فَعَلَ مَالِكٌ لَّا اَرَاهُ! فَقَالَ رَجُلٌ: ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَّا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَقُلْ ذٰلِكَ، اَلَا تَرَاهُ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى" فَقَالَ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ اَمَّا نَحْنُ فَوَاللّٰهِ مَا نَرٰى وُدَّهٗ وَلَا حَدِيْثَهٗ اِلَّا اِلَى

420: بخاری شریف، رقم الحدیث:1186

الْمُنَافِقِیْنَ ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ حَرَّمَ عَلَی النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْہَ اللّٰہِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .

وَ"عِتْبَانُ": بِکَسْرِ الْعَیْنِ الْمُھْمَلَۃِ وَاِسْکَانِ التَّاءِ الْمُثَنَّاۃِ فَوْقُ وَبَعْدَھَا بَاءٌ مُّوَحَّدَۃٌ . وَ"الْخَزِیْرَۃُ" بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَۃِ وَالزَّایِ: ھِیَ دَقِیْقٌ یُطْبَخُ بِشَحْمٍ . وَقَوْلُہٗ: "ثَابَ رِجَالٌ" بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَۃِ: اَیْ جَاؤُوْا وَاجْتَمَعُوْا .

◄ ◄ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو بدری صحابی ہیں فرماتے ہیں کہ میں اپنی قوم بنو سالم کو نماز پڑھایا کرتا تھا' اور میرے اور ان کے درمیان ایک وادی حائل تھی جب بارشیں ہوتیں تو میرے لئے اس وادی سے گزر کر مسجد کی طرف جانا مشکل ہو جاتا تھا۔ پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ سے عرض کی: میری بینائی کمزور ہو گئی ہے۔ جب بارش آتی ہے تو وہ وادی جو میرے اور میری قوم کے درمیان ہے اس میں پانی آجاتا ہے اور میرے لئے اسے عبور کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز ادا فرمائیں تاکہ میں اس جگہ کو نماز پڑھنے کے لئے مقرر کرلوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عنقریب ایسا ہی کروں گا، پس دوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سورج کے بلند ہو جانے کے بعد تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے آپ کو اجازت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھنے سے پہلے فرمایا: تم اپنے گھر میں کون سی جگہ پسند کرتے ہو کہ میں نماز ادا کروں؟ میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں میں چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کریں۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ آپ نے تکبیر کہی' ہم نے بھی آپ کے پیچھے صفیں باندھ لیں آپ نے دو رکعتیں ادا کیں پھر آپ نے سلام پھیرا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ ہی سلام پھیر دیا۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوہ تناول فرمانے کے لئے روک لیا جو آپ کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ پس آبادی کے لوگوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف فرما ہیں' تو لوگ تیزی سے میرے گھر کی طرف آنے لگے' حتیٰ کہ میرے گھر میں کافی لوگ اکٹھے ہو گئے۔ ایک آدمی نے کہا: مالک کو کیا ہوا، نظر نہیں آ رہا؟ تو ایک آدمی نے جواب دیا: وہ منافق ہے اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت ہی نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا مت کہو۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ کہتا ہے: لا الٰہ الا اللّٰہ اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا کا طلب گار ہے۔ اس شخص نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ اللہ کی قسم! ہم تو صرف یہ دیکھتے ہیں کہ وہ منافقین ہی سے محبت کرتا ہے' اور انہی کے ساتھ باتیں کرتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر دوزخ کو حرام کر دیا ہے جو کہتا ہے: لا الٰہ الا اللّٰہ اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

آپ خزرجی اوسی ہیں، بدر میں حاضر ہوئے باوجودیکہ نابینا تھے، آپ ہی کا یہ واقعہ ہے کہ آپ نے عرض کیا تھا کہ میں اپنی معذوری کی وجہ سے مسجد مقدس میں حاضر نہیں ہوسکتا ہوں حضور میرے گھر تشریف لا کر ایک گوشہ میں دو رکعت ادا فرمالیں تاکہ میں وہاں نماز پڑھا کروں وہ جگہ مسجد خانہ بنالوں حضور انور نے قبول فرمایا تھا، آپ کی وفات امیر معاویہ کے زمانہ میں ہوئی رضی اللہ عنہ۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، اشعہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حل لغات:

عتبان: عین مہملہ پر زیر، ثاء مثناۃ، تاء ساکن اور اس کے بعد باء موحدہ ہے۔

الخزیرہ: خاء معجمہ اور زاء کے ساتھ: آٹا جو چربی کے ساتھ پکایا جاتا ہے۔

ثاب رجال: ثاء مثلثہ کے ساتھ مطلب ہے: لوگ آ کر جمع ہو گئے۔

## شرح:

حضرتِ سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، میں نے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرمادیتا ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، الفصل الثالث، الحدیث ۶۳، ج ۱، ص ۲۸)

## وضاحت:

گواہی دینے سے مراد تمام اسلامی عقائد قبول کرلینا ہے اور دوزخ کی آگ حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس کے عقائد درست وہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا یا اس سے وہ شخص مراد ہے جو ایمان لاتے ہی فوت ہوجائے۔

(ماخوذ از مرأۃ المناجیح، ج ۱، ص ۶۵)

(۴۲۱) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْيٍ فَإِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ السَّبْيِ تَسْعٰى، إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ اَخَذَتْهُ فَاَلْزَقَتْهُ بِبَطْنِهَا فَاَرْضَعَتْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَتَرَوْنَ هٰذِهِ الْمَرْاَةَ طَارِحَةً وَّلَدَهَا فِي النَّارِ؟" قُلْنَا: لَا وَاللّٰهِ ۔ فَقَالَ: "اَللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

---

421: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5999

◀ ◀ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ قیدیوں میں ایک عورت دوڑ رہی ہے۔ اسی اثناء میں اسے ایک بچہ نظر آیا اس نے بچے کو پکڑا اسے سینے سے لگالیا اور اسے دودھ پلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ عورت اپنے بچے کو جہنم میں ڈال دے گی۔ ہم نے عرض کی: نہیں، اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنی اس عورت کو اپنے بچے سے محبت ہے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 1 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

طارحة: از طرحا، بمعنی ڈالنا، پھینکنا۔

## شرح:

رحمتِ خداوندی لامحدود ہے اور اس کی رحمت سے کوئی فرد خارج نہیں بلکہ ہر ایک کو اس کی رحمت محیط ہے اور یہی عقیدہ اسلام نے مسلمانوں کو دیا ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ہر حال میں رحمت خداوندی کے طلب گار رہیں اور اسی سلسلے میں ہمہ وقت سعی کرتے رہیں۔ مخبرِ صادق نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہمیں خبر دی کہ وہ گناہ گار شخص جس نے ذاکرین کے ساتھ تھوڑی سی ہمنشینی وصحبت اختیار کی تو باری تعالیٰ نے اس کی بخشش فرمادی۔

ایک حدیث شریف میں ہے حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس چیز کی اصل پر رہبری نہ کروں جس سے تم دنیا وآخرت کی بھلائی پالو (پس وہ اصل چیز یہ ہے کہ) تم ذکر کرنے والوں کی مجلس اختیار کرو..................الخ

(شعب الایمان، باب فی مقاربۃ..................الخ فصل فی المصافحۃ..................الخ، الحدیث ۹۰۲۴، ج۶، ص۴۹۲)

درس: اس حدیث پاک کے تحت حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجلس سے مراد علمائے دین واولیائے کاملین، کی مجلس ہے۔

(۴۲۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِیْ كِتَابٍ، فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوقَ الْعَرْشِ: اِنَّ رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ".

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "غَلَبَتْ غَضَبِیْ"

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "سَبَقَتْ غَضَبِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

---

422: بخاری شریف، رقم الحدیث: 3194

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا فرمادیا تو ایک کتاب میں جو اس کے پاس عرش پر ہے اس میں لکھا: میری رحمت میرے غضب پر حاوی ہے اور ایک روایت میں ہے میری رحمت میرے غضب پر غالب آ گئی اور ایک روایت میں ہے: میرے غضب پر سبقت لے گئی۔ (متفق علیہ)

(۴۲۳) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِئَةَ جُزْءٍ، فَاَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ، وَاَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْءًا وَّاحِداً، فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ، حَتّٰى تَرْفَعَ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَّلَدِهَا خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهُ".

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِئَةَ رَحْمَةٍ، اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ، فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ، وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ، وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى وَلَدِهَا، وَاَخَّرَ اللّٰهُ تَعَالٰى تِسْعًا وَّتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَّرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ اَيْضًا مِّنْ رِّوَايَةِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِئَةَ رَحْمَةٍ فَمِنْهَا رَحْمَةٌ يَّتَرَاحَمُ بِهَا الْخَلْقُ بَيْنَهُمْ، وَتِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ".

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ مِئَةَ رَحْمَةٍ كُلُّ رَحْمَةٍ طِبَاقُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ، فَجَعَلَ مِنْهَا فِي الْاَرْضِ رَحْمَةً فَبِهَا تَعْطِفُ الْوَالِدَةُ عَلٰى وَلَدِهَا، وَالْوَحْشُ وَالطَّيْرُ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ، فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اَكْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ".

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے بنائے۔ ان میں سے ننانوے حصے اپنے پاس رکھ لئے اور ایک حصہ زمین پر نازل فرمایا تو اسی ایک حصہ سے مخلوقات ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے حتیٰ کہ اس حصہ رحمت سے چوپایہ اپنے بچے پر سے اپنا پاؤں تک اُٹھاتا ہے کہ کہیں اسے تکلیف نہ پہنچے۔

اور ایک روایت میں ہے: بے شک اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں۔ ان میں سے صرف ایک رحمت کو اللہ تعالیٰ نے جنوں، انسانوں، چوپایوں اور پرندوں وغیرہ میں نازل فرمایا ہے۔ اسی کے ذریعے وہ ایک دوسرے کے ساتھ الفت اور اسی کے ساتھ ورحمت کا سلوک کرتے ہیں۔ اور اسی کے ذریعے ایک وحشی اپنے بچے کے ساتھ محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتیں اپنے پاس رکھی ہیں جن کے ذریعہ وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔ (متفق علیہ)

423: بخاری شریف، رقم الحدیث:6000

اور مسلم نے بھی اس حدیث کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ کی سورحمتیں ہیں۔ان میں سے ایک رحمت ہے' جس کے ذریعہ مخلوقات ایک دوسرے پر آپس میں رحم کرتی ہے' اور ننانوے رحمتیں قیامت کے دن کے لئے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے جس دن زمینوں آسمانوں کو پیدا فرمایا: اسی دن اللہ تعالیٰ نے سورحمتیں پیدا فرمائیں۔ ہر رحمت آسمان اور زمین کی درمیانی وسعت کے برابر ہے۔ان میں سے ایک رحمت اللہ تعالیٰ نے زمین پر رکھ دی۔ جس کے ذریعہ ماں اپنے بچے سے محبت کرتی ہے' اور وحشی جانور اور پرندے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ پس جب قیامت کا دن آئے گا تو اس رحمت کو بھی شامل کر کے رحمتوں کی تعداد سومکمل فرمادے گا۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

یتراحم: ایک دوسرے پر رحم کرنا، ترس کھانا، رحم دل ہونا۔

یتعاطفون: بعض کا بعض پر مہربانی کرنا،

طباقاً: بمعنی ہاتھ کا بند ہونا، پہلو سے لگنا۔

السحاب الجو: بادل کا فضا کو ڈھک لینا۔

## شرح:

حضور سیِّدُ المبلغین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:" اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی ایک سو رحمتیں ہیں، جن میں سے ایک رحمت اس نے جنوں، انسانوں، جانوروں اور کیڑوں مکوڑوں کے درمیان رکھی۔ اسی کے ذریعے وہ ایک دوسرے پر مہربانی اور رحم کرتے ہیں اور ننانوے رحمتوں کو روک رکھا ہے، جن کے ذریعے وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔" (صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالی، الحدیث ۲۷۵۲، ص ۱۱۵۵)

مروی ہے،" جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ عرش کے نیچے سے ایک کتاب نکالے گا جس میں لکھا ہوگا: "اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ عَلٰی غَضَبِیْ وَاَنَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ"

ترجمہ: بے شک میری رحمت، میرے غضب پر غالب آ گئی اور میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں۔"

(تفسیر الطبری، سورۃ الانعام، تحت الآیۃ ۲، الحدیث ۱۳۱۰۶، ج ۵، ص ۱۵۵)

(۴۲۴) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَحْكِيْ عَنْ رَّبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، قَالَ: "اَذْنَبَ عَبْدِيْ ذَنْبًا، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: اَذْنَبَ عَبْدِيْ ذَنْبًا، فَعَلِمَ اَنَّ لَهُ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَاْخُذُ بِالذَّنْبِ، ثُمَّ عَادَ فَاَذْنَبَ، فَقَالَ: اَيْ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِي، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: اَذْنَبَ عَبْدِيْ ذَنْبًا، فَعَلِمَ اَنَّ لَهُ رَبًّا، يَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَاْخُذُ بِالذَّنْبِ، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: "فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ" اَيْ: مَا دَامَ يَفْعَلُ هٰكَذَا، يُذْنِبُ وَيَتُوْبُ اَغْفِرُ لَهُ، فَاِنَّ التَّوْبَةَ تَهْدِمُ مَا قَبْلَهَا .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بندہ گناہ کرتا ہے' اور کہتا ہے: اے اللہ! میرے گناہ معاف کردے' تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے گناہ کیا اور اسے یہ یقین ہے کہ اس کا رب ایک ہے جو گناہ کو معاف بھی کر دیتا ہے' اور گناہ پر پکڑ بھی لیتا ہے۔ پھر بندہ دوبارہ گناہ کرتا ہے' اور کہتا ہے: اے میرے پروردگار! میرا گناہ معاف فرمادے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے گناہ کیا اور اسے یہ یقین ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ معاف بھی فرمادیتا ہے' اور گناہ پر پکڑ بھی لیتا ہے۔ پھر سہ بارہ بندہ گناہ کرتا ہے' اور کہتا ہے: اے میرے پروردگار! میرا گناہ معاف فرمادے تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے گناہ کیا اور اسے یہ یقین ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ معاف بھی کر دیتا ہے' اور گناہ پر پکڑ بھی لیتا ہے۔ سو میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ اب جو چاہے سو کرے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اللہ تعالیٰ کے ارشاد: **فیفعل ماشاء:** کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ اسی طرح کرتا رہے یعنی گناہ کرے' اور پھر توبہ کرے تو میں اس کو بخش دوں گا، کیونکہ توبہ پہلے کے گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔

**اذنب:** گناہ کا مرتکب ہونا، کسی پر ظلم وزیادتی کرنا۔

## شرح:

یعنی زبان سے بھی کہتا ہے (کہ اے اللہ میں نے گناہ کرلیا مجھے معافی دے دے) اور عمل سے بھی کہ گزشتہ پر نادم ہوتا ہے اور آئندہ کے لیے بچنے کا عہد کرتا ہے اور بقدر طاقت گزشتہ گناہ کا کفارہ بھی ادا کر دیتا ہے لہٰذا حدیث پر یہ

424: بخاری شریف، رقم الحدیث: 7507

اعتراض نہیں کہ لوگوں کے مال مار کر فقط کہہ دو معافی ہوگئی۔

(اور آگے کا) کلام فرشتوں سے ہوتا ہے اظہار کرم کے لیے۔ مقصد یہ ہے کہ چونکہ بندے نے اپنے کو گنہگار اور مجھے غفار سمجھا میرے دروازے پر معافی مانگتا ہوا آیا میں نے اسے معاف کر دیا۔

یعنی توبہ کے وقت تو اس کا ارادہ بھی یہی تھا کہ کبھی گناہ نہ کروں گا پھر کر بیٹھا لہٰذا حدیث قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف نہیں "وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا" گناہ پر اصرار اور ہے اور بار بار گناہ ہو جانا اور توبہ کرتے رہنا کچھ اور۔

یعنی گناہ کرنے کا عادی اور میں بخشنے کا عادی جب تو گناہ سے باز نہیں آتا تو میں اپنے بخشنے کی عادت کیوں چھوڑ دوں تو کرتا جا میں بخشتا جاؤں، یہ فرمان گناہوں کی اجازت دینے کے لیے نہیں بلکہ وسعت مغفرت کے اظہار کے لیے ہے یعنی اس طرح بندہ اگر لاکھوں بار گناہ کرے گا میں بخش دوں گا کہ ہر توبہ کے وقت آئندہ گناہ نہ کرنے کا ہی عہد ہو مگر پھر کر بیٹھے لہٰذا حدیث بالکل ظاہر ہے۔ توبہ کے ارادے سے گناہ کرنا کفر ہے کہ چلو گناہ میں حرج ہی کیا ہے کل توبہ کر لیں گے یہ توبہ نہیں بلکہ شریعت کا مذاق اڑانا ہے اور خدائے تعالیٰ پر امن، یہ دونوں باتیں کفر ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ایسے توبہ کرنے والے کو رب تعالیٰ اپنی امن میں لے لیتا ہے کہ پھر اس سے گناہ ہوتے ہی نہیں، پھر فرمایا جاتا ہے کہ جو چاہے کرے جیسے پرندے کا پر کاٹ کر اس سے کہو کہ جا اڑتا پھر۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۳، ص ۵۵۷)

(۴۲۵) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا، لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ، وَجَآءَ بِقَوْمٍ يُّذْنِبُوْنَ، فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى، فَيَغْفِرُ لَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں لے جائے اور تمہاری جگہ ایک ایسی قوم آ جائے جو گناہ کرے اور پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے اور اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دے۔ (مسلم)

(۴۲۶) وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "لَوْلَا اَنَّكُمْ تُذْنِبُوْنَ، لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا يُّذْنِبُوْنَ، فَيَسْتَغْفِرُوْنَ، فَيَغْفِرُ لَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایک ایسی مخلوق پیدا کرے جو گناہ کریں پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں اور اللہ

---

425: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2749

426: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2749

تعالیٰ انہیں بخش دے۔(مسلم)

(۴۲۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَ ةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، مَعَنَا اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فِیْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَیْنِ اَظْهُرِنَا، فَاَبْطَاَ عَلَیْنَا فَخَشِیْنَا اَنْ یُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا، فَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰی اَتَیْتُ حَائِطًا لِّلْاَنْصَارِ وَذَكَرَ الْحَدِیْثَ بِطُوْلِهٖ اِلٰی قَوْلِهٖ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اذْهَبْ فَمَنْ لَقِیْتَ وَرَاءَ هٰذَا الْحَائِطِ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، مُسْتَیْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی ہمارے ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان سے اُٹھے اور آپ نے واپس تشریف لانے میں دیر کر دی۔ ہم کو خوف لاحق ہوا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری عدم موجودگی میں دشمن کے ہاتھ نہ آجائیں۔ پس مجھے سب سے پہلے یہ خوف لاحق ہوا۔ سو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا حتیٰ کہ میں انصار کے ایک باغ کے پاس پہنچا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے طویل حدیث بیان کی حتیٰ کہ یہ الفاظ بیان کیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جاؤ اور اس باغ کے پیچھے جو شخص تمہیں ملے اور وہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور اس بات پر اس کا دل بھی یقین رکھتا ہو اس کو جنت کی بشارت دے دو۔(مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**فأبطا:** دیر کرنا، کام کو مؤخر کرنا، چلنے میں پیچھے رہنا۔

**ففزعنا:** از، فزعاً، بمعنی دہشت زدہ ہونا، خائف ہونا، گھبرانا۔

## شرح:

یہ حدیث یہاں مکمل بیان نہیں ہوئی اس کو امام مسلم علیہ الرحمۃ نے صحیح مسلم میں مکمل ذکر فرمایا ہم اسی مکمل حدیث کی شرح بیان کر رہے ہیں۔(ابوالاحمد غفرلہ)

جماعت صحابہ میں یہ دونوں (حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) بزرگ ایسا درجہ رکھتے ہیں جیسے تاروں میں چاند و

427: مسلم شریف، رقم الحدیث: 31

سورج اسی لیے اکثر جگہ ان کا ذکر خصوصیّت سے ہوتا ہے۔خیال رہے کہ صحابہ کے شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں، محدثین کے شیخین بخاری و مسلم، فقہاء کے شیخین امام ابوحنیفہ و ابو یوسف رضی اللہ عنہم، منطق کے شیخین بوعلی سینا و فارابی ہیں۔

(ہم ڈر گئے یعنی) اس طرح کہ ہم خدمت میں حاضر نہ ہوں حضور کہیں اکیلے ہوں اور کوئی دشمن آپ کو ایذا پہنچائے کیونکہ عرب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت دشمن ہیں، یہ گھبراہٹ اسباب کے لحاظ سے ہے، ورنہ اللہ ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔

بنی نجار انصار کا ایک بڑا قبیلہ ہے۔حائط وہ باغ کہلاتا ہے جس کے آس پاس دیوار ہو اور ایک دروازہ۔بستان ہر باغ کو کہہ سکتے ہیں دیوار سے گھرا ہو یا نہ ہو۔

(ارگرد گھوما کہ کوئی دروازہ ملے) اس لیے کہ اندازے سے مجھے پتا لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں ہیں۔شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ نسیم جمال نے بوئے محبوب عاشق کے دماغ محبت میں پہنچائی، جیسے بوئے یوسفی مصر سے کنعان پہنچ گئی، مگر عشاق کے حال مختلف ہوتے ہیں کبھی قبض، کبھی بسط۔یعنی دروازہ موجود تھا مگر نظر نہ آیا وارفتگیٔ عشق محبوب کی وجہ سے۔(نالی) نظر آ گئی پیاروں کے حال نیارے ہوتے ہیں، ان کی کیفیات عقل سے وراء ہیں، دیکھو رب کی شان کہ دروازہ نظر نہ آیا اور نالی سوجھ گئی، یہ واردات ان لوگوں پر گزرتی ہیں جنہیں عشق سے حصّہ ملا ہو۔

(اور) معلوم ہوتا ہے کہ نالی بہت تنگ تھی جس میں حضرت ابوہریرہ بتکلف داخل ہوئے۔خیال رہے کہ بغیر اجازت نالیوں کے ذریعہ کسی کے گھر یا باغ میں چلا جانا ازروئے قانون ممنوع ہے، مگر یہ عشق کا کرشمہ تھا خود کو آتشِ نمرود میں ڈالنا، بے قصور فرزند کو ذبح کرنا سب عشق کی جلوہ گری ہے، قانون اس سے کوسوں دُور ہے۔(کیا ابو ہریرہ ہیں) یہ سوال تعجب کی بنا پر ہے کہ دروازہ ہوتے ہوئے نالی کے رستہ پہنچے یا دروازہ بند تھا اور آ گئے۔یعنی پریشان کیوں ہو، ہانپ کیوں رہے ہو۔

(پہلے میں ہی گھبرایا) اس میں اللہ کی نعمت کا اظہار ہے نہ کہ فخر و ریا، یعنی مجھے اللہ نے حضور کا ایسا عشق دیا ہے کہ آپ کے بغیر صبر نہیں کرسکتا۔

(سکڑ کر آیا ہوں) اس میں اظہار معذرت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس گھبراہٹ میں آداب دربار بجا نہ لاسکا، بغیر اذن آ گیا، سلام بھی کرنا بھول گیا، حالانکہ یہ دونوں حکم قرآنی ہیں مگر ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے۔شعر

نہ تنہا من دریں میخانہ مستم ازیں مے ہمچو من بسیار شد مست

ع ایک میں ہی نہیں عالَم ہے طلبگار تیرا

(نعلین شریف) کیوں عطا کئے، عاقل تو یہ کہتے ہیں کہ نشانی کے طور پر تا کہ معلوم ہو کہ حضور کے بھیجے ہوئے ہیں۔عاشق کہتے ہیں نہیں صحابی سچے ہیں ان کی ہر بات بغیر نشانی مانی جاتی ہے۔منشاء یہ ہے کہ آگے صرف "لا الٰہ الا اللہ" کا ذکر ہے، ابو ہریرہ کو کفش بردار بنا کر یہ بتایا کہ کلمہ اور توحید اس کا معتبر ہے جو ہمارا کفش بردار ہو، اس میں تبلیغ قولی کے ساتھ تبلیغ عملی بھی ہے، عشق کی تفسیر سے حدیث پر کوئی اعتراض نہ رہا، کفش برداری میں سارے عقائد و اعمال آ گئے، ان کا نعلین بردار یقیناً جنتی ہے۔

(جو یقین دل سے یہ گواہی دیتا ملے) سبحان اللہ! کیا لطیف اشارہ ہے یعنی یہ بشارت ہر شخص کو نہ دینا کہ ہر کوئی راز سمجھے گا نہیں، صرف جناب عمر کو بتانا جو تمہیں اس باغ کے پیچھے ہی مل جائیں گے، جو ہمارے راز دار ہیں۔

ان سے کہہ دو کہ تم جنتی ہو۔یقیناً اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور کو یہ خبر تھی کہ حضرت ابو ہریرہ کو پہلے حضرت عمر ہی ملیں گے۔دوسرے یہ کہ حضرت عمر یقینی لازمی جنتی ہیں۔تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی سعادت وشقاوت کی خبر ہے۔چوتھے یہ کہ مسلمان کو زبان سے کلمہ طیبہ پڑھنا ضروری ہے صرف عقیدے پر کفایت نہ کرے، زبان سے اقرار بھی کرے۔پانچویں یہ کہ اس قسم کی احادیث عوام تک بغیر شرح نہ پہنچائی جاویں، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قید لگا دی کہ جو تمہیں اس باغ کے پیچھے مسلمان ملے صرف اسے بشارت دو۔

(جن سے ملاقات ہوئی وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے) یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا ظہور ہے کہ فرمایا تھا جو تمہیں اس باغ کے پیچھے ملے، ملاقات حضرت عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تفسیر ہے۔

(میرے سینے پر ہاتھ مارا) یہاں تھوڑا مضمون پوشیدہ ہے، یعنی مجھ سے فرمایا لوٹ چلو، میں نہ مانا، تب آپ نے مجھے مارا کیونکہ بیرم کچھ کہے سنے مارنا عقل کے خلاف ہے۔(مرقاۃ) اور ظاہر یہ ہے کہ یہاں مارنا مقصود نہ تھا بلکہ آگے جانے سے روکنا اور منہ پھیر کر مجبوراً واپس کرنا تھا۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کمزور تھے۔اس تھوڑی سی حرکت دینے سے گر پڑے اور اگر مارا ہی ہو تب بھی حَرج نہیں کہ جناب عمر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے مثل استاد یا کم از کم بڑے بھائی کی طرح تھے۔

(لوٹ چلو ابو ہریرہ) خیال رہے کہ اس فرمان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت نہیں، مقصد یہ ہے کہ اے ابو ہریرہ! تم تعمیل کر چکے ہو، میں تمہیں مل گیا تم نے مجھے فرمان سنا دیا۔حدیث اپنے انتہا کو پہنچ گئی، اس کی عام اشاعت کی ضرورت نہیں۔خیال رہے کہ حدیث کا مبداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حدیث کا منتہی مجتہد ہیں۔عوام براہ راست حدیث رسول پر عمل نہ کریں بلکہ مجتہد سے سمجھ کر عمل کریں، رب تعالیٰ فرماتا ہے:"لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ" حدیث و قرآن طب روحانی کی دوائیں ہیں۔کسی طبیب روحانی کے مشورہ سے استعمال کرو ورنہ مارے جاؤ گے۔یہ حدیث تقلید آئمہ کی قوی دلیل ہے۔

میں (ابو ہریرہ) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی پناہ لی جیسے بچہ مادر مہربان کی۔ خیال رہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہاں آ کر روئے وہاں نہ روئے تھے کیونکہ مظلوم فریادرس کو دیکھ کر رویا کرتا ہے۔

(حضرت عمر نے فرمایا کہ پلٹو) یعنی اس کام کے لیے یہاں سے آگے نہ بڑھو خواہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس چلو یا اور کام کیلئے جاؤ۔

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو واپس کرنے پر نہ کہ انہیں مارنے پر، جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ شکایات وغیرہ میں اکثر ایک کی خبر معتبر ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے گواہی مانگی اور نہ جناب عمر سے اقرار کرایا صرف لوٹانے کی وجہ پوچھی۔

اور یہ عرض معروض بارگاہ نبوی کے آداب میں سے ہے نہ کہ حضرت ابو ہریرہ پر بدگمانی کی بنا پر کیونکہ سارے صحابہ عادل ہیں، ان کی خبریں معتبر، جب شاہی کارندے کے کسی کام پر بادشاہ سے عرض معروض کرنا ہو تو پہلے بادشاہ سے تصدیق کر لینی ادب دربار ہے۔ خیال رہے کہ اس جگہ ایک چیز کا ذکر نہیں آیا یعنی اس باغ کے پیچھے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عمر راز دار پیغمبر ہیں دلی رازوں سے خبردار ہیں۔

(عرض کیا ایسا نہ کیجئے) یعنی آیندہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو عام لوگوں سے یہ کلام کرنے کی اجازت نہ دیں اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک مشورہ کی پیش کش ہے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سرتابی۔ رب فرماتا ہے "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ" اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر عتاب نہ کیا بلکہ آپ کا مشورہ قبول کر لیا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جناب عمر کی عقل و دانائی حضور سے زیادہ ہے۔ اس حدیث کا راز کچھ اور ہی ہے جو ہم پہلے عرض کر چکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم اپنے موقع پر پہنچ چکا، تعمیل ارشاد ہو چکی۔

یعنی وہ نو مسلم لوگ جو ابھی تک منشاء کلام سمجھنے کے لائق نہیں ہیں وہ ظاہر الفاظ سُن کر اعمال ہی چھوڑ بیٹھیں گے اور سمجھیں گے کہ نجات کے لئے صرف کلمہ پڑھ لینا کافی ہے، اس لئے موجودہ زمانے کے اہل حدیث حضرات کو عبرت پکڑنی چاہئیے جو ہر حدیث پر بلا سوچے سمجھے عمل کرنے کے مدعی ہیں۔ آیات قرآنیہ پر بھی اندھادھند گرنا حرام ہے، رب فرماتا ہے: "وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا"۔

(فرمایا اچھا چھوڑ دو) یعنی تمہاری رائے منظور ہے، بہت درست ہے۔ خیال رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے جناب حضرت ابو ہریرہ کا نہ قصاص دلوایا نہ ان سے معافی دلوائی۔ کیونکہ حضرت عمر مجتہد ہیں۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ محض محدّث، مجتہد استاد ہیں، محدث شاگرد، استاد پر شاگرد کا قصاص لازم نہیں اگرچہ غلطی سے سزا دیدے۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے خطاءً ہارون علیہ السلام کے بال پکڑ کر کھینچے مگر رب نے ان سے قصاص نہ دلوایا (قرآن حکیم) ہماری اس شرح سے حسب ذیل سوالات اٹھ گئے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ کو باغ کا دروازہ نظر کیوں نہ آیا نالی کیوں نظر آئی (۲) آپ دوسرے کے باغ یا مکان میں بلا اجازت کیوں گئے (۳) آپ نے پہلے سلام کیوں نہ کیا (۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نعلین شریف کیوں عطا فرمائیں (۵) حضرت عمر نے اشاعت حدیث سے جناب ابو ہریرہ کو کیوں روکا (۶) انہیں مارا کیوں (۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق کیوں کرائی (۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فرمان کے اشاعت نہ کرنے کی رائے کیوں دی (۹) حضور نے ان کی رائے قبول کیوں کر لی (۱۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس مار کا بدلہ کیوں نہ لیا گیا۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۱، ص ۳۷)

(۴۲۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلاَ قَوْلَ اللّٰه - عَزَّوَجَلَّ - فِيْ اِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ﴾ (ابراہیم: 36) اَلْاٰيَة، وقَوْلُ عِيْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (المائدۃ: 118) فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ" وبَكٰى، فَقَالَ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ -: "يَا جِبْرِيْلُ، اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ -وَرَبُّكَ اَعْلَمُ - فَسَلْهُ مَا يُبْكِيْهِ؟" فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ، فَاَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمَا قَالَ - وَهُوَ اَعْلَمُ - فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: "يَا جِبْرِيْلُ، اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ، فَقُلْ: اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلاَ نَسُوْئُكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت فرمایا: "رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ": الآیۃ اور قرآن حکیم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ قول تلاوت فرمایا: "اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ" پھر اپنے ہاتھ بلند کیے اور دعا کی: اے اللہ! میری امت' پھر آپ رونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور تیرا رب زیادہ جانتا ہے' اور ان سے پوچھو کہ کیوں رو رہے ہو۔ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے بتایا جو کہ آپ نے عرض کیا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور کہو: ہم تمہاری امت کے بارے میں تمہیں راضی کریں گے اور تمہیں غم میں مبتلا نہ کریں گے۔ (مسلم)

## تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

428: مسلم شریف، رقم الحدیث: 202

## حلِ لغات:

لا نسوؤك: از، سوائو سوائةً، بمعنیٰ غمگین کرنا، بے جاسلوک کرنا۔

## شرح:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ عرض معروض بیان فرمارہا ہے جو آپ قیامت میں بطور شفاعت عرض کریں گے کہ خدایا جن لوگوں نے میری اطاعت کی وہ تو میرے ہو چکے تو انہیں میرے طفیل بخش دے اور جنہوں نے میری نافرمانی کی تو مولیٰ تو گنہگاروں کا بخشنے والا ہے۔ غرضکہ شکایت ان کی بھی نہیں کی انہیں بھی بددعا نہ دی یہ ہے شانِ جمالی۔

اس دوسری پوری آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کی شفاعت کا ذکر ہے وہ بھی جمالِ الٰہی کا مظہر ہیں۔ آپ کی عرض بھی یہ ہے کہ میرے مولیٰ اگر تو ان گنہگاروں کو عذاب دے تو تو ان کا رب ہے وہ تیرے بندے، کون تجھے عذاب سے روک سکتا ہے اور تو انہیں معافی دے دے تو تو عزیز ہے حکیم ہے، تیرے ہر کام میں حکمت ہے، تو سب پر غالب ہے جسے جو چاہے دے دے تجھ سے کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۷، ص۴۱۶)

(۴۲۹) وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ، فَقَالَ: "يَا مُعَاذُ، هَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ؟ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ؟" قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ۔ قَالَ: "فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ، وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، وَّحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَفَلَا اُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: "لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گدھے پر سوار تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اس کے بندوں پر کیا ہے؟ اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟

میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرائے وہ اس کو عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سناؤں؟ فرمایا: انہیں یہ خوشخبری نہ سناؤ۔ اس طرح تو وہ اسی پر بھروسہ کرلیں گے۔ (متفق علیہ)

---

429: بخاری شریف، رقم الحدیث: 2856

**تعارفِ راوی:**

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 63 کے تحت ہو چکا ہے۔

**حلِ لغات:**

ردف: ایک سوار کے پیچھے دوسرا سوار، کسی کے پیچھے سوار ہونا۔

**شرح:**

حق کے معنی واجب الازم۔ لائق بندوں کے متعلق تینوں معنی درست ہیں کہ اللہ کی عبادت ان پر واجب ہے، لازم ہے، ان کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ معنی اور طرح درست ہوں گے وہ یہ کہ اس کریم نے اپنے ذمہ کرم پر خود لازم فرمالیا کہ عابدوں کو جزا دے کوئی اور اس پر واجب نہیں کرسکتا، لہٰذا جن روایتوں میں آیا ہے کہ اللہ پر کسی کا حق نہیں وہ دوسرے معنی میں ہے کہ کوئی اس پر واجب نہیں کرسکتا کیونکہ کوئی اس کا حاکم نہیں وہ سب کا حاکم ہے۔

(اس کا شریک نہ ٹھہرائیں) اس طرح کہ نہ تو کسی کو اس کا ہمسر جانیں، نہ اس کا بیوی بچہ لہٰذا اس میں مجوسیت، نصرانیت، یہودیت سب ہی داخل ہیں۔ ان ہی تمام دینوں سے علیحدگی ضروری ہے۔

اور کفر نہ کرتا ہوا سے دائمی عذاب نہ دے ایسے مقامات پر شرک بمعنی کفر ہوتا ہے اور عذاب سے دائمی عذاب مراد ورنہ بعض گنہگاروں کو بھی کچھ عذاب ہوجائے گا۔ (اشعۃ اللمعات) وغیرہ

(لوگ اس پر بروسا کر بیٹھیں گے) اس طرح کہ مقصد کلام سمجھیں گے نہیں اور اعمال چھوڑ دیں گے کہ جب فقط درستی عقیدہ سے ہی عذاب سے نجات مل جاتی ہے تو نماز وغیرہ عبادات کی کیا ضرورت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عام عوام کو وہ مسئلہ نہ بتائے جو ان کی سمجھ سے ورا ہو۔ خیال رہے کہ حضرت معاذ نے اس وقت بشارت نہ دی بلکہ یہ حدیث بطور خبر بعد میں بعض خواص کو سنادی لہٰذا کوئی اعتراض نہیں اس کا کچھ ذکر اگلی حدیث میں آرہا ہے۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۱/ص ۲۲)

(۴۳۰) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ (ابراھیم 27)" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: مسلمان سے جب قبر میں سوال ہوگا تو وہ گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بلاشبہ حضرت محمد

430: بخاری شریف، رقم الحدیث: 4699

(ﷺ) اللہ کے رسول ہیں' اور اس اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے: یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ سے یہی مراد ہے۔ (متفق علیہ)

(۴۳۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الْکَافِرَ اِذَا عَمِلَ حَسَنَةً، اُطْعِمَ بِهَا طُعْمَةً مِّنَ الدُّنْیَا، وَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَدَّخِرُ لَهٗ حَسَنَاتِهٖ فِی الْاٰخِرَةِ، وَیُعْقِبُهٗ رِزْقًا فِی الدُّنْیَا عَلٰی طَاعَتِهٖ" .

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً یُّعْطٰی بِهَا فِی الدُّنْیَا، وَیُجْزٰی بِهَا فِی الْاٰخِرَةِ . وَاَمَّا الْکَافِرُ فَیُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ لِلّٰهِ تَعَالٰی فِی الدُّنْیَا، حَتّٰی اِذَا اَفْضٰی اِلَی الْاٰخِرَةِ، لَمْ یَکُنْ لَّهٗ حَسَنَةٌ یُّجْزٰی بِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک کافر جب کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اس کو دنیا میں ہی رزق دے دیا جاتا ہے' اور مومن کی نیکیوں کا اللہ تعالیٰ آخرت کے لئے ذخیرہ فرماتا ہے' اور اس کی اطاعت کی وجہ سے دنیا میں بھی اس کو رزق عطا کرتا ہے'

اور ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ کسی مومن کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ اس کے بدلے میں دنیا میں بھی اس کو رزق دیا جاتا ہے' اور آخرت میں بھی اسے اس کا ثواب ملے گا' اور کافر اللہ تعالیٰ کے لئے جو نیکیاں کرتا ہے اس کے بدلے میں دنیا میں ہی اسے رزق دے دیا جاتا ہے' حتیٰ کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی ایسی نہیں ہوگی جس کی اس کو جزا دی جائے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**یعبه:** جانشین ہونا، اچھا بدلہ دینا۔

## شرح:

حضرت سیّدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہما نے اپنے والد گرامی سے روایت بیان کی: "جب مؤمن کا کوئی درجہ باقی رہ جاتا ہے جس تک وہ عمل کے ذریعے نہیں پہنچ سکتا، تو اس پر موت سخت کردی جاتی ہے، تاکہ وہ موت کی سختیوں اور تکلیفوں کے بدلے جنت میں اپنا درجہ حاصل کرلے اور جب کافر کی کوئی نیکی ہو جس کا بدلہ اسے نہ دیا گیا ہو، تو اس پر موت کو آسان کردیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی نیکی کا عِوض حاصل کرلے، پھر اُسے جہنم کی طرف بھیج دیا جاتا ہے۔ ("لباب الاحیاء، ص ۴۳۱)

431: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2808

(۴۳۲) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰى بَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"اَلْغَمْرُ": اَلْكَثِيْرُ .

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال اس جاری نہر کی سی ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے کے پاس بہ رہی ہو اور وہ شخص اس نہر میں پانچ مرتبہ غسل کرے۔ (مسلم)

الغمر: بمعنیٰ کثیر، زیادہ۔

(۴۳۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَا مِنْ رَّجُلٍ مُّسْلِمٍ يَّمُوْتُ، فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَّا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا، اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو مسلمان مرد بھی فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ میں چالیس ایسے مرد شامل ہوں، جو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہراتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس میت کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرمالیتا ہے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

شَفَّعَهُمْ: جفت کرنا سفارش ماننا، سفارش کرنا۔

## شرح:

مرقات میں ہے کہ جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں ان میں کوئی ولی ضرور ہوتا ہے جس کی دعا قبول ہوتی ہے، اس کی برکت سے دوسروں کی بھی۔ خیال رہے کہ یہ ذکر ولی تشریعی کا ہے، ولی تکوینی کی تعداد مقرر ہے کہ ہر زمانہ میں اتنے ابدال اتنے غوث اور ایک قطب عالم ہوں گے اور مسلمانوں سے مراد متقی مسلمان ہیں، ورنہ سینماؤں اور تماشہ گاہوں میں سینکڑوں فساق ہوتے ہیں۔ (مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۲، ص ۸۸۳)

432: مسلم شریف، رقم الحدیث: 668

433: مسلم شریف، رقم الحدیث: 948

(۴۳۴)وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قُبَّۃٍ نَحْوًا مِّنْ اَرْبَعِیْنَ، فَقَالَ: "اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَکُوْنُوْا رُبُعَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ؟" قُلْنَا: نَعَمْ ۔ قَالَ: "اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَکُوْنُوْا ثُلُثَ اَھلِ الْجَنَّۃِ؟" قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: "وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ، اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنُوْا نِصْفَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وذلک اَنَّ الْجنَّۃَ لاَ یَدْخُلُھَا اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَۃٌ، ومَا اَنْتُمْ فِیْ اَھْلِ الشِّرْکِ اِلَّا کَالشَّعْرَۃِ الْبَیْضَاءِ فِیْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ، اَوْ کَالشَّعْرَۃِ السَّوْدَاءِ فِیْ جلدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم تقریباً چالیس آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خیمہ میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس پر راضی ہو کہ تم اہل جنت کا ایک چوتھائی حصہ ہو جاؤ۔ ہم نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ تم اہلِ جنت کا ایک تہائی حصہ ہو جاؤ؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں (مجھ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! مجھے توقع ہے کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گے۔ اس لئے کہ جنت میں مسلمانوں کے بغیر کوئی داخل نہ ہوگا اور اہل شرک کے مقابلے میں تمہاری مثال ایسی ہی ہے جیسے سیاہ رنگ کے بیل کی کھال میں سفید بال یا سرخ رنگ کے بیل کی کھال میں سیاہ بال۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

قُبَّۃ: ایسی عمارت جس کی چھت گول اور اندر سے خالی ہو، گنبد، خیمہ۔

## شرح:

شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "اے ابنِ خطاب! جاؤ۔" اور ایک روایت میں ہے: "اے عمر! اٹھو اور جا کر لوگوں میں اس بات کا اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔" (جامع الترمذی، ابواب السیر، باب ماجاء فی الغلول، الحدیث: ۱۵۷۴، ص ۱۸۱۴، بدون "فی الناس")

(۴۳۵) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ دَفَعَ اللّٰہُ اِلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یَھُوْدِیًا اَوْ نَصْرانِیًّا، فَیَقُوْلُ: ھٰذَا فِکَاکُکَ

434: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6528

435: مسلم، رقم الحدیث: 2767

مِنَ النَّارِ" ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَجِیْءُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ نَاسٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِذُنُوْبٍ اَمْثَالِ الْجِبَالِ يَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

قَوْلُهُ: "دَفَعَ اِلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا، فَيَقُوْلُ: هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ" مَعْنَاهُ مَا جَآءَ فِیْ حَدِيْثِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: "لِكُلِّ اَحَدٍ مَّنْزِلٌ فِی الْجَنَّةِ، وَمَنْزِلٌ فِی النَّارِ، فَالْمُؤْمِنُ اِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ خَلَفَهُ الْكَافِرُ فِی النَّارِ ؛ لاَنَّهُ مُسْتَحِقٌّ لِّذٰلِكَ بِكُفْرِهٖ" وَمَعْنٰی "فِكَاكُكَ": اَنَّكَ كُنْتَ مُعَرَّضًا لِّدُخُوْلِ النَّارِ، وَهٰذَا فِكَاكُكَ ؛ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی، قَدَّرَ لِلنَّارِ عَدَدًا يَّمْلَؤُهَا، فَاِذَا دَخَلَهَا الْكُفَّارُ بِذُنُوْبِهِمْ وَكُفْرِهِمْ، صَارُوْا فِیْ مَعْنَی الْفِكَاكِ لِلْمُسْلِمِيْنَ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ۔

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے حوالے ایک یہودی یا عیسائی کرے گا' اور فرمائے گا یہ دوزخ سے تیری آزادی کا فدیہ ہے۔

اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن کچھ مسلمان پہاڑوں جتنے گناہ لے کر آئیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرمادے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: دفع الی کل مسلم یهودیا او نصرانیا فیقول هذا فكاكك من النار کا معنی وہی ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں منقول ہے کہ ہر کسی کا ایک گھر جنت میں ہے' اور ایک گھر دوزخ میں اور مومن جب جنت میں داخل ہوگا تو اس کی جگہ دوزخ میں اس کے گھر میں کافر دوزخ میں چلا جائے گا' کیونکہ وہ اپنے کفر کی وجہ سے دوزخ کا مستحق ہے۔

فكاكك: کا معنی ہے تو دوزخ میں ڈالا جانے والا تھا تجھے دوزخ سے بچانے کے لئے اس کو تیرا فدیہ بنادیا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے لئے ایک تعداد مقرر فرمارکھی ہے جس سے وہ بھر جائے گی پس جب کافر اپنے کفر اور گناہوں کی وجہ سے اس میں داخل ہوں گے تو گویا وہ مسلمانوں کے لئے دوزخ سے آزادی کا فدیہ ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

فكاكك: کا معنی ہے قیدی کو چھڑانا۔

شرح:

فک کے معنی ہیں گروی چیز کو چھڑانا، فکاک وہ مال ہے جو دے کر گروی چیز چھڑائی جاوے۔ ہر شخص کے لیے ایک ٹھکانہ دوزخ میں ہے دوسرا جنت میں، مؤمن جنت میں اپنا ٹھکانا بھی لے گا اور کسی کافر کا بھی اور کافر دوزخ میں اپنا مقام بھی لے گا اور کسی مؤمن کا بھی۔ یہاں یہ ہی مطلب ہے کہ اے مؤمن تو جنت میں اپنا ٹھکانہ بھی لے اور اس یہودی عیسائی کا بھی، یہ تیرے لیے ایسا ہے جیسے گروی چیز کا فکاک۔ چونکہ عیسائی یہودی مسلمانوں سے قریب ہوتے ہوئے بھی دور رہے تھے اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر ہوا، یہ مطلب نہیں کہ مسلمان کے گناہوں کے عوض کافر دوزخ میں جاوے گا کہ یہ اسلامی قانون کے خلاف ہے "لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی"۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۷، ص ۳۹۵)

(۴۳۶)وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "یُدْنَی الْمُؤْمِنُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ رَّبِّہٖ حَتّٰی یَضَعَ کَنَفَہٗ عَلَیْہِ، فَیُقَرِّرُہٗ بِذُنُوْبِہٖ، فَیَقُوْلُ: اَتَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا؟ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا؟ فَیَقُوْلُ: رَبِّ اَعْرِفُ، قَالَ: فَاِنِّیْ قَدْ سَتَرْتُھَا عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا، وَاَنَا اَغْفِرُھَا لَکَ الْیَوْمَ، فَیُعْطٰی صَحِیْفَۃَ حَسَنَاتِہٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

"کَنَفَہٗ": سَتْرُہٗ وَرَحْمَتُہٗ۔

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: قیامت کے دن مؤمن کو اس کے رب کے قریب کیا جائے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا پہلو اس پر رکھے گا' اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا' اور فرمائے گا: کیا تو اس گناہ کو پہچانتا ہے، کیا تو اس گناہ کو پہچانتا ہے؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! پہچانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میں نے دنیا میں تیرے ان گناہوں کی پردہ پوشی کی' اور آج میں تیرے یہ گناہ معاف کرتا ہوں سوا سے نیکیوں کا نامہ اعمال دے دیا جائے گا۔ (متفق علیہ)

کنفہ: کا معنیٰ ہے: اس کا پردہ اور اس کی رحمت۔

(۴۳۷)وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنِ امْرَاَۃٍ قُبْلَۃً، فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ، فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ﴾ (ھود: 114) فَقَالَ الرَّجُلُ: اَلِیَ ھٰذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: "لِجَمِیْعِ اُمَّتِیْ کُلِّھِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

---

436: بخاری فی الرقاق، رقم الحدیث: 2441، مسلم فی الجنۃ، رقم الحدیث: 2768، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 183

437: بخاری شریف، رقم الحدیث: 526، مسلم شریف، رقم الحدیث: 2763

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لیا پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ''اور قائم کیجئے نماز دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات کے حصوں میں بے شک نیکیاں مٹا دیتی ہیں برائیوں کو۔ اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا یہ میرے لیے خاص ہے۔ فرمایا: یہ میری تمام امت کیلئے ہے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

ان مرد کا نام ابوالیسر ہے، کھجوروں کی دکان کرتے تھے، ایک عورت خریدنے کے لئے آئی، ان کا دل اس کی طرف مائل ہو گیا، بولے اچھی کھجوریں گھر میں ہیں، اس بہانے سے اندر لے جا کر بوسہ لے لیا، وہ بولی اللہ کے بندے خدا سے ڈر، یہ سخت نادم ہوئے اس لئے ثابت ہوا کہ اجنبی عورت سے تنہائی بڑی خطرناک ہے۔

صحابہ کرام خطائیں معاف کرانے کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اس آیت پر یہ عمل کرتے ہوئے "وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ" الایہ۔ اب بھی ہم گنہگاروں کو معافی کے لیے اس آستانے پر حاضری ضروری ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ وہ صرف مدینہ میں رہتے ہیں بلکہ مؤمنوں کے سینے ان کا کاشانۂ رحمت ہیں۔

مرقاۃ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا میں اپنے رب کے حکم کا انتظار کرتا ہوں عصر کے بعد یہ آیت اتری۔ خیال رہے کہ نماز فجر اور ظہر دن کے اس کناروں کی نمازیں ہیں اور عصر و مغرب دوسرے کنارے کی اور عشاء رات کی، لہٰذا یہ آیت پانچویں نمازوں کو شامل ہے، زلف زلفت سے بنا، بمعنی قرب یعنی رات کا وہ ٹکڑا جو دن سے قریب ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ"۔

یہ آیت اگرچہ تیرے بارے میں اتری مگر اس کا حکم عام ہے۔ کوئی مسلمان کوئی گناہ صغیرہ کرے اس کی نمازیں وغیرہ معافی کا ذریعہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجنبیہ سے خلوت اور بوس و کنار گناہ صغیرہ ہے، ہاں یہ جرم بار بار کرنے سے کبیرہ بن جائے گا کیونکہ صغیرہ پر دوام کبیرہ ہے اور یہ جان کر بوس و کنار کرنا کہ نماز سے معاف کرالیں گے کفر ہے، کہ یہ اللہ پر امن ہے۔ یہ حدیث اس کے لئے ہے جو اتفاقاً ایسا معاملہ کر بیٹھے پھر شرمندہ ہو کر توبہ کرے، لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اس میں ان حرکتوں کی اجازت دے دی گئی۔ یہاں مِنْ اُمَّتِی فرمانے سے معلوم ہوا کہ یہ آسانیاں صرف اس امت کے لئے ہیں گزشتہ امتوں کی معافی بہت مشکل ہوتی تھی۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۱، ص ۵۳۱)

(۴۳۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَصَبْتُ حَدًّا، فَاَقِمْہُ عَلَیَّ، وَحَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ، فَصَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَضَی الصَّلٰوۃَ، قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِیَّ کِتَابَ اللّٰہِ ۔ قَالَ: "ھَلْ حَضَرْتَ مَعَنَا الصَّلٰوۃَ"؟ قَالَ: نَعَمْ ۔ قَالَ: "قَدْ غُفِرَ لَکَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

وَقَوْلُہٗ: "اَصَبْتُ حَدًّا" مَعْنَاہُ: مَعْصِیَۃً تُوجِبُ التَّعْزِیرَ، وَلَیْسَ الْمُرَادُ الْحدّ الشَّرعیَّ الْحَقِیْقِیَّ کَحَدِّ الزِّنَا وَالخمر وَغَیْرِھِمَا، فَاِنَّ ھٰذِہِ الْحُدودَ لَا تَسْقُطُ بِالصَّلٰوۃِ، وَلا یَجُوْزُ لِلاِمَامِ تَرْکُھَا ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں حد کا سزاوار ہوگیا ہوں۔ مجھ پر حد قائم فرمایئے اور نماز کا وقت ہوگیا تو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی جب نماز پڑھ چکا تو عرض کی: یارسول اللہ! بے شک میں حد کا سزاوار ہوں مجھ پر کتاب اللہ کا حکم نافذ فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو ہمارے ساتھ نماز میں شامل ہوا ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! فرمایا: بلاشبہ تجھے معاف کردیا گیا ہے۔

اصبت حدا: کا معنی ہے: میں نے ایسا جرم کیا ہے جو موجب تعزیر ہے۔ اس سے حد شرعی حقیقی مراد نہیں ہے۔ جیسے کہ زنا اور شراب وغیرہ کی حد، کیونکہ یہ حدود نماز سے ساقط نہیں ہوتیں اور نہ امام کے لئے جائز ہے کہ وہ ان حدود کا نفاذ ترک کردے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اصبت حدا: کا معنی ہے: میں نے ایسا جرم کیا ہے جو موجب تعزیر ہے۔

## شرح:

یعنی میں نے ایسا گناہ کرلیا جو شرعی سزا کا باعث ہے۔ حد سزائے مقرر کو کہتے ہیں جیسے زانی کے لئے سنگساری اور چور کے ہاتھ کاٹنا۔ تعزیر وہ سزا ہے جو شرعا مقرر نہ ہو قاضی اپنی رائے سے مقرر کرے۔ ان بزرگوں نے کوئی معمولی گناہ کیا تھا مگر سمجھے یہ کہ شاید اس میں بھی سزائے شرعی ہوگی۔ یا حد لغوی معنی میں ہے یعنی مطلقًا سزا۔

کیونکہ حضور انور کو کشف سے معلوم تھا کہ انہوں نے معمولی جرم کیا تھا اور پوچھنے سے ان کی رسوائی ہوگی یہ ہے شان ستاری۔ (از مرقاۃ)

438: (بخاری، رقم الحدیث:6823، مسلم، رقم الحدیث:2764

(حضور ﷺ کے ساتھ) صرف ایک نماز یہ نماز عصر تھی جیسا کہ مرقاۃ وغیرہ میں ہے۔ یہ صحابہ کرام کی قوتِ ایمانی ہے کہ دوسرے مجرم اپنے جرم چھپا کر جان بچانے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ حضرات اپنے قصور ظاہر کر کے جانوں پر کھیل کر ایمان بچاتے ہیں۔

(تیری مغفرت ہوگئی) یعنی جس گناہ کو تو نے قابلِ حد سمجھا تھا وہ اس نماز کی برکت سے معاف ہو گیا، لہٰذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں کہ نماز سے شرعی سزائیں معاف ہو جاتی ہیں۔ خیال رہے کہ گناہ صغیرہ پر کبھی حد نہیں ہوتی اور سواء ڈکیتی کی حد کے کوئی حد توبہ سے معاف نہیں ہوتی، ڈاکو اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرے تو سزا نہیں پاتا، یونہی اگر کافر بعد زنا مسلمان ہو جائے تو رجم وغیرہ کا مستحق نہیں۔ (مرقاۃ) شیخ عبدالحق نے فرمایا مَعْنًا سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنا گناہوں کی معافی کے لیے اکسیر ہے۔ نماز کی عظمت امام کی عظمت کے مطابق ہے۔ سبحان اللہ! جن کے ساتھ والی نماز مجرموں کو بخشوا دے وہ ذات کریم خود کیسی ہوگی۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۱، ص ۵۳۲)

(۴۳۹) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَّاْكُلَ الْاَكْلَةَ، فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا، اَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ، فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"الْاَكْلَةَ": بِفَتْحِ الْهمزة وهى المرةُ الْواحدةُ مِنَ الْاَكلِ كَالغَدوَةِ وَالْعَشْوَةِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ وہ کھانا کھائے تو اس پر بھی الحمدللہ کہے یا پانی پیئے تو اس پر بھی الحمد للہ کہے۔ (مسلم)

الاکلۃ: ایک مرتبہ کا کھانا۔ جیسے غدوہ اور عشوہ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

(۴۴۰) وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ اللَّيْلِ، حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کے گناہگار کو بخش دے، اور دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کے گناہ گار کو بخش دے، اور یہ سلسلہ قائم رہے گا حتیٰ کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ (یعنی قیامت آنے تک) (مسلم)

---

439: اخرجہ احمد، رقم الحدیث: 2834، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 1816

440: اخرجہ مسلم، رقم الحدیث: 2259

(۴۴۱) وَعَنْ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ - بِفَتْحِ الْعَیْنِ وَالْبَاءِ - السُّلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: کُنْتُ وَاَنَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ اَظُنُّ اَنَّ النَّاسَ عَلٰی ضَلَالَةٍ، وَاَنَّهُمْ لَیْسُوْا عَلٰی شَیْءٍ، وَهُمْ یَعْبُدُوْنَ الْاَوْثَانَ، فَسَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَکَّةَ یُخْبِرُ اَخْبَارًا، فَقَعَدْتُ عَلٰی رَاحِلَتِیْ، فَقَدِمْتُ عَلَیْهِ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْفِیًا، جُرَاءُ عَلَیْهِ قَوْمُهُ، فَتَلَطَّفْتُ حَتّٰی دَخَلْتُ عَلَیْهِ بِمَکَّةَ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا اَنْتَ؟ قَالَ: "اَنَا نَبِیٌّ" قُلْتُ: وَمَا نَبِیٌّ؟ قَالَ: "اَرْسَلَنِیَ اللّٰهُ" قُلْتُ: وَبِاَیِّ شَیْءٍ اَرْسَلَکَ؟ قَالَ: "اَرْسَلَنِیْ بِصِلَةِ الْاَرْحَامِ، وَکَسْرِ الْاَوْثَانِ، وَاَنْ یُوَحَّدَ اللّٰهُ لَا یُشْرَکُ بِهٖ شَیْءٌ" قُلْتُ: فَمَنْ مَّعَکَ عَلٰی هٰذَا؟ قَالَ: "حُرٌّ وَّعَبْدٌ" وَمَعَهٗ یَوْمَئِذٍ اَبُوْ بَکْرٍ وَّبِلَالٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قُلْتُ: اِنِّیْ مُتَّبِعُکَ، قَالَ: "اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ ذٰلِکَ یَوْمَکَ هٰذَا، اَلَا تَرٰی حَالِیْ وَحَالَ النَّاسِ؟ وَلٰکِنِ ارْجِعْ اِلٰی اَهْلِکَ فَاِذَا سَمِعْتَ بِیْ قَدْ ظَهَرْتُ فَاْتِنِیْ" قَالَ: فَذَهَبْتُ اِلٰی اَهْلِیْ وَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ حَتّٰی قَدِمَ نَفَرٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ، فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ؟ فَقَالُوْا: النَّاسُ اِلَیْهِ سِرَاعٌ، وَّقَدْ اَرَادَ قَوْمُهٗ قَتْلَهٗ، فَلَمْ یَسْتَطِیْعُوْا ذٰلِکَ، فَقَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَیْهِ، فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْرِفُنِیْ؟ قَالَ: "نَعَمْ، اَنْتَ الَّذِیْ لَقِیْتَنِیْ بِمَکَّةَ" قَالَ: فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَخْبِرْنِیْ عَمَّا عَلَّمَکَ اللّٰهُ وَاَجْهَلُهٗ، اَخْبِرْنِیْ عَنِ الصَّلٰوةِ؟ قَالَ: "صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ قِیْدَ رُمْحٍ، فَاِنَّهَا تَطْلُعُ حِیْنَ تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطٰنٍ، وَحِیْنَئِذٍ یَّسْجُدُ لَهَا الْکُفَّارُ، ثُمَّ صَلِّ فَاِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰی یَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ، ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ، فَاِنَّهٗ حِیْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ، فَاِذَا اَقْبَلَ الْفَیْءُ فَصَلِّ، فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحضُوْرَةٌ حَتّٰی تُصَلِّی الْعصرَ، ثُمَّ اَقْصرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطَانٍ، وَّحِیْنَئِذٍ یَّسْجُدُ لَهَا الْکُفَّارُ" قَالَ: فَقُلْتُ: یَا نَبِیَّ اللّٰهِ، فَالْوُضُوْءُ حَدِّثْنِیْ عَنْهُ؟ فَقَالَ: "مَا مِنْکُمْ رَجُلٌ یُقَرِّبُ وَضُوْئَهٗ، فَیَتَمَضْمَضُ وَیَسْتَنْشِقُ فَیَسْتَنْثِرُ، اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا وَجْهِهٖ مِنْ اَطْرَافِ لِحْیَتِهٖ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ یَغْسِلُ یدیهِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ، اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا یَدَیْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ یَمْسَحُ رَاْسَهٗ، اِلَّا خرّتْ خَطَایَا رَاْسِهٖ من اَطْرَافِ شَعْرِهٖ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ یَغْسِلُ قَدَمَیْهِ اِلَی الْکَعْبَیْنِ، اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا رِجلَیْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْماءِ، فَاِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰی، فَحَمِدَ اللّٰهَ تعَالٰی، وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ومَجَّدَهٗ بِالَّذی هُوَ لَهٗ اَهْلٌ، وَّفَرَّغَ قَلْبَهٗ لِلّٰهِ تَعَالٰی، اِلَّا انْصرفَ مِنْ خَطِیْئَتِهٖ کَهَیْئَةِ یَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ" . فَحَدَّثَ عَمْرُوٌ بن عَبَسَة بِهٰذَا

441: مسلم شریف، رقم الحدیث:832

الْحَدِیْث اَبَا اُمَامَةَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ اُمَامَةَ: یَا عَمْرُوْ بْنُ عَبَسَةَ، انْظُرْ مَا تَقُوْلُ: فِیْ مَقَامٍ وَّاحِدٍ یُعْطٰی هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَقَالَ عَمْرٌو: یَا اَبَا اُمَامَةَ، لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّیْ، وَرَقَّ عَظْمِیْ، وَاقْتَرَبَ اَجَلِیْ، وَمَا بِیْ حَاجَةٌ اَنْ اَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰی، وَلَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، لَوْ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، اِلَّا مَرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا - حَتّٰی عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ - مَا حَدَّثْتُ اَبَدًا بِهٖ، وَلٰكِنِّیْ سَمِعْتُهٗ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَوْلُهٗ: "جُرَءَاءُ عَلَیْهِ قَوْمُهٗ" هُوَ بِجِیْمٍ مَّضْمُوْمَةٍ وَّبِالْمَدِّ عَلٰی وَزْنِ عُلَمَاءَ، اَیْ: جَاسِرُوْنَ مُسْتَطِیْلُوْنَ غَیْرُ هَائِبِیْنَ، هٰذِهِ الرِّوَایَةُ الْمَشْهُوْرَةُ، وَرَوَاهُ الْحُمَیْدِیُّ وغیرُهٗ "حِرَاءٌ" بِكَسْرِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ، وَقَالَ: مَعْنَاهُ غِضَابٌ ذَوُوْ غَمٍّ وهَمٍّ، قَدْ عِیلَ صَبرُهُمْ بِهٖ، حَتّٰی اَثَّرَ فِیْ اَجْسَامِهِمْ، مِنْ قَوْلِهِمْ: حَرٰی جِسْمُهٗ یَحْرٰی، اِذَا نَقَصَ مِنْ اَلَمٍ اَوْ غَمٍّ وَنَحْوِهٖ، وَالصَّحِیْحُ اَنَّهٗ بِالْجِیْمِ . قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطَانٍ" اَیْ نَاحِیَتَیْ رَاْسِهٖ وَالْمُرَادُ التَّمْثِیْلُ، وَمَعْنَاهُ: اَنَّهٗ حِیْنَئِذٍ یَّتَحَرَّكُ الشَّیْطٰنُ وَشِیْعَتُهٗ، وَیَتَسَلَّطُوْنَ .

وَقَوْلُهٗ: "یُقَرِّبُ وَضُوْءَهٗ" مَعْنَاهُ یُحضِرُ الْمَاءَ الَّذِیْ یَتَوَضَّاُ بِهٖ، وَقَوْلُهٗ: "اِلَّا خَرَّت خَطَایَا" هُوَ بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ: اَیْ سَقَطَتْ، وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ "جَرَتْ" بِالْجِیْمِ، وَالصَّحِیْح بِالْخَاءِ وَهُوَ رِوَایَةُ الْجُمْهُوْرِ . وَقَوْلُهٗ: "فَیَنْتَثِرُ" اَیْ یَسْتَخْرِجُ مَا فِیْ اَنْفِهٖ مِنْ اَذًی وَّالنَّثْرَةُ: طَرَفُ الْاَنْفِ .

◀ ◀ حضرت ابونجیح عمرو بن عَبَسہ عین اور باء کے فتحہ کے ساتھ السلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہمیں زمانہ جاہلیت میں گمان کرتا تھا کہ لوگ گمراہی پر ہیں' اور یہ کہ وہ کسی صحیح راہ پر گامزن نہیں' اور وہ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ پس میں نے سنا کہ مکہ میں ایک آدمی ہے جو مختلف خبریں بتاتا ہے۔ سو میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور اس شخص کے پاس گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ چھپ چھپ کر اپنے اللہ کی عبادت کرتے تھے' اور آپ کی قوم آپ پر بہت دلیر ہوگئی تھی۔ میں مختلف حیلوں اور بہانوں سے مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا' اور آپ سے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں نبی ہوں۔ میں نے کہا نبی کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ میں نے آپ سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے صلہ رحمی کرنے اور بتوں کو توڑنے کے لئے بھیجا اور اس لئے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ میں نے عرض کی: اس دین پر آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: ایک آزاد اور ایک غلام۔ اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما تھے۔ میں نے عرض کی! میں بھی آپ کا پیروکار ہوں۔ آپ نے

فرمایا: ابھی تم ایسا نہیں کرسکو گے۔ کیا تم میری اور لوگوں کی حالت کو دیکھ نہیں رہے؟ بلکہ تم اپنے گھر لوٹ جاؤ اور جب تم سنو کہ مجھے غلبہ حاصل ہوگیا ہے تو میرے پاس آ جانا۔ حضرت ابونجیح کہتے ہیں: سو میں اپنے گھر چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے آئے تو میں اپنے گھر پر تھا۔ حتیٰ کہ میری قوم سے ایک جماعت مدینہ گئی۔ میں نے ان سے پوچھا: وہ آدمی جو نیا نیا مدینہ آیا ہے' اس کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: لوگ جلدی جلدی اس سے ساتھ مل رہے تھے۔ حالانکہ اس کی قوم نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن اس کو قتل نہ کرسکے۔ پس میں مدینہ طیبہ گیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ تم وہی ہو جو مجھے مکہ مکرمہ میں ملے تھے۔ حضرت ابونجیح کہتے ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے بتایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم عطا فرمایا اور میں اس سے بے خبر ہوں۔ مجھے نماز کے متعلق بتایئے؟ فرمایا: صبح کی نماز ادا کرو پھر نماز سے رک جاؤ حتیٰ کہ سورج نیزے کی مقدار بلند ہوجائے کیونکہ سورج جب طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے' اور اس وقت کافر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد نماز ادا کرو کیونکہ نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں' اور نمازی کے گواہ بنتے ہیں حتیٰ کہ نیزے کا سایہ بالکل اپنے اوپر رہ جائے اس وقت پھر نماز سے رک جاؤ، کیونکہ اس وقت جہنم کو زیادہ بھڑکا دیا جاتا ہے' اور جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو، کیونکہ نماز میں فرشتے حاضر ہوتے اور گواہ بنتے ہیں حتیٰ کہ تم عصر کی نماز ادا کرو۔ اس کے بعد پھر نماز پڑھنے سے رک جاؤ حتیٰ کہ سورج غروب ہوجائے۔ کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے' اور اس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ حضرت ابونجیح کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یانبی اللہ! وضو کیا ہے؟ مجھے اس کے متعلق بھی بتایئے۔ فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی وضو کے لئے پانی کو قریب کرتا ہے، تو کلی کرتا' ناک میں پانی ڈالتا ہے' اور ناک کو صاف کرتا ہے تو اس کے چہرے، منہ اور ناک کے گناہ جھڑ جاتے ہیں' اور پھر جب وہ حکم خداوندی کے مطابق اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ اس کی ڈاڑھی کے کناروں سے پانی کے ساتھ ہی گر جاتے ہیں پھر جب وہ اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ اس کی انگلیوں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں۔ پھر جب وہ سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ بالوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ ہی گر جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ انگلیوں سے پانی کے ساتھ ہی گر جاتے ہیں۔ پھر اگر وہ شخص کھڑا ہوکر نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے' اور اس کی بزرگی بیان کرے جس کا وہ اہل ہے' اور اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجائے گا جس طرح وہ اس روز گناہوں سے پاک تھا جب اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ حضرت عمرو بن عبسہ نے یہ حدیث صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو سنائی تو حضرت ابوامامہ نے ان سے فرمایا: اے عمرو بن عبسہ! تم غور کرو کہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ایک

ہی وقت میں اس آدمی کو اتنا ثواب عطا ہوتا ہے۔حضرت عمرو نے جواب دیا۔اے ابوامامہ: میری عمر زیادہ ہوگئی ہے۔میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں' اور میری موت قریب آ گئی ہے۔ایسے میں مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ میں اللہ تعالٰی اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق جھوٹ بولوں۔اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک، دو تین حتیٰ کہ سات مرتبہ نہ سنا ہوتا تو میں کبھی اسے بیان نہ کرتا،لیکن میں نے اسے اس سے بھی زیادہ مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔(مسلم)

## تعارفِ راوی:

ابو نجیح: آپ کا نام عمرو ابن عتبہ ہے، چوتھے مسلمان ہیں، اسلام لاکر اپنی قوم بنی سلیم میں لوٹ گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمادیا تھا کہ جب تم کو ہماری ہجرت کی خبر ملے تو ہمارے پاس آ جانا۔چنانچہ آپ اپنی قوم ہی میں رہے، فتح خیبر کے بعد مدینہ منورہ پہنچے اور مدینہ پاک ہی میں مقیم رہے،حضور کی بارگاہ میں مقبول تھے،آپ کے بقیہ حالات پہلے بیان کیے جاچکے ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکٰوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف النون،فصل فی الصحابہ' مرآۃ المناجیح جلد پنجم)

## حلِ لغات:

**جرءاء علیہ قومہ:** جیم کے پیش اور مد کے ساتھ،علماء کے وزن پر ہے۔یعنی وہ بغیر خوف وخطر جرأت اور دست درازی کرتے ہیں۔مشہور روایت یہی ہے' اور حمیدی وغیرہ نے اسے " حراء' حاء مہملہ کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے' اور اس کا معنی ہے: وہ غضب ناک ہیں۔غم اور غصے سے بھرے ہوئے ہیں، آپ کے متعلق ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے، اور اس غصہ نے ان کے جسموں میں بھی اثر کیا ہے۔کہتے ہیں: **حری جسمہ یحری** ۔جب درد وغم کی وجہ سے جسم میں نقص واقع ہوجائے اور صحیح یہی ہے کہ جیم کے ساتھ ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان: **بین قرنی الشیطان:** یعنی شیطان کے سر کے دونوں کنارے۔اس سے مراد تمثیل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس وقت شیطان اور اس کا گروہ حرکت میں آ جاتا ہے' اور وہ غلبہ حاصل کر لیتے ہیں۔

حضور ﷺ کا فرمان: **یقرب و ضوءہ** کا مطلب ہے: وضو کے لئے پانی مہیا کرے۔

حضور ﷺ کا فرمان: **الاخرت خطایاہ:** خاء معجمہ کے ساتھ کا مطلب ہے گر جاتے ہیں۔بعض نے اس کو جرت جیم کے ساتھ بھی روایت کیا ہے۔لیکن صحیح خاء کے ساتھ ہے' اور یہی جمہور کا قول ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان: **فینتثر** کا معنیٰ ہے: ناک سے میل کچیل نکالے۔

**النثرہ:** ناک کے کنارے کو کہتے ہیں۔

شرح:

امیر المومنین حضرتِ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "جس مسلمان پر فرض نَماز کا وقت آئے اور وہ نَماز کے لئے اچھے طریقے سے وضو کرے اور اسے خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرے تو یہ نَماز اس کے پچھلے گناہوں کے لئے کفارہ ہوجائے گی جب تک کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے، اور یہ عمل ساری زندگی جاری رہے گا یعنی وہ نماز اسکے گناہوں کا کفارہ بنتی رہے گی۔"

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، والصلوۃ عقبہ، رقم ۲۲۸، ص ۱۴۲)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا، (اگر) تم سے مسلسل گناہ ہوتے رہیں لیکن جب تم فجر کی نماز ادا کروگے تو وہ تمہارے ان گناہوں کو دھودے گی، اس کے بعد پھر تم سے مسلسل گناہوں کا صدور ہوتا رہے لیکن جب ظہر کی نَماز ادا کروگے تو وہ تمہارے گناہوں کو دھودے گی، اس کے بعد پھر گناہ ہوتے رہیں لیکن جب عصر کی نَماز ادا کروگے تو وہ تمہارے گناہوں کو دھودے گی، اس کے بعد پھر گناہ مسلسل ہوتے رہیں لیکن جب تم مغرب کی نَماز ادا کروگے تو وہ تمہارے گناہوں کو دھودے گی، اس کے بعد بھی تم سے گناہوں کا صدور ہوتا رہے لیکن جب تم عشاء کی نَماز ادا کروگے تو وہ تمہارے گناہوں کو دھودے گی۔ پھر تم سو جاؤ گے تو بیدار ہونے تک تمہارا کوئی گناہ نہ لکھا جائے گا۔"

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب فضل الصلوۃ وغفرھا اللدم، رقم ۱۶۵۸، ج ۲، ص ۳۳)

(۴۴۲) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ تَعَالٰی رَحْمَۃَ اُمَّۃٍ، قَبَضَ نَبِیَّھَا قَبْلَھَا، فَجَعَلَہٗ لَھَا فَرَطًا وَّسَلَفًا بَیْنَ یَدَیْھَا، وَاِذَا اَرَادَ ھَلَکَۃَ اُمَّۃٍ، عَذَّبَھَا وَنَبِیُّھَا حَیٌّ، فَاَھْلَکَھَا وَھُوَ حَیٌّ یَنْظُرُ، فَاَقَرَّ عَیْنَہٗ بِھَلَاکِھَا حِیْنَ کَذَّبُوْہُ وَعَصَوْا اَمْرَہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس امت کے نبی کی روح ان سے پہلے قبض کر لیتا ہے، تاکہ وہ اس سے پہلے جا کر ان کے امور کا انتظام کرے اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس امت کے نبی کی زندگی ہی میں اس قوم کو عذاب دیتا ہے اور نبی ابھی زندہ ہوتا ہے۔ پس ان کے ہلاک ہونے سے اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی ہے کیونکہ ان لوگوں نے اس کی تکذیب اور اس کی نافرمانی کی ہوتی ہے۔ (مسلم)

442: اخرجہ مسلم، رقم الحدیث: 2288

# ۵۲-بَابُ فَضْلِ الرَّجَاءِ

## امید کی فضیلت کے متعلق بیان

نوٹ: رجاء کا لغوی و اصطلاحی معنی پیچھے گزر گیا ہے۔ ''ابو الاحمد غفرلہ''

**آیت نمبر: 1**

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِخْبَارًا عَنِ الْعَبْدِ الصَّالِحِ: ﴿وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا﴾ (غافر: 45-44)

اللہ تعالیٰ نے ایک نیک بندے کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں۔ بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے بچالیا ان کے مکر کی برائیوں سے۔

**تشریح:**

میں تو اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ میرا توکل اسی کی ذات پر ہے۔ میں تو اپنے ہر کام میں اسی سے مدد طلب کرتا ہوں۔ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں میں تم سے الگ ہوں اور تمہارے کاموں سے نفرت کرتا ہوں۔ میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ اللہ اپنے بندوں کے تمام حالات سے دانا بینا ہے۔

(۴۴۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهٗ قَالَ: "قَالَ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ -: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ، وَاَنَا مَعَهٗ حَیْثُ یَذْكُرُنِیْ، وَاللّٰهِ، اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ یَجِدُ ضَالَّتَهٗ بِالْفَلَاةِ، وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ بَاعًا، وَاِذَا اَقْبَلَ اِلَیَّ یَمْشِیْ اَقْبَلْتُ اِلَیْهِ اُهَرْوِلُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ اِحْدٰی رِوَایَاتِ مُسْلِمٍ ۔ وَتَقَدَّمَ شَرْحُهٗ فِی الْبَابِ قَبْلَهٗ ۔

وَرُوِیَ فِی الصَّحِیْحَیْنِ: "وَاَنَا مَعَهٗ حِیْنَ یَذْكُرُنِیْ" بِالنُّوْنِ، وَفِیْ هٰذِهِ الرِّوَایَةِ "حَیْثُ" بِالثَّاءِ وَكِلَاهُمَا صَحِیْحٌ ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میرا بندہ میرے متعلق جو گمان رکھتا ہے میں اس کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں۔ جہاں وہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اور اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر تم میں سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کو صحرا میں اپنی متاع گم گشتہ مل جائے اور جو بالشت بھر میرے قریب آتا ہے میں ہاتھ بھر اس کے قریب

443: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 7405، مسلم فی الذکر والدعا، رقم الحدیث: 2675، وفی التوبہ، رقم الحدیث: 112675

آ جاتا ہوں اور جو ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے میں دو ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ (متفق علیہ)

اور یہ الفاظ مسلم کی روایات میں سے ایک روایت کے ہیں۔ اس کی تشریح اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہے، اور صحیحین میں ہے کہ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرے۔ یعنی ''نون'' کے ساتھ اور اس روایت میں ''حیث'' ''ثاء'' کے ساتھ ہے، اور دونوں صحیح ہیں۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

ضالتہ: از، ضلالاً، و ضلالۃً، بمعنی کج راہ ہونا، دین سے پھر جانا۔ گم شدہ چیز (جانور)۔

## شرح:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، جب حضرت سیّدنا یحیٰ بن معاذ رازی علیہ رحمۃ اللہ الباقی کا انتقال ہوا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟" جواب دیا: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مجھے بخش دیا۔" پوچھا گیا: "کس سبب سے؟" فرمایا: میں اپنی دعا میں عرض کرتا تھا، "یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! اگرچہ میں تیری عبادت میں کمزور ہوں مگر تیری محبت میں کمزور نہیں۔"

(الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، ص ۴۹۲)

(۴۴۴) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِثَلَاثَةِ اَيَّامٍ، يَقُوْلُ: "لَا يَمُوْتَنَّ اَحَدُكُمْ اِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ - عَزَّوَجَلَّ -" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتقال سے تین روز پہلے یہ فرماتے سنا: تم میں سے کسی شخص کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ عزوجل کے متعلق حسن ظن رکھتا ہو۔ (مسلم)

(۴۴۵) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: يَا ابْنَ اٰدَمَ، اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِیْ وَرَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا اُبَالِیْ . يَا ابْنَ اٰدَمَ، لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَآءِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِیْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَا اُبَالِیْ . يَا ابْنَ اٰدَمَ، اِنَّكَ لَوْ اَتَيْتَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا، ثُمَّ لَقِيْتَنِیْ لَا تُشْرِكُ بِیْ شَيْئًا، لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا

445: اخرجہ الترمذی، رقم الحدیث: 3551

مَغْفِرَةً" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

"عَنَانُ السَّمَاءِ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ، قِيْلَ: هُوَ مَا عَنَّ لَكَ مِنْهَا، اَيْ: ظَهَرَ إِذَا رَفَعْتَ رَاْسَكَ، وَقِيْلَ: هُوَ السَّحَابُ. وَ"قُرَابُ الْاَرْضِ" بِضَمِّ الْقَافِ، وَقِيْلَ: بِكَسْرِهَا، وَالضَّمُّ اَصَحُّ وَاَشْهَرُ، وَهُوَ: مَا يُقَارِبُ مِلَاهَا، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے آدم کی اولاد! تو جب تک مجھے پکارتا رہے گا، اور مجھ سے مغفرت کا امیدوار رہے گا، میں تجھے بخش دوں گا چاہے تیرے گناہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں، مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ اے اولادِ آدم! اگر تیرے گناہ آسمانوں تک پہنچ جائیں اور تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے معاف کر دوں گا۔ اے اولادِ آدم! اگر تو زمین کی وسعت کے برابر گناہ لے کر میرے پاس آئے اور اس حالت میں مجھ سے ملاقات کرے کہ تو نے کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں زمین کی وسعت کے برابر تجھے مغفرت عطا کر دوں گا۔

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکمِ حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## حلِ لغات:

**عنان السماء:** عین پر فتحہ کے ساتھ بعض نے کہا کہ اس سے مراد ہے: جب تو سر اٹھائے تو جو کچھ تجھے نظر آئے اور بعض کہتے ہیں: اس سے مراد بادل ہے۔

**قراب الارض:** قاف کے پیش کے ساتھ اور کسرہ بھی منقول ہے۔ صحیح اور مشہور پیش ہی ہے۔ اس سے مراد ہے: زمین کی وسعت کے برابر۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

## شرح:

حضرتِ سیِّدُنا سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور نبیءِ کریم، رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے زمین وآسمان کی تخلیق کے دن سو رحمتیں پیدا فرمائیں۔ ہر رحمت زمین وآسمان کے درمیان تہہ در تہہ رکھ دی گئی ہے۔ ان میں سے ایک رحمت زمین پر نازل ہوئی۔ اسی سے والدہ اپنی اولاد پر، وحشی درندے اور پرندے ایک دوسرے پر مہربان ہوتے ہیں، یہاں تک کہ گھوڑا اپنا پاؤں اپنے بچے سے دور کر لیتا ہے کہ کہیں اسے چوٹ

نہ لگ جائے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس رحمت کو دوسری ننانوے (99) رحمتوں میں ملا کر سو مکمل فرما دے گا اور بروزِ قیامت اس سے اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔"

(صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۵۳/۲۷۵۲، ص ۱۱۵۵)

## ۵۳-بَابُ الْجَمْعِ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرِّجَاءِ

## امید اور خوف کو جمع کرنے کا بیان

نوٹ: خوف اور رجاء کے لغوی واصطلاحی معانی پیچھے گزر گے ہیں۔"ابوالاحمد غفرلہ"

اِعْلَمْ اَنَّ الْمُخْتَارَ لِلْعَبْدِ فِیْ حَالِ صِحَّتِہٖ اَنْ یَّکُوْنَ خَائِفًا رَّاجِیًا، وَّیَکُوْنَ خَوْفُہٗ وَرَجَاؤُہٗ سَوَاءً، وَّفِیْ حَالِ الْمَرَضِ یُمَحَّضُ الرَّجَاءُ، وَقَوَاعِدُ الشَّرْعِ مِنْ نُّصُوْصِ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ مُتَظَاھِرَۃٌ عَلٰی ذٰلِکَ.

جان لیجئے کہ بندے کے لئے اس کی صحت کی حالت میں بہتر یہ ہے کہ وہ بیک وقت اللہ تعالیٰ کا خوف بھی رکھے اور امید بھی اور اس کا خوف وامید دونوں برابر ہوں اور بیماری کی حالت میں اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ صرف امید رکھے۔ کتاب وسنت کی نصوص سے شریعت کے قواعد اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

### آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝﴾ (الأعراف: 99)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا اللہ کی خفی تدبیر سے بے خبر ہیں، تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے ۝

### تشریح:

مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

(کیا وہ لوگ) اس کے ڈھیل دینے اور دُنیوی نعمت دینے پر مغرور ہو کر اس کے عذاب سے بے فکر ہو گئے ہیں۔ اور اس کے مخلص بندے اس کا خوف رکھتے ہیں۔ ربیع بن خثیم کی صاحبزادی نے ان سے کہا کیا سبب ہے میں دیکھتی ہوں سب لوگ سوتے ہیں اور آپ نہیں سوتے ہیں؟ فرمایا! اے نورِ نظر، تیرا باپ شب کو سونے سے ڈرتا ہے یعنی یہ کہ غافل ہو کر سو جانا کہیں سبب عذاب نہ ہو۔ (تفسیر خزائن العرفان)

### آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّہٗ لَا یَایْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ ۝﴾ (یوسف: 87)

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافرلوگ ○

## آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ﴾ (آل عمران: 106)،

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: جس دن کچھ منہ اوجیالے ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔

## تشریح:

مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

(جن کے چہرے سیاہ ہوں گے وہ) کفار اُن سے توبیخاً کہا جائے گا۔

پھرآگے فرماتے ہیں اس کے مخاطب یا تو تمام کفار ہیں اس صورت میں ایمان سے روز میثاق کا ایمان مراد ہے جب اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے "بلٰی" کہا تھا اور ایمان لائے تھے اب جو دُنیا میں کافر ہوئے تو اُن سے فرمایا جاتا ہے کہ روز میثاق ایمان لانے کے بعد تم کافر ہوگئے حسن کا قول ہے کہ اس سے منافقین مراد ہیں جنہوں نے زبان سے اظہار ایمان کیا تھا اور ان کے دل منکر تھے عِکْرَمہ نے کہا کہ وہ اہل کتاب ہیں جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل تو حضور پر ایمان لائے اور حضور کے ظہور کے بعد آپ کا انکار کرکے کافر ہوگئے ایک قول یہ ہے کہ اس کے مخاطب مرتدین ہیں جو اسلام لاکر پھر گئے اور کافر ہوگئے۔(تفسیرخزائن العرفان)

## آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○﴾ (الأعراف: 166)،

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: بے شک تمہارا رب ضرور جلد عذاب والا ہے اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے ○

## آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ○ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ○﴾ (الانفطار: 13-14)،

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: بے شک نیکوکار ضرور چین میں ہیں ○ اور بے شک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں ○

## تشریح:

مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

یعنی جن کے وزن دار عمل یعنی نیکیاں زیادہ ہوئیں۔

پھرفرمایا۔جنّت میں مومن کی نیکیاں اچھی صورت میں لاکر میزان میں رکھی جائیں گی تو اگر وہ غالب ہوئیں تو اس کے لئے جنّت ہے اور کافر کی برائیاں بدترین صورت میں لاکر میزان میں رکھی جائیں گی اور تول ہلکی پڑے گی کیونکہ کفار

کے اعمال باطل ہیں ان کا کچھ وزن نہیں تو انہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا۔
اور جس کی تولیں ہلکی پڑی بسبب اس کے کہ وہ باطل کا اتباع کرتا تھا۔ تو اس کا مسکن آتشِ دوزخ ہے۔
(تفسیر خزائن العرفان)

## آیت نمبر:6

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ○﴾ (القارعة: 9-6)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں○ وہ تو من مانے عیش میں ہیں○ اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں○ وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے○

وَالْاٰيَاتُ فِيْ هٰذَا الْمَعْنٰى كَثِيْرَةٌ . فَيَجْتَمِعُ الْخَوْفُ وَالرَّجَاءُ فِيْ اٰيَتَيْنِ مُقْتَرِنَتَيْنِ اَوْ اٰيَات اَوْ اٰيَةٍ .
اس مفہوم کی آیات بہت ہیں۔ خوف اور امید کو کبھی تو دو ملی ہوئی آیات میں جمع کیا جاتا ہے کبھی بہت ساری آیات میں اور کبھی ایک ہی آیت میں۔

(۴۴۶) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ، مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهٖ اَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ، مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهٖ اَحَدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مومن کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کتنا سخت ہے؟ تو کوئی جنت کی خواہش ہی نہ کرے اور اگر کافر کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کیا ہے؟ تو وہ اللہ کی جنت سے کبھی ناامید نہ ہو۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

قنط: از، قنوطاً، بمعنی ناامید اور مایوس ہونا، روکنا، منع کرنا، کسی کو مایوس کرنا۔

## شرح:

اس میں رب تعالیٰ کی انتہائی رحمت وعذاب کا ذکر ہے یعنی اس قدر بیان کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی وسعت

446: اخرجہ مسلم، رقم الحدیث:2755

رحمت وعذاب کسی کے خیال میں نہیں آسکتی، اگر ان کی حقیقت معلوم ہو جائے تو عذاب دیکھ کر مومن کی آس ٹوٹ جائے اور اس کی رحمت میں غور کر کے کافر کے پاس جاتی رہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نیک کار کو بھولنا نہ چاہیئے کیونکہ اللہ جبار وقہار ہے اور گنہگار کو مایوس نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اللہ ستار وغفار ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں اگر قیامت میں رب اعلان فرمائے کہ صرف ایک ہی بندہ جنتی ہے تو مجھے امید ہو کہ شائد میں ہی ہوں گا اور اگر اعلان ہو جائے کہ صرف ایک ہی بندہ دوزخی ہے تو مجھے خطرہ ہوگا کہ وہ میں ہی ہوں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ بندہ پر زندگی میں خوف غالب چاہیئے اور مرتے وقت امید۔ (مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۳، ص۵۹۰)

(۴۴۷) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا النَّاسُ اَوِ الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِهِمْ، فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً، قَالَتْ: قَدِّمُوْنِیْ قَدِّمُوْنِیْ، وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ، قَالَتْ: يَا وَيْلَهَا ! اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ، وَلَوْ سَمِعَهُ صَعِقَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور لوگ یا مرد اس کو کندھوں پر اُٹھاتے ہیں تو اگر میت نیک ہو تو کہتا ہے: مجھے آگے لے چلو، مجھے آگے لے چلو اور اگر وہ بد ہو تو کہتا ہے: ہائے ہلاکت! یہ مجھے کہاں لئے جا رہے ہیں؟ اس کی یہ آواز انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے اور اگر انسان اسے سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

جنازے سے مراد میت ہے اور اس کے رکھے جانے سے مراد گھر سے باہر نکال کر لوگوں کے سامنے قبرستان لے جانے کے لیے رکھا جانا ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ مردہ بزبان قال یہ گفتگو کرتا ہے کیونکہ اسے نزع میں ہی اپنے آئندہ حال کا پتہ چل جاتا ہے، اب اسے یہاں ٹھہرنا وبال معلوم ہوتا ہے اس لیے کہتا ہے جلدی پہنچاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس حالت ہی میں جسم میں جان پڑ چکی ہوتی ہے اور بعد موت مردہ بولتا بھی ہے، سنتا بھی ہے جیسا کہ باب عذاب قبر میں گزر چکا کہ مردہ چلنے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ احمد، طبرانی، ابن ابی دنیا، معروزی، اور ابن مندہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی کہ میت اپنے غسل دینے والے، اٹھانے والے، کفن دینے والے اور قبر میں اتارنے والے سب کو پہچانتا ہے۔

447: اخرجہ احمد، رقم الحدیث:4111552، البخاری، رقم الحدیث:1314، والنسائی، رقم الحدیث:1907، وابن حبان، رقم الحدیث:3038، وعبدالرزاق، رقم الحدیث:2650، والبیہقی، رقم الحدیث:2114

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مردے کی یہ گفتگو زبان قال سے آواز کے ساتھ ہی ہوتی ہے جسے جانور فرشتہ کنکر، پتھر سب سنتے ہیں انسان کو اس لیے نہ سنائی گئی کہ اولاً تو اس میں اس آواز کی برداشت کی طاقت نہیں۔ دوسرے انسان پر ایمان بالغیب لازم ہے اگر وہ آواز سن لے تو ایمان بالغیب نہ رہے۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازحکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۲، ص ۸۷۰)

(۴۴۸) وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "الْجَنَّۃُ اَقْرَبُ اِلٰی اَحَدِکُمْ مِنْ شِرَاکِ نَعْلِہٖ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِکَ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◀◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تمہارے نزدیک ہے اور یہی کیفیت دوزخ کی ہے۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

اس طرح کہ کبھی منہ سے ایک بری بات نکل جاتی ہے تو ساری عمر کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں اور بندہ دوزخی ہو جاتا ہے اور کبھی منہ سے ایک بات اچھی نکل جاتی ہے جو رب کو پسند ہو اس سے بندہ کے عمر بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ جنتی ہو جاتا ہے۔ غرضکہ ایک لفظ میں جنت و دوزخ ہے، چونکہ جنت و دوزخ اپنے عمل سے ملتی ہیں اور ان کے راستے عمل کے قدموں سے طے ہوتے ہیں اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرب کو جوتے کے تسمے سے تشبیہ دی یعنی ایک قدم میں جنت ہے اور ایک قدم میں دوزخ۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازحکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۳، ص ۵۹۱)

# ۵۴- بَابُ فَضْلِ الْبُکَاءِ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَشَوْقًا اِلَیْہِ

# اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی محبت میں رونے کی فضیلت کا بیان

نوٹ: خوف اور محبت کے لغوی و اصطلاحی معانی پیچھے گزر گئے ہیں۔ ''ابوالاحمد غفرلہ''

## آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا ۝ ﴾ (بنی اسرائیل: 109)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے ۝

448: بخاری واحمد، رقم الحدیث: 21366، جامع صغیر، ابن حبان، رقم الحدیث: 661، بیہقی، رقم الحدیث: 3/368

**تشریح:**

مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔
یعنی اپنے ربّ کے حضور عجز و نیاز سے نرم دلی سے (روتے ہیں)۔
مسئلہ: قرآنِ کریم کی تلاوت کے وقت رونا مستحب ہے۔ترمذی ونسائی کی حدیث میں ہے کہ وہ شخص جہنّم میں نہ جائے گا جو خوفِ الٰہی سے روئے۔(تفسیر خزائن العرفان)

**آیت نمبر:2**

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ○ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ○ ﴾ (النجم: 59) .

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو○ اور ہنستے ہو روتے نہیں○

(۴۴۹) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْاٰنَ" قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَقْرَأُ عَلَيْكَ، وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ؟! قَالَ: "اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ" فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ، حَتّٰى جِئْتُ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ: ﴿ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴾ (النساء: 41) قَالَ: "حَسْبُكَ الْاٰنَ" فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں آپ کو قرآن سناؤں؟ حالانکہ قرآن آپ پر نازل ہوا۔آپ نے فرمایا: میں پسند کرتا ہوں کہ میں اپنے علاوہ کسی سے قرآن سنوں۔سومیں نے آپ کے سامنے سورۃ نساء پڑھی حتیٰ کہ اس آیت تک پہنچ گیا: "تو کیا ہوگا جب ہم لائیں گے ہر امت سے گواہ اور لائیں گے آپ کو گواہ ان سب پر"۔تو آپ نے فرمایا: بس کافی ہے۔میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو (دیکھا کہ) آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔(متفق علیہ)

**تعارفِ راوی:**

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

**حلِ لغات:**

تَذْرِفَان: ذرفاً الدمع آنسو نکلنا،آنکھ کا پانی بہانا۔

**شرح:**

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافِعِ رنج

وملال، صاحبِ جُود ونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "سات افراد ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل انہیں اپنے عرش کے سائے میں اس دن جگہ دے گا جس دن اللہ عزوجل کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، (۱) عادل حکمران، (۲) وہ نوجوان جس نے اللہ عزوجل کی عبادت میں اپنی زندگی گزار دی، (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے، (۴) وہ دو شخص جو اللہ عزوجل کے لئے محبت کرتے ہوئے جمع ہوئے اور محبت کرتے ہوئے جدا ہو گئے، (۵) وہ شخص جسے کوئی مال و جمال والی عورت گناہ کیلئے بلائے اور وہ کہے کہ میں اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں، (٦) وہ شخص جو صدقہ اسطرح چھپا کر دے کہ اس کے دائیں ہاتھ کے صدقہ دینے سے بایاں ہاتھ بے خبر رہے، (۷) وہ شخص جس کی آنکھوں سے اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہوئے آنسو بہنا شروع ہو جائیں۔'

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوۃ، رقم ۶۶۰، ج۱، ص۲۳۶)

(۴۵۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُطْبَۃً مَّا سَمِعْتُ مِثْلَھَا قَطُّ، فَقَالَ: "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ، لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا" قَالَ: فَغَطّٰی اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وُجُوْھَھُمْ، وَلَھُمْ خَنِیْنٌ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔
وَسَبَقَ بَیَانُہٗ فِیْ بَابِ الْخَوْفِ ۔

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور میں نے ایسا خطبہ پہلے کبھی نہ سنا تھا۔ آپ نے فرمایا: اگر تمہیں معلوم ہو جائے جو کچھ میں جانتا ہوں تو یقیناً تم ہنسو کم اور رؤو زیادہ۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے چہرے ڈھانپ لئے اور ان کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ (متفق علیہ)
خوف کے باب میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

(۴۵۱) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَا یَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَکٰی مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ، وَلَا یَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَدُخَانُ جَھَنَّمَ"
رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ" ۔

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ کے خوف سے رویا وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا حتیٰ کہ دودھ تھنوں میں نہ لوٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کے راستے کا غبار (یعنی جہاد کے لیے نکلنے پر جو گرد اٹھتی ہے) اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکیں گے۔

---

450: بخاری، رقم الحدیث:4/12659، مسلم، رقم الحدیث:4/12659، احمد، رقم الحدیث:4/12659، ابن حبان، رقم الحدیث:106
451: ترمذی، رقم الحدیث:3/10565، احمد، رقم الحدیث:3/10565، نسائی، رقم الحدیث:3108، ابن ماجہ، رقم الحدیث:4/260، حاکم، رقم الحدیث:4/260

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

لَا یَلِجُ: نہیں داخل ہوگا۔

دُخَانٌ: دھواں۔

## شرح:

یعنی جیسے دوہے ہوئے دودھ کا تھن میں واپس ہونا ناممکن ہے ایسے ہی اس شخص کا دوزخ میں جانا ناممکن ہے، جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے: "حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ "۔خوف خدا میں رونے کے بڑے فضائل ہیں اللہ تعالیٰ نصیب فرمادے۔

باش چوں دولاب دائم چشم تر　　　　تا دورن صحن تو روید خضر

راہ خدا کا غبار وہ غبار ہے جو رب کی رضا کے لیے راستہ چلا جائے اور وہاں کا غبار بدن یا کپڑوں یا پاؤں یا چہرے پر پڑے جیسے مسجد کو جاتے طلب علم، جہاد حج وعمرہ وغیرہ کرنے کی حالت میں جو گرد وغبار پڑے۔

جیسے دو ضدیں جمع نہیں ہوسکتیں ایسے ہی ایک جگہ یہ دو چیزیں جمع نہیں ہوسکتیں، رب تعالیٰ نے اس غبار اور دوزخ کے دھوئیں کو نقیضیں یا ضدیں بنادیا ہے یہ اس کی بندہ نوازی ہے۔

چونکہ ناک کے نتھنے پیٹ اور دماغ کے دروازے ہیں کہ انہیں کے ذریعہ ہوا اندر باہر آتی جاتی ہے، اگر ان میں راہِ خدا کا غبار پڑے تو یقیناً سانس کے ساتھ پیٹ اور دماغ میں بھی پہنچے گا اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا گیا۔خیال رہے کہ لفظ منخر میم اور خ کے فتح سے بھی ہے اور دونوں کے پیش سے بھی اور میم کے فتحہ اور خ کے کسرہ سے بھی، بروزن مجلس اور میم کے کسرہ خ کے فتحہ سے بھی بہت لغات میں بمعنی ناک کا نتھنا۔

جس مؤمن کے پیٹ میں سانس کے ذریعہ راہ خدا کا غبار پہنچ جائے وہاں دوزخ کا دھواں نہ پہنچے یعنی وہ دوزخ میں تو کیا دوزخ کے قریب بھی نہ جائے گا جہاں دوزخ کی آگ کا دھواں پہنچتا ہے۔خیال رہے کہ دوزخ میں کہیں آگ بغیر دھوئیں کی ہے جیسے دنیا میں ویلڈنگ کی آگ اور کہیں دھوئیں والی ہے، لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ دوزخ کی آگ بغیر دھوئیں کے ہے پھر وہاں دھواں کیسا؟

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۵، ص۴۲۲)

(۴۵۲) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ: اِمَامٌ عَادِلٌ، وَّشَابٌ نَشَاَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ، فَقَالَ: اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس روز اپنا سایہ رحمت عطا فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے بغیر کوئی سایہ نہ ہوگا۔(۱) عادل بادشاہ۔(۲) اور وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت کرتے ہوئے جوان ہوا ہے۔(۳) اور وہ شخص جس کا دل مساجد کی طرف لگا رہتا ہے۔(۴) اور وہ دو شخص جو اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اسی پر اکٹھے ہوتے ہیں' اور اسی پر ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہیں۔(۵) اور ایک وہ شخص جسے ایک حسین اور عالی مرتبہ عورت دعوت گناہ دے' اور وہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔(۶) اور ایک وہ شخص جو خلوص دل سے صدقہ کرے' اور اس کو اس حد تک خفیہ رکھے کہ اس کے بائیں ہاتھ تک کو معلوم نہ ہو سکے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔(۷) اور ایک وہ شخص جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو جائیں۔

(متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

یعنی اپنی رحمت کے سایہ میں یا عرش اعظم کے سایہ میں تا کہ قیامت کی دھوپ سے محفوظ رہیں۔

پہلا وہ مؤمن بادشاہ اور حکام جو رعایا میں انصاف کرتے ہیں کیونکہ دنیا ان کے سایہ میں رہتی تھی، لہٰذا یہ قیامت میں رب تعالیٰ کے سایہ میں رہے گا۔ یہ ان تمام سے افضل ہے اس لئے اس کا ذکر سب سے پہلے ہوا۔ عادل حکام بھی اس بشارت میں داخل ہیں۔

دوسرا جوانی میں گناہوں سے بچے اور رب کو یاد رکھے، چونکہ جوانی میں اعضاء قوی اور نفس گناہوں کی طرف مائل ہوتا ہے، اس لئے اس زمانہ کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے افضل ہے۔

452: بخاری، رقم الحدیث: 10/4486، مسلم، رقم الحدیث: 10/4486، احمد، رقم الحدیث: 10/4486، ترمذی، رقم الحدیث: 239، نسائی، رقم الحدیث: 1777، موطا مالک، رقم الحدیث: 1777

در جوانی توبہ کردن سنت پیغمبری است — وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار

تیسرا وہ جس کا دل مسجد سے لگا رہے۔صوفیاء فرماتے ہیں کہ مؤمن مسجد میں ایسا ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں۔اور منافق ایسا جیسے چڑیا پنجرے میں،اسی لیے نماز کے بعد بلاوجہ فوراً مسجد سے بھاگ جانا اچھا نہیں۔خدا توفیق دے تو مسجد میں پہلے آؤ اور بعد میں جاؤ،اور جب باہر رہو تو کان اذان کی طرف لگے رہیں کہ کب اذان ہو اور مسجد کو جائیں۔

چوتھا وہ کہ جس کی محبت سے رب راضی ہو اس سے محبت کریں اور۔جس کی نفرت سے رب راضی ہو اس سے نفرت کریں،بے دین اور بدعمل اولاد سے نفرت،متقی اجنبی سے محبت عبادت ہے۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد — فدائے یک تن بیگانہ کآشنا باشد

یونہی گہرے دوست کی بدعقیدگی پر واقف ہوکر اس سے الگ ہو جانا اور جانی دشمن سے تقوے پر خبردار ہوکر اس کا دوست بن جانا بہترین عمل ہے۔

یعنی خوف خدا یا عشق جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں روئے،تنہائی کی قید اس لئے لگائی کہ سب کے سامنے رونے میں ریاء کا اندیشہ ہے۔

پانچواں وہ مرد جس سے خود بدفعلی کی خواہش کرے اور یہ اس نازک موقعہ پر محض خوف خدا سے بچ جائے یہ بہت مشکل ہے اسی لئے رب تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے اس فعل شریف کی تعریف قرآن میں فرمائی اللہ نصیب کرے۔خیال رہے کہ ایسے نازک موقعہ پر عورت سے یہ کہہ دینا ریاء نہیں تبلیغ ہے،یعنی میں رب تعالیٰ سے ڈرتا ہوں تو بھی ڈر۔

چھٹا،صدقہ دینے والا،یہاں صدقۂ نفلی مراد ہے صدقۂ فرض اور چندے کے موقعہ پر صدقہ نفل علانیہ دینا مستحب ہے،لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں"اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ"۔

ساتواں،اللہ کی یاد میں رونے والا۔(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح،از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،۱،ص۲۶۱)

(۴۵۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَلِجَوْفِهٖ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ ۔ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ فِي الشَّمَائِلِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ ۔

◄◄ حضرت عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے چولہے پر ابلتی ہوئی ہنڈیا سے آتی ہے۔

453: ابوداؤد، رقم الحدیث:5/16212، ترمذی، رقم الحدیث:5/16212، احمد، رقم الحدیث:5/16212، نسائی، رقم الحدیث:265، ابن حبان، رقم الحدیث:265، ابن خزیمہ، رقم الحدیث:900، بیہقی، رقم الحدیث:2/251

یہ حدیث صحیح ہے۔اسے ابوداؤد اور ترمذی نے شمائل میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۴۵۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: "اِنَّ اللّٰہَ - عَزَّوَجَلَّ - اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَیْکَ: ﴿لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا﴾ قَالَ: وَسَمَّانِیْ؟ قَالَ: "نَعَمْ" فَبَکٰی اُبَیٌّ. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: فَجَعَلَ اُبَیٌّ یَبْکِیْ.

◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے لم یکن الذین کفرو الخ پڑھ کر سناؤں۔انہوں نے عرض کی: کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر یہ فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ رونے لگے۔(متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے۔پس حضرت ابی رضی اللہ عنہ رونا شروع ہو گئے۔

(۴۵۵) وَعَنْہُ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ لِعُمَرَ، رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، بَعْدَ وَفَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنْطَلِقْ بِنَا اِلٰی اُمِّ اَیْمَنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا نَزُوْرُھَا، کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَزُوْرُھَا، فَلَمَّا انْتَھَیَا اِلَیْھَا بَکَتْ، فَقَالَا لَھَا: مَا یُبْکِیْکِ؟ اَمَا تَعْلَمِیْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی خَیْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! قَالَتْ: مَا اَبْکِیْ اَنْ لَّا اَکُوْنَ اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَلٰکِنِّیْ اَبْکِیْ اَنَّ الْوَحْیَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ؛ فَھَیَّجَتْھُمَا عَلَی الْبُکَاءِ، فَجَعَلَا یَبْکِیَانِ مَعَھَا.

رَوَاہُ مُسْلِمٌ، وَقَدْ سَبَقَ فِیْ بَابِ زِیَارَۃِ اَھْلِ الْخَیْرِ.

◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے ساتھ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے گھر چلوتا کہ ہم ان کی زیارت کریں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔پس جب وہ دونوں حضرات ان کے گھر پہنچے تو انہوں نے رونا شروع کر دیا۔انہوں نے پوچھا: آپ روتی کیوں ہو؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہتر ہے۔حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اس لئے تو نہیں رو رہی مجھے معلوم ہے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہتر ہے۔میں تو اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا نزول منقطع ہو گیا ہے۔تو اس طرح حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان دونوں حضرات کو بھی رُلا دیا اور وہ دونوں حضرات بھی آپ کے ساتھ رونے لگے۔(مسلم)

454: بخاری، رقم الحدیث:20411، مسلم، رقم الحدیث:20411، ترمذی، رقم الحدیث:20411، احمد، رقم الحدیث:4/12322

صالحین کی زیارت کے باب میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام ایمن کی ملاقات کے لیے انکے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے چلو ہم بھی اس سنت پر عمل کریں ام ایمن کی زیارت کریں۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی وفات کے بعد ان کے معمولات قائم رکھنا، ان کے دوستوں سے محبت کرنا، بلکہ جن کی وہ حضرات ملاقات کرتے ہوں ان سے ملاقات کے لیے جانا سنتِ صحابہ ہے۔

ان میں حضرت انس بھی شامل ہیں یعنی حضرت انس کہتے ہیں کہ جب ہم تینوں یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ام ایمن کے پاس پہنچے۔ بعض نسخوں میں ہے۔ فلما انتھیا تثنیہ مذکر غائب ہے یعنی جب وہ دونوں صدیق و فاروق ام ایمن کے پاس پہنچے بہرحال ان بزرگوں کو دیکھ کر ام ایمن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے کیونکہ یہ دونوں حضرات حضور کے ساتھی اور خاص محبوب دوست تھے۔ بعد وفات مرحوم کی چیزیں، اس کی اولاد، اس کے دوست دیکھ کر مرحوم یاد آتا ہے اور لوگ رونے لگتے ہیں یہ رونا ایسا ہی تھا۔

(جو اللہ کے پاس ہے وہ رسول اللہ کے لیے زیادہ بہتر ہے) یعنی جہاں حضور اب ہیں وہ جگہ دنیا سے بہتر ہے کہ یہاں تکالیف تھیں وہاں آرام وراحت ہے، وہاں ہر وقت اپنے رب سے قرب خاص حاصل ہے پھر تم اتنی بے قرار ہو کر روتی کیوں ہو۔

(فرمایا) میرا رونا اپنی محرومی پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے ہم اللہ کی بہت نعمتوں سے محروم ہو گئے، آیاتِ قرآنیہ کا آنا بند ہو گیا، احادیث نبویہ کا سلسلہ ختم ہو گیا، مسلمانوں کا صحابی بننا ختم ہو گیا، حضور سب کچھ ہم کو دے گئے مگر یہ چیزیں اپنے ساتھ لے گئے۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد　　　روئے گل سیر نہ دیدیم بہار آخر شد

اب حضرت جبریل کیوں آئیں گے اور کہاں آئیں گے۔

تو یہ سن کر حضرت صدیق و فاروق اعظم بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے یہ رونا تو امت کو قیامت تک رہے گا کہ کسے دیکھ کر صحابی بنیں گے، کس کے منہ سے آیات واحادیث کے پھول جھڑتے ہوئے دیکھیں، حضرت بلال یہ ہی سوچ کر مدینہ چھوڑ کر دمشق چلے گئے کہ اب میں کس کی طرف اشارہ کر کے اذان کہا کروں گا۔ حالت یہ ہو گئی تھی کہ

قافلہ سالار سفر کر گیا　　　قافلہ کو زیروزبر کر گیا

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۸، ص ۲۱۲)

(۴۵۶)وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ، قِيْلَ لَهُ فِي الصَّلٰوةِ، فَقَالَ: "مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ" فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيْقٌ، اِذَا قَرَاَ الْقُرْاٰنَ غَلَبَهُ الْبُكَاءُ، فَقَالَ: "مُرُوْهُ فَلْيُصَلِّ".

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قُلْتُ: اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درد شدت اختیار کر گیا تو آپ سے نماز پڑھانے کی درخواست کی گئی۔ آپ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: حضرت ابوبکر نرم دل آدمی ہیں۔ جب قرآن حکیم کی تلاوت کریں گے تو ان پر رونا غالب آجائے گا۔ فرمایا: انہیں حکم دو کہ وہ نماز پڑھائیں اور ایک روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو کچھ سنا نہ سکیں گے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

رقیق: از، رقةً، بمعنی کسی پر رحم کرنا، ترس کھانا۔

## شرح:

ایک روایت میں یوں آتا ہے۔

حضرت عبید اللہ ابن عبد اللہ سے فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ مجھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کی بابت کچھ نہ بتائیں گی فرمایا ہاں ضرور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بہت بیمار ہوگئے تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے کہا یا رسول اللہ نہیں وہ آپ کے منتظر ہیں فرمایا ہمارے لیئے لگن میں پانی رکھو فرماتی ہیں ہم نے کر دیا آپ نے غسل کیا پھر اٹھنے لگے تو بے ہوش ہوگئے پھر افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے کہا یا رسول اللہ نہیں وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں فرمایا ہمارے لیئے لگن میں پانی رکھو فرماتی ہیں پھر حضور بیٹھے پھر غسل کیا پھر اٹھنے لگے تو آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی پھر کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ نہیں وہ لوگ آپ کے منتظر ہیں فرمایا ہمارے لیئے لگن میں پانی رکھو پھر بیٹھے پھر غسل کیا پھر اٹھنے لگے تو

456: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 628، مسلم، رقم الحدیث: 94/418، اخرجہ البخاری رقم الحدیث: 198، مسلم، رقم الحدیث: 418

بے ہوش ہو گئے پھر افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے عرض نہیں یارسول اللہ وہ آپ کے منتظر ہیں اور لوگ مسجد میں ٹھہرے ہوئے آخری عشاء کے لیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے تھے تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو پیغام بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں آپ کے پاس قاصد آیا عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دیتے ہیں کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ابوبکر صدیق نرم دل تھے فرمایا اے عمر تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ عمر فاروق نے عرض کیا کہ اس کے حقدار آپ ہی ہیں چنانچہ اس زمانے میں ابوبکر صدیق نماز پڑھاتے رہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس میں ہلکا پن پایا اور دو شخصوں کے درمیان نماز ظہر کے لیئے نکلے جن میں سے ایک عباس تھے اور ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے جب ابوبکر صدیق نے آپ کو دیکھا تو پیچھے جانے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ پیچھے نہ جاؤ فرمایا کہ ابوبکر کے برابر بٹھا دو ان دونوں نے آپ کو ابوبکر کے برابر بٹھا دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے عبید اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت عبداللہ ابن عباس کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا کہ میں آپ پر وہ حدیث پیش نہ کروں جو مجھے حضرت عائشہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے متعلق سنائی فرمایا لاؤ میں نے ان پر ان کی پوری حدیث پیش کردی آپ نے اس کا کچھ بھی انکار نہ کیا بجز اس کے فرمایا کیا حضرت عائشہ نے تمہیں ان صاحب کا نام بھی بتایا جو حضرت عباس کے ساتھ تھے میں نے کہا نہیں فرمایا وہ علی تھے۔(مسلم، بخاری)

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۸، ص۲۱۲)

حضرتِ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم نے فرمایا کہ "ہر کمزور، نرم دل اور اچھے اخلاق والے شخص پر جہنم کی آگ حرام ہے۔(سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب، ۴۵، رقم ۲۴۹۶، ج۴، ص۲۲۰)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نرم دل، پاک دامن غنی کو پسند فرماتا ہے اور سنگدل، بدکردار سائل کو ناپسند فرماتا ہے۔"

(مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب فی اثم الجعول والبذئی والفاجر، رقم ۱۳۰۲۷، ج۸، ص۱۴۵)

(۴۵۷) وَعَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ: اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اُتِيَ بِطَعَامٍ وَّكَانَ صَائِمًا، فَقَالَ: قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّي، فَلَمْ يُوْجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ اِنْ غُطِّيَ بِهَا رَاْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ؛ وَاِنْ غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ بَدَا رَاْسُهُ، ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ - اَوْ قَالَ: اُعْطِيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا اُعْطِيْنَا - قَدْ خَشِيْنَا اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا، ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

457:اخرجہ البخاری، رقم الحدیث:1273

◀ ◀ حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا اور آپ روزہ دار تھے۔ آپ نے فرمایا: حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ ان کو کفن دینے کے لئے ایک چادر کے علاوہ کوئی چیز میسر نہ آ سکی، اور اس چادر کے ذریعہ اگر ان کا سر ڈھانپا جاتا تو ان کے پاؤں ظاہر ہو جاتے اور اگر چادر کے ساتھ ان کے پاؤں ڈھانپے جاتے تو ان کا سر ظاہر ہو جاتا۔ پھر دنیا ہمارے لئے فراخ کر دی گئی جتنی کہ فراخ کر دی گئی۔ یا فرمایا کہ دنیا سے ہمیں عطا ہوا جو کچھ عطا ہوا۔ بلاشبہ ہمیں یہ خوف لاحق ہو گیا ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں دنیا میں ہی نہ دے دیا جائے۔ پھر آپ نے رونا شروع کر دیا، اور کھانا تناول فرمانا چھوڑ دیا۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

آپ کا نام اسلام سے پہلے عبدالکعبہ تھا مسلمان ہو جانے پر حضور نے آپ کا نام عبدالرحمٰن رکھا، آپ کی کنیت ابو محمد ہے، زہری قرشی ہے، حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کو مسلمان کیا آپ صاحبِ ہجرتین ہیں، پہلے مکہ معظمہ سے حبشہ کی طرف پھر حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، تمام غزوہ میں حضور انور کے ساتھ رہے غزوہ احد میں ڈٹے رہے، حضور انور نے غزوہ تبوک کے موقعہ پر آپ کے پیچھے نماز فجر کی ایک رکعت پڑھی سوائے آپ کے کسی کے پیچھے حضور نے نماز نہیں پڑھی، احد کے دن آپ کو اکیس زخم لگے، پاؤں کے زخموں کی وجہ سے آپ کے ایک پاؤں میں لنگ ہو گئی تھی، آپ واقعہ فیل سے دس سال بعد پیدا ہوئے، ۳۲ھ بتیس میں وفات پائی بہتر سال عمر ہوئی، بقیع شریف میں دفن ہوئے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرقات، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

## شرح:

دنیا میں زاہدین کے پیشواؤں میں سے ایک حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا خباب بن الارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبیوں کے سلطان، سرورِ ذیشان، محبوبِ رحمٰن عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رضائے الٰہی عزوجل کے لئے اللہ عزوجل کی راہ میں ہجرت کی۔ جس کا اجر و ثواب اللہ عزوجل کے ہاں ثابت ہو گیا۔ ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کا وصال ہو گیا اور انہیں دنیا میں کوئی اجر نہیں ملا۔ انہیں میں سے ایک حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں جو غزوہ اُحد کے دن شہید ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے کفن کے لئے سوائے ایک چادر کے کچھ نہیں تھا، جب ہم اس چادر کو اُن کے سر پر ڈالتے تو پاؤں ظاہر ہو جاتے اور جب پاؤں چھپاتے تو سر ظاہر ہو جاتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "چادر کو ان کے سر پر ڈال دو اور پاؤں پر اِذْخَر (ایک گھاس کا نام) ڈال دو۔ حضرت سیدنا خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اور ہم

میں سے بعضوں کی محنت کا پھل پک چکا ہے اور وہ اس کو چن چن کر کھا رہا ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی کفن المیت، الحدیث: ۲۱۷۷، ص ۶۲۵)

(۴۵۸) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ صُدَیِّ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاھِلِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَیْسَ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ قَطْرَتَیْنِ وَاَثَرَیْنِ: قَطْرَۃُ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ، وَقَطْرَۃُ دَمٍ تُھَرَاقُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۔ وَاَمَّا الْاَثَرَانِ: فَاَثَرٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی، وَاَثَرٌ فِیْ فَرِیْضَۃٍ مِّنْ فَرَائِضِ اللّٰہِ تَعَالٰی"

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" .

◀ ◀ حضرت ابی امامہ صدی بن عجلان الباہلی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ ایک قطرہ تو وہ آنسو ہے جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے ٹپکتا ہے اور ایک قطرہ وہ ہے' جو اللہ کی راہ میں بہایا جاتا ہے' اور دو نشانوں میں سے ایک نشان تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے لگتا ہے' اور دوسرا وہ نشان جو فرائض خداوندی میں سے کوئی فریضہ ادا کرتے ہوئے لگ جاتا ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

خیال رہے کہ گنہگاروں کو رب تعالیٰ کے عذاب سے خوف ہوتا ہے، نیکوکاروں کو اس کی ذات سے ہیبت و جلال سے خوف ہوتا ہے یہ خوف محبت و اطاعت پیدا کرتا ہے، یہ خوف اللہ کی بڑی نعمت ہے اور خوف ایذاء جو نفرت پیدا کرتا ہے وہ خدا سے خوف کرنا کفر ہے جیسے سانپ یا ظالم حاکم سے خوف، دیکھو شیطان نے بھی کہا تھا "اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ" مگر یہ خوف مفید نہیں مضر ہے، یہاں پہلی قسم کے دو خوف مراد ہیں۔

اور چونکہ آنسوؤں کے قطرے مسلسل آنکھوں سے ٹپکتے رہے اور خون ایک دم نکل کر بہہ جاتا ہے اس لیے آنسو کے لیے دموع جمع ارشاد ہوا اور خون کے لیے دم واحد فرمایا گیا۔ قطرہ سے مراد جنس قطرہ ہے نہ کہ شخصی قطرہ لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں، بہت سے آنسوؤں کا قطرہ ایک کیونکر ہوگا اور شہید کے جسم سے خون کا دھارا بہتا ہے ایک قطرہ نہیں نکلتا۔ اللہ کی راہ سے ہر وہ راستہ مراد ہے جو رضاء الٰہی کے لیے طے کیا جائے جیسے نماز کے لیے مسجد کو جانا، طلب علم کے لیے مدرسہ جانا، جہاد کے لیے میدان جہاد میں جانا اور وہاں چلنا پھرنا۔ نشان قدم سے عام نشان مراد ہے خواہ محسوس ہو یا

458: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 1675

نہ ہولہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ پختہ سڑک پر چلنے میں نشان قدم پڑتے ہی نہیں پھر پیاری کیا چیز ہوگی۔

(نشان سے مراد) یعنی کسی شرعی فریضہ کوادا کرنے کے لیے چلا اس کے نشان قدم رب کو پیارے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ اثر سے مراد مطلقًا نشان ہو، قدم کی قید نہ ہو تو حدیث بہت جامع بھی ہوگی اور واضح بھی لہٰذا سردیوں میں وضو سے ہاتھ پاؤں پھٹ جائیں، گرمیوں میں پیشانی پر گرم زمین پر سجدے پڑجاویں، روزے میں منہ کی بو، حج و جہاد میں غبار راہ جو کپڑوں اور منہ پر پڑ جائے، یہ رب کو بڑے پیارے ہیں، مرقات نے یہ ہی توجیہ اختیار کی۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۵، ص ۱۳۱ء)

(۴۵۹) وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا: حَدِيْثُ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ، وَذَرِفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ. وَقَدْ سَبَقَ فِي بَابِ النَّهْيِ عَنِ الْبِدَعِ.

◀◀ اس موضوع کی احادیث بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسا وعظ فرمایا جس سے دل کانپ اُٹھے اور آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ اس حدیث کا بیان اس سے پہلے بدعات سے منع کرنے کے بیان میں گزر چکا ہے۔

## ۵۵-بَابُ فَضْلِ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا وَالْحَثِّ عَلَى التَّقَلُّلِ مِنْهَا وَفَضْلِ الْفَقْرِ

## دنیا میں زُہد کی فضیلت اور دنیا کم حاصل کرنے کی ترغیب اور فقر کی فضیلت کا بیان

**زہد کے معانی:** پرہیز گاری، تقویٰ (فیروز اللغات)

**زہد کی تعریف:** (1) " الزهد في اللغة ترك الميل الى الشيء و في الصطلاح اهل الحقيقة هو بغض الدنيا و لاعراض عنها" (کتاب التعریفات)

ترجمہ: لغت میں کسی شے کی طرف میلان کو ترک کرنا اور اصطلاح میں دنیا سے اعراض اور نفرت کرنا۔

(2) دنیا کو ترک کرنا اور پھر اس بات کی پرواہ نہ کرنا کہ اسے کس نے حاصل کیا ہے، (رسالہ قشیریہ، ص ۲۴۴)

**فقر کی تعریف:** جس کی طرف محتاجگی ہوتی ہے اس کے فقدان کا نام (فقر) ہے، (کتاب التعریفات)

**آیت نمبر: 1**

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ

459: احمد، رقم الحدیث: 6/7145، ابوداؤد، رقم الحدیث: 1/44، ترمذی، رقم الحدیث: 1/44، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1/44، دارمی، رقم الحدیث: 1/44

اَتَاهَا اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ o ﴾ (یونس: 24)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: دنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہی ہے جیسے وہ پانی کہ جسے ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اگنے والی چیزیں سب گھنی ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگھار لے لیا اور خوب آراستہ ہوگئی اور اس کے مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آ گئی ہمارا حکم اس پر آیا رات میں یا دن میں تو ہم نے اسے کر دیا کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں ہم یونہی آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کے لئے o

## تشریح:

مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

یہ ان لوگوں کے حال کی ایک تمثیل ہے جو دنیا کے شیفتہ ہیں اور آخرت کی انہیں کچھ پرواہ نہیں اس میں بہت دلپذیر طریقہ پر خاطر گزیں کیا گیا ہے کہ دنیوی زندگانی امیدوں کا سبز باغ ہے اس میں عمر کھو کر جب آدمی اس غایت پر پہنچتا ہے جہاں اس کو حصول مراد کا اطمینان ہو اور وہ کامیابی کے نشے میں مست ہو، اچانک اس کو موت پہنچتی ہے اور وہ تمام نعمتوں اور لذتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ قتادہ نے کہا کہ دنیا کا طلب گار جب بالکل بے فکر ہوتا ہے اس وقت اس پر عذابِ الٰہی آتا ہے اور اس کا تمام سروسامان جس سے اس کی امیدیں وابستہ تھیں غارت ہو جاتا ہے۔

(اور اللہ تعالیٰ کا ان مثالوں کو ذکر کرنے کا سبب یہ ہے کہ) وہ نفع حاصل کریں اور ظلماتِ شکوک واوہام سے نجات پائیں اور دنیائے ناپائیدار کی بے ثباتی سے باخبر ہوں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

## آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ اَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا o اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا o ﴾ (الکھف: 46-45)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان کے سامنے زندگانی دنیا کی کہاوت بیان کرو جیسے ایک پانی ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا کہ سوکھی گھاس ہوگیا جسے ہوائیں اڑائیں اور اللہ ہر چیز پر قابو رکھنے والا ہے o مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگھار ہے اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر ہے اور وہ امید میں سب سے بھلی o

### تشریح:

دنیا اپنے زوال، فنا، خاتمے اور بردباری کے لحاظ سے مثل آسمانی بارش کے ہے جو زمین کے دانوں وغیرہ سے ملتی ہے اور ہزار ہا پودے لہلہانے لگتے ہیں۔ تروتازگی اور زندگی کے آثار ہر چیز سے ظاہر ہونے لگتے ہیں لیکن کچھ دنوں کے گزرتے ہی وہ سوکھ ساکھ کر چورا چورا ہو جاتے ہیں اور ہوائیں انہیں دائیں بائیں اڑائے پھرتی ہیں۔ اس حالت پر جو اللہ قادر تھا، وہ اس حالت پر بھی قادر ہے۔ عموماً دنیا کی مثال بارش سے بیان فرمائی جاتی ہے۔

(عمادالدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

### آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَّفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ o﴾(الحدید:20)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش، اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا اس مینہ کی طرح ہے جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے، پھر روندن (پامال کیا ہوا) ہو گیا اور آخرت میں سخت عذاب ہے، اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال o

### آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ o﴾(آل عمران: 14)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لوگوں کے لئے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت عورتیں اور بیٹے اور تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی، یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے، اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا ہے o

### تشریح:

اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ دنیا کی زندگی کو طرح طرح کی لذتوں سے سجایا گیا ہے ان سب چیزوں میں سب سے پہلے عورتوں کو بیان فرمایا، اس لیے کہ ان کا فتنہ بڑا زبردست ہے۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

ہیں میں نے اپنے بعد مردوں کیلئے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔ (صحیح بخاری:5096)
ہاں جب کسی شخص کی نیت نکاح کر کے زنا سے بچنے کی اور اولاد کی کثرت سے ہو تو بیشک یہ نیک کام ہے اس کی رغبت شریعت نے دلائی ہے اور اس کا حکم دیا ہے اور بہت سی حدیثیں نکاح کرنے بلکہ کثرت نکاح کرنے کی فضیلت میں آئی ہیں اور اس امت میں سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ بیویوں والا ہو۔ (صحیح بخاری:5069)
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: دنیا کا ایک فائدہ ہے اور اس کا بہترین فائدہ نیک بیوی ہے کہ خاوند اگر اس کی طرف دیکھے تو یہ اسے خوش کر دے اور اگر حکم دے تو بجالائے اور اگر کہیں چلا جائے تو اپنے نفس کی اور خاوند کے مال کی حفاظت کرے۔ (صحیح مسلم:1469)
دوسری حدیث میں ہے مجھے عورتیں اور خوشبو بہت پسند ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔
(سنن نسائی:3392)
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب عورتیں تھیں، ہاں گھوڑے ان سے بھی زیادہ پسند تھے۔ (سنن نسائی:3393)
ایک اور روایت میں ہے گھوڑوں سے زیادہ آپ کی چاہت کی چیز کوئی اور نہ تھی ہاں صرف عورتیں۔ ثابت ہوا عورتوں کی محبت بھلی بھی ہے اور بری بھی۔ اسی طرح اولاد کی اگر ان کی کثرت اس لیے چاہتا ہے کہ وہ فخر و غرور کرے تو بری چیز ہے اور اگر اس لیے ان کی زیادتی چاہتا ہے کہ نسل بڑھے اور موحد مسلمانوں کی گنتی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں زیادہ ہو تو بیشک یہ بھلائی کی چیز ہے۔
حدیث شریف میں ہے محبت کرنے والیوں اور زیادہ اولاد پیدا کرنے والی عورتوں سے نکاح کرو۔ قیامت کے دن میں تمہاری زیادتی سے اور امتوں پر فخر کرنے والا ہوں۔ (مسند احمد:3/158)
ٹھیک اسی طرح مال بھی ہے کہ اگر اس کی محبت گرے پڑے لوگوں کو حقیر سمجھنے اور مسکینوں غریبوں پر فخر کرنے کے لیے ہے تو بے حد بری چیز ہے۔ اور اگر مال کی چاہت اپنوں اور غیروں سے سلوک کرنے نیکیاں کرنے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے ہے تو ہر طرح وہ شرعاً اچھی اور بہت اچھی چیز ہے۔
»قِنْطَار« کی مقدار میں مفسرین کا اختلاف ہے، ماحصل یہ ہے کہ بہت زیادہ مال کو قنطار کہتے ہیں، جیسے ضحاک رحمہ اللہ کا قول ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:6/250، عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)
اور اقوال بھی ملاحظہ ہوں، ایک ہزار دینار، بارہ ہزار چالیس ہزار ساٹھ ہزار، ستر ہزار، اسی ہزار وغیرہ وغیرہ۔ مسند احمد کی ایک مرفوع حدیث میں ہے، ایک قنطار ہزار اوقیہ کا ہے اور ہر اوقیہ بہتر ہے زمین و آسمان سے۔ (مسند احمد:2/263)
غالباً یہاں مقدار ثواب کی بیان ہوئی ہے جو ایک قنطار ملے گا (واللہ اعلم) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی

ہی ایک موقوف روایت بھی مروی ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

اسی طرح ابن جریر میں معاذ بن جبل اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے، اور ابن ابی حاتم میں سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قنطار بارہ سو اوقیہ ہیں، ابن جریر رحمہ اللہ کی ایک مرفوع حدیث میں بارہ سو اوقیہ آئے ہیں۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:6698)

لیکن وہ حدیث بھی منکر ہے، ممکن ہے کہ وہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا قول ہو جیسے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی فرمان ہے۔ ابن مردویہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص سو آیتیں پڑھ لے غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا اور جس نے سو سے ہزار تک پڑھ لیں اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک قنطار اجر ملے گا، اور قنطار بڑے پہاڑ کے برابر ہے۔ (طبرانی:1/268)

مستدرک حاکم میں ہی اس آیت کے اس لفظ کا مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو ہزار اوقیہ، (تفسیر ابن جریر الطبری:6725)

حسن بصری رحمہ اللہ سے موقوفاً یا مرسلاً مروی ہے کہ بارہ سو دینار، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے، ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں بعض عرب قنطار کو بارہ سو کا بتاتے ہیں۔

بعض بارہ ہزار کا، سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بیل کی کھال کے بھر جانے کے برابر سونے کو قنطار کہتے ہیں۔ (تفسیر ابن ابی حاتم:2/115)

گھوڑوں کی محبت تین قسم کی ہے، ایک تو وہ لوگ جو گھوڑوں کو پالتے ہیں اور اللہ کی راہ میں ان پر سوار ہو کر جہاد کرنے کیلئے نکلتے ہیں، ان کیلئے تو یہ بہت ہی اجر وثواب کا سبب ہیں۔ دوسرے وہ جو فخر وغرور کے طور پر پالتے ہیں، ان کیلئے وبال ہے، تیسرے وہ جو سوال سے بچنے اور ان کی نسل کی حفاظت کیلئے پالتے ہیں اور اللہ کا حق نہیں بھولتے، یہ نہ اجر نہ عذاب کے مستحق ہیں۔

»مُسَوَّمَةً« کے معنی چرنے والا۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:6/252)

اور پنج کلیان (یعنی پیشانی اور چار قدموں پر نشان) وغیرہ کے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر عربی گھوڑا فجر کے وقت اللہ کی اجازت سے دو دعائیں کرتا ہے، کہتا ہے اے اللہ جس کے قبضہ میں تو نے مجھے دیا ہے تو اس کے دل میں اس کے اہل و مال سے زیادہ میری محبت دے، (مسند احمد:5/170)

»انعام« سے مراد اونٹ گائیں بکریاں ہیں۔ حرث سے مراد وہ زمین ہے جو کھیتی بونے یا باغ لگانے کیلئے تیار کی جائے، مسند احمد کی حدیث میں ہی انسان کا بہترین مال زیادہ نسل والا گھوڑا ہے اور زیادہ پھلدار درخت کھجور ہے۔

(مسند احمد:3/468)

پھر فرمایا کہ یہ سب دنیاوی فائدہ کی چیزیں ہیں، یہاں کی زینت اور یہاں ہی کی دلکشی کے سامان ہیں جو فانی اور زوال پالنے والے ہیں، اچھی لوٹنے کی جگہ اور بہترین ثواب کا مرکز اللہ کے پاس ہے، مسند احمد میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ جبکہ تو نے اسے زینت دے دی تو اس کے بعد کیا؟ اس پر اس کے بعد والی آیت اتری کہ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے کہہ دیجیے کہ میں تمہیں اس سے بہترین چیزیں بتاتا ہوں، یہ تو ایک نہ ایک روز زائل ہونے والی ہیں اور میں جن کی طرف تمہیں بلا رہا ہوں وہ صرف دیرپا ہی نہیں بلکہ ہمیشہ رہنے والی ہیں۔

سنو اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے جنت ہے جس کے کنارے کنارے اور جس کے درختوں کے درمیان قسم قسم کی نہریں بہہ رہی ہیں، کہیں شہد کی، کہیں دودھ کی، کہیں پاک شراب کی، کہیں نفیس پانی کی، اور وہ نعمتیں ہیں جو نہ کسی کان نے سنی ہوں نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہوں نہ کسی دل میں خیال بھی گزرا ہو، ان جنتوں میں یہ متقی لوگ ابدالآباد رہیں گے نہ یہ نکالے جائیں نہ انہیں دی ہوئی نعمتیں گم ہوں گی نہ فنا ہوں گی، پھر وہاں بیویاں ملیں گی جو میل کچیل سے خباثت اور برائی سے حیض اور نفاس سے گندگی اور پلیدی سے پاک ہیں، ہر طرح ستھری اور پاکیزہ، ان سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی رضا مندی انہیں حاصل ہو جائے گی اور ایسی کہ اس کے بعد ناراضگی کا کھٹکا ہی نہیں، اسی لیے سورۃ برات کی آیت میں فرمایا »

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ« (التوبہ:9:72)

اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی رضا مندی کا حاصل ہو جانا بھی سب سے بڑی چیز ہے، یعنی تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت رضائے رب اور مرضی مولا ہے۔ تمام بندے اللہ کی نگاہ میں ہیں وہ بخوبی جانتا ہے کہ کون مہربانی کا مستحق ہے۔ (عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ○﴾ (فاطر: 5)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی ○

آیت نمبر:6

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ○ ﴾ (التکاثر: 1-5)

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: تمہیں غافل رکھامال کی زیادہ طلبی نے ○ یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا ○ ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے ○ پھر ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے ○ ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے (تو مال کی محبت نہ رکھتے) ○

آیت نمبر: 7

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَا هٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَّاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○﴾ (العنکبوت: 64)

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا ہی اچھا تھا اگر وہ جانتے ○

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّشْهُوْرَةٌ .

اس کے علاوہ بھی اس موضوع کی آیات بہت زیادہ ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَاَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصَرَ فَنُنَبِّهُ بِطَرَفٍ مِّنْهَا عَلٰى مَا سِوَاهُ .

اوراس موضوع کی احادیث بھی اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا احاطہ ممکن نہیں۔ ہم ان میں سے چندایک بیان کرتے ہیں:

(۴۶۰) عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَى الْبَحْرَيْنِ يَاْتِي بِجِزْيَتِهَا، فَقَدِمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ، فَوَافَوْا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِنْصَرَفَ، فَتَعَرَّضُوْا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاٰهُمْ، ثُمَّ قَالَ: "اَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ؟" فَقَالُوْا: اَجَلْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ: "اَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ، وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا، فَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀◀ حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو جزیہ وصول کرنے کے لئے بحرین بھیجا۔ وہ بحرین سے کچھ مال لائے۔ سو انصار نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی آمد کا سنا تو وہ صبح کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو آپ پلٹے، اور انصار آپ کے سامنے ہوئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو دیکھا تو تبسم فرمایا: پھر فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم نے سنا ہے کہ ابوعبیدہ بحرین سے کچھ مال لائے ہیں؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ! فرمایا: خوش ہوجاؤ اور اس چیز کی امید رکھو جو تمہیں خوش کر دے۔ اللہ کی قسم! مجھے تمہاری غربت کا ڈر نہیں بلکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ

دنیا تمہارے لئے فراخ کر دی جائے گی۔ جس طرح ان لوگوں کے لئے فراخ کر دی گئی تھی جو تم سے پہلے تھے اور دنیا کے حصول میں اسی طرح باہم مقابلہ کرنے لگو گے جس طرح انہوں نے مقابلہ کیا اور وہ تمہیں اس طرح ہلاک کر دے جس طرح اس نے ان کو ہلاک کر دیا تھا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

آپ قدیم الاسلام ہیں، مدینہ منورہ میں رہے، امیر معاویہ کے آخری زمانہ میں وفات ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حلِ لغات:

بِجِزْيَتِهَا: زمین کا محصول، ٹیکس، جو ذمی سے لیا جاتا ہے۔

## شرح:

اے راہِ صالحین سے دور رہنے والے! تجھ پر اپنے نورِ بصارت کی اِصلاح لازم ہے،۔۔۔۔۔۔ تاریک دل شکوک کے کانٹوں پر چل رہا ہے اور تُو بے خبر ہے،۔۔۔۔۔۔ توبہ کرنے والا اپنی عمر عبادت میں گزارتا ہے، دن میں روزہ رکھتا ہے اور رات میں عبادت کرتا ہے جبکہ آرام پسند اور کاہل آدمی کا وقت غفلت میں گزرتا ہے، اس کی بصیرت غور و تفکر سے بے بہرہ ہوتی ہے کیونکہ جو شخص دنیا سے بے رغبتی کا مزہ چکھ لیتا ہے اسے شب بیداری اور رات میں نماز پڑھنے میں بہت لذت حاصل ہوتی ہے،۔۔۔۔۔۔ اگر تمہیں رات کے اوائل میں تہجد پڑھنے والے نظر نہیں آتے تو سحری کے وقت انہیں دیکھ لیا کرو اور غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ کہ اب تو اس بڑھاپے کی فجر طلوع ہو چکی ہے اگر تو بارگاہِ خداوندی عزوجل سے پیچھے رہ گیا تو یہ پیچھے رہ جانا تجھے ذلت میں ڈال دے گا۔

(٤٦١) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ، وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ، فَقَالَ: "اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ م بَعْدِیْ مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور ہم آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا: میں اپنے بعد تمہارے متعلق جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم پر دنیا کی زیب و زینت کے دروازے کھول دیئے جائیں۔ (متفق علیہ)

(٤٦٢) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ

461: اخرجہ احمد، رقم الحدیث:4/11865، البخاری، رقم الحدیث:921، مسلم، رقم الحدیث:1052، النسائی، رقم الحدیث:2580، والطیالسی، رقم الحدیث:2180، وعبدالرزاق، رقم الحدیث:20028، ابن حبان، رقم الحدیث:3225
462: مسلم، رقم الحدیث:2742

تَعَالٰی مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْهَا، فَیَنْظُرُ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ، فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک دنیا میٹھی سرسبز ہے' اور بے شک اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں خلیفہ بنانے والا ہے' اور وہ دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔ پس تم دنیا سے ڈرو اور عورتوں سے پرہیز کرو۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

حُلْوَةٌ: میٹھی

خَضِرَةٌ: سرسبز، شاداب، ہری بھری

## شرح:

امیر المومنین حضرتِ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ " دنیا میٹھی اور سرسبز ہے، جس نے اس میں سے حلال طریقہ سے کمایا اور اسے کارِ ثواب میں خرچ کرے اللہ عزوجل اسے ثواب عطا فرمائے گا اور اپنی جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے اس میں حرام طریقہ سے کمایا اور اسے ناحق خرچ کیا اللہ عزوجل اس کے لئے ذلت وحقارت کے گھر کو حلال کردے گا اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مال میں خیانت کرنے والے بہت سے لوگوں کے لئے قیامت کے دن جہنم ہوگی۔

ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:" بے شک دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے تمہیں اس میں باقی رکھا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ جب بنی اسرائیل کے لئے دنیا خوب آراستہ وپیراستہ کی گئی اور پھیلا دی گئی تو وہ زیورات، عورتوں، خوشبو اور کپڑوں میں مست ہو گئے۔"

(جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ما اخبر النبی ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۲۱۹۲، ص ۱۸۷۴، الزھد لابن ابی الدنیا، الحدیث ۲۰، ج ۱، ص ۳۱)

(۴۶۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَللّٰهُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! کوئی زندگی نہیں ہے سوائے آخرت کی زندگی کے۔ (متفق علیہ)

(۴۶۴) وَعَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلَاثَةٌ: اَهْلُهُ وَمَالُهُ

463: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 3795، مسلم، رقم الحدیث: 1805، ترمذی، رقم الحدیث: 3857

وَعَمَلُهُ: فَيَرْجِعُ اثْنَانِ، وَيَبْقٰى وَاحِدٌ: يَرْجِعُ اَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقٰى عَمَلُهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: میت کے ساتھ تین چیزیں جائیں گی: اس کے اہل وعیال، اس کا مال اور اس کا عمل سوان میں سے دو لوٹ آئیں گی اور ایک باقی رہے گی۔ اس کے اہل وعیال اور مال واپس لوٹ آئیں گے اور اس کا عمل باقی رہے گا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

یعنی بعد مرے قبر تک تین چیزیں ساتھ جاتی ہیں: دو بے وفا جو مردے کو چھوڑ کر لوٹ آتی ہیں ایک وفادار جو ساتھ رہتی ہے۔

گھر والوں سے مراد بال بچے، عزیز واقارب، دوست آشنا جو دفن ونماز میں شرکت کرنے جاتے ہیں۔ مال سے مراد اس کے غلام باندیاں ہیں۔ اعمال سے مراد سارے اچھے برے عمل ہیں جو میت نے اپنی زندگی میں کیے۔ اعمال کے ساتھ جانے سے مراد ان کا میت کے ساتھ تعلق ہے جو مرے بعد قائم رہتا ہے لہٰذا حدیث شریف واضح ہے۔

نیک اعمال جو قبول ہو گئے ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے ہیں برے اعمال شفاعت بخشش یا سزا بھگتنے تک چمٹے رہتے ہیں، ان چیزوں کے بعد پیچھا چھوڑتے ہیں۔ جس پر مولیٰ رحم کرے حضور جسے سنبھال لیں اس کا بیڑا پار ہے۔ قبر اعمال کا صندوق ہے یا دوزخ کی بھٹی ہے یا جنت کی کیاری اس لیے بزرگوں کی قبر کو روضہ کہتے ہیں یعنی جنت کا باغ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۱۳)

(۴۶۵) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ، ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ اٰدَمَ، هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ، وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُ: يَا ابْنَ اٰدَمَ، هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَاللّٰهِ، مَا مَرَّ بِيْ بُؤْسٌ قَطُّ، وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن

464: بخاری فی الرقاق، رقم الحدیث: 4/12081، مسلم الزھد، رقم الحدیث: 4/12081، ترمذی فی الزھد، رقم الحدیث: 4/12081، نسائی احمد، رقم الحدیث: 4/12081، ابن حبان، رقم الحدیث: 3107، حمیدی، رقم الحدیث: 1186

465: اخرجہ مسلم، رقم الحدیث: 2807، والنسائی، رقم الحدیث: 3160

دوزخیوں میں سے اس شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں بہت زیادہ نعمتوں سے بہرہ ور ہوا ہوگا' اور اس کو آگ میں ایک غوطہ دیا جائے گا' اور پھر اس سے کہا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی بھلائی دیکھی؟ کیا کبھی تو نعمت سے بہرہ ور رہا؟ تو وہ کہے گا: نہیں اللہ کی قسم! اے میرے پروردگار! پھر جنتیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ بدحال تھا' اور اس کو جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا' اور پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی سختی دیکھی؟ کیا تو کبھی سختی سے دوچار ہوا؟ تو وہ کہے گا: نہیں! اللہ کی قسم! میں کبھی سختی سے دوچار نہیں ہوا اور نہ ہی میں نے کبھی سختی دیکھی۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

بُؤْس: سختی، دشواری

## شرح:

ایک بار غوطہ دیا جائے گا) یہ واقعہ بعد قیامت ہوگا نہ کہ قبر میں کیونکہ دوزخ میں داخلہ اس وقت ہے قبر میں تو صرف دوزخ یا جنت کی کھڑکی کھل جاتی ہے۔

(یارب واللہ کبھی نہیں) پتہ لگا کہ دنیا کے عمر بھر کے عیش و آرام وہاں کے منٹ بھر کے ایک غوطہ پر بھول جائیں گے وہ تو بڑی سخت جگہ ہے دنیا میں کوئی خاص مصیبت پڑے تو سارے عیش فراموش ہو جاتے ہیں۔

(ایک بار غوطہ دیا جائے گا) یا تو حوض کوثر میں یا وہاں کی ہوا اور دوسری نعمتوں میں۔ غوطہ دیئے جانے سے مراد ہے وہاں کی ہوا کا جھونکا دینا وہاں داخل فرما کر اس کی تجلی دکھانا۔

(اللہ کی قسم کبھی نہیں) معلوم ہوا کہ وہاں کے عیش کی ایک جھلک وہاں کی ہوا کا ایک جھونکا عمر بھر کے دنیاوی غموں تکلیفوں کو بھلا دے گا، انسان کو چاہیے کہ اس طرف دل لگائے۔ خیال رہے کہ یہ عرض معروض جھوٹ نہ ہوگی بلکہ واقعی وہ شخص ان مصیبتوں کو بھول ہی جاوے گا اس بنا پر یہ کہے گا۔

(میں نے کبھی کوئی سختی نہ دیکھی) اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ میں نے دنیا میں جو مصیبتیں دیکھیں وہ درحقیقت مصیبتیں ہی نہ تھیں کیونکہ ان کا انجام یہ نعمتیں تھیں یا یہ مطلب ہے کہ وہ ان مصیبتوں کو بھول ہی گیا ان نعمتوں کی خوشی میں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۵۰۱)

(۴۶۶) وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: "مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ!" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں رکھے اور پھر دیکھے کہ انگلی کس چیز کے ساتھ واپس آئی ہے۔ (مسلم)

(۴۶۷) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِالسُّوْقِ وَالنَّاسُ كَنَفَتَيْهِ، فَمَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ، فَتَنَاوَلَهُ فَاَخَذَ بِاُذُنِهِ، ثُمَّ قَالَ: "اَيُّكُم يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ هٰذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ؟" فَقَالُوْا: مَا نُحِبُّ اَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ وَّمَا نَصْنَعُ بِهِ؟ ثُمَّ قَالَ: "اَتُحِبُّوْنَ اَنَّهُ لَكُمْ؟" قَالُوْا: وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ حَيًّا كَانَ عَيْبًا، اِنَّهُ اَسَكُّ فَكَيْفَ وَهُوَ مَيِّتٌ! فَقَالَ: "فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَوْلُهُ: "كَنَفَيْهِ" اَيْ: عَنْ جَانِبَيْهِ . وَ"الْاَسَكُّ": الصَّغِيْرُ الْاُذُنِ .

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار سے گزرے تو لوگ آپ کے اطراف میں تھے۔ آپ ایک چھوٹے کانوں والی بکری کے مردہ بچے کے پاس سے گزرے۔ آپ نے اس کا کان پکڑا اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ یہ ایک درہم کے بدلے اس کا ہو جائے؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی! ہم اس کو کسی چیز کے بدلے بھی لینا پسند نہیں کرتے' ہم اسے لے کر کیا کریں گے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ یہ تمہارا ہو جائے؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا تو بھی عیب دار تھا کیونکہ اس کے کان چھوٹے تھے' اور اب جب کہ یہ مردہ بھی ہے تو ہم اس کا کیا کریں گے۔ فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی کم قدر ہے جتنا یہ تمہارے نزدیک۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**کنفتیه:** یعنی آپ کے اطراف میں۔

466: اخرجه احمد، رقم الحدیث:18030، مسلم، رقم الحدیث:2959، ترمذی، رقم الحدیث:2323، ابن ماجه، رقم الحدیث:4108، ابن حبان، رقم الحدیث:4330، حاکم، رقم الحدیث:4/7898، طبرانی فی الکبیر، رقم الحدیث:713/20

467: اخرجه مسلم، رقم الحدیث:2957، ابوداؤد، رقم الحدیث:187

الاسك: کامعنی ہے: چھوٹے کانوں والا۔

## شرح:

دنیا کے کاموں میں مشغول رہنے کے باوجود تیرا آخرت کے لئے فکر کرنا اور اس کا شعور رکھنا، تیرے دل سے دنیا کی محبت کو نکال دے گا۔ اور اسی کو زُہد حقیقی کہتے ہیں اور یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تجھے اللہ تعالیٰ کے قریب کردے گا۔

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: "دنیا سے بے رغبتی مال کو ضائع کردینے اور حلال کو حرام کردینے کا نام نہیں، بلکہ دنیا سے کنارہ کشی تو یہ ہے کہ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے وہ اس سے زیادہ قابل اعتماد نہ ہو جو کچھ اللہ عزوجل کے پاس ہے۔" (جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الزھادۃ، الحدیث: ۲۳۴۰، ص ۱۸۸۷)

حضرت سیّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی بارگاہ میں عرض کی گئی: "دل سے دنیا کی محبت نکالنے کا نسخہ کیا ہے؟" ارشاد فرمایا: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے سچی محبت اور لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ اور خالص محبت کی علامات تین ہیں: (۱)۔۔۔۔۔۔وعدہ پورا کرنا۔ (۲)۔۔۔۔۔۔بغیر سوال کے عطا کرنا اور (۳)۔۔۔۔۔۔کوئی سخاوت نہ کرے پھر بھی اس کی تعریف کرنا۔

اور مُحِبِّین کی علامات بھی تین ہیں: (۱)۔۔۔۔۔۔رضائے الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کی جستجو میں رہنا (۲)۔۔۔۔۔۔اسی کی ذات میں مشغول رہنا اور (۳)۔۔۔۔۔۔ہمیشہ اسی کی پناہ طلب کرنا۔" (حلیۃ الاولیاء، معروف الکرخی، الحدیث ۱۲۷۱۸، ج ۸، ص ۱۱)

(۴۶۸) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَرَّةٍ بِالْمَدِيْنَةِ، فَاسْتَقْبَلَنَا اُحُدٌ، فَقَالَ: "يَا اَبَا ذَرٍّ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . فَقَالَ: "مَا يَسُرُّنِیْ اَنَّ عِنْدِیْ مِثْلَ اُحُدٍ هٰذَا ذَهَبًا تَمْضِیْ عَلَیَّ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَّعِنْدِیْ مِنْهُ دِيْنَارٌ، اِلَّا شَیْءٌ اَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ، اِلَّا اَنْ اَقُوْلَ بِهٖ فِیْ عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا" عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ خَلْفِهٖ، ثُمَّ سَارَ، فَقَالَ: "اِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا" عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ خَلْفِهٖ "وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ" . ثُمَّ قَالَ لِیْ: "مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى اٰتِيَكَ" ثُمَّ انْطَلَقَ فِیْ سَوَادِ اللَّيْلِ حَتّٰى تَوَارٰى، فَسَمِعْتُ صَوْتًا، قَدِ ارْتَفَعَ، فَتَخَوَّفْتُ اَنْ يَّكُوْنَ اَحَدٌ عَرَضَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَرَدْتُّ اَنْ اٰتِيَهٗ فَذَكَرْتُ قَوْلَهٗ: "لَا تَبْرَحْ حَتّٰى اٰتِيَكَ" فلم اَبْرَحْ حَتّٰى اَتَانِیْ، فَقُلْتُ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ مِنْهُ، فَذَكَرْتُ لَهٗ، فَقَالَ: "وَهَلْ سَمِعْتَهٗ؟" قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: "ذَاكَ جِبْرِيْلُ اَتَانِیْ . فَقَالَ: مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ"،

468: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 2388۔ مسلم، رقم الحدیث: 94، الترغیب، رقم الحدیث: 2744، ترمذی، رقم الحدیث: 2744

قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: "وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ .

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی معیت میں مدینہ طیبہ کی پتھریلی زمین پر چل رہا تھا کہ احد پہاڑ ہمارے سامنے آیا۔ آپ نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کی: لبیک یارسول اللہ! فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے پاس اس احد پہاڑ جتنا سونا ہو اور تین دن گزر جانے کے بعد بھی میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی باقی ہو سوائے اس چیز کے جس کو میں اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے روک لوں مگر یہ کہ میں اس کو اللہ کے بندوں میں اتنا، اتنا اور اتنا کہہ کر خرچ کردوں اور آپ نے اپنے دائیں، بائیں اور پیچھے اشارہ کیا۔ پھر آپ چل دیئے اور فرمایا: زیادہ مال و دولت والے قیامت کے دن کم دولت والے ہوں گے۔ مگر جو اپنے مال سے اتنا، اتنا، اتنا کہے اور آپ نے اپنے دائیں بائیں اور پیچھے کی طرف اشارہ کیا اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ پھر مجھ سے فرمایا: تم یہیں ٹھہرو جب تک میں تمہارے پاس نہ آجاؤں یہاں سے مت ہلنا۔ پھر آپ رات کی تاریکی میں تشریف لے گئے حتیٰ کہ آپ اوجھل ہوگئے۔ سو میں نے ایک آواز سنی جو بلند ہوئی۔ مجھے خوف لاحق ہوا کہ کہیں کسی نے نبی کریم ﷺ سے دست درازی نہ کیا ہو۔ میں نے آپ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ پھر مجھے آپ کا یہ ارشاد یاد آ گیا: ''جب تک میں تیرے پاس نہ آجاؤں یہاں سے نہ ہلنا''۔ پس میں وہاں سے نہ ہلا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کی: میں نے ایک آواز سنی جس سے میں ڈر گیا۔ میں نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تو نے وہ آواز سنی؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''یہ جبرائیل تھے۔ وہ میرے پاس آئے اور کہا: آپ کی امت میں سے جو آدمی فوت ہوگیا اور وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہراتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگیا'' میں نے عرض کی: اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟ آپ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے''۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

## تعارف راوی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

- تواری: از، توارِیاً، بمعنی چھپنا، آنکھوں سے اوجھل ہونا۔

## شرح:

آدمی کو چاہیے کہ اپنے دل میں کوئی غرض نہ پائے یعنی بے غرض ہو کر عطا کرے بلکہ اسے چاہے کہ وہ اپنے دل کو

ایسی جگہ خرچ کرنے پر مائل کرے جہاں خرچ کرنا قابلِ تعریف ہو خواہ وہاں خرچ کرنا شرعاً واجب ہو یا قابلِ مروت و عادت ہو، لہٰذا سخی وہ ہے جو ایسی جگہ خرچ کرنے سے نہ رکے ورنہ وہ بخیل کہلائے گا مگر واجبِ شرعی کو روک لینے والا مثلاً زکوٰۃ یا اہل وعیال کے نفقہ کو روک لینے والا مروّۃً واجب ہونے والے حق مثلاً کم قیمت اشیاء میں تنگی کرنے والے سے زیادہ برا ہے اور اس کی برائی اموال واشخاص کی تبدیلی سے مختلف ہو جاتی ہے، لہٰذا مال دار، پڑوسی، اہل خانہ اور دوست کے ساتھ ایسا سلوک کرنا ان کی اضداد سے ایسا سلوک کرنے سے زیادہ برا ہے۔

بُخل کا ایک تیسرا درجہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ کثرتِ مال کی صورت میں انسان مشروع اور مروّت کے واجبات ادا کرتا رہے، پھر ان بھلائی کی جگہوں پر مال خرچ کرنا بند کر دے تا کہ وہ کسی مصیبت کے لئے مال کو بچا کر رکھ سکے نیز اپنے لئے اللہ عزوجل کے تیار کردہ ثوابات، اعلیٰ درجات اور پسندیدہ مراتب پر فانی اغراض کو ترجیح دے تو یہ شخص بہت بڑا بخیل ہے، مگر یہ معاملہ عقل مندوں کے نزدیک ہے عام مخلوق کے نزدیک نہیں کیونکہ وہ پریشانی کے وقت کے لئے مال جمع کر کے رکھنے کو بہت اہم خیال کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات وہ اپنے پڑوسی فقیر کو محروم کرنے کو اس شخص کا برا عمل خیال کرتے ہیں اگر چہ وہ زکوٰۃ ادا کرتا ہو اور اس کی قباحت مال کی مقدار اور فقیر کی حاجت ومدد کی زیادتی کے مختلف ہونے سے بدلتی رہتی ہے، پھر وہ شخص ان دونوں واجبات کی ادائیگی کرنے سے بُخل سے بری ہو جائے گا لیکن اس کے لئے جود وسخا کی صفت اس وقت تک ثابت نہ ہوگی جب تک وہ فضیلت کے حصول کے لئے، نہ کہ تعریف یا خدمت یا بدلے کے لئے، ان دونوں جگہوں پر واجب حق سے زیادہ خرچ نہ کرے اور اس کے لئے اس صفت کا ثبوت اس کی استطاعت کے مطابق کم یا زیادہ خرچ کرنے پر ہوگا۔

**(۴۶۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ كَانَ لِیْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا، لَسَرَّنِیْ اَنْ لَّا تَمُرَّ عَلَیَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَّعِنْدِیْ مِنْهُ شَیْءٌ اِلَّا شَیْءٌ اَرْصُدُهٗ لِدَيْنٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔**

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو مجھے یہ پسند ہے کہ تین دن گزرنے سے پہلے اس میں سے کوئی چیز میرے پاس باقی نہ بچے۔ مگر وہ مال جسے میں قرض کی ادائیگی کے لئے روک لوں۔ (متفق علیہ)

**(۴۷۰) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اُنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ**

469: اخرجہ احمد، رقم الحدیث:3/7489، والبخاری، رقم الحدیث:2389، مسلم، رقم الحدیث:991، ابن ماجہ، رقم الحدیث:4231، ابن حبان، رقم الحدیث:3214

470: اخرجہ احمد، رقم الحدیث:2/7453، بخاری، رقم الحدیث:749، مسلم، رقم الحدیث:2973، ترمذی، رقم الحدیث:2513، ابن ماجہ، رقم الحدیث:4142، ابن حبان، رقم الحدیث:713

وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقَکُمْ ؛ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ،
وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَّفِیْ رِوَایَةِ الْبُخَارِیِّ: "اِذَا نَظَرَ اَحَدُکُمْ اِلٰی مَنْ فُضِّلَ عَلَیْهِ فِی الْمَالِ وَالْخَلْقِ،
فَلْیَنْظُرْ اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ" .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کی طرف دیکھو جو تم سے نیچے ہے اُس کی طرف نہ دیکھو جو تم سے بلند ہے۔ یہ زیادہ مناسب ہے تا کہ اللہ کی جو نعمتیں تم پر ہوئی ہیں تم ان کو حقیر نہ سمجھو۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: جب تم میں سے کوئی اس شخص کو دیکھے جس کو اس پر مال اور صورت میں فضیلت دی گئی ہے تو اسے اس کی طرف دیکھنا چاہیے جو اس سے کم درجے کا ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اَجْدَرُ: زیادہ مناسب، زیادہ لائق

## شرح:

اجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "قیامت کے دن سب سے پہلے ایک شہید کا فیصلہ ہوگا جب اسے لایا جائے گا تو اللہ عزوجل اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا پھر اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: "تُو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟" وہ عرض کرے گا: "میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔" تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: "تُو جھوٹا ہے تو نے جہاد اس لئے کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا، پھر اس کے بارے میں جہنم میں جانے کا حکم دے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس شخص کو لایا جائیگا جس نے علم سیکھا، سکھایا اور قرآن کریم پڑھا، وہ آئے گا تو اللہ عزوجل اسے بھی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر اللہ عزوجل اس سے دریافت فرمائے گا: "تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟" وہ عرض کرے گا کہ "میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیرے لئے قرآنِ کریم پڑھا۔" اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: "تُو جھوٹا ہے تو نے علم اس لئے سیکھا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآنِ کریم اس لئے پڑھا تا کہ تجھے قاری کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔" پھر اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا

جائے گا، پھر ایک مالدار شخص کو لایا جائے گا جسے اللہ عزوجل نے کثرت سے مال عطا فرمایا تھا، اسے لا کر نعمتیں یاد دلائی جائیں گی وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کریگا تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: "تو نے ان نعمتوں کے بدلے کیا کیا؟" وہ عرض کریگا: "میں نے تیری راہ میں جہاں ضرورت پڑی وہاں خرچ کیا۔" تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: "تو جھوٹا ہے تو نے ایسا اس لئے کیا تھا تا کہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ کہہ لیا گیا۔" پھر اس کے بارے میں جہنم کا حکم ہوگا اور اسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔" (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء۔۔۔۔۔الخ، الحدیث:۴۹۲۳، ص۱۰۱۸)

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ حیاء کے تعریف فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شرعی حیاء کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ کی نعمتوں اور اپنی کوتاہیوں میں غور کر کے شرمندہ و نادم ہو، اس شرمندگی کی بنا پر آئندہ گناہوں سے بچنے، نیکیاں کرنے کی کوشش کرے، جو غیرت نیکیوں سے روک دے وہ عجز ہے حیاء نہیں۔ اس معنی سے یہ حدیث پاک بالکل واضح ہوگئی واقعی یہ حیا تو گویا ایمان ہی ہے خیر ہی ہے۔

(مرقات واشعہ، مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۶، ص۸۹۸)

(۴۷۱) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ، وَالدِّرْهَمِ، وَالْقَطِيْفَةِ، وَالْخَمِيْصَةِ، اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ، وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہلاک ہوگیا درہم و دینار اور سیاہ اور دھاریدار قیمتی کپڑے کا لالچی بندہ کہ اگر اس کو مل جائے تو راضی ہوتا ہے اور اگر نہ ملے تو راضی نہیں ہوتا۔ (بخاری)

(۴۷۲) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ، مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ: اِمَّا اِزَارٌ، وَّاِمَّا كِسَاءٌ، قَدْ رَبَطُوْا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ، فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ، فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهٖ كَرَاهِيَةَ اَنْ تُرٰى عَوْرَتُهٗ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر اصحاب کو دیکھا کہ ان میں سے کسی نے بھی اپنے اوپر چادر نہیں لے رکھی تھی ان کے پاس یا تو تہبند ہوتا اور یا چادر جس کو انہوں نے اپنی گردن سے باندھ رکھا ہوتا۔ کوئی تہبند نصف پنڈلی تک پہنچتا تو کوئی ٹخنوں تک اور وہ ستر کھل جانے کے خوف سے اسے اپنے ہاتھ سے اکٹھا کئے رکھتے تھے۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: ک 8 ے تحت ہو چکا ہے۔

---

471: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 7435

## حلِ لغات:

اَلْکَعْبَیْنِ: دونوں ٹخنے

## شرح:

حضرتِ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا کہ "اے ابوذر! کیا تم مال کی کثرت ہی کو غنا سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کیا، "جی ہاں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!" پھر فرمایا کہ " کیا تم قلّت مال ہی کو فقر سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کیا، جی ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!" ارشاد فرمایا کہ "غنا تو دل کی غنا ہے اور فقر تو دل کا فقر ہے۔"

پھر مجھ سے قریش کے ایک شخص کے بارے میں پوچھا، " کیا تم فلاں کو جانتے ہو؟" میں نے عرض کیا، " جی ہاں۔" فرمایا، "تم اسے کیا سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کیا، "جب اس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ عطا کرتا ہے اور جب کوئی مہمان اسکے پاس آتا ہے تو اسے اپنے گھر میں بٹھاتا ہے۔" پھر مجھ سے اہل صفہ کے ایک شخص کے بارے میں استفسار فرمایا کہ " کیا تم اسے جانتے ہو؟" میں نے عرض کیا، " نہیں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم! میں اسے نہیں جانتا۔" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کا حلیہ اور اوصاف بیان فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے اسے پہچان لیا تو عرض کیا، "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اسے پہچان لیا ہے۔" تو فرمایا کہ "تم اسے کیسا سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کیا، "وہ اہل صفہ میں سے ایک مسکین شخص ہے۔" فرمایا کہ "وہ سطح زمین پر دوسروں سے بہتر ہے۔" میں نے عرض کیا،" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جو چیز اس دوسرے کو دی گئی ہے اس میں سے بعض اِسے نہیں دی گئی؟" فرمایا کہ "اگر اسے بھلائی عطا ہو تو وہ اس کا اہل ہے اور اگر بھلائی لے لی جائے تو نیکی عطا کر دی جاتی ہے۔"

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الفقر والزھد والقناعۃ، رقم ۶۸۴، ج ۲ ص ۳۷)

(۴۷۳) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔ (مسلم)

(۴۷۴) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبَيَّ، فَقَالَ: "كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ، اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ" .وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

472: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 442، ابن حبان، رقم الحدیث: 682، بیہقی، رقم الحدیث: 241/2، واحمد فی الزھد، رقم الحدیث: ص/13

473: مسلم، رقم الحدیث: 8996، احمد، رقم الحدیث: 689، ترمذی، رقم الحدیث: 687، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 687، عبرانی، رقم الحدیث: 687، حاکم، رقم الحدیث: 687، حلیلا ابن نعیم، رقم الحدیث: 687، ابن حبان، رقم الحدیث: 687

عَنْهُمَا، یَقُوْلُ: اِذَا اَمْسَیْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَآءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھوں پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: دنیا میں اس طرح ہو جاؤ گویا تم مسافر یا راہرو ہو' اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر' اور جب صبح کرے تو شام کا انتظار مت کر اور اپنی حالت صحت میں اپنی حالت مرض کے لئے توشہ جمع کر' اور اپنی زندگی میں اپنی موت کے لئے توشہ جمع کر۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

عَابِرُ سَبِیْلٍ: راہ گیر، مسافر،

## شرح:

قَالُوْا فِیْ شَرْحِ هٰذَا الْحَدِیْثِ مَعْنَاهُ: لَا تَرْكَنْ اِلَى الدُّنْيَا وَلَا تَتَّخِذْهَا وَطَنًا، وَّلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِطُوْلِ الْبَقَاءِ فِيْهَا، وَلَا بِالْاِعْتِنَاءِ بِهَا، وَلَا تَتَعَلَّقْ مِنْهَا اِلَّا بِمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ الْغَرِيْبُ فِیْ غَيْرِ وَطَنِهٖ، وَلَا تَشْتَغِلْ فِيْهَا بِمَا لَا يَشْتَغِلُ بِهِ الْغَرِيْبُ الَّذِیْ يُرِيْدُ الذَّهَابَ اِلٰى اَهْلِهٖ، وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ ۔

علماء نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ دنیا کی طرف مائل نہ ہو' اور اس کو اپنا وطن نہ سمجھ' اور اپنے نفس کو یہ تاثر نہ دو کہ اس دنیا میں طویل عرصہ باقی رہنا ہے' اور نہ اس کی طرف زیادہ توجہ کرو' اور اس کے ساتھ اسی قدر تعلق رکھو جتنا تعلق ایک مسافر پردیس سے رکھتا ہے' اور اس دنیا میں تم ان کاموں میں مشغول نہ ہو جاؤ جن میں وہ مسافر مشغول نہیں ہوتا جس کا ارادہ اپنے وطن لوٹ جانے کا ہوتا ہے۔ اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

(۴۷۵) وَعَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، دُلَّنِیْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ اَحَبَّنِیَ اللّٰهُ وَاَحَبَّنِیَ النَّاسُ، فَقَالَ: "اِزْهَدْ فِی الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ، وَازْهَدْ فِيْمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَغَيْرُهٗ بِاَسَانِيْدَ حَسَنَةٍ ۔

---

474: احمد، رقم الحدیث: 2/4794، بخاری، رقم الحدیث: 687، ترمذی، رقم الحدیث: 687، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 687، طبرانی، رقم الحدیث: 687، حاکم رقم الحدیث: 687، حلیۃ الاولیاء ابن نعیم، رقم الحدیث: 687، ابن حبان، رقم الحدیث: 687

475: اخرجہ ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4102

◀◀ حضرت ابوالعباس سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیے کہ جس پر میں عمل کروں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے محبت کرے' اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔ آپ نے فرمایا: دنیا سے زہد اختیار کر اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرے گا' اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبتی اختیار کر لوگ تیرے ساتھ محبت کریں گے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکمِ حدیث:

یہ حدیث حسن ہے۔ ابن ماجہ وغیرہ نے اسے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

## حلِ لغات:

دُلَّنِیْ: میری رہنمائی فرمائیں،

## شرح:

ایک حدیث میں یوں فرمان ہوا کہ

حضرت سیدنا انس اور حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کا فرمانِ ذیشان ہے: "جس نے میرے کسی ولی کی توہین کی بے شک اس نے میرے ساتھ جنگ کا اعلان کیا مجھے کسی کام میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا اس مومن بندے کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے جو موت کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اپنے بندے کو تکلیف دینے کو ناپسند جانتا ہوں مگر اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں، میرا مؤمن بندہ دنیا سے بے رغبتی جیسے کسی اور عمل سے میرا قرب حاصل نہیں کرسکتا اور میرے فرض کردہ احکام کی بجاآوری جیسی میری کوئی دوسری عبادت نہیں کرسکتا۔"

(کنز العمال، کتاب الایمان والاسلام، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۶۷۶، ج۱، ص۲۰۰، بتقدم وتاخر)

(۴۷۶) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، مَا اَصَابَ النَّاسُ مِنَ الدُّنْيَا، فَقَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَظَلُّ الْيَوْمَ يَلْتَوِىْ مَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَاُ بِهٖ بَطْنَهٗ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

"اَلدَّقَلُ" بِفَتْحِ الدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَالْقَافِ: رَدِىْءُ التَّمْرِ ۔

476: اخرجہ مسلم، رقم الحدیث: 2978، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4156

◀ ◀ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس دنیا یعنی مال و دولت کا ذکر کیا جو لوگوں نے جمع کر رکھی تھی تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سارا دن پیچ وتاب کھاتے رہتے آپ کو ردی کھجور بھی میسر نہ آتی جس سے آپ اپنی شکم پری کرتے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 161 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

الدقل: دال مہملہ اور قاف دونوں پر زبر ہے۔ ردی کھجور کو کہتے ہیں۔

## شرح:

یہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام و تابعین سے ہے جب کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی فراخی عطا فرمادی تھی خصوصاً عہد فاروقی عثمانی میں۔ مقصد یہ ہے کہ اس فراخی رزق پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرو یا اعتراضا فرمایا کہ تم لوگوں نے دنیا کی فراوانی پا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد تقویٰ اور ترک دنیا کا طریقہ چھوڑ دیا۔

دقل کا لفظی ترجمہ گذ ہے یعنی ایسے معمولی خرمے جس میں ہر قسم کے خرمے موجود ہیں انکا کوئی خاص نام نہ ہو بکھرے پھرتے ہوں یعنی اعلیٰ کھانوں اعلیٰ کھجوروں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ ردی معمولی گڈ خرمے بھی افراط سے نہ پاتے تھے، غالبًا یہ ذکر ہے فتح خیبر سے پہلے کا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ٦، ص ٣٥)

(٤٧٧) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا فِيْ بَيْتِيْ مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُوْ كَبِدٍ إِلَّا شَطْرُ شَعِيْرٍ فِيْ رَفٍّ لِّيْ، فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتّٰى طَالَ عَلَيَّ، فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَوْلُهَا: "شَطْرُ شَعِيْرٍ" أَيْ: شَيْءٌ مِّنْ شَعِيْرٍ" كَذَا فَسَّرَهُ التِّرْمِذِيُّ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو میرے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے کوئی ذی روح شے کھا سکے۔ سوائے تھوڑے سے جوؤں کے جو میری پڑچھتی پر رکھے تھے۔ میں کافی عرصہ ان کو کھاتی رہی حتیٰ کہ ایک دن میں نے ان کو تولا تو وہ ختم ہو گئے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

477: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 3097، مسلم، رقم الحدیث: 2973، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3345

**حلِ لغات:**

آپ رضی اللہ عنہا کےقول شطر شعیر کا مطلب ہےتھوڑے سے جو۔
جیسا کہ ترمذی نے اس کی تشریح کی ہے۔

**شرح:**

حضور نبیٔ اکرم، نورِمجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''دنیا میں سب سے زیادہ پیٹ بھرنے والا قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا ہوگا۔(راوی فرماتے ہیں:) آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ اس وقت ارشاد فرمایا تھا جب انہوں نے خوب پیٹ بھرکر کھانا کھا کر ڈکار لی۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی پیٹ بھر کر نہ کھایا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہوگئے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب صبح کے وقت کچھ کھا لیتے تو شام کو نہ کھاتے اور جب شام کے وقت کھا لیتے تو صبح نہ کھاتے۔

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۹۲۹۸، ج۶، ص۵۲۳، ''اکثرہم جوعا'' بدلہ ''اطولہم جوعا'')

(۴۷۸) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَخِیْ جُوَیْرِیَّةَ بِنْتِ الْحَارِثِ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ، رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: مَا تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِہٖ دِیْنَارًا، وَّلَا دِرْھَمًا، وَّلَا عَبْدًا، وَّلَا اَمَةً، وَّلَا شَیْئًا اِلَّا بَغْلَتَہُ الْبَیْضَاءَ الَّتِیْ کَانَ یَرْکَبُھَا، وَسِلَاحَہٗ، وَاَرْضًا جَعَلَھَا لِابْنِ السَّبِیْلِ صَدَقَةً . رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ .

◄◄ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ جو اُم المومنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انتقال کے وقت کوئی دینار چھوڑا نہ درہم' نہ غلام نہ لونڈی، سوائے اپنی سفید خچر کے جس پر آپ سواری کیا کرتے تھے'اور اپنے ہتھیار اور اپنی زمین کو آپ نے مسافروں کے لئے وقف کردیا تھا۔ (بخاری)

(۴۷۹) وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: ھَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَلْتَمِسُ وَجْہَ اللّٰہِ تَعَالٰی، فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَی اللّٰہِ، فَمِنَّا مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَاْکُلْ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْئًا، مِنْھُمْ: مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قُتِلَ یَوْمَ اُحُدٍ، وَتَرَکَ نَمِرَةً، فَکُنَّا اِذَا غَطَّیْنَا بِھَا رَاْسَہٗ، بَدَتْ رِجْلَاہُ، وَاِذَا غَطَّیْنَا بِھَا رِجْلَیْہِ، بَدَا رَاْسُہٗ، فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اَنْ نُغَطِّیَ رَاْسَہٗ، وَنَجْعَلَ عَلٰی رِجْلَیْہِ شَیْئًا مِّنَ الْاِذْخِرِ ، وَمِنَّا مَنْ اَیْنَعَتْ لَہٗ ثَمَرَتُہٗ، فَھُوَ یَھْدِبُھَا .

---

478: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 2739

479: اخرجہ احمد، رقم الحدیث: 7/21134، البخاری، رقم الحدیث: 1276، مسلم، رقم الحدیث: 940، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3155، الترمذی، رقم الحدیث: 3853، النسائی، رقم الحدیث: 1902

مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

"اَلنَّمِرَةُ": کِسَاءٌ مُّلَوَّنٌ مِّنْ صُوْفٍ . وَقَوْلُهٗ: "اَیْنَعَتْ" اَیْ: نَضِجَتْ وَاَدْرَکَتْ . وَقَوْلُه: "یَهْدِبُهَا" هُوَ بِفَتْحِ الْیَاءِ وَضَمِّ الدَّالِ وَکَسْرِهَا لُغَتَانِ: اَیْ: یَقْطُفُهَا وَیَجْتَنِیْهَا، وَهٰذِهٖ اِسْتِعَارَةٌ لِّمَا فَتَحَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ مِّنَ الدُّنْیَا وَتَمَکَّنُوْا فِیْهَا .

◀ ◀ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تو ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمۂ قدرت پر ثابت ہو چکا ہے۔ پس ہم میں سے کچھ وہ ہیں جو فوت ہو گئے اور انہوں نے اپنے اجر میں سے اس دنیا میں کچھ نہیں کھایا۔ ان میں سے ایک حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے جو جنگ احد میں شہید ہوئے انہوں نے اون کی ایک رنگدار چادر چھوڑی اگر ہم اس کے ساتھ آپ کا سر ڈھانپتے تو آپ کے پاؤں ظاہر ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر ظاہر ہو جاتا۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ اس چادر سے ان کا سر ڈھانپ دیں اور ان کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیں' اور ہم میں سے کچھ وہ ہیں جن کا پھل پک چکا ہے' اور وہ پھل چن رہے ہیں۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت حباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 43 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

النمرہ: اون کی رنگدار چادر کو کہتے ہیں۔

اینعت: کا معنیٰ ہے: پک گئے' تیار ہو گئے۔

یھدبھا: یاء کے فتحہ اور دال کے ضمہ یا کسرہ کے ساتھ دونوں لغتیں ہیں۔ اس کا معنیٰ ہے: چن رہا ہے' توڑ رہا ہے۔ یہ اس سے استعارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا کے دروازے کھول دیئے اور وہ اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔

## شرح:

یعنی بفضلہ تعالیٰ ہماری ہجرت قبول ہوئی کیونکہ خالص اللہ کے لیے ہماری ہجرت تھی اخلاص کے لیے اجر و ثواب لازم ہے۔

(ہمارا ثواب اللہ کی بارگاہ میں ثابت ہو گیا) یہاں اجر سے مراد دنیاوی نفع ہے جو مؤمن کے لیے ثواب عاجل یعنی نقد معاوضہ ہوتا ہے یعنی بعض مہاجرین وہ ہیں جنہوں نے فتوحات غنیمتیں وغیرہ کچھ نہ دیکھیں اور شہید ہو گئے۔

حضرت معصب ابن عمیر قرشی عبدری ہیں، جلیل القدر صحابی ہیں، اسلام سے پہلے بڑے ناز و نعم میں پرورش پاتے

رہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ اولیٰ کی بیعت کے بعد انہیں مدینہ منورہ تبلیغ کے لیے بھیج دیا تھا آپ لوگوں کے گھروں میں جاکر تبلیغ کرتے ہر دورہ میں ایک دو مسلمان کر لیتے تھے حتیٰ کہ وہاں ایک جماعت مؤمن ہوگئی پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ نے مدینہ منورہ میں جمعہ شروع کیا پھر اگلے سال ستر اہل مدینہ کو لے کر حج میں آئے اور دوسری بیعۃ عقبہ میں شریک ہوئے (مرقات) آپ کی شہادت غزوہ احد میں ہوئی۔

کفن تین طرح کا ہوتا ہے: کفن سنت، کفن کفایت، کفن ضرورت۔ حضرت مصعب ابن عمیر کو بعد شہادت کفن ضرورت بھی پورا نہ ملا یعنی ایک کپڑا جسم کا کچھ حصہ کپڑے سے ڈھانپا گیا کچھ حصہ گھاس سے، ایک بار حضرت مصعب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے نہایت ہی معمولی لباس میں بیٹھے تھے جس میں چمڑے کے پیوند تھے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور فرمایا دیکھو یہ کس ناز و نعم میں پلے اور اب اسلام کی خاطر کس حالت میں ہیں۔

یعنی ہم مہاجرین میں سے بعض وہ حضرات ہیں جنہوں نے اسلامی فتوحات دیکھیں، مال غنیمت حاصل کیے، آرام پایا۔ خیال رہے کہ ان فتوحات کے دیکھنے غنیمت پانے سے ان حضرات کا اُخروی ثواب کم نہیں ہوگیا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۸، ص ۴۴۶)

(۴۸۰) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، مَا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر جتنی حیثیت بھی رکھتی ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس سے کافر کو پانی کا ایک گھونٹ تک نہ پلاتا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۸۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ، مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا، اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَمَا وَالَاهُ، وَعَالِمًا وَّمُتَعَلِّمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: خبردار! دنیا ملعون ہے' جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے' اور وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھے'

---

480: ترمذی، رقم الحدیث: 5/319، الشہاب القضاعی، رقم الحدیث: 1/116، حلیہ، رقم الحدیث: 3/30

481: ترمذی، رقم الحدیث: 3/157، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3/157، حلیہ، رقم الحدیث: 3/157

اور عالم اور علم حاصل کرنے والا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۴۸۲) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَتَّخِذُوْا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِی الدُّنْيَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جاگیریں حاصل نہ کرو اس طرح تم دنیا کی طرف راغب ہو جاؤ گے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۴۸۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَنَا، فَقَالَ: "مَا هٰذَا؟" فَقُلْنَا: قَدْ وَهٰی، فَنَحْنُ نُصْلِحُهُ، فَقَالَ: "مَا اَرَی الْاَمْرَ اِلَّا اَعْجَلَ مِنْ ذٰلِكَ".

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ بِاِسْنَادِ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ، وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے اور ہم اپنا جھونپڑا ٹھیک کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ ہم نے عرض کی: یہ خراب ہو گیا ہے ہم اس کو ٹھیک کر رہے ہیں۔ فرمایا: میں معاملہ کو اس سے بھی جلدی آنے والا دیکھتا ہوں (یعنی موت کو)۔

ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو بخاری و مسلم کی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے' اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

خُصًّا: جھونپڑا

نُصْلِحُهُ: ہم ٹھیک کر رہے ہیں۔

482: ترمذی، رقم الحدیث: 4/7910، احمد، رقم الحدیث: 4/7910، حاکم، رقم الحدیث: 4/7910، طیاسی، رقم الحدیث: 379، تاریخ بغداد، رقم الحدیث: 1/18، احمد، رقم الحدیث: 2/3579

483: الترمذی، رقم الحدیث: 2/6512، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2/6512، احمد، رقم الحدیث: 2/6512، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 2996، ابن حبان، رقم الحدیث: 2996

شرح:

موت کی یاد حفاظت کی کنجی ہے کیونکہ اس میں قیدِ نفس سے رہائی اور دشمن (یعنی شیطان) سے چھٹکارا ہے۔موت کا آنا زندگی کو یوم محشر کی طرف پھیر دینے کے لئے ہے۔اور یادِ موت اسی وقت نفع بخش ہوسکتی ہے کہ مختلف اوقات میں غور وفکر کیا جائے۔یاد رکھو! غور وفکر کے لئے فرصت چاہے اور فرصت کے لئے زُہد (یعنی دنیا سے بے نیاز ہونا) درکار ہے۔زُہد اپنانے کے لئے تقویٰ (یعنی گناہوں سے پرہیز) کا ہونا ضروری ہے،تقویٰ کے لئے خوفِ خداعزوجل اور خوفِ خداعزوجل کے حصول کے لئے یقینِ محکم درکار ہے جبکہ یقین کی درستی تنہائی اور بھوک سے حاصل ہوتی ہے جبکہ یہ دونوں کوشش اور صبر سے حاصل ہوتے ہیں،ان دونوں تک پہنچنے کے لئے انتہائی اخلاص درکار ہے اور اخلاص کے لئے علم کی حاجت ہوتی ہے۔(شاہراہ اولیاء،ص۱۱۲)

(۴۸۴) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً، وفِتْنَةُ اُمَّتِيْ: الْمَالُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ہر امت کی ایک آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کی آزمائش مال ہے۔اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۸۵) وَعَنْ اَبِيْ عَمْرٍو، وَيُقَالُ: اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ، وَيُقَالُ: اَبُوْ لَيْلٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِيْ سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ: بَيْتٌ يَسْكُنُهٗ، وَثَوْبٌ يُوَارِيْ عَوْرَتَهٗ، وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ" .قَالَ التِّرْمِذِيُّ: سَمِعْتُ اَبَا دَاوٗدَ سُلَيْمَانَ بْنَ سَالِمٍ الْبَلْخِيَّ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ شُمَيْلٍ، يَقُوْلُ: الْجِلْفُ: الْخُبْزُ لَيْسَ مَعَهٗ اِدَامٌ، وقال غَيْرُهٗ: هُوَ غَلِيْظُ الْخُبْزِ .وقَالَ الْهَرَوِيُّ: الْمُرَادُ بِهٖ هنَا وِعَاءُ الْخُبْزِ، كَالْجَوَالِقِ وَالْخُرْجِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

◀ ◀ حضرت ابوعمرو جنہیں ابوعبداللہ اور ابولیلیٰ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی کہا جاتا ہے' سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدم کے بیٹے کا ان چیزوں' اس کے رہنے کے لئے گھر اور اس کی ستر پوشی کے

484: ترمذی، رقم الحدیث:6/17478، نسائی، رقم الحدیث:6/17478، عبدالبر، رقم الحدیث:6/17478، ابن مندہ، رقم الحدیث:6/17478، ابونعیم، رقم الحدیث:6/17478، احمد، رقم الحدیث:6/17478، ابن حبان، رقم الحدیث:3223، طبرانی، رقم الحدیث:19/404، حاکم، رقم الحدیث:4/7896، قضاعی، رقم الحدیث:1062، بخاری، رقم الحدیث:7/220

485: اخرجہ الترمذی، رقم الحدیث:2348، حاکم، رقم الحدیث:4/7866

لئے کپڑا، اور موٹی روٹی اور پانی کے علاوہ کسی چیز پر کوئی حق نہیں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ ترمذی کہتے ہیں: میں نے ابوداؤد سلیمان بن سالم البلخی کو یہ کہتے سنا: میں نے نضر بن شمیل کو یہ کہتے سنا: جلف وہ روٹی ہے جس کے ساتھ سالن نہ ہو اور دوسرے علماء کہتے ہیں کہ اس سے مراد موٹی روٹی ہے اور ھروی کہتے ہیں کہ یہاں اس سے مراد روٹی کا برتن ہے۔ جیسے ٹوکری اور تھیلی وغیرہ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

## تعارفِ راوی:

عثمان ابن عفان: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے اموی قرشی ہیں، آپ شروع اسلام میں ہی حضرت ابوبکر صدیق کی تبلیغ سے انہیں کے ہاتھ پر اسلام لائے ابھی حضور انور دار ارقم میں نہیں گئے تھے آپ نے حبشہ کی طرف دو ہجرتیں کیں آپ غزوہ بدر میں شریک نہ ہوسکے کیونکہ آپ کی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ بیمار تھیں حضور انور کے حکم سے مدینہ منورہ میں رہے حضور نے بدر کی غنیمت سے حصہ آپ کو دیا، نیز صلح حدیبیہ کے موقعہ پر بیعت الرضوان میں جسمًا شریک نہ ہوئے کیونکہ حضور انور نے آپ کو اپنا نمائندہ بنا کر اہل مکہ کے پاس صلح کی بات چیت کرنے بھیجا تھا اور یہ بیعت آپ کے پیچھے ہوئی تھی اس خبر پر کہ عثمان کو اہل مکہ نے شہید کردیا۔ حضور انور نے اپنے بائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور آپ نے داہنے ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ یہ محمد مصطفیٰ کا ہاتھ ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور بیعت کی چونکہ حضور انور کی دو بیٹیاں رقیہ وکلثوم آگے پیچھے حضرت عثمان کے نکاح میں آئیں اسی لیے آپ کا لقب ذوالنورین ہے یعنی دو نور والے۔ آپ یکم محرم ۲۴ چوبیس کو خلیفہ بنے بیاسی سال عمر پائی بارہ برس خلافت کی آپ کو اسود تجیبی مصری نے یا کسی اور نے شہید کیا اور جنت البقیع کے کنارے پر دفن ہوئے، شہادت اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن ۳۵ پینتیس کو ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکٰوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

## شرح:

### اہلِ صفاء کا سامانِ زندگی:

حضرت سیّدنا سہل تستری علیہ رحمۃ اللہ الولی سے منقول ہے۔ میں حضرت سیّدنا ابوحبیب حمزہ بن عبداللہ عبادانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نامی بزرگ سے ایک مسئلہ پوچھا تو انہوں نے مجھے قابلِ اطمینان جواب دیا، میں ان کے پاس ٹھہر گیا، ان کے کلام سے نفع حاصل کرتا اور آداب سیکھتا رہا، پھر میں تستر کی طرف آ گیا، میں نے اپنی روزی کا انتظام یوں کیا کہ میرے لئے ایک درہم کے ایک فرق (چار کلو) جَو خریدے جاتے، انہیں پیس کر روٹی پکائی جاتی، میں ہر رات سحری کے وقت ایک اوقیہ روٹی کھاتا جو نمک اور سالن کے بغیر ہوتی، چنانچہ ایک درہم مجھے سال بھر کے لئے کافی ہو جاتا پھر میں نے

ارادہ کیا، کہ تین دن مسلسل روزہ رکھوں گا، پھر افطار کروں گا پھر پانچ دن، پھر سات دن اور پھر پچیس دن کا مسلسل روزہ رکھا اور بیس سال تک میرا یہی معمول رہا۔ پھر میں زمین میں سیر وسیاحت کے لئے نکلا، پھر تستر واپس لوٹ آیا اور میں ساری رات قیام کرتا تھا۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ جو قوی اور کریم ہے وہی اس کی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔"

(لباب الاحیاء، ص۲۱۹)

(۴۸۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ - بِكَسْرِ الشِّيْنِ وَالْخَاءِ الْمُعْجَمَتَيْنِ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّهُ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَقْرَاُ: ﴿ اَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ﴾ قَالَ: "يَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ: مَالِيْ، مَالِيْ، وَهَلْ لَّكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مِنْ مَّالِكَ اِلَّا مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ، اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ، اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ؟!" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄ ◄ حضرت عبداللہ بن الشخیر شین کے کسرہ' اور خاء معجمتین کے ساتھ ہے رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سورۃ الھاکم التکاثر کی تلاوت فرمارہے تھے۔ آپ نے فرمایا: آدم کا بیٹا کہتا ہے کہ میرا مال، میرا مال، اے ابن آدم! کیا تیرا کوئی مال ہے؟ سوائے اس کے جس کو تو نے کھالیا اور ختم کرلیا' یا پہن لیا اور بوسیدہ کردیا یا صدقہ کردیا اور آگے بھیج دیا۔ (مسلم)

## تعارف راوی:

عبداللہ ابن شخیر: آپ عامری ہیں، قبیلہ بنی عامر کے وفد میں آپ بھی تھے جو حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ (اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکاۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

## شرح:

(میرا مال میرا مال) یعنی فخر وتکبر کے انداز میں لوگوں سے کہتا رہتا ہے کہ یہ میرا مکان ہے، یہ میری جائیداد ہے، یہ میرا کنواں ہے، یہ میرا فلاں مال ہے یہ برا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ یقین رکھے کہ میں اور میرا مال سب اللہ تعالیٰ کی ملک ہے میرے پاس چند روزہ ہے عارضی ہے۔ خیال رہے کہ جسے انسان اپنا مال کہے اس کا مال یعنی انجام نراوبال ہے اور جو مال ذریعہ عبادت ہے وہ ذریعہ آمال ہے جس سے بہت امیدیں وابستہ ہیں۔

(اس کے مال صرف تین ہیں) یعنی جو مال انسان کے کام آویں وہ صرف تین ہیں ان کے علاوہ سب دوسروں کے کام آتے ہیں۔ خیال رہے کہ انّ مالہ میں ما موصولہ ہے اور لہ اس کا صلہ اور من مالہ میں من بعضیت کا ہے یعنی اس کے

486: اخرجہ احمد، رقم الحدیث:5/27327، مسلم، رقم الحدیث:2958، ترمذی، رقم الحدیث:2342، نسائی، رقم الحدیث:3615، فی الکبری، رقم الحدیث:6/11786، طیاسی، رقم الحدیث:1/48، ابن حبان، رقم الحدیث:701، ابونعیم، رقم الحدیث:281/6، بیہقی، رقم الحدیث:71/4، والقضاعی، رقم الحدیث:1217، حاکم، رقم الحدیث:2/3969

مال میں سے وہ جو اسے مفید ہو صرف تین ہیں۔

اللہ تعالٰی کے بینک ہیں جہاں جمع کرنے سے بے شمار نفع ملتا ہے۔سبحان اللہ! کیسی نفیس تعلیم ہے۔دینے سے مراد راہِ خدا میں دینا ہے خواہ بال بچوں کو دے یا عزیزوں یا غریبوں کو بشرطیکہ یہ دینا ناموری کے لیے نہ ہو اللہ رسول کی خوشنودی کے لیے ہو۔

ھوذاھب میں ھو ضمیر بندے کی طرف لوٹتی ہے۔ذاھب سے مراد مرنے والا یعنی ان تین مالوں کے سوا اور مالوں کا یہ حال ہے کہ بندہ مرجاتا ہے اور وہ مال دوسروں کے لیے رہ جاتا ہے جیسے زمین باغات،مکانات،نقدی، بنک بیلنس وغیرہ۔اس فرمان عالی کا مقصد یہ ہے کہ مال میں سے اللہ رسول کا حصہ ضرور نکالتا رہے، یہ مقصد نہیں کہ مکان جائیداد بنائے ہی نہیں،اپنے بچوں کو فقیر کر کے چھوڑے یا یہ مقصد ہے کہ مال کی محبت دل میں نہ ہو دل خاص اللہ رسول کے لیے ہو۔شعر

دل میں ہو یاد تیری گوشۂ تنہائی ہو ۔۔۔ پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو
سارا عالم ہو مگر دیدہ دل دیکھے تمہیں ۔۔۔ انجمن گرم ہو اور لذت تنہائی ہو

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۷،ص۱۲)

(۴۸۷) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُحِبُّکَ، فَقَالَ: "اُنْظُرْ مَاذَا تَقُوْلُ؟" قَالَ: وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُحِبُّکَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ: "اِنْ کُنْتَ تُحِبُّنِیْ فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا، فَاِنَّ الْفَقْرَ اَسْرَعُ اِلٰی مَنْ یُّحِبُّنِیْ مِنَ السَّیْلِ اِلٰی مُنْتَہَاہُ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" .

"اَلتِّجْفَافُ" بِکَسْرِ التَّاءِ الْمُثَنَّاۃِ فَوْقُ وَاِسْکَانِ الْجِیْمِ وَبِالْفَاءِ الْمُکَرَّرَۃِ: وَھُوَ شَیْءٌ یُلْبَسُہُ الْفَرَسُ، لِیُتَّقٰی بِہِ الْاَذٰی، وَقَدْ یَلْبَسُہُ الْاِنْسَانُ .

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔آپ نے فرمایا: دیکھ لو کیا کہہ رہے ہو؟ انہوں نے عرض کی: اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔تین مرتبہ اس نے ایسے ہی کہا تو آپ نے فرمایا: اگر تو مجھ سے محبت کرتا ہے تو تنگدستی کے لئے تیاری کر لے، کیونکہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس کی طرف فقر اس سے بھی زیادہ تیزی سے آتا ہے جس طرح سیلاب اس جگہ کی طرف جاتا ہے جہاں اسے ختم ہونا ہوتا ہے۔اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

487: اخرجہ ترمذی، رقم الحدیث: 2357، احمد یب، رقم الحدیث: 278/4، احمد یب، رقم الحدیث: 39/2، اخرجہ ابن حبان، رقم الحدیث: 2922

**تعارفِ راوی:**

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 167 کے تحت ہو چکا ہے۔

**حلِ لغات:**

**التجفاف:** تاء مثناہ کے کسرہ جیم کے سکون اور فاء کے تکرار سے یہ ایسی چیز ہے جو تکلیف سے بچانے کے لئے گھوڑے کو پہنائی جاتی ہے۔کبھی کبھی انسان بھی اسے پہن لیتے ہیں۔

**شرح:**

میں آپ سے محبت کرتا ہوں) یہ عرض کرنا یا اس حدیث پر عمل ہے کہ جس سے تم کو محبت ہو اس سے کہہ دو یا اس آیت کریمہ پر عمل ہے "وَ اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ"۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اللہ تعالیٰ کی بڑی سے بڑی نعمت ہے اس کا اظہار وہ بھی حضور انور کے سامنے یہ اس نعمت کا شکریہ ہے ورنہ حضور کو تو پتھروں کے دل کا حال معلوم ہے، فرماتے ہیں احد ہم سے محبت کرتا ہے۔

(سوچ لو کیا بول رہے ہو) یعنی خوب سوچ کر یہ دعویٰ کرو تم بہت ہی بڑی چیز کا دعویٰ کر رہے ہو مجھ سے محبت کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔

(اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں) محبت سے مراد بہت ہی محبت ہے ورنہ ہر مؤمن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے حضور کی محبت ہی تو اصل ایمان ہے، حضور کی محبت سے ہی خدا کی محبت، کلمہ قرآن کی محبت اسی محبت سے حاصل ہوتی ہے حضور سے تعلق ومحبت ایمان کی اصل ہے۔

(فقر کے لیے تیار ہو جاو) یہاں بھی فقیری سے مراد دل کی مسکینیت ہے اور دل کا محبت مال سے خالی ہو جانا ہے فقیری اور ناداری آفتوں کے برداشت کرنے پر تیار ہو جانا یعنی جسے اللہ میری محبت دیتا ہے اس کے دل سے محبت مال وغیرہ یک دم نکال دیتا ہے لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض صحابہ بلکہ عہد فاروقی میں سارے صحابہ بڑے مالدار تھے تو کیا انہیں حضور سے محبت نہ تھی ضرور تھی، ان سب کے دل محبت مال سے خالی تھے۔یہاں مرقات نے فرمایا کہ دنیا میں بہت آفات انبیاء کرام پر آتی ہیں اور یہ ہے ان کا محب تو اس پر آفتیں آئیں گی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۹۵)

**(۴۸۸) وَعَنۡ كَعۡبِ بۡنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ:**

---

488: ترمذی، رقم الحدیث: 5/15784، احمد، رقم الحدیث: 5/15784، ترمذی، رقم الحدیث: 2383، الدارمی، رقم الحدیث: 2730، ابن حبان، رقم الحدیث: 3228، طبرانی، رقم الحدیث: 9/189، عبداللہ بن مبارک، رقم الحدیث: 181، ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: 13/241

"مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِیْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ"
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو بھوکے بھیڑیے جن کو بھیڑوں میں چھوڑ دیا جائے، بھیڑوں کے اندر اس سے زیادہ تباہی نہیں مچاتے جتنی تباہی مال و جاہ کی محبت، انسان کے دین میں مچاتی ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۸۹) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَصِيْرٍ، فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِيْ جَنْبِهٖ، قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً. فَقَالَ: "مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا؟ مَا اَنَا فِي الدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ:
"حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سوئے۔ جب اُٹھے تو آپ کے پہلو پر نشانات لگے ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر ہم آپ کے لئے بستر بنوا دیں تو بہتر ہو۔ آپ نے فرمایا: میرا دنیا سے کیا واسطہ میں دنیا میں اس سوار کی طرح ہوں جو ایک درخت کے سائے میں رکے اور پھر وہاں سے چل دے اور درخت کو وہیں چھوڑ دے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۹۰) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَاءِ بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ"
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ"

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غریب لوگ امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(۴۹۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ

---

489: اخرجہ احمد، رقم الحدیث: 2/3709، ترمذی، رقم الحدیث: 2348، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4109، حاکم، رقم الحدیث: 4/7859، طیاسی، رقم الحدیث: 77

490: اخرجہ احمد، رقم الحدیث: 3/7951، الترمذی، رقم الحدیث: 2360، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4122، ابن حبان، رقم الحدیث: 676، ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: 246/13

اَهْلِهَا النِّسَآءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ .

◀ ◀ حضرت ابن عباس اور حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہم سے مروی ہے از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا کہ اکثر جنتی غریب ہیں' اور میں نے دوزخ میں جھانکا اور دیکھا تو دوزخیوں کی اکثریت عورتوں پر مشتمل ہے۔ بخاری ومسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں متفق ہیں' اور بخاری نے اس کو حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی بیان کیا ہے۔

(۴۹۲) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ، فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ، وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ، غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَ"الْجَدُّ": الْحَظُّ وَالْغِنٰى . وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ بَابِ فَضْلِ الضَّعَفَةِ .

◀ ◀ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ جنت میں داخل ہونے والے اکثر مسکین تھے' اور دولت مندوں کو روک دیا گیا تھا۔ ہاں البتہ دوزخیوں کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم دے دیا گیا تھا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 31 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

الجد: امارت اور دولت مندی۔

## شرح:

حضور کا یہ قیام یا تو جسمانی معراج کی رات تھا یا خواب کی معراج میں یا کشف والہام میں۔ (مرقات)

خلاصہ یہ ہے کہ مالدار لوگ دو قسم کے ہیں: ایک جنتی، دوسرے دوزخی۔ جو مالدار دوزخی ہیں وہ تو دوزخ میں ٹھہرائے گئے جیسے قارون، فرعون، ابوجہل وغیرہ۔ جو جنتی ہیں وہ حساب کے لیے روکے ہوئے ہیں، رہے فقراء مسلمان

491: بخاری، رقم الحدیث:7/19843، ترمذی، رقم الحدیث:7/19873، نسائی، رقم الحدیث:7/19873، احمد، رقم الحدیث:7/19873، ابن حبان، رقم الحدیث:7400، طبرانی، رقم الحدیث:18/278، عبدالرزاق، رقم الحدیث:206/0، بیہقی، رقم الحدیث:194

492: بخاری، رقم الحدیث:8/21841، مسلم، رقم الحدیث:8/21481، نسائی، رقم الحدیث:8/21841، احمد، رقم الحدیث:8/21841، طبرانی، رقم الحدیث:421، بیہقی، رقم الحدیث:193

وہ جنت میں بھیج دیئے گئے۔ خیال رہے کہ مالدار جنتیوں سے مراد وہ مالدار ہیں جن کا حساب ہونا ہے جن کا حساب ہی نہیں لیا جاتا وہ جنت میں فوراً بھیج دیئے گئے، جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، یہ بھی خیال رہے کہ یہ چالیس سال مالداروں سے حساب میں صرف نہ ہوں گے رب تعالیٰ سارے جہان کا حساب بہت تھوڑی دیر میں لے لے گا پھر ایک مالدار کے حساب میں چالیس سال کیسے خرچ ہوں گے بلکہ ان مالداروں کو حساب کے انتظار میں رکا رہنا پڑے گا جیسے مقدمہ کی تاریخ پر فریقین شام تک انتظار کرتے ہیں کہ کب بلاوا ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۷۷)

اس حدیث کا بیان ''کمزوروں کی فضیلت'' کے باب میں گزر چکا ہے۔

(۴۹۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَصْدَقُ کَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ کَلِمَةُ لَبِیْدٍ: اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے وہ لبید کا یہ قول ہے:

خبردار! اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔ (متفق علیہ)

## ۵۶-بَابُ فَضْلِ الْجُوْعِ وَخُشُوْنَةِ الْعَیْشِ وَالْاِقْتِصَارِ عَلَی الْقَلِیْلِ مِنَ الْمَاْکُوْلِ وَالْمَشْرُوْبِ وَالْمَلْبُوْسِ وَغَیْرِهَا مِنْ حُظُوْظِ النَّفْسِ وَتَرْكِ الشَّهَوَاتِ

## بھوکا رہنے' مشکل زندگی گزارنے' کم کھانے' کم پینے' مرغوبات کی طرف کم توجہ دینے اور خواہشات کو ترک کردینے کی فضیلت کا بیان

**شہوت کے معانی:** خواہش، آرزو، حصول لذت کا شوق، خواہش جماع، جنسی خواہش، وغیرہ۔ (فیروز اللغات)

**شہوت کی تعریف:** "الشھوۃ: حرکۃ النفس طلبا للملائم"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

نفس کا ملائم (موافق چیز) کو طلب کرنے کے لیے حرکت کرنا۔

493: بخاری، رقم الحدیث: 3/10080، مسلم، رقم الحدیث: 3/10080، ترمذی، رقم الحدیث: 3/10080، شمائل، رقم الحدیث: 3/10080، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3/10080، احمد، رقم الحدیث: 3/10080، ابن حبان، رقم الحدیث: 5784، بیہقی، رقم الحدیث: 10/237، حلیہ، رقم الحدیث: 7/201، شمائل ترمذی، رقم الحدیث: 242

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ○ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ○ ﴾

(مریم:60-59)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے ○ مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کیے تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور انہیں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا○

تشریح:

اس سے پہلے (یعنی ماقبل آیات میں) نیک لوگوں کا خصوصاً انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کیا گیا جو حدود الٰہی کے محافظ، نیک اعمال کے نمونے، بدیوں سے بچتے تھے۔ اب برے لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے کہ ان کے بعد کے زمانے والے ایسے ہوئے کہ وہ نمازوں تک سے بے پرواہ بن گئے اور جب نماز جیسے فریضے کی اہمیت کو بھلا بیٹھے تو ظاہر ہے کہ اور امور کی وہ کیا پرواہ کریں گے؟ کیونکہ نماز تو دین کی بنیاد ہے اور تمام اعمال سے افضل و بہتر ہے۔ یہ لوگ نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، دنیا کی زندگی پر اطمینان سے ریجھ گئے، انہیں قیامت کے دن سخت خسارہ ہوگا، بڑے گھاٹے میں رہیں گے۔ نماز کے ضائع کرنے سے مراد یا تو اسے بالکل ہی چھوڑ بیٹھنا ہے۔ اسی لیے امام احمد رحمہ اللہ اور بہت سے سلف خلف کا مذہب ہے کہ نماز کا تارک کافر ہے۔ (لیکن ہم احناف کا مذہب یہ نہیں ہے ابو الاحمد غفرلہ)

یہی ایک قول امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ بندے کے اور شرک کے درمیان نماز کا چھوڑنا ہے۔ (صحیح مسلم:82)

دوسری حدیث میں ہے کہ ہم میں اور ان میں فرق نماز کا ہے، جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔

(سنن ترمذی:2621)

اس مسئلہ کو تفصیل سے بیان کرنے کا یہ مقام نہیں۔ یا نماز کے ترک سے مراد نماز کے وقتوں کی صحیح طور پر پابندی کا نہ کرنا ہے کیونکہ ترک نماز (ترک اعتقادِ نماز) تو کفر ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ قرآن کریم میں نماز کا ذکر بہت زیادہ ہے، کہیں نمازوں میں سستی کرنے والوں کے عذاب کا بیان ہے، کہیں نماز کی مداوت کا فرمان ہے، کہیں محافظت کا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "ان سے مراد وقتوں میں سستی نہ کرنا اور وقتوں کی پابندی کرنا ہے"۔ لوگوں نے کہا ہم تو سمجھتے تھے کہ اس سے مراد نمازوں کا چھوڑ دینا اور نہ چھوڑنا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "یہ تو کفر ہے"۔

مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں، پانچوں نمازوں کی حفاظت کرنے والا غافلوں میں نہیں لکھا جاتا، ان کا ضائع کرنا اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے اوران کا ضائع کرنا، ان کے وقتوں کی پابندی نہ کرنا ہے۔

خلیفۃ المسلمین امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ نے اس آیت کی تلاوت کر کے فرمایا کہ "اس سے مراد سرے سے نماز چھوڑ دینا نہیں بلکہ نماز کے وقت کو ضائع کر دینا ہے"۔ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں، "یہ بدترین لوگ قریب بہ قیامت آئیں گے جب کہ اس امت کے صالح لوگ باقی نہ رہے ہوں گے اس وقت یہ لوگ جانوروں کی طرح کودتے پھاندتے پھریں گے"۔

عطا بن ابو رباح رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ "یہ لوگ آخری زمانے میں ہوں گے"۔ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ اس امت کے لوگ ہوں گے جو چوپایوں اور گدھوں کی مانند راستوں میں اچھل کود کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے بالکل نہ ڈریں گے اور نہ لوگوں سے شرمائیں گے۔

ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ ناخلف لوگ ساٹھ سال کے بعد ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کر دیں گے اور شہوت رانیوں میں لگ جائیں گے اور قیامت کے دن خمیازہ بھگتیں گے۔ (یاد رہے کہ ساٹھ ہجری کے بعد یزید کی حکومت آئی جسا تارک نماز ہونا کوئی مخفی بات نہیں اور اسی طرح اس کا شہوت پرست ہونا بھی ظاہر ہے، ابو الاحمد غفرلہ) پھر ان کے بعد وہ نالائق لوگ آئیں گے جو قرآن کی تلاوت تو کریں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ یاد رکھو، قاری تین قسم کے ہوتے ہیں۔ مومن، منافق اور فاجر۔ راوی حدیث ولید سے جب ان کے شاگرد نے اس کی تفصیل پوچھی تو آپ نے فرمایا، "ایماندار تو اس (نماز) کی تصدیق کریں گے۔ نفاق والے اس پر عقیدہ نہ رکھیں گے اور فاجر اس سے اپنی شکم پری کرے گا"۔ (سلسلہ احادیث صحیحہ:258، عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر بحت آیت مذکورہ)

ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اصحاب صفہ کے لیے جب کچھ خیرات بھجواتیں تو کہہ دیتیں کہ بربری مرد و عورت کو نہ دینا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ یہی وہ ناخلف ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ (مستدرک حاکم:2/244)

محمد بن کعب قرظی کا فرمان ہے کہ "مراد اس سے مغرب کے بادشاہ ہیں جو بدترین بادشاہ ہیں"۔

حضرت کعب احبار رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اللہ کی قسم میں منافقوں کے وصف قرآن کریم میں پاتا ہوں۔ یہ نشے پینے والے، نمازیں چھوڑنے والے، شطرنج چوسر وغیرہ کھیلنے والے، عشاء کی نمازوں کے وقت سو جانے والے، کھانے پینے میں مبالغہ اور تکلف کر کے پیٹو بن کر کھانے والے، جماعتوں کو چھوڑنے والے۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، مسجدیں ان لوگوں سے خالی نظر آتی ہیں اور بیٹھکیں بارونق بنی ہوئی ہیں۔

ابو اشہب عطاردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، داؤد علیہ السلام پر وحی آئی کہ "اپنے ساتھیوں کو ہوشیار کر دے کہ وہ اپنی

نفسانی خواہشوں سے باز رہیں، جن کے دل خواہشوں کے پھیر میں رہتے ہیں، میں ان کی عقلوں پر پردہ ڈال دیتا ہوں۔ جب کوئی بندہ شہوت میں اندھا ہو جاتا ہے تو سب سے ہلکی سزا میں اسے یہ دیتا ہوں کہ اپنی اطاعت سے اسے محروم کر دیتا ہوں"۔ (عمادالدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

مسند احمد میں ہے، مجھے اپنی امت پر دو چیزوں کا بہت ہی خوف ہے ایک تو یہ کہ لوگ جھوٹ کے اور بناؤ کے اور شہوت کے پیچھے پڑ جائیں گے اور نمازوں کو چھوڑ بیٹھیں گے، دوسرے یہ کہ منافق لوگ دنیا دکھاوے کو قرآن کے عامل بن کر سچے مومنوں سے لڑیں جھگڑیں گے۔ (مسند احمد: 4/156)

»غَیًّا« کے معنی خسران اور نقصان اور برائی کے ہیں۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "»غی« جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جو بہت گہری ہے اور نہایت سخت عذابوں والی۔ اس میں خون پیپ بھرا ہوا ہے"۔

ابن جریر میں ہے، لقمان بن عامر فرماتے ہیں، میں ابوامامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے التماس کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی حدیث مجھے سنائیں۔ آپ نے فرمایا، سنو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر دس اوقیہ کے وزن کا کوئی پتھر جہنم کے کنارے سے جہنم میں پھینکا جائے تو وہ پچاس سال تک تو جہنم کی تہ میں نہیں پہنچ سکتا۔ پھر وہ غی اور اثام میں پہنچے گا۔ غی اور اثام جہنم کے نیچے کے دو کنویں ہیں جہاں دوزخیوں کا لہو پیپ جمع ہوتا ہے۔ غی کا ذکر آیت »فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا« (مریم 19:59) میں ہے اور اثام کا ذکر آیت »وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا« (الفرقان 25:68) میں ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری 23790؛ عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

پھر فرماتا ہے "ہاں جو ان کاموں سے توبہ کر لے یعنی نمازوں کی سستی اور خواہش نفسانی کی پیروی چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالے گا، اس کی عاقبت سنوار دے گا، اسے جہنم سے بچا کر جنت میں پہنچائے گا، توبہ اپنے سے پہلے کے تمام گناہوں کو معاف کرا دیتی ہے"۔

اور حدیث میں ہے کہ توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے بے گناہ۔ (سنن ابن ماجہ: 4250)

یہ لوگ جو نیکیاں کریں، ان کے اجر انہیں ملیں گے کسی ایک نیکی کا ثواب کم نہ ہوگا۔ توبہ سے پہلے کے گناہوں پر کوئی پکڑ نہ ہوگی۔ یہ ہے کرم اس کریم کا اور یہ ہے حلم اس حلیم کا کہ توبہ کے بعد اس گناہ کو بالکل مٹا دیتا ہے ناپید کر دیتا ہے۔ سورۃ الفرقان میں

»وَالَّذِینَ لَا یَدْعُونَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَرَ وَلَا یَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُونَ وَمَن یَفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا یُضَاعَفْ لَہُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَیَخْلُدْ فِیہِ مُھَانًا اِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِھِمْ حَسَنَاتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُورًا رَّحِیمًا«

(الفرقان 25:68-70)

گناہوں کا ذکر فرما کر ان کی سزاؤں کا بیان کر کے پھر استثناً کیا اور فرمایا کہ اللہ غفور ورحیم ہے۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیَاةَ الدُّنْیَا یَا لَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَا اُوْتِیَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ وَّقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَیْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَمَا یُلَقّٰهَا اِلَّا الصَّابِرُوْنَ ○ ﴾ (القصص: 80-79)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں، بولے وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے ہیں کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا جیسا قارون کو ملا بے شک اس کا بڑا نصیب ہے ○ اور بولے وہ جنہیں علم دیا گیا خرابی ہو تمہاری اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لئے جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے، اور یہ انہیں کو ملتا ہے جو صبر والے ہیں ○

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ○ ﴾ (التکاثر: 8)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی ○

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِیْهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ یَصْلَاهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ○ ﴾ (بنی اسرائیل: 18)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو یہ جلدی والی چاہے ہم اسے اس میں جلد دے دیں گے جو چاہیں جسے چاہیں پھر اس کے لئے جہنم کر دیں گے اس میں جائے مذمت کیا ہوا دھکے کھاتا ○

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ.

اور اس موضوع کے متعلق آیات بکثرت موجود ہیں۔

(۴۹۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ شَعِیْرٍ یَوْمَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ حَتّٰی قُبِضَ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ: مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلَاثَ لَیَالٍ تِبَاعًا حَتّٰی قُبِضَ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے اہل خانہ نے کبھی بھی دو دن پیٹ بھر کر جو کی روٹی نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: جب سے حضرت محمد ﷺ مدینہ تشریف لائے آپ کے اہل خانہ نے کبھی مسلسل تین روز

494: اخرجہ احمد، رقم الحدیث: 9/25279، بخاری، رقم الحدیث: 5416، مسلم، رقم الحدیث: 22/2970، الترمذی، رقم الحدیث: 2357

تک گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں، بلکہ ایک دن روٹی ایک دن صرف کھجوریں، پانی یا فاقہ ہوتا تھا، حضور کا یہ فقر و فاقہ اختیاری تھا اگر چاہتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کے پہاڑ ہوتے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اس فقر و فاقہ کو اختیار فرمانے میں تا قیامت فقراء

کو تسلی دینا مقصود تھی۔

خیال رہے کہ فتح خیبر کے بعد حضور انور ہر زوجہ پاک کو ایک سال کی کھجوریں عطا فرمادیتے تھے کیونکہ خیبر میں باغات کثرت سے ہیں وہاں سے حضور کے حصے کی کھجوریں بہت آتی تھیں۔ یہاں مسلسل دو دن تک روٹی سے سیر ہونے کی نفی ہے لہٰذا یہ حدیث اس واقعہ کے خلاف نہیں کہ وہاں کھجوروں کی عطا ثابت ہے، نیز حضور کے گھر والے ایک دن خود کھاتے تھے دوسرے دن کا کھانا فقراء مسکین کو دیتے تھے۔ بہرحال یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں حضور انور پر آخری زمانہ میں دولت کی بارش ہوگئی تھی مگر سب لوگوں پر تقسیم فرمادیتے تھے ان فتوحات سے پہلے طریقہ مبارکہ یہ تھا۔ شعر

اور کبھی تھوڑی کھوسریں کھانا پانی پی کر پھر رہ جانا     دو دو مہینے یوں ہی گزارا صلی اللہ علیہ وسلم

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۸۱)

(۴۹۵) وَعَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ: وَاللّٰهِ، يَا ابْنَ أُخْتِيْ، إِنْ كُنَّا نَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ، ثُمَّ الْهِلَالِ: ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِيْ شَهْرَيْنِ، وَمَا أُوْقِدَ فِيْ أَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ ۔ قُلْتُ: يَا خَالَةُ، فَمَا كَانَ يُعِيْشُكُمْ؟ قَالَتْ: اَلْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيْرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَكَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوْا يُرْسِلُوْنَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَلْبَانِهَا فَيَسْقِيْنَا ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتی تھیں: اللہ کی قسم! اے بھانجے! ہم ایک چاند کے بعد دوسرا چاند دیکھتے دو ماہ میں تین چاند دیکھتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: اے خالہ جان! آپ کی گزر اوقات کیسے ہوتی

---

495: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 2567، مسلم، رقم الحدیث: 2972، ابن حبان، رقم الحدیث: 6348

تھی۔فرمایا: ہماری گزر اوقات دو سیاہ چیزوں پر ہوتی تھی یعنی کھجور اور پانی پر سوائے اس کے کہ کچھ انصار رسول اللہ ﷺ کے پڑوسی تھے۔ انہوں نے کچھ شیر دار اونٹنیاں یا بکریاں آپ ﷺ کو دودھ دینے کے لئے مختص کر رکھی تھیں۔ اور وہ ان کا دودھ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ ہمیں وہ دودھ پلا دیتے تھے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

دو کالی چیزوں سے مراد چھوہارے اور پانی ہے کہ چھوہارے تو کالے ہوتے ہیں۔ پانی کو تغلیبًا کالا فرمایا گیا جیسے چاند و سورج کو قمرین اور امام حسن اور حسین کو حسنین اور حضرت ابوبکر و عمر کو عمرین کہا جاتا ہے۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف تک ہم نے کھجوریں و پانی بھی خوب سیر ہو کر نہ کھائیں۔ فتح خیبر سے پہلے تو اس لیے کہ گھر میں یہ سامان زیادہ نہ ہوتا تھا اور فتح خیبر کے بعد اس لیے کہ حضور انور کو بہت سیر ہو کر کھانا پسند نہ تھا اگرچہ ہر گھر میں سال بھر کے جو اور چھوہارے موجود ہوتے تھے لہٰذا حدیث واضح ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۴۴)

(۴۹۶) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْمُقْبُرِیِّ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهٗ مَرَّ بِقَوْمٍ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ شَاةٌ مَّصْلِیَّةٌ، فَدَعَوْهُ فَاَبٰی اَنْ یَّاْکُلَ ۔ وَقَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْیَا وَلَمْ یَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِیْرِ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

”مَصْلِیَّةٌ“ بِفَتْحِ الْمِیْمِ: اَیْ مَشْوِیَّةٌ ۔

حضرت ابوسعید المقبری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ لوگوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دعوت دی تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ نے کبھی پیٹ بھر کر جو کی روٹی بھی نہیں کھائی تھی۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

496: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 5414

## حلِ لغات:

مصلية: میم کے فتحہ کے ساتھ بمعنیٰ: بھنی ہوئی۔

## شرح:

حضرت ابو ہریرہ کے انکار کی وجہ آگے آ رہی ہے اس وقت کچھ حضور کے ان حالات کا دھیان آ گیا تو دل بے قرار ہوگیا، بھونی بکری کھانے کی طرف مائل نہ ہوئے اس لیے نہ کھانا کھایا۔ دوسرے اوقات میں حضرت ابو ہریرہ نے اچھے کھانے بھی کھائے ہیں، اچھے کپڑے بھی پہنے ہیں، دل کے حالات مختلف ہوتے ہیں جیسا کہ ہر شخص کو تجربہ ہے۔

یعنی مجھے اس وقت خیال یہ آ گیا ہے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تو زندگی شریف میں جو کی روٹی سے مسلسل سیر نہ ہوئے اور میں بھونی بکری کھاؤں دل نہیں چاہتا۔ ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ فتح خیبر سے پہلے تو آمدنی کم ہونے کی وجہ سے یہ حالت تھی اور فتح خیبر کے بعد ترک دنیا بہت سخاوت کی وجہ سے یہ حالت رہی لہٰذا حدیث واضح ہے۔ خیال رہے کہ یہاں مسلسل نہ کھانے کا ذکر ہے لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضور انور نے بھنا مرغ بھی کھایا ہے مگر کبھی شاذ و نادر۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۸۲)

(۴۹۷) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: لَمْ یَاْکُلِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی خِوَانٍ حَتّٰی مَاتَ، وَمَا اَکَلَ خُبْزًا مُّرَقَّقًا حَتّٰی مَاتَ ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ: وَلَا رَاٰی شَاۃً سَمِیْطًا بِعَیْنِہٖ قَطُّ ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دسترخوان پر کھانا نہیں کھایا حتیٰ کہ آپ کا انتقال ہوگیا اور نہ ہی آپ نے اپنے انتقال تک کبھی عمدہ روٹی کھائی۔ (بخاری)

اور بخاری ہی کی ایک روایت میں ہے: آپ نے کبھی آنکھ سے سالم بھنی ہوئی بکری نہیں دیکھی۔

(۴۹۸) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، قَالَ: لَقَدْ رَاَیْتُ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَمَا یَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا یَمْلَاُ بِہٖ بَطْنَہٗ ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

"اَلدَّقَلُ": تَمْرٌ رَدِیْءٌ ۔

◀ ◀ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کو ردی کھجور میسر نہیں ہوتی تھی کہ آپ پیٹ بھر سکیں۔ (مسلم)

---

497: اخرجہ احمد، رقم الحدیث: 4/12298۔ البخاری، رقم الحدیث: 8385، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3309۔ ابن حبان، رقم الحدیث: 6355، الترمذی، رقم الحدیث: 2363، الشمائل، رقم الحدیث: 152، بیہقی، رقم الحدیث: 342/1

498: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 5414

## تعارفِ راوی:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 161 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

الدقل: ردی کھجور کو کہتے ہیں۔

## شرح:

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "سولہ سال سے میں نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا کیونکہ یہ بدن کو بھاری کرتا، دل کو سخت کرتا، ذہانت کو ختم کرتا، نیند کو غالب کرتا اور بندے کو عبادت میں سُست کرتا ہے۔"

(حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، الحدیث ۱۳۳۸۶، ج۹، ص۱۳۵)

(۴۹۹) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ مِنْ حِيْنِ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔ فَقِيْلَ لَهُ: هَلْ كَانَ لَكُمْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَاخِلُ؟ قَالَ: مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْخُلًا مِّنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَقِيْلَ لَهُ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَاْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ؟ قَالَ: كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ، فَيَطِيْرُ مَا طَارَ، وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

قَوْلُهُ: "النَّقِيّ" هُوَ بِفَتْحِ النُّوْنِ وَكَسْرِ الْقَافِ وَتَشْدِيْدِ الْيَاءِ: وَهُوَ الْخُبْزُ الْحُوَّارى، وَهُوَ: الدَّرْمَكُ ۔ قَوْلُهُ: "ثَرَّيْنَاهُ" هُوَ بِثَاءٍ مُّثَلَّثَةٍ، ثُمَّ رَاءٍ مُّشَدَّدَةٍ، ثُمَّ يَاءٍ مُّثَنَّاةٍ مِّنْ تَحْتُ ثُمَّ نُوْنٍ، اَیْ: بَلَلْنَاهُ وَعَجَنَّاهُ ۔

◀ ◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اس وقت سے لے کر انتقال تک آپ نے کبھی چھنے ہوئے آٹے یا میدے کی روٹی نہیں دیکھی۔ ان سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تمہارے پاس چھلنیاں ہوتی تھیں؟ فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اس وقت سے لے کر آپ کے انتقال تک آپ نے کبھی چھلنی نہیں دیکھی۔ عرض کیا گیا: تم بغیر چھنے جَو کیسے کھاتے تھے؟ فرمایا: ہم جَو پیس لیتے، پھر اس میں پھونک مارتے' جو اڑنا ہوتا اڑ جاتا اور جو باقی بچتا اس کو گوندھ لیتے۔ (بخاری)

499: اخرجہ احمد، رقم الحدیث: 22877، بخاری، رقم الحدیث: ج1 5410 ترمذی، رقم الحدیث: ج1 2364 وابن ماجہ، رقم الحدیث: ج1 3335 وابن حبان، رقم الحدیث: ج1 6347 والطبرانی، رقم الحدیث: 5796

## تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

آپ ﷺ کے فرمان: النقی: نون کے فتحہ، قاف کے کسرہ اور ہاء کی تشدید کے ساتھ کا مطلب ہے' میدے کی روٹی۔

ثرینّاہ: ثاء مثلثہ پھر راء مشددہ پھر یاء مثناہ اور پھر نون یعنی ہم اس میں پانی ڈالتے اور اس کو گوندھ لیتے۔

## شرح:

یعنی میدہ کھانا تو بہت دور کبھی ملاحظہ بھی نہ فرمایا۔ اللہ کی شان ہے کہ اب مدینہ منورہ میں میدہ کی روٹی عام ہے آٹے کی روٹی بہت کم ملتی ہے اور کہتے ہیں میدہ کی روٹی بہت قسم کی ہوتی ہے مغربی، شامی وغیرہ۔

یعنی ظہور نبوت کے بعد میدہ کی روٹی ملاحظہ نہ فرمائی۔ اس سے پہلے حضور انور نے شام کا سفر کیا ہے اور بحیرہ راہب کی دعوت میں میدہ کی روٹی ملاحظہ فرمائی ہے۔ اس زمانہ میں شام و روم میں میدہ کی روٹی بہت مروج تھی۔ بعد اعلان نبوت حضور حجاز میں رہے اور مال سے بے رغبتی بھی بہت رہی۔) مرقات (سبحان اللہ! یہ ہے حضور کی سادہ اور بے تکلف زندگی۔

بعض روایات میں ہے کہ کسی صاحب نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تمنا کی کہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا کھاؤں، آپ فرمانے لگیں تم نہ کھا سکو گے یہ تو ان کی ہی شان تھی جو کھا گئے اور واقعہ ہے کہ ہم گندم کی روٹی بے چھنے آٹے کی نہیں کھا سکتے چہ جائیکہ جو کی روٹی وہ بھی بے چھنے آٹے کی۔ شعر

کھانا جو دیکھو جو کی روٹی بے چھنا آٹا روٹی بھی موٹی
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا صلی اللہ علیہ وسلم

جس کی تمنا روز نہ کھانا اک دن ناغہ اک دن کھانا
جس دن کھانا شکر کا کرنا صلی اللہ علیہ وسلم

قبضہ میں جس کے ساری خدائی اس کا بچھونا ایک چٹائی
نظروں میں کتنی ہیچ ہے دنیا صلی اللہ علیہ وسلم

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶، ص ۲۳)

(۵۰۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اَوْ لَیْلَةٍ، فَاِذَا هُوَ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ: "مَا اَخْرَجَکُمَا مِنْ بُیُوْتِکُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ؟" قَالَا: اَلْجُوْعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ قَالَ: "وَاَنَا، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، لَاَخْرَجَنِی الَّذِیْ اَخْرَجَکُمَا، قُوْمُوْا" فَقَامَا مَعَهٗ، فَاَتٰی رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَاِذَا هُوَ لَیْسَ فِیْ بَیْتِهٖ، فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ،

500: اخرجہ مسلم، رقم الحدیث: 2038، ترمذی، رقم الحدیث: 2379، ابن حبان، رقم الحدیث: 5217، طبرانی، رقم الحدیث: 185

قَالَتْ: مَرْحَبًا وَّاَهْلًا ـ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَيْنَ فُلَانٌ؟" قَالَتْ: ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا الْمَاءَ ـ اِذْ جَآءَ الْاَنْصَارِيُّ، فَنَظَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، مَا اَحَدُ الْيَوْمَ اَكْرَمَ اَضْيَافًا مِّنِّيْ، فَانْطَلَقَ فَجَاءَهُمْ بِعِذْقٍ فِيْهِ بُسْرٌ وَّتَمْرٌ وَّرُطَبٌ، فَقَالَ: كُلُوْا، وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ" فَذَبَحَ لَهُمْ، فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوْا ـ فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَرَوُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، لَتُسْاَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ، ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰى اَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ـ

قَوْلُهَا: "يَسْتَعْذِبُ" اَيْ: يَطْلُبُ الْمَاءَ الْعَذْبَ، وَهُوَ الطَّيِّبُ ـ وَ"الْعِذْقُ" بِكَسْرِ الْعَيْنِ وَاِسْكَانِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ: وَهُوَ الْكِبَاسَةُ، وَهِيَ الْغُصْنُ ـ وَ"الْمُدْيَةُ" بِضَمِّ الْمِيْمِ وَكَسْرِهَا: هِيَ السِّكِّيْنُ ـ وَ"الْحَلُوْبُ": ذَاتُ اللَّبَنِ ـ

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ ایک دن یا رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے تو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوگئی۔ آپ نے فرمایا: اس وقت تم اپنے گھروں سے کیوں نکلے ہو؟ دونوں حضرات نے عرض کی: یارسول اللہ! بھوک کی وجہ سے۔ فرمایا: اللہ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میرے گھر سے نکلنے کا سبب بھی وہی جس کے لئے تم گھروں سے نکلے ہو۔ اُٹھو؟ سو وہ دونوں بھی اُٹھ کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے گھر تشریف لے گئے۔ وہ انصاری گھر پر نہیں تھے۔ جب عورت نے آپ کو دیکھا تو عرض کیا: خوش آمدید۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فلاں (یعنی صاحب خانہ) کہاں ہے؟ اس نے عرض کی: ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گیا ہے۔ اتنے میں وہ انصاری بھی آ گئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں صحابیوں کو دیکھا تو کہا الحمدللہ! آج کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس کے مہمان میرے مہمانوں سے زیادہ محترم ہوں۔ پھر وہ گئے اور ان حضرات کے لئے کھجور کا ایک خوشہ لائے جس پر کچی پکی تازہ کھجوریں تھیں اور عرض کی: تناول فرمایئے اور چھری پکڑی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: دودھ پینے والی بکری ذبح نہ کرنا۔ سو انصاری نے ان کے لئے بکری ذبح کی تو انہوں نے بکری کا گوشت کھایا۔ کھجور کی اس شاخ سے کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ پس جب وہ شکم سیر ہوگئے اور پیاس بجھا چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت کے دن اس نعمت کے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا تم بھوک کی وجہ سے گھر سے نکلے اور پھر گھر کی طرف لوٹنے سے پہلے تمہیں

یہ نعمتیں عطا ہوئیں۔(مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اس عورت کے قول یستعذب کا معنیٰ ہے: میٹھا عمدہ پانی لینے گئے ہیں۔

العذق: عین کے کسرہ اور ذال معجمہ کے سکون سے پھلدار ٹہنی، خوشہ۔

المدیه: میم کے ضمہ اور کسرہ سے دونوں طرح صحیح ہے۔ اس کا مطلب چھری ہے۔

الحلوب: دودھ دینے والی۔

## شرح:

امام نووی علیہ الرحمۃ خود اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَالسُّؤَالُ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ سُؤَالُ تَعْدِيْدِ النِّعَمِ لَا سُؤَالُ تَوْبِيْخٍ وَّتَعْذِيْبٍ، وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ . وَهٰذَا الْاَنْصَارِيُّ الَّذِيْ اَتَوْهُ هُوَ، اَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ، كَذَا جَآءَ مُبَيَّنًا فِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهٖ .

اور ان نعمتوں کے متعلق سوال ان نعمتوں کو شمار کرنے کے لئے ہوگا نہ کہ عذاب اور زجروتوبیخ کے طور پر۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

اور وہ انصاری جن کے ہاں یہ حضرات تشریف لے گئے تھے وہ حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ تھے۔

ترمذی وغیرہ کی روایت میں اسی طرح صراحۃً مذکور ہوا ہے۔

(۵۰۱) وَعَنْ خَالِدِ بْنِ عُمَرَ الْعَدَوِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ، وَكَانَ اَمِيْرًا عَلَى الْبَصْرَةِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ الدُّنْيَا قَدْ اٰذَنَتْ بِصُرْمٍ، وَّوَلَّتْ حَذَّاءَ، وَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا اِلَّا صُبَابَةٌ كَصُبَابَةِ الْاِنَاءِ يَتَصَابُّهَا صَاحِبُهَا، وَاِنَّكُمْ مُنْتَقِلُوْنَ مِنْهَا اِلٰى دَارٍ لَا زَوَالَ لَهَا، فَانْتَقِلُوْا بِخَيْرِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ، فَاِنَّهٗ قَدْ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ الْحَجَرَ يُلْقٰى مِنْ شَفِيْرِ جَهَنَّمَ فَيَهْوِيْ فِيْهَا سَبْعِيْنَ عَامًا، لَا يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا، وَّاللّٰهِ لَتُمْلَاَنَّ اَفَعَجِبْتُمْ؟! وَلَقَدْ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ عَامًا، وَّلَيَاْتِيَنَّ عَلَيْهَا يَوْمٌ وَّهُوَ كَظِيْظٌ مِّنَ الزِّحَامِ، وَلَقَدْ رَاَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ، حَتّٰى قَرِحَتْ

501: اخرجہ احمد، رقم الحدیث: 167586، مسلم، رقم الحدیث: 2967

اَشْدَاقُنَا، فَالْتَقَطْتُ بُرْدَةً فَشَقَقْتُهَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَاتَّزَرْتُ بِنِصْفِهَا، وَاتَّزَرَ سَعْدٌ بِنِصْفِهَا، فَمَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَصْبَحَ اَمِيْرًا عَلٰى مِصْرٍ مِّنَ الْاَمْصَارِ، وَاِنِّيْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ فِيْ نَفْسِيْ عَظِيْمًا، وَّعِنْدَ اللّٰهِ صَغِيْرًا .رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَوْلُهُ: "اٰذَنَتْ" هُوَ بِمَدِّ الْاَلِفِ، اَیْ: اَعْلَمَتْ .وَقَوْلُهُ: "بِصُرْمٍ" هُوَ بِضَمِّ الصَّادِ، اَیْ: بِانْقِطَاعِهَا وَفَنَائِهَا .وَقَوْلُهُ: "وَوَلَّتْ حَذَّاءَ" هُوَ بِحَاءٍ مُّهْمَلَةٍ مَفْتُوْحَةٍ، ثُمَّ ذَالٍ مُعْجَمَةٍ مُشَدَّدَةٍ، ثُمَّ اَلِفٍ مَّمْدُوْدَةٍ، اَیْ: سَرِيْعَةٍ .وَ"الصُّبَابَةُ" بِضَمِّ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ وَهِیَ: الْبَقِيَّةُ الْيَسِيْرَةُ .وَقَوْلُهُ: "يَتَصَابُّهَا" هُوَ بِتَشْدِيْدِ الْبَاءِ قَبْلَ الْهَآءِ، اَیْ: يَجْمَعُهَا .وَ"الْكَظِيْظُ": الْكَثِيْرُ الْمُمْتَلِیءُ .وَقَوْلُهُ: "قَرِحَتْ" هُوَ بِفَتْحِ الْقَافِ وَكَسْرِ الرَّاءِ، اَیْ صَارَتْ فِيْهَا قُرُوْحٌ .

◀◀ حضرت خالد بن عمر العدوی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماے ہیں کہ عتبہ بن غزوان جو بصرہ کے امیر تھے۔ انہوں نے ہمیں خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور پھر فرمایا: امابعد! بے شک دنیا نے اپنے خاتمے کا اعلان کر دیا ہے' اور وہ بڑی تیزی سے جارہی ہے' اور اس دنیا میں اسی قدر باقی رہ گیا ہے جتنا کہ برتن کا تلچھٹ' اور اس کا مالک اس سے فائدہ حاصل کر رہا ہے۔ تم اس دنیا سے اس گھر کی طرف منتقل ہونے والے ہو جس کو فنا نہیں۔ اس لئے جو چیز تمہارے پاس سب سے بہتر ہے اس کو لے کر اس گھر کی طرف منتقل ہو۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ جہنم کے کنارے سے ایک پتھر پھینکا جائے گا۔ وہ پتھر ستر سال تک جہنم میں نیچے کی طرف چلتا جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود وہ جہنم کی تہ تک نہیں پہنچے گا۔ اللہ کی قسم! اس جہنم کو ضرور پُر کیا جائے گا۔ کیا تمہیں اس پر تعجب ہے؟ اور ہم سے بھی یہ بیان کیا گیا کہ جنت کے دروازوں کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہوگی۔ اس پر ایک دن ضرور ایسا آئے گا جب وہ ہجوم سے پُر ہو جائے گا۔ اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سات آدمیوں میں سے ساتواں تھا۔ ہمارے پاس درخت کے پتوں کے علاوہ کھانے کو کچھ نہ تھا۔ یہاں تک کہ ہماری باچھیں زخمی ہو گئیں۔ سو میں نے ایک چادر حاصل کی اور اسے اپنے اور سعد بن مالک کے درمیان تقسیم کر دیا۔ نصف چادر کو میں نے تہ بند کے طور پر استعمال کیا اور نصف کو سعد بن مالک نے' اور آج ہم میں سے ہر ایک کسی شہر کا امیر ہے۔ میں اس بات سے اللہ کریم کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں تو اپنے آپ کو عظیم سمجھوں لیکن اللہ کے نزدیک میں بہت حقیر سمجھا جاؤں۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

عتبہ ابن غزوان: آپ مازنی ہیں، پرانے مؤمن ہیں، پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر مدینہ منورہ کی طرف، بدر وغیرہ میں شریک ہوئے، آپ ساتویں مسلمان ہیں، حضرت عمر نے آپ کو بصرہ کا حاکم بنایا، پھر آپ حضرت عمر کے پاس

آئے تو آپ نے وہاں ہی واپس فرمادیا راستے میں انتقال ہوا ۵۷ سال عمر ہوئی ۵۱ میں وفات ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حلِ لغات:

**اذنت:** الف کی مد کے ساتھ کا مطلب ہے: اس نے اعلان کر دیا۔

**بصرم:** صاد کے ضمہ کے ساتھ خاتمے اور فناء کا۔

**وولت حذاء حا:** ھاء مہملہ مفتوحہ کے ساتھ پھر ذال معجمہ مشددہ پھر الف ممدودہ ہے یعنی جلدی سے

**الصبابة:** صاد مہملہ پر ضمہ اس کا مطلب ہے: تلچھٹ بھوسی

**بتهابها:** ھاء سے پہلے باء مشدد ہے۔ بمعنیٰ جمع کر رہا ہے۔

**الكظيظ:** بہت زیادہ بھرا ہوا۔

**قرحت:** قاف کے فتحہ اور راء کے کسرہ کے ساتھ یعنی اس میں زخم آ گئے۔

## شرح:

سادگی:۔ خوراک، پوشاک، سامان زندگی، رہن سہن ہر چیز میں بے جا تکلفات سے بچنا اور زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی رکھنا یہ بہت ہی پیاری عادت اور نہایت ہی نفیس خصلت ہے۔ سادہ طرز زندگی میں، میری ہو یا فقیری، ہر جگہ ہر حال میں راحت ہی راحت ہے اس عادت والا آدمی نہ کسی پر بوجھ بنتا ہے نہ خود قسم قسم کے بوجھوں سے زیر بار ہوتا ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم اور آپکی مقدس بیویوں کا وہ مبارک طریقہ ہے جو تمام دنیا کے مردوں اور عورتوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ ہر مسلمان مرد اور عورت کو چاہے کہ سادگی کی زندگی بسر کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کی اس سنت کریمہ پر عمل کرے اور دنیا و آخرت کی راحتوں اور سعادتوں سے سرفراز ہو۔

(۵۰۲) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَخْرَجَتْ لَنَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كِسَاءً وَّاِزَارًا غَلِيْظًا، قَالَتْ: قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَيْنِ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک چادر اور ایک موٹا تہ بند نکال کر دکھایا اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ان دو کپڑوں میں ہوا تھا۔ (متفق علیہ)

---

502: بخاری، رقم الحدیث: 4943/4432، مسلم، رقم الحدیث: 4943/4432، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4943/4432، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4943/4432، ابویعلی، رقم الحدیث: 4943/4432، ابن حبان، رقم الحدیث: 6623، عبدالرزاق، رقم الحدیث: 20624، احمد، رقم الحدیث: 9/25051

(۵۰۳) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنِّیْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَلَقَدْ کُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ، وَهٰذَا السَّمُرُ، حَتّٰی اِنْ کَانَ اَحَدُنَا لَیَضَعُ کَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَا لَهٗ خَلْطٌ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

"اَلْحُبْلَةُ" بِضَمِّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْکَانِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ: وَهِیَ وَالسَّمُرُ، نَوْعَانِ مَعْرُوْفَانِ مِنْ شَجَرِ الْبَادِیَةِ ۔

◀◀ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں وہ پہلا عرب ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر چلایا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کرتے تھے' اور ہمارے پاس کیکر کے پتوں کے علاوہ کھانے کو کچھ نہ ہوتا تھا۔ اور قضائے حاجت کے وقت ہمارا فضلہ بکری کی مینگنوں کی طرح ہوتا جس پر لیسدار مادے کا نام ونشان تک نہ ہوتا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 7 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

الحبلة: حائے مہملہ کے ضمہ اور بائے موحدہ کے سکون سے۔ السمر: جنگل کے مشہور درخت یعنی کیکر کی دو قسمیں۔

## شرح:

حبلہ ح کے پیش ب کے سکون سے کیکر یعنی ببول کے بیج۔ نہ معلوم وہ حضرات یہ کیسے کھاتے ہوں گے یہ ہیں ان حضرات کی قربانیاں بے مثال اسلام کی قدر ان سے پوچھو ہم نے کمایا ہوا اسلام پایا ہم کیا قدر کر سکتے ہیں۔
یعنی ہم کو پاخانہ بکری کی مینگنی کی طرح بالکل خشک ہوتا تھا جس میں کوئی تری نہیں، اگر کوئی تر چیز کھائیں تو تری ہو جب پتے اور ببول کے بیج کھائے جائیں گے تو پاخانہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۸، ص ۳۶۹)

(۵۰۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَللّٰهُمَّ

---

503: بخاری، رقم الحدیث:1/1498، مسلم، رقم الحدیث:1/1498، ترمذی، رقم الحدیث:1/1498، نسائی، رقم الحدیث:1/1498، ابن ماجہ، رقم الحدیث:1/1498، احمد، رقم الحدیث:1/1498، دارمی، رقم الحدیث:2415، ابویعلی، رقم الحدیث:732، ابن حبان، رقم الحدیث:6989، حمیدی، رقم الحدیث:78

504: بخاری، رقم الحدیث:6344، مسلم، رقم الحدیث:6344، ترمذی، رقم الحدیث:6344، نسائی، رقم الحدیث:6344، ابن ماجہ، رقم الحدیث:6344، ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث:13/240، بیہقی، رقم الحدیث:6/87، احمد، رقم الحدیث:3/7176

اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ وَالغَرِيْبِ: مَعْنٰى "قُوْتًا" اَیْ: مَا يَسُدُّ الرَّمَقَ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اسی قدر رزق عطا فرما جس سے ان کی زندگی کا رشتہ برقرار رہ سکے۔ (متفق علیہ)

اہل لغت اور الفاظ عربیہ کے ماہرین کہتے ہیں کہ "قوت" سے مراد اتنی خوراک ہے جس سے زندگی کا رشتہ قائم رہ سکے۔

(۵۰۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، اِنْ كُنْتُ لَاَعْتَمِدُ بِكَبِدِیْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ، وَاِنْ كُنْتُ لَاَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِیْ مِنَ الْجُوْعِ ۔ وَلَقَدْ قَعَدْتُّ يَوْمًا عَلٰى طَرِيْقِهِمُ الَّذِیْ يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ، فَمَرَّ بِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَاٰنِیْ، وَعَرَفَ مَا فِیْ وَجْهِیْ وَمَا فِیْ نَفْسِیْ، ثُمَّ قَالَ: "اَبَا هِرٍّ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "الْحَقْ" وَمَضٰى فَاتَّبَعْتُهُ، فَدَخَلَ فَاسْتَاْذَنَ، فَاَذِنَ لِیْ فَدَخَلْتُ، فَوَجَدَ لَبَنًا فِیْ قَدَحٍ، فَقَالَ: "مِنْ اَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ؟" قَالُوْا: اَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ — اَوْ فُلَانَةٌ — قَالَ: "اَبَا هِرٍّ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "الْحَقْ اِلٰى اَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِیْ" قَالَ: وَاَهْلُ الصُّفَّةِ اَضْيَافُ الْاِسْلَامِ، لَا يَاْوُوْنَ عَلٰى اَهْلٍ وَّلَا مَالٍ وَّلَا عَلٰى اَحَدٍ، وَّكَانَ اِذَا اَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا اِلَيْهِمْ، وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا، وَّاِذَا اَتَتْهُ هَدِيَّةٌ اَرْسَلَ اِلَيْهِمْ، وَاَصَابَ مِنْهَا، وَاَشْرَكَهُمْ فِيْهَا ۔ فَسَاءَنِیْ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ: وَمَا هٰذَا اللَّبَنُ فِیْ اَهْلِ الصُّفَّةِ ! كُنْتُ اَحَقَّ اَنْ اُصِيْبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً اَتَقَوّٰى بِهَا، فَاِذَا جَاءُوْا وَاَمَرَنِیْ فَكُنْتُ اَنَا اُعْطِيْهِمْ ؛ وَمَا عَسٰى اَنْ يَّبْلُغَنِیْ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ ۔ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدٌّ، فَاَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ، فَاَقْبَلُوْا وَاسْتَاْذَنُوْا، فَاَذِنَ لَهُمْ وَاَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ، قَالَ: "يَا اَبَا هِرٍّ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "خُذْ فَاَعْطِهِمْ" قَالَ: فَاَخَذْتُ الْقَدَحَ، فَجَعَلْتُ اُعْطِيْهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَیَّ الْقَدَحَ، فَاُعْطِيْهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَیَّ الْقَدَحَ، فَاُعْطِيْهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَیَّ الْقَدَحَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ رَوِیَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ، فَاَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلٰى يَدِهٖ، فَنَظَرَ اِلَیَّ فَتَبَسَّمَ، فَقَالَ: "اَبَا هِرٍّ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "بَقِيْتُ اَنَا وَاَنْتَ" قُلْتُ: صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "اقْعُدْ فَاشْرَبْ" فَقَعَدْتُّ فَشَرِبْتُ، فَقَالَ "اشْرَبْ"

505: بخاری، رقم الحدیث: 3/10684، ترمذی، رقم الحدیث: 3/10684، نسائی، رقم الحدیث: 3/10684، احمد، رقم الحدیث: 3/10684، ابن حبان، رقم الحدیث: 6535، حاکم، رقم الحدیث: 3/4291، بیہقی، رقم الحدیث: 101/0، حلیہ، رقم الحدیث: 1/338

فَشَرِبْتُ، فَمَا زَالَ يَقُوْلُ: "اشْرَبْ" حَتّٰى قُلْتُ: لَا، وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا! قَالَ: "فَاَرِنِيْ" فَاَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَسَمّٰى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں بھوک کی وجہ سے اپنا پیٹ زمین پر رکھتا، اور بھوک کی وجہ سے میں پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں اس راستہ پر بیٹھ گیا جس سے لوگ باہر جاتے تھے۔ سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے تو آپ مجھے دیکھ کر مسکرا دیئے۔ آپ میرے چہرے کے آثار کو دیکھ کر میری حالت کو سمجھ گئے۔ پھر فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کی: لبیک یارسول اللہ! فرمایا: میرے ساتھ چلو اور آپ چل دیئے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ پس آپ گھر میں داخل ہوئے۔ اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی اور مجھے بھی اندر داخل ہونے کی اجازت عطا فرمائی اور میں بھی اندر داخل ہو گیا۔ آپ نے ایک پیالے میں دودھ دیکھا تو فرمایا: یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ اہل خانہ نے عرض کی: فلاں صحابی نے یا فلانہ نے آپ کے لئے ہدیہ بھیجا ہے۔ فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کی: لبیک یارسول اللہ! فرمایا: جا کر اہل صفہ کو بلا لاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل صفہ اسلام کے مہمان ہیں۔ نہ ان کو گھر بار سے رغبت ہے نہ مال و دولت سے، اور نہ وہ کسی شخص کا سہارا لیتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ کا مال آتا تو آپ وہ مال ان اصحاب صفہ کی طرف بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہیں لیتے تھے، اور جب آپ کے پاس کوئی ہدیہ آتا تو آپ ان کے پاس بھیجتے۔ اس میں سے خود بھی استعمال کرتے اور ان کو بھی اس میں شریک فرماتے۔ مجھے یہ بات ناگوار گزری اور میں نے جی میں کہا: اہل صفہ کا اس دودھ سے کیا بنے گا۔ میں اس کا زیادہ مستحق تھا کہ اس دودھ سے چند گھونٹ پیتا اور کچھ قوت حاصل کرتا۔ پس جب اصحاب اہل صفہ آ جائیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ہی ارشاد فرمائیں گے کہ ان کو دودھ پیش کروں۔ اس صورت میں بڑا مشکل ہے کہ دودھ کے چند گھونٹ مجھ تک پہنچیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر چارہ نہ تھا۔ سو میں اصحاب صفہ کے پاس گیا اور ان کو بلا لایا۔ وہ آئے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی، آپ نے اجازت عطا فرمائی، اور وہ گھر میں بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا: لبیک یارسول اللہ! فرمایا: پیالہ پکڑو اور ان کو دو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے پیالہ پکڑا۔ پس میں وہ پیالہ ایک شخص کو دیتا وہ سیر ہو کر دودھ پیتا اور پھر پیالہ مجھے لوٹا دیتا۔ حتیٰ کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا، اور تمام لوگ سیر ہو چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ پکڑ کر اپنے دست اقدس پر رکھا۔ پھر میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کی: لبیک یارسول اللہ! فرمایا: اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا: فرمایا: بیٹھو اور پیو۔ پس میں بیٹھ گیا اور دودھ پینے لگا۔ آپ نے فرمایا: پیو! میں نے پیا۔ آپ مسلسل فرماتے

رہے۔ پیو! حتیٰ کہ میں نے عرض کی: نہیں۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اب مزید گنجائش نہیں۔ فرمایا: مجھے دکھاؤ تو میں نے پیالہ آپ کو پیش کر دیا۔ سو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی، بسم اللہ پڑھی اور باقی دودھ نوش فرمایا۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اتقوّٰی: شدید مضبوط ہونا،

سَمّٰی: از، تسمیۃ بمعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا۔

## شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی مہمان یا حاجت مند آتا تو آپ اس کی خدمت اور مدد فرماتے، ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کافر مہمان کی میزبانی کی اور اس کے لئے بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا پس دودھ دوہا گیا اور وہ اس کا دودھ پی گیا، پھر دوسری بکری کا دودھ دوہا گیا وہ اس کا دودھ بھی پی گیا، پھر تیسری بکری کا دودھ دوہا گیا وہ اس کا دودھ بھی پی گیا یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ پھر صبح کے وقت وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، دودھ دوہا گیا اور وہ اس کا دودھ پی گیا پھر دوسری بکری کا دوہا گیا لیکن وہ مکمل نہ پی سکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان ایک آنت سے پیتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں سے پیتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب المؤمن یاکل فی معی واحد ... الخ، الحدیث: ۵۳۷۹، ص ۱۰۴۶ بتغیر قلیل۔)

(۵۰۶) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ وَاِنِّيْ لَاَخِرُّ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَغْشِيًّا عَلَيَّ، فَيَجِيْءُ الْجَائِيْ، فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلٰى عُنُقِيْ، وَيَرٰى اَنِّيْ مَجْنُوْنٌ وَّمَا بِيْ مِنْ جُنُوْنٍ، مَا بِيْ اِلَّا الْجُوْعُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت محمد بن سیرین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں نے اپنی یہ حالت بھی دیکھی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے درمیان بے ہوش ہو کر گر پڑتا۔ کوئی آدمی آتا اور میری گردن پر پاؤں رکھ دیتا۔ وہ سمجھتا کہ مجھ پر جنون کی کیفیت طاری ہے حالانکہ مجھے جنون وغیرہ کچھ نہ ہوتا میری یہ حالت بھوک کی وجہ سے ہوتی تھی۔ (بخاری)

506: بخاری، رقم الحدیث: 7324، ترمذی، رقم الحدیث: 2374

## تعارف راوی:

محمد ابن سیرین حضرت انس ابن مالک کے آزاد کردہ غلام ہیں، عظیم الشان تابعی ہیں، بڑے فقیہ محدث عالم باعمل تھے، ستتر ۷۷ سال عمر پائی ۱۱۰ھ (ایک سودس) میں وفات ہوئی، بصرہ کے پاس خواجہ حسن بصری کے ساتھ ایک ہی حجرہ میں دفن ہیں۔ فقیر نے قبر شریف کی زیارت کی ہے آپ اپنے زمانہ میں علم تعبیر کے امام تھے۔

(مرأۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۶، ص450)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

پیٹ بھر کر کھانا مُباح یعنی جائز ہے مگر "پیٹ کا قفلِ مدینہ" لگاتے ہوئے یعنی اپنے پیٹ کو حرام اور شُبھات سے بچاتے ہوئے حلال غذا بھی بھوک سے کم کھانے میں دین و دنیا کے بے شُمار فوائد ہیں۔ کھانا مُیَسَّر نہ ہونے کی صورت میں مجبوراً بھوکا رہنا کوئی کمال نہیں، وافر مقدار میں کھانا موجود ہونے کے باوُجُود محض رِضائے الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کی خاطِر بھوک برداشت کرنا یہ حقیقت میں کمال ہے۔ چُنانچِہ روایت ہے، "سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، دو جہاں کے مالِک و مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اختیاری طور پر بھوک برداشت فرماتے تھے۔" (شُعَبُ الایمان ج ۵ ص ۲۶ حدیث ۵۶۴۰)

(۵۰۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ فِيْ ثَلَاثِيْنَ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو آپ کی زرہ تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے پاس رہن (گروی) رکھی ہوئی تھی۔ (متفق علیہ)

(۵۰۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَهُ بِشَعِيْرٍ، وَّمَشَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَّاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، وَّلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: "مَا اَصْبَحَ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَاعٌ وَلَا اَمْسٰى" وَاِنَّهُمْ لَتِسْعَةُ اَبْيَاتٍ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

"اَلْاِهَالَةُ" بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ: الشَّحْمُ الذَّائِبُ . وَ"السَّنِخَةُ" بِالنُّوْنِ وَالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ: وَهِيَ الْمُتَغَيِّرَةُ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کے عوض اپنی زرہ رہن رکھی، اور میں جو کی روٹی اور پگھلی ہوئی متغیر شدہ چربی لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا:

---

507: بخاری، رقم الحدیث:2917، مسلم، رقم الحدیث:1603، نسائی، رقم الحدیث:4623، ابن ماجہ، رقم الحدیث:2436

508: بخاری، رقم الحدیث:2069

محمد (ﷺ) کی آل کو نہ کبھی صبح کو صاع بھر طعام میسر آیا اور نہ شام کو اور آپ کی آل نو گھروں پر مشتمل تھی۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**الاھالۃ:** ہمزہ کے کسر کے ساتھ پگھلی ہوئی چربی کو کہتے ہیں۔

**السنخۃ:** نون اور خائے معجمہ کے ساتھ۔ بدلی ہوئی چیز کو کہتے ہیں۔

## شرح:

اہالہ پگھلائی ہوئی چربی اور سنخہ پرانی چربی جس میں پرانی ہونے کی وجہ سے بو پیدا ہوگئی ہو۔ معلوم ہوا کہ ایسی چربی حلال ہے کہ یہ مضر صحت نہیں ہوتی مگر سڑا بھنا کھانا صحت کے لیے بہت مضر ہے اس لیے اس کا کھانا جائز نہیں۔
حتیٰ کہ جب حضور انور کی وفات ہوئی تو زرہ یہودی کے ہاں گروی رکھی ہوئی حضرت ابو بکر صدیق نے چھڑائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے تجارتی لین دین مالی معاملات جائز ہیں اگرچہ ان کی آمدنی حرام و حلال سے مخلوط ہو، یہود کی حرام خوری پر قرآن مجید گواہ ہے "لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوٰلَ النَّاسِ بِالْبٰطِلِ" مگر حضور انور نے ان سے قرض لیا کفار کے ہدیے قبول فرمائے۔
آل محمد سے مراد حضور کی ازواج پاک ہیں اور یہ واقعہ فتح خیبر سے پہلے کا ہے، فتح خیبر کے بعد حضور انور ہر بیوی صاحبہ کو سال بھر کا خرچ دیدیتے تھے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۷، ص ۸۳)

(۵۰۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ، مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ، اِمَّا اِزَارٌ وَاِمَّا كِسَاءٌ، قَدْ رَبَطُوا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهٖ كَرَاهِيَةَ اَنْ تُرٰى عَوْرَتُهٗ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر حضرات کو دیکھا ہے جن میں سے کسی کے پاس بڑی چادر نہیں تھی۔ ان کے پاس یا تو صرف تہ بند ہوتا یا ایک چادر جسے وہ اپنی گردن سے باندھ لیتے۔ کسی کا کپڑا نصف پنڈلیوں تک پہنچتا اور کسی کا ٹخنوں تک اور وہ ہاتھوں کے ساتھ کپڑے کو اکٹھا رکھنے کی کوشش کرتے کہ مبادا ستر کھل جائے۔ (بخاری)

(۵۱۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

---

509: بخاری، رقم الحدیث:2508,2069

510: بخاری، رقم الحدیث:9/24264، احمد، رقم الحدیث:9/24264، ابن حبان، رقم الحدیث:636

اُدُمٍ حَشْوُهُ لِيفٌ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا، جسے کھجور کی چھال وغیرہ سے بھرا گیا تھا۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

بعض لوگوں نے لیف کے معنی کیے ہیں کھجور کی چھال، یہ غلط ہے چھال بہت سخت ہوتی ہے۔ لیف کھجور کے درخت کا گودا جو نرم ہوتا ہے، عرب شریف میں کم چوڑے بہت لمبے گدیلے تکیہ نما ہوتے ہیں ان پر سویا جاتا ہے یہاں وہی مراد ہے یعنی حضور کے سونے کا بستر ایسے گدیلے تھے سردی میں یہ بستر تھا اور گرمیوں میں ٹاٹ لہٰذا یہ حدیث ٹاٹ والی حدیث کے خلاف نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۶ ص ۱۵۴)

(۵۱۱) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِذْ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، ثُمَّ اَدْبَرَ الْاَنْصَارِيُّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا اَخَا الْاَنْصَارِ، كَيْفَ اَخِيْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ؟" فَقَالَ: صَالِحٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ يَّعُوْدُهُ مِنْكُمْ؟" فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ، وَنَحْنُ بِضْعَةَ عَشَرَ، مَا عَلَيْنَا نِعَالٌ، وَّلَا خِفَافٌ، وَّلَا قَلَانِسُ، وَلَا قُمُصٌ، نَمْشِيْ فِيْ تِلْكَ السِّبَاخِ، حَتّٰى جِئْنَاهُ، فَاسْتَاْخَرَ قَوْمُهُ مِنْ حَوْلِهِ حَتّٰى دَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ مَعَهُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ایک انصاری آیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو السلام علیکم کہا اور پھر واپس پلٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے انصار کے بھائی! برادرم سعد بن عبادہ کا کیا حال ہے؟ اس انصاری نے عرض کی: ٹھیک ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کون ان کی عیادت کے لئے جائے گا۔ یہ فرما کر آپ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ہم دس سے کچھ زیادہ آدمی تھے۔ ہمارے پاس نہ جوتے تھے، نہ موزے، نہ ٹوپیاں تھیں نہ قمیصیں، ہم چٹیل زمین پر چلتے رہے حتیٰ کہ ہم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچ گئے پس ان کی قوم کے افراد ان کے پاس سے پیچھے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے نزدیک ہو گئے۔ (مسلم)

511: اخرجہ مسلم، رقم الحدیث: 925

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:13 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

خِفَافٌ: موزے، چمڑے کی جرابیں۔

قَلَانِس: ٹوپیاں۔

## شرح:

حضرتِ سیدنا ابوسَعِید خُدرِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خاتَمُ الْمُرسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ پانچ اعمال ایسے ہیں جو انہیں ایک دن میں کریگا اللہ عزوجل اسے جنتیوں میں لکھے گا، (۱) مریض کی عیادت کرنا، (۲) جنازے میں حاضر ہونا، (۳) ایک دن کا روزہ رکھنا، (۴) جمعہ کے لئے جانا اور (۵) غلام آزاد کرنا۔" (مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب مایفعل من الخیر یوم الجمعۃ، رقم ۳۰۲۷، ج۲، ص۳۸۲)

(۵۱۲) وَعَنْ عِمْرَانَ بنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أنه قَالَ: "خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" قَالَ عِمْرَانُ: فَمَا أَدْرِي قَالَ النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا "ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَّشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ، وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ، وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ، وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہتر میرے عہد کے لوگ ہیں پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے یاد نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دو مرتبہ فرمائی یا تین مرتبہ۔ پھر ان کے بعد وہ لوگ آئیں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی نہیں طلب کی جائے گی۔ وہ امانت میں خیانت کریں گے اور امانتیں ان کے سپرد نہیں کی جائیں گی۔ اور وہ نذریں مانیں گے اور ان کو پورا نہیں کریں گے اور ان میں موٹا پا ظاہر ہو جائے گا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 24 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

512: اخرجہ بخاری، رقم الحدیث: 2651، مسلم، رقم الحدیث: 2535، والنسائی، رقم الحدیث: 3818

## شرح:

خدائے بزرگ وبرتر، رحمٰن ورحیم عزوجل کا ہم ناتوانوں پر کروڑہا کروڑ احسان، کہ اس نے ہمیں دولت ایمان اوردامنِ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم نعمت سے نوازا۔ وہ رحیم وکریم پروردگارعزوجل تو اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے، لیکن انسان اس کا ناشکرا اور نافرمان ہے، اللہ رب العزت عزوجل نے انسانوں کی بھلائی کے لئے انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کومبعوث فرمایا۔ اُن پاکیزہ ہستیوں نے انسان کو خالق لم یزل عزوجل کی اطاعت وفرمانبرداری کی دعوت دی۔ انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا یہ سلسلہ چلتا رہا اور خاتم النبیین، شفیع المذنبین، رحمۃٌ لِّلعالمین، محبوبِ ربُّ العالمین عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت شریف پرختم ہوگیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل انسانیت، تباہی وبربادی کے عمیق گڑھے میں گری ہوئی تھی، ہرطرف کفروشرک اور جہالت وگمراہی کا دوردورہ تھا، ظلم وستم، بے حیائی، شراب وکباب کی محفلیں، دھوکابازی، جوا، سودی لین دین، قتل وغارت الغرض ہرطرف برائیوں کے سیاہ بادلوں نے گھٹاٹوپ اندھیرا کررکھا تھا۔ اس وقت کوئی ایسا چراغ نہ تھا جو اس اندھیرے کوختم کر کے دنیا کو اپنی ضیاء سے منور کرتا۔

پھر جب کفروشرک کے اندھیروں میں بھٹکے ہوئے انسانوں کو کعبے کے بدرالدجیٰ، طیبہ کے شمس الضحیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور نے اپنے حلقے میں لیا، تو ان کی بے چین روحوں اور شکستہ دلوں کو قرار نصیب ہوا۔ کفروشرک کے سیاہ بادل چھٹ گئے، ظلم وستم کی آندھیاں تھم گئیں، بحرِ ظلمات کی تلاطم خیز لہریں ساکن ہوگئیں، متلاشیانِ حق منزلِ مقصود پانے کے لئے اس منارہ نور کی گرداگرد جمع ہوگئے، اس آفتاب رسالت کی کرنوں سے اندھے شیشے جگمگانے لگے، چہار دانگِ عالم میں اسلام کی حقانیت کے ڈنکے بجنے لگے۔ شمع رسالت کے پروانوں نے اسلام کا نور دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچانا شروع کردیا۔

شیطانِ لعین جو کہ مسلمانوں کا کھلا دشمن ہے اس سے اسلام کی یہ شان وشوکت نہ دیکھی گئی، چنانچہ وہ مردود اور اس کے چیلے اسلام کی شمع کو بجھانے کی مذموم کوشش میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے لگے مگر اسلام کے شیدائیوں (حضرات صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین عظام اور پھر اولیاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے جان کی بازی لگادی اور اس شمع کو بجھنے نہ دیا۔

جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ظاہری حیات کے ساتھ اس دنیا میں جلوہ گر رہے اسلام روز بروز ترقی کرتا رہا، لیکن جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا، تو شیطان اور اس کا طاغوتی لشکر، اسلام کے لہلاتے گلشن کو تباہ وبرباد کرنے کے مذموم ارادے سے آگے بڑھا، اور بہارِ اسلام کو خزاں میں بدلنے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کردیئے۔ لیکن انہیں اسلام کے چاہنے والوں سے ہر میدان میں شکست اٹھانی

پڑی۔

مگر جب ان مبارک ہستیوں نے یکے بعد دیگرے اس دارِ فانی سے پردہ فرمانا شروع کردیا۔ تو شیطانی لشکر جواب تک ہر "رزمِ حق وباطل" میں ذلیل وخوار ہوتا آرہا تھا اس نے ایک بار پھر مجتمع ہوکر مسلمانوں کو ان کے دین حق سے دور کرنے کی مذموم کوشش شروع کردی۔ لیکن اب پہلے جیسی بات نہ رہی، جو برکتیں اور رحمتیں قرون ثلثہ (یعنی حضرات صحابہ، تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مبارک زمانوں) میں تھیں وہ ان کے بعد نہ رہیں۔ (عیون الحکایات، ج۱، ص۲۰)

(۵۱۳) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "یَا ابْنَ اٰدَمَ، اِنَّکَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَیْرٌ لَّکَ، وَاَنْ تُمْسِکَہٗ شَرٌّ لَّکَ، وَلَا تُلَامُ عَلٰی کَفَافٍ، وَّابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اولاد آدم! اگر تم فالتو مال (راہ خدا میں) خرچ کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم اسے روکے رکھو تو یہ تمہارے لیے اچھا نہیں اور حسب ضرورت مال اپنے پاس رکھنے پر تمہیں ملامت نہیں کی جائے گی اور ابتداء اپنے اہل وعیال سے کرو۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۵۱۴) وَعَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ مُحْصِنٍ الْاَنْصَارِیِّ الْخَطْمِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَصْبَحَ مِنْکُمْ اٰمِنًا فِیْ سِرْبِہٖ، مُعَافًی فِیْ جَسَدِہٖ، عِنْدَہٗ قُوْتُ یَوْمِہٖ، فَکَاَنَّمَا حِیْزَتْ لَہُ الدُّنْیَا بِحَذَافِیْرِھَا" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

"سِرْبِہٖ": بِکَسْرِ السِّیْنِ الْمُھْمَلَۃِ: اَیْ نَفْسِہٖ، وَقِیْلَ: قَوْمُہٗ.

◀ حضرت عبیداللہ بن محصن انصاری الخطمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص صبح کرے اس حال میں کہ اس کا نفس امن میں ہو اور اس کا جسم صحت مند ہو اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک بھی موجود ہو تو گویا اسے ساری دنیا مل گئی ہے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## تعارف راوی:

عبیداللہ ابن محصن: آپ انصاری خطمی ہیں، اہلِ مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

513: ترمذی، رقم الحدیث: 8/22328، مسلم، رقم الحدیث: 8/22328، احمد، رقم الحدیث: 8/22328

514: بخاری، رقم الحدیث: 300، ترمذی، رقم الحدیث: 671، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 671، ابن حبان، رقم الحدیث: 671، حلیہ، رقم الحدیث: 5/249، طبرانی، رقم الحدیث: 1849

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مراۃ المناجیح جلد ہشتم

## حلِ لغات:

سربہ: سین مہملہ کے کسرہ کے ساتھ اس کا مطلب ہے: اس کا نفس اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد قوم ہے۔

## شرح:

سرب سین کے فتحہ یا کسرہ سے ر کے سکون سے بمعنی راستہ، چہرہ، سینہ، دل، نفس، یہاں بمعنی دل ہے یعنی اس کو نہ دشمن کا خوف ہو نہ عذاب الٰہی کا خطرہ کیونکہ اس کا دشمن کوئی نہ ہو اور اس نے کفر یا گناہ نہ کیا ہو۔ اہل عرب کہتے ہیں لیس العید لمن لبس الجدید انما العید لمن امن الوعید یعنی عید اس کی نہیں جو نئے کپڑے پہن لے بلکہ عید اس کی ہے جو عذاب سے امن میں ہو۔

حذافیر جمع ہے حذفورہ کی بمعنی کنارہ جیسے عصفور کی جمع عصافیر، جمہور کی جمع جماہیر۔ لہٰذا حذافیر کے معنی ہوئے کنارے یعنی جس کو نفسانی امن و عافیت، دل کا چین، بدن کی صحت کچھ تھوڑا سا آج کے گزارہ کا مال میسر ہو تو وہ بادشاہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے ہر قسم کی نعمت دی ہوئی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۷، ص۳۷)

(۵۱۵) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ، وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ وہ شخص کامیاب ہو گیا جو اسلام لے آیا' اور اس کے پاس حسب ضرورت رزق ہے' اور اللہ تعالیٰ نے اسے اس رزق پر قناعت کی دولت سے نوازا' جو اسے عطا کی گئی ہے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

یعنی جسے ایمان و تقویٰ بقدر ضرورت مال اور تھوڑے مال پر صبر یہ چار نعمتیں مل گئیں اس پر اللہ کا بڑا ہی کرم و فضل ہو گیا، وہ کامیاب رہا اور دنیا سے کامیاب گیا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۷، ص۱۱)

(۵۱۶) وَعَنْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ

515: مسلم، رقم الحدیث: 2/6583، ترمذی، رقم الحدیث: 67، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 67، ابن حبان، رقم الحدیث: 67، بیہقی، رقم الحدیث: 4/196

516: ترمذی، رقم الحدیث: 1/98، ابن حبان، رقم الحدیث: 1/98، حاکم، رقم الحدیث: 1/98، قضاعی، رقم الحدیث: 616، احمد، رقم الحدیث: 9/23999، طبرانی، رقم الحدیث: 18/7861

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "طُوبٰى لِمَنْ هُدِىَ لِلْاِسْلَامِ، وَكَانَ عَيْشُهُ كَفَافًا وَّقَنِعَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابو محمد فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جسے اسلام کی ہدایت عطا ہوئی اور اسے حسب ضرورت رزق عطا ہوا ہو اور وہ قناعت اختیار کرے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۵۱۷)وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبِيتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًا، وَّاَهْلُهُ لَا يَجِدُوْنَ عَشَاءً، وَّكَانَ اَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيْرِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کئی راتیں مسلسل فاقہ فرماتے اور آپ کے اہل خانہ کو ایک رات کا کھانا میسر نہ ہوتا اور آپ اکثر جو روٹی کھاتے وہ جو کی روٹی ہوتی۔

## حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

عَشَاءً: رات کا کھانا۔

خُبزٌ: روٹی

## شرح:

جو مالک کونین ہے ان کے اپنے گھر کا یہ حال ہے۔ شعر

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں     دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فقر وفاقہ اختیاری ہے، فرماتے ہیں اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔

517: ترمذی، رقم الحدیث:1/2303، ابن ماجہ، رقم الحدیث:1/2303، مسلم، رقم الحدیث:1/2303، احمد، رقم الحدیث:1/2303، ابن حمید، رقم الحدیث:592، طبرانی، رقم الحدیث:11900

(۵۱۸) وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلّٰى بِالنَّاسِ، يَخِرُّ رِجَالٌ مِّنْ قَامَتِهِمْ فِي الصَّلٰوةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ - وَهُمْ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ - حَتّٰى يَقُوْلَ الْاَعْرَابُ: هٰؤُلَاءِ مَجَانِيْنُ ۔ فَاِذَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ اِلَيْهِمْ، فَقَالَ: "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى، لَاَحْبَبْتُمْ اَنْ تَزْدَادُوْا فَاقَةً وَّحَاجَةً" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ" ۔

"الْخَصَاصَةُ": اَلْفَاقَةُ وَالْجُوْعُ الشَّدِيْدُ ۔

◀◀ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو کچھ آدمی نماز کے اندر حالت قیام میں بھوک کی شدت کی وجہ سے گر پڑتے' اور یہ اصحاب صفہ تھے۔ حتیٰ کہ اعرابی کہنے لگے: یہ لوگ پاگل ہیں۔ سو جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے: اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا ہے تو تم اس بات کو پسند کرو کہ تمہارے فاقے اور حاجت مندی میں اور اضافہ ہو۔

## حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## تعارفِ راوی:

فضالہ ابن عبید اوسی انصاری ہیں، یہ حضور کے غلام ہیں، احد اور اس کے بعد تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، بیعت رضوان میں شریک تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شام کے جہادوں میں شریک رہے، دمشق میں قیام کیا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہاں کے قاضی رہے، ۳۵ھ میں وہیں وفات پائی

(از اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الفاء، فصل فی الصحابہ، مرقاۃ واشعہ، مرأۃ المناجیح جلد اول)

## حلِ لغات:

"الْخَصَاصَةُ": فاقہ اور سخت بھوک۔

## شرح:

حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے استفسار فرمایا: "لوگوں میں سے بہتر کون ہے؟" انہوں نے عرض کی: "وہ مالدار شخص جو اپنی جان اور مال

518: ترمذی، رقم الحدیث: 724، ابن حبان، رقم الحدیث: 724، طبرانی، رقم الحدیث: 18/798، حلیہ، رقم الحدیث: 2/17، احمد، رقم الحدیث: 9/23993

میں سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا حق ادا کرتا ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:"یہ شخص اچھا ہے لیکن یہ شخص مراد نہیں، صحابہٴ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی:"یارسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلی اللہ علیہ وسلم! پھرلوگوں میں سے کون سا شخص سب سے اچھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:"وہ فقیر جس کو اس کی جدوجہد عطا کی گئی۔"

(الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، الرقم ۱۰۶۶۔عبداللہ بن دینار، ج۵،ص ۳۹۳)

(۵۱۹) وَعَنْ اَبِیْ كَرِیْمَةَ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْكَرِبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَا مَلَاَ اٰدَمِیٌّ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنٍ، بِحَسْبِ ابْنِ اٰدَمَ اُكُلَاتٌ يُّقِمْنَ صُلْبَهٗ، فَاِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِّطَعَامِهٖ، وَثُلُثٌ لِّشَرَابِهٖ، وَثُلُثٌ لِّنَفْسِهٖ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

"اُكُلَاتٌ" اَیْ: لُقَمٌ.

◀ حضرت ابوکریمہ مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشادفرماتے سنا: انسان جو برتن بھی بھرتا ہے ان میں پیٹ سے براکوئی برتن نہیں۔آدمی کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کوسیدھا رکھ سکیں' اور اگر خواہ مخواہ پیٹ بھرنا ہی ہو تو اس طرح بھرو کہ پیٹ کا ایک تہائی کھانے کے لئے اور ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے ہو۔اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## تعارفِ راوی:

مقدام ابن معدیکرب: آپ کی کنیت ابوکریمہ ہے، کندی ہیں، اہل شام میں آپ کا شمار ہے اکیانوے سال عمر ہوئی ستاسی ہجری میں شام میں وفات پائی، بہت احادیث کے آپ راوی ہیں، مشہور صحابی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکاۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم ،فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حلِ لغات:

اکلات: کا مطلب ہے: چند لقمے۔

## شرح:

بھوک سے کم کھانا چاہیے اور پوری بھوک بھر کر کھانا کھالینا مباح ہے یعنی نہ ثواب ہے نہ گناہ کیونکہ اس کا بھی صحیح مقصد ہوسکتا ہے کہ طاقت زیادہ ہوگی اور بھوک سے زیادہ کھالینا حرام ہے۔زیادہ کا یہ مطلب ہے کہ اتنا کھالینا جس سے

519: احمد، رقم الحدیث:6/17186، ترمذی، رقم الحدیث:4/2769، ابن حبان، رقم الحدیث:672، حاکم، رقم الحدیث:4/7139، طبرانی، رقم الحدیث:20/244، مسندالقضاعی، رقم الحدیث:1340

پیٹ خراب ہونے کا گمان ہے، مثلاً دست آئیں گے اور طبیعت بدمزہ ہو جائے گی۔

("الدرالمختار"، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۶۰......)

حضرت سیّدنا عبداللہ انطا کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، بیماردل کی پانچ دوائیں ہیں: (۱) نیکوں کی صحبت (۲) تلاوت قران (۳) کم کھانا (۴) تہجد کی پابندی (۵) رات کے آخری حصہ میں گریہ وزاری۔

(المنبہات للعسقلانی باب الخماسی ص۶۰)

(۵۲۰) وَعَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ اِيَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِىِّ الْحَارِثِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: ذَكَرَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ، اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ" يَعْنِىْ: اَلتَّقَحُّلَ ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ ۔

"اَلْبَذَاذَةُ" ۔ بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالذَّالَيْنِ الْمُعْجَمَتَيْنِ ۔ وَهِىَ رَثَاثَةُ الْهَيْئَةِ وَتَرْكُ فَاخِرِ اللِّبَاسِ ۔ وَاَمَّا "التَّقَحُّلُ" فَبِالْقَافِ وَالْحَاءِ: قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ: الْمُتَقَحِّلُ هُوَ الرَّجُلُ الْيَابِسُ الْجِلْدِ مِنْ خُشُوْنَةِ الْعَيْشِ وَتَرْكِ التَّرَفُّهِ ۔

◀◀ حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ انصاری حارثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دنیا کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بلاشبہ پراگندہ حالی ایمان میں سے ہے۔ بلاشبہ پراگندہ حالی ایمان میں سے ہے' اس سے مراد ہے تنگی کی زندگی گزارنے اور عیش وعشرت ترک کرنے کی وجہ سے جلد کا خشک ہو جانا۔ (ابوداود)

## تعارفِ راوی:

ابوامامہ دو ہیں اور دونوں صحابی ہیں: ایک ابوامامہ باہلی جو قبیلہ بنی باہلہ سے ہیں، دوسرے وہ جن کا نام ایاس ابن ثعلبہ ہے، یہ انصاری ہیں، یہاں یہ دوسرے ابوامامہ مراد ہیں، آپ کے حالات معلوم نہ ہو سکے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(مرآۃ المناجیح جلد ششم)

## حلِ لغات:

**البذاذہ:** باءِ موحدہ، اور دو ذال معجمہ کے ساتھ۔ اس سے مراد ہے پراگندہ حالی اور عمدہ لباس ترک کر دینا۔

**التقحل:** قاف اور حاء کے ساتھ، اہل لغت متقحل اس شخص کو کہتے ہیں جس کی تنگی کی زندگی گزارنے اور عیش و عشرت کو ترک کرنے کی وجہ سے جلد خشک ہو جائے۔

520: ابوداؤد، رقم الحدیث: 357، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 357، حمیدی، رقم الحدیث: 327، حاکم، رقم الحدیث: 1/18، احمد، رقم الحدیث: 7

شرح:

حضرت سیدنا عمر بن سلیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے حواریوں کے پاس اس حالت میں تشریف لے گئے کہ آپ علیہ السلام کے جسم انور پر اُون کا جبہ تھا اور ایک عام سی شلوار پہنی ہوئی تھی، ننگے پاؤں تھے اور سر پر بھی کوئی کپڑا وغیرہ نہیں تھا، آنکھوں سے آنسو رواں تھے، بھوک کی وجہ سے آپ علیہ السلام کا رنگ متغیر ہو گیا تھا اور پیاس کی شدت سے ہونٹ بالکل خشک ہو چکے تھے۔

آپ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو سلام کیا، اور فرمایا: "اے بنی اسرائیل! اگر میں چاہوں تو اللہ عزوجل کے حکم سے دنیا تمام تر نعمتوں کے ساتھ میرے قدموں میں آجائے لیکن میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ اے بنی اسرائیل! تم دنیا کو ہمیشہ حقیر جانو، اسے کوئی وقعت نہ دو یہ خود تمہارے لئے نرم ہو جائے گی، تم دنیا کی مذمت کرو تمہارے لئے آخرت مزین ہو جائے گی، ایسا ہرگز نہ کرنا کہ تم آخرت کو پسِ پشت ڈال دو اور دنیا کی تعظیم و توقیر کرو، بے شک دنیا کوئی قابل احترام شے نہیں کہ اس کی تعظیم کی جائے۔ دنیا تو تمہیں ہر روز کسی نہ کسی نئی آفت یا نقصان کی طرف بلاتی ہے لہٰذا اس کے دھوکے سے بچو۔"

پھر فرمایا: "اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ میرا گھر کہاں ہے؟" لوگوں نے کہا: "اے اللہ عزوجل کے نبی علیہ السلام! آپ کا گھر کہاں ہے؟" آپ علیہ لسلام نے فرمایا: "مساجد میری قیام گاہ ہیں، میری خوشبو اور عطریات پانی ہے، میرا بھوکا رہنا ہی میری شکم سیری ہے، میرے پاؤں میری سواری ہیں، رات کو چمکتا ہوا چاند میرا چراغ ہے، سخت سردیوں کی راتوں میں نماز پڑھنا میرا محبوب ترین عمل ہے، میرا کھانا خشک پتے وغیرہ ہیں، زمین کی گھاس اور نباتات میرے لئے پھلوں کی مانند ہیں، انہی سے جانوروں کو خوراک ملتی ہے، وہی سبزی اور نباتات میں کھالیتا ہوں، میرا لباس اُون ہے، اللہ عزوجل سے ڈرنا میرا اشعار ہے، اور مساکین و فقراء میرے محبوب ترین رفقاء ہیں۔

میں صبح اس حالت میں کرتا ہوں کہ میرے پاس دنیاوی اشیاء میں سے کوئی شے نہیں ہوتی اور ایسی ہی حالت میں شام کرتا ہوں کہ میرے پاس کوئی دنیاوی شے نہیں ہوتی لیکن پھر بھی میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ فلاں شخص اتنا مال دار ہے۔ میں اپنی اس حالت میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت اور بہت زیادہ غنی سمجھتا ہوں (یعنی میں اس حال میں بھی اپنے رب عزوجل کی رضا پر راضی ہوں)۔"

آپ علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام دنیا سے بہت زیادہ بے رغبت تھے، کبھی بھی دنیوی نعمتوں کو خاطر میں نہ لاتے، آپ علیہ السلام نے ایک ہی اُون کے جبہ میں اپنی زندگی کے دس سال گزار دیئے، جب وہ جبہ کہیں سے پھٹ جاتا تو اسے رسّی سے باندھ لیتے یا پیوند لگا لیتے، آپ علیہ السلام نے چار سال تک اپنے مبارک بالوں میں تیل نہ لگایا، پھر چار سال بعد چربی کی چکنائی بالوں میں لگائی اور چربی کو تیل کی جگہ استعمال فرمایا۔

آپ علیہ السلام نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اے بنی اسرائیل! مساجد کو لازم پکڑلو، اور انہی میں پڑے رہو، تمہارے اصلی گھر تو تمہاری قبریں ہیں، دنیا میں تو تم ایک مہمان کی حیثیت سے ہو، عنقریب یہاں سے اپنے اصلی گھر (یعنی قبر) کی طرف چلے جاؤ گے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ پرندے آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں، نہ تو وہ کھیتی اگاتے ہیں، نہ ہی فصل کاٹتے ہیں لیکن پھر بھی تمام جہانوں کا پروردگار عزوجل انہیں رزق عطا فرماتا ہے۔ اے لوگو! جَو کی روٹی کھا کر بسر اوقات کرو، اور زمین کے نباتات اور سبزی وغیرہ کھا کر پیٹ بھرلیا کرو۔ اگر تم اتنی ہی دنیا پر قناعت کرلو تب بھی تم اللہ عزوجل کی نعمتوں کا شکرادا نہیں کرسکتے اور اگر تم کثیر نعمتوں کے طلبگار بنو گے اور ان سے فائدہ اٹھاؤ گے تو پھر کس طرح ان نعمتوں کا شکر ادا کرو گے۔"

ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا: "اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں اپنا دوست اور رفیق رکھوں تو تم دنیاداروں سے بالکل کنارہ کشی اختیار کرلو، مالداروں سے بالکل جدا رہو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر میں تمہیں اپنے ساتھ نہ رکھوں گا اور تمہارا رفیق بھی نہ بنوں گا۔ بے شک تمہیں اپنے مقصد میں کامیابی اسی وقت ہوگی جب تم اپنی خواہشات کو ترک کردو گے، تم اس وقت تک اپنی پسندیدہ چیز کو حاصل نہیں کرسکتے جب تک تم ناپسندیدہ چیزوں پر صبر نہ کرو، اور خبردار! بدنگاہی سے ہمیشہ بچتے رہنا کیونکہ بدنگاہی کی وجہ سے دل میں شہوت ابھرتی ہے۔

خوشخبری ہے اس عظیم شخص کے لئے جس کی نظر اپنے دل پر ہوتی ہے، وہ سوچ سمجھ کر نظر اٹھاتا ہے اور اپنے دل کو نظر کے تابع نہیں کرتا بلکہ نظر کو دل کے تابع رکھتا ہے۔ افسوس ہے اس شخص پر جو دنیا کے لئے اتنی مشقتیں برداشت کرتا ہے حالانکہ یہ بے وفا دنیا اسے چھوڑ کر چلی جائے گی اور موت اسے دنیا سے جدا کردے گی، کتنا بے وقوف ہے وہ شخص جو دنیا کی فکر میں سرگرداں ہے

اور دنیا اسے دھوکا دیتی جارہی ہے وہ دنیا پر اعتماد کرتا ہے اور دنیا اسے دھوکا دیتی ہے اور اس سے بے وفائی کرتی ہے۔

افسوس ہے ان لوگوں پر جو دنیا کے دھوکے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ عنقریب انہیں وہ چیز (یعنی موت) پہنچنے والی ہے جسے وہ ناپسند کرتے ہیں اور جس دن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے وہ دن (یعنی قیامت کا دن) ان سے بہت قریب ہے۔ جس چیز کو وہ پسند کرتے ہیں اور جو محبوب اشیاء ان کے پاس ہیں عنقریب وہ ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر اس دارفانی سے رخصت ہوجائیں گے۔

اے لوگو! تم فضول گوئی سے بچتے رہو، کبھی بھی ذکر اللہ عزوجل کے علاوہ اپنی زبان سے کوئی لفظ نہ نکالو، ورنہ تمہارے دل سخت ہوجائیں گے، بے شک دل نرم ہوتے ہیں لیکن فضول گوئی انہیں سخت کردیتی ہے۔

اور جس شخص کا دل سخت ہوجائے وہ اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم ہوجاتا ہے (یعنی اگر تم اللہ عزوجل کی رحمت

کے امیدوار ہوتو اپنے دلوں کوسختی سے بچاؤ)

(اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں قساوت قلبی کی بیماری سے بچا، اور ہمارے دلوں کو اپنی یاد سے معمور رکھ، فضول گوئی سے ہماری حفاظت فرما اور ہر وقت اپنا ذکر کرنے والی زبان عطا فرما)

میں بے کار باتوں سے بچ کر ہمیشہ کروں تیری حمد وثنا یاالٰہی عزوجل!

(عیون الحکایات، ج۱،ص۱۸۵)

(۵۲۱) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاَمَّرَ عَلَيْنَا اَبَا عُبَيْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، نَتَلَقّٰى عِيْرًا لِقُرَيْشٍ، وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِّنْ تَمْرٍ لَّمْ يَجِدْ لَنَا غَيْرَهُ، فَكَانَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ يُعْطِيْنَا تَمْرَةً تَمْرَةً، فَقِيْلَ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِهَا؟ قَالَ: نَمَصُّهَا كَمَا يَمَصُّ الصَّبِیُّ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ، فَتَكْفِيْنَا يَوْمَنَا اِلَى اللَّيْلِ، وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الخَبَطَ، ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالْمَاءِ فَنَاْكُلُهُ ۔ قَالَ: وَانْطَلَقْنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَرُفِعَ لَنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ كَهَيْئَةِ الْكَثِيْبِ الضَّخْمِ، فَاَتَيْنَاهُ فَاِذَا هِیَ دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرَ ، فَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ: مَيْتَةٌ، ثُمَّ قَالَ: لَا، بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدِ اضْطُرِرْتُمْ فَكُلُوْا، فَاَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا، وَنَحْنُ ثَلَاثُمِئَةٍ حَتّٰى سَمِنَّا، وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا نَغْتَرِفُ مِن وَقْبِ عَيْنِهِ بِالْقِلَالِ الدُّهْنَ وَنَقْطَعُ مِنْهُ الفِدَرَ كَالثَّوْرِ اَوْ كَقَدْرِ الثَّوْرِ، وَلَقَدْ اَخَذَ مِنَّا اَبُوْ عُبَيْدَةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَاَقْعَدَهُمْ فِیْ وَقْبِ عَيْنِهِ وَاَخَذَ ضِلْعًا مِّنْ اَضْلَاعِهِ فَاَقَامَهَا ثُمَّ رَحَلَ اَعْظَمَ بَعِيْرٍ مَعَنَا فَمَرَّ مِنْ تَحْتِهَا وَتَزَوَّدْنَا مِنْ لَّحْمِهِ وَشَائِقَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: "هُوَ رِزْقٌ اَخْرَجَهُ اللّٰهُ لَكُمْ، فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَّحْمِهِ شَیْءٌ فَتُطْعِمُوْنَا؟" فَاَرْسَلْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ فَاَكَلَهُ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

"الْجِرَابُ": وِعَاءٌ مِّنْ جِلْدٍ مَعْرُوْفٌ، وَهُوَ بِكَسْرِ الْجِيْمِ وَفَتْحِهَا وَالْكَسْرُ اَفْصَحُ ۔ قَوْلُهُ: "نَمَصُّهَا" بِفَتْحِ الْمِيْمِ، وَ"الْخَبَطُ": وَرَقُ شَجَرٍ مَعْرُوْفٍ تَاْكُلُهُ الْاِبِلُ ۔ وَ"الْكَثِيْبُ": التَّلُّ مِنَ الرَّمْلِ، وَ"الْوَقْبُ": بِفَتْحِ الْوَاوِ وَاِسْكَانِ الْقَافِ وَبَعْدَهَا بَاءٌ مُّوَحَّدَةٌ وَّهُوَ نُقْرَةُ الْعَيْنِ ۔ وَ"الْقِلَالُ": الْجِرَارُ ۔ وَ"الْفِدَرُ" بِكَسْرِ الْفَاءِ وَفَتْحِ الدَّالِ: الْقِطَعُ ۔ "رَحَلَ الْبَعِيْرَ" بِتَخْفِيْفِ الْحَاءِ: اَیْ جَعَلَ عَلَيْهِ الرَّحْلَ ۔ "الْوَشَائِقُ" بِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالْقَافِ: اللَّحْمُ الَّذِیْ اقْتُطِعَ لِيُقَدَّدَ مِنْهُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ۔

521: مسلم، رقم الحدیث:5/4344، بخاری، رقم الحدیث:5/4344، ترمذی، رقم الحدیث:5/4344، نسائی، رقم الحدیث:5/4344، ابن ماجہ، رقم الحدیث:5/4344، احمد، رقم الحدیث:5/4344

◀ ◀ حضرت ابوعبداللہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ قریش کے مقابلہ پر بھیجا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر مقرر فرمایا اور زادِ راہ کے طور پر ہمیں کھجوروں کی ایک بوری عنایت فرمائی۔ اس کے علاوہ ہمارے لیے آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں ایک ایک کھجور دیتے۔ پوچھا گیا: تم ایک کھجور سے کیسے گزارا کرتے تھے؟ تو فرمایا: ہم اس کو چوستے جس طرح بچہ چوستا ہے' پھر ہم اوپر سے پانی پی لیتے۔ تو وہ اس دن شام تک ہمیں کافی ہو جاتی۔ اور ہم اپنے نیزوں سے درخت کے پتے گراتے انہیں پانی میں تر کرتے اور کھا لیتے۔ فرماتے ہیں: ہم ساحلِ سمندر پر چل رہے تھے کہ ہمارے لیے ساحل پر ریت کے بڑے ٹیلے کی طرح کی کوئی چیز پھینکی گئی۔ ہم اس کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ جاندار ہے جسے عنبر (مچھلی) کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ مردار ہے۔ پھر خود ہی فرمایا: نہیں بلکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے ہیں' اور ہم اللہ کی راہ میں گھروں سے نکلے ہیں میں اور تم اضطراری حالت میں ہیں اس لئے اسے کھالو۔ ہم نے ایک مہینہ اس پر گزارا کیا اور ہم تین سو آدمی تھے۔ حتیٰ کہ ہم موٹے ہو گئے۔ مجھے یاد ہے کہ ہم اس کی آنکھ کے گھڑے سے مٹکوں کے ساتھ چربی نکالتے اور ہم اس سے ٹکڑے کاٹتے جو بیل جتنے بڑے ہوتے یا بیل کی مثل بڑے ہوتے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہم میں سے تیرہ آدمیوں کو پکڑا اور انہیں اس کی آنکھ کے گڑھے میں بٹھا دیا۔ اس کی ایک پسلی کو پکڑ کر کھڑا کیا پھر ایک بڑے اونٹ کا کجاوہ کسا اور وہ اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا اور ہم نے اس کے خشک گوشت کے ٹکڑے بطور زادِ راہ ساتھ رکھ لئے۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا: وہ رزق تھا' جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نکالا؛ کیا تمہارے پاس اس گوشت میں سے کچھ ہے۔ سو ہمیں بھی کھلاؤ۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا گوشت بھیجا تو آپ نے تناول فرمایا: (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**الجراب:** چمڑے کا مشہور برتن، جیم کے فتحہ اور کسرہ دونوں کے پڑھا گیا ہے' اور کسرہ زیادہ فصیح ہے۔

**نمصها:** میم کے فتحہ کے ساتھ۔

**الخبط:** مشہور درخت کے پتے جسے اونٹ کھاتے ہیں۔

**الكثيب:** ریت کا ٹیلہ۔

**الوقب:** واؤ کے فتحہ اور قاف کے سکون کے ساتھ اور اس کے بعد بائے موحدہ ہے۔اس سے مراد آنکھ کا گڑھا ہے۔

**القلال:** مٹکے۔

**الفدر:** فاء کے کسرہ اور دال کے فتحہ کے ساتھ' ٹکڑے کو کہتے ہیں۔

**رحل البعیر:** حاء مخفف کے ساتھ' اس کا مطلب ہے: اس پر کجاوا رکھا۔

**الوشائق:** شین معجمہ اور قاف کے ساتھ' وہ گوشت جو خشک کرنے کے لئے کاٹا جائے۔اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

## شرح:

خبط کے معنی ہیں درختوں کے پتے، چونکہ اس غزوہ میں حضرات صحابہ نے بھوک کی وجہ سے پتے کھائے تھے اس لیے اسے غزوہ خبط بھی کہتے ہیں اور ان غازیوں کے لشکر کو جیش خبط، یہ غزوہ ۶ھ میں صلح حدیبیہ سے پہلے ہوا۔

اس طرح کہ دریا نے مچھلی کنارہ پر پھینکی وہ خشکی میں آ کر مرگئی ورنہ جو مچھلی دریا میں مرکر تر جائے وہ حرام ہے لہٰذا حدیث واضح ہے۔وہ جو حدیث پاک میں ہے کہ دریا کا میتہ حلال ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جو دریا کی وجہ سے مرجائے یعنی پانی نہ ملنے سے جو پانی میں مرکر تیر جائے وہ دریا کا مردہ نہیں بلکہ کسی بیماری کی مردہ ہے۔

یعنی وہاں رہ کر ایک ماہ کھائی یعنی پندرہ دن وہاں اور پندرہ دن واپسی میں راستہ میں یا مدینہ منورہ پہنچ کر پندرہ دن تک کھاتے رہے لہٰذا یہ حدیث اس روایت کے خلاف نہیں جس میں پندرہ دن تک کھانے کا ذکر ہے۔اس مچھلی کو عنبر اس لیے کہتے ہوں گے کہ اس سے عنبر نکلتا ہے یا اس قسم کی مچھلی کا نام عنبر ہے۔(اشعہ)

بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابوعبیدہ نے سب سے اونچا اونٹ اس کی ہڈی کے نیچے سے گزارا تو وہ اونٹ اس ہڈی کے نیچے سے گزر گیا۔

اس عمل شریف سے مچھلی کی حلت عملی طور پر دکھادی گئی گویا قولی فتویٰ بھی دے دیا گیا اور عملی فتویٰ بھی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۵،ص۱۰۰۷)

**(۵۲۲) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ كُمُّ قَمِيصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الرُّصْغِ . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .**

**"الرُّصْغُ" بِالصَّادِ وَالرُّسْغُ بِالسِّيْنِ اَيْضًا: هُوَ الْمَفْصِلُ بَيْنَ الْكَفِّ وَالسَّاعِدِ .**

◀◀ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیص کی آستین گٹوں تک ہوتی تھی۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

522: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4027، ترمذی، رقم الحدیث: 1765

الرصغ: صاد کے ساتھ اور الرسغ: سین کے ساتھ بھی منقول ہے، وہ جوڑ جو ہتھیلی اور کلائی کے درمیان ہوتا ہے۔

(۵۲۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنَّا كُنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ، فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيْدَةٌ، فَجَاؤُوا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا: هٰذِهٖ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ ۔ فَقَالَ: "اَنَا نَازِلٌ" ثُمَّ قَامَ، وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ، وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ، فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيبًا اَهْيَلَ اَوْ اَهْيَمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ائْذَنْ لِيْ اِلَى الْبَيْتِ، فَقُلْتُ لِامْرَاَتِيْ: رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مَّا فِيْ ذٰلِكَ صَبْرٌ فَعِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ: عِنْدِيْ شَعِيْرٌ وَّعَنَاقٌ ، فَذَبَحْتُ الْعَنَاقَ وَطَحَنْتُ الشَّعِيْرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ، ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْعَجِيْنُ قَدِ انْكَسَرَ، وَالْبُرْمَةُ بَيْنَ الْاَثَافِيِّ قَدْ كَادَتْ تَنْضِجُ، فَقُلْتُ: طُعَيِّمٌ لِيْ، فَقُمْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَجُلٌ اَوْ رَجُلَانِ، قَالَ: "كَمْ هُوَ"؟ فَذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: "كَثِيْرٌ طَيِّبٌ قُلْ لَهَا لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ، وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّوْرِ حَتّٰى اٰتِيَ" فَقَالَ: "قُوْمُوْا"، فَقَامَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَقُلْتُ: وَيْحَكِ قَدْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ وَمَنْ مَعَهُمْ! قَالَتْ: هَلْ سَاَلَكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: "اُدْخُلُوْا وَلَا تَضَاغَطُوْا" فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ، وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ، وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّوْرَ اِذَا اَخَذَ مِنْهُ، وَيُقَرِّبُ اِلٰى اَصْحَابِهٖ ثُمَّ يَنْزِعُ، فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ وَيَغْرِفُ حَتّٰى شَبِعُوْا، وَبَقِيَ مِنْهُ، فَقَالَ: "كُلِيْ هٰذَا وَاَهْدِيْ، فَاِنَّ النَّاسَ اَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ جَابِرٌ: لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا، فَانْكَفَاْتُ اِلٰى امْرَاَتِيْ، فَقُلْتُ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيْدًا، فَاَخْرَجَتْ اِلَيَّ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ، وَّلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا، وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ، فَفَرَغَتْ اِلٰى فَرَاغِيْ، وَقَطَعْتُهَا فِيْ بُرْمَتِهَا، ثُمَّ وَلَّيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: لَا تَفْضَحْنِيْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ مَّعَهُ، فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا، وَطَحَنْتُ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ، فَتَعَالَ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَّعَكَ، فَصَاحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ: اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّهَلًا بِكُمْ" فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اَجِيْءَ" فَجِئْتُ، وَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدُمُ النَّاسَ، حَتّٰى جِئْتُ امْرَاَتِيْ، فَقَالَتْ: بِكَ وَبِكَ! فَقُلْتُ: قَدْ فَعَلْتُ الَّذِيْ قُلْتِ ۔ فَاَخْرَجَتْ عَجِيْنًا، فَبَسَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ، ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى

523: بخاری، رقم الحدیث: 3070، مسلم، رقم الحدیث: 2039

بُرْمَتِنا فَبصَقَ وَبَارَكَ، ثُمَّ قَالَ: "ادْعِي خَابزَةً فَلْتَخبِزْ مَعَكِ، وَاقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ، وَلا تُنْزِلُوهَا" وَهُمْ اَلْفٌ، فَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ لاَكَلُوا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا، وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ، وَاِنَّ عَجِينَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ .

قَوْلُهُ: "عَرَضَتْ كُدْيَةٌ" بِضَمِّ الْكَافِ وَاِسْكَانِ الدَّالِ وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ تَحْتَ، وَهِيَ قِطْعَةٌ غَلِيْظَةٌ صُلْبَةٌ مِنَ الْاَرْضِ لا يَعْمَلُ فِيْهَا الْفَاْسُ، وَ"الْكَثِيبُ" اَصْلُهُ تَلُّ الرَّمْلِ، وَالْمُرَادُ هُنَا: صَارَتْ تُرَابًا نَاعِمًا، وَهُوَ مَعْنَى "اَهْيَلَ" . وَ"الْاَثَافِيُّ": الْاَحْجَارُ الَّتِي يَكُوْنُ عَلَيْهَا الْقِدْرُ، وَ"تَضَاغَطُوْا": تَزَاحَمُوْا . وَ"الْمَجَاعَةُ": الْجُوْعُ، وَهُوَ بِفَتْحِ الْمِيمِ . وَ"الْخَمَصُ": بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَالْمِيمِ: الْجُوْعُ، وَ"انْكَفَاْتُ": انْقَلَبْتُ وَرَجَعْتُ . وَ"الْبُهَيْمَةُ" بِضَمِّ الْبَاءِ، تَصْغِيرِ بَهْمَةٍ وَهِيَ، الْعَنَاقُ، بِفَتْحِ الْعَيْنِ . وَ"الدَّاجِنُ": هِيَ الَّتِي اَلِفَتِ الْبَيْتَ: وَ"السُّوْرُ" الطَّعَامُ الَّذِي يُدْعَى النَّاسُ اِلَيْهِ ؛ وَهُوَ بِالْفَارِسِيَّةِ . وَ"حَيَّهَلا" اَيْ تَعَالَوْا . وَقَوْلُهَا "بِكَ وَبِكَ" اَيْ خَاصَمَتْهُ وَسَبَّتْهُ، لِاَنَّهَا اعْتَقَدَتْ اَنَّ الَّذِي عِنْدَهَا لا يَكْفِيهِمْ، فَاسْتَحْيَتْ وَخَفِيَ عَلَيْهَا مَا اَكْرَمَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى بِهِ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذِهِ الْمُعْجِزَةِ الظَّاهِرَةِ وَالْاٰيَةِ الْبَاهِرَةِ . "بَسَقَ" اَيْ: بَصَقَ ؛ وَيُقَالُ اَيْضًا: بَزَقَ، ثَلاثُ لُغَاتٍ . وَ"عَمَدَ" بِفَتْحِ الْمِيمِ، اَيْ: قَصَدَ . وَ"اقْدَحِي" اَيْ: اغْرِفِي ؛ وَالْمِقْدَحَةُ: الْمِغْرَفَةُ . وَ"تَغِطُّ" اَيْ: لِغَلَيَانِهَا صَوْتٌ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

◄ ◄ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جنگ خندق کے موقعہ پر ہم خندق کھودرہے تھے کہ ایک سخت چٹان سامنے آ گئی۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: خندق میں ایک سخت چٹان سامنے آ گئی ہے۔فرمایا: میں اترتا ہوں۔ پھر آپ اُٹھے اور آپ کے پیٹ پر پتھر بندے ہوئے تھے اور ہم نے بھی تین دن سے کچھ نہیں چکھا تھا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال لی اور ضرب لگائی تو وہ چٹان اس طرح ہوگئی جیسے مٹی کا ڈھیر ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ سو میں نے اپنی بیوی سے کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ صبر نہیں کرسکتا' کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس جو اور ایک بکری ہے۔ سو میں نے بکری کو ذبح کیا جو کو پیسا حتیٰ کہ ہم نے گوشت ہنڈیا میں ڈال دیا۔ پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آٹا نرم ہو کر روٹی پکنے کے قابل ہوگیا تھا' اور ہنڈیا چولہے پر پڑی پکنے کے قریب تھی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے پاس تھوڑا سا کھانا ہے۔ آپ تشریف لے چلیں اور ایک یا دو آدمیوں کو ہمراہ لے لیں۔ فرمایا: کھانا کتنا ہے؟ میں نے بتایا تو فرمایا: کھانا

بہت ہے' اور عمدہ ہے۔ اپنی بیوی سے کہو کہ میرے آنے سے پہلے نہ چولہے سے ہنڈیا اتارے اور نہ تنور سے روٹیاں نکالے۔ آپ نے فرمایا: اُٹھو! تو مہاجرین اور انصار اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پس میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے کہا: تیرا بھلا جائے۔ نبی کریم ﷺ مہاجرین وانصار اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے' آ گئے ہیں۔ کہنے لگی: کیا آپ ﷺ نے تم سے پوچھا تھا؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اندر داخل ہو جاؤ اور بھیڑ نہ کرو۔ پس آپ ﷺ نے روٹی توڑنا اور اس پر گوشت رکھنا شروع کیا جب آپ ہنڈیا یا تنور سے روٹی اور گوشت نکالتے تو نان کو ڈھانپ دیتے اور کھانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عطا فرماتے اور پھر ڈھکنا اتارتے۔ آپ اسی طرح روٹی توڑتے اور ہنڈیا سے گوشت نکالتے رہے حتیٰ کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیر ہو گئے اور کھانا بچ گیا' تو آپ ﷺ نے میری بیوی سے فرمایا: تم خود بھی کھاؤ اور لوگوں کو ہدیہ بھی دو، کیونکہ لوگ بھوک میں مبتلا ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب خندق کھودی جا رہی تھی تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ بھوک میں مبتلا ہیں۔ سو میں لوٹ کر اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس سے کہا: کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو شدید بھوک میں مبتلا دیکھا ہے۔ اس نے مجھے ایک تھیلا نکال کر دکھایا جس میں صاع بھر جو تھے اور ہمارے پاس گھر میں پلی ہوئی ایک بکری تھی۔ سو میں نے بکری کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیسے پس میرے ساتھ ہی وہ بھی فارغ ہو گئی۔ میں نے گوشت کاٹ کر ہنڈیا میں ڈالا۔ پھر میں لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جانے لگا تو میری بیوی نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے شرمندہ نہ کرنا۔ سو میں نے رازداری سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا؛ یارسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا جانور ذبح کیا ہے' اور میں نے صاع بھر جو پیسے ہیں۔ آپ چند لوگوں کے ہمراہ تشریف لے چلیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پکار کر فرمایا: اے اہل خندق! جابر نے تمہارے لئے دعوت کا اہتمام کیا، چلو! نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے آنے سے پہلے نہ ہنڈیا اتارنا' اور نہ اپنے آٹے کی روٹی پکانا۔ پس میں آیا اور نبی کریم ﷺ بھی لوگوں کے آگے آگے تشریف لے آئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا تو اس نے مجھے سخت سست کہا۔ میں نے اس سے کہا: میں نے وہی کچھ کیا ہے جو تو نے کہا تھا۔ سو میری بیوی نے آٹا نکالا تو آپ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب دہن ملایا اور برکت کی دعا کی۔ پھر فرمایا: ایک پکانے والی کو بلاؤ' جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے اور ہنڈیا سے سالن نکالو اور اسے چولہے سے مت اتارنا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک ہزار تھی۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ کھاتے رہے حتیٰ کہ کھانا چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے' اور ہماری ہنڈیا سے ابھی تک گوشت کے ابلنے کی آواز آ رہی تھی' اور آٹے سے اسی طرح روٹیاں پکائی جا رہی تھیں۔

## تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**عرضت كدية:** کاف کے ضمہ، دال کے سکون اور یائے مثناۃ کے ساتھ ہے، بمعنیٰ زمین کا سخت ٹکڑا جس پر کدال اثر انداز نہ ہو سکے۔

**الكثيب:** اصل میں ریت کے ٹیلے کو کہتے ہیں اور یہاں مراد ہے: نرم مٹی۔

**اهيل:** کا بھی معنی مذکورہ بالا ہے۔

**الاثافي:** وہ پتھر جن پر ہنڈیا رکھی جاتی ہے یعنی چولہے کا پتھر۔

**تضاغطوا:** بھیڑ کرنا، ہجوم کرنا۔

**المجاعة:** بھوک، میم کے ضمہ کے ساتھ۔

**الخمص:** خاء معجمہ اور میم کے فتحہ کے ساتھ۔ بھوک کو کہتے ہیں۔

**انكفأت:** میں لوٹا۔ پلٹا۔

**البهيمة:** باء کے ضمہ کے ساتھ۔ بہیمہ کی تصغیر ہے۔ اس سے مراد ہے: بکری۔

**عناق:** عین کے فتحہ کے ساتھ ہے۔

**الداجن:** جو جانور گھر سے مانوس ہو۔

**السؤر:** وہ کھانا جس پر لوگوں کو مدعو کیا جائے۔ یہ لفظ فارسی کا ہے۔

**حيهلا:** یعنی آؤ چلو۔

**بك و بك:** یعنی وہ خاوند سے جھگڑیں اور انہیں سخت سست کہا؛ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جو کھانا ان کے پاس ہے وہ ان تمام لوگوں کے لئے کافی نہیں ہوگا۔ اس لئے وہ شرمندہ ہوئیں اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے جو اپنے نبی کریم ﷺ کو روشن معجزہ اور واضح نشانی عطا فرمائی تھی وہ ان پر ظاہر نہ ہو سکی۔

**بسق، بصق، بزق:** تین لغتیں ہیں اور اس کا مطلب ہے: تھوکنا۔

**عمد:** میم کے فتحہ کے ساتھ یعنی ارادہ کیا۔

**اقدحي:** یعنی چمچے سے نکالو۔

**المقدحه:** مراد ہے: چمچہ۔

**تغط:** یعنی ابلنے کی آواز آ رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

## شرح:جنگِ خندق:

۵ھ کی تمام لڑائیوں میں یہ جنگ سب سے زیادہ مشہور اور فیصلہ کن جنگ ہے چونکہ دشمنوں سے حفاظت کے لئے شہر مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی تھی اس لئے یہ لڑائی "جنگ خندق" کہلاتی ہے اور چونکہ تمام کفار عرب نے متحد ہو کر اسلام کے خلاف یہ جنگ کی تھی اس لئے اس لڑائی کا دوسرا نام "جنگ احزاب" (تمام جماعتوں کی متحدہ جنگ) ہے، قرآن مجید میں اس لڑائی کا تذکرہ اسی نام کے ساتھ آیا ہے۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ المریسیع، ج ۳، ص ۱۷ ملتقطاً، سیرت مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم)

## جنگ خندق کا سبب:

گزشتہ اوراق میں ہم یہ لکھ چکے ہیں کہ "قبیلہ بنونضیر" کے یہودی جب مدینہ سے نکال دیئے گئے تو ان میں سے یہودیوں کے چند رؤسا "خیبر" میں جا کر آباد ہو گئے اور خیبر کے یہودیوں نے ان لوگوں کا اتنا اعزاز و اکرام کیا کہ سلام بن مشکم و ابن ابی الحقیق و حیی بن اخطب و کنانہ بن الربیع کو اپنا سردار مان لیا یہ لوگ چونکہ مسلمانوں کے خلاف غیظ و غضب میں بھرے ہوئے تھے اور انتقام کی آگ ان کے سینوں میں دہک رہی تھی اس لئے ان لوگوں نے مدینہ پر ایک زبردست حملہ کی اسکیم بنائی، چنانچہ یہ تینوں اس مقصد کے پیش نظر مکہ گئے اور کفار قریش سے مل کر یہ کہا کہ اگر تم لوگ ہمارا ساتھ دو تو ہم لوگ مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر سکتے ہیں کفار قریش تو اس کے بھوکے ہی تھے فوراً ہی ان لوگوں نے یہودیوں کی ہاں میں ہاں ملا دی کفار قریش سے ساز باز کر لینے کے بعد ان تینوں یہودیوں نے "قبیلہ بنو غطفان" کا رُخ کیا اور خیبر کی آدھی آمدنی دینے کا لالچ دے کر ان لوگوں کو بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے آمادہ کر لیا پھر بنو غطفان نے اپنے حلیف "بنو اسد" کو بھی جنگ کے لئے تیار کر لیا ادھر یہودیوں نے اپنے حلیف "قبیلہ بنو اسعد" کو بھی اپنا ہمنوا بنا لیا اور کفار قریش نے اپنی رشتہ داریوں کی بنا پر "قبیلہ بنو سلیم" کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا غرض اس طرح تمام قبائل عرب کے کفار نے مل جل کر ایک لشکر جرار تیار کر لیا جس کی تعداد دس ہزار تھی اور ابوسفیان اس پورے لشکر کا سپہ سالار بن گیا۔ (زُرقانی ج ۲ ص ۱۰۴ تا ۱۰۵)

## مسلمانوں کی تیاری:

جب قبائل عرب کے تمام کافروں کے اس گٹھ جوڑ اور خوفناک حملہ کی خبریں مدینہ پہنچیں تو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو جمع فرما کر مشورہ فرمایا کہ اس حملہ کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی کہ جنگِ اُحد کی طرح شہر سے باہر نکل کر اتنی بڑی فوج کے حملہ کو میدانی لڑائی میں روکنا مصلحت کے خلاف ہے لٰہذا مناسب یہ ہے کہ شہر کے اندر رہ کر اس حملہ کا دفاع کیا جائے اور شہر کے گرد جس طرف سے کفار کی چڑھائی کا خطرہ ہے ایک خندق کھود لی جائے تا کہ کفار کی پوری فوج بیک وقت حملہ آور نہ ہو سکے، مدینہ کے تین

طرف چونکہ مکانات کی تنگ گلیاں اور کھجوروں کے جھنڈ تھے اس لئے ان تینوں جانب سے حملہ کا امکان نہیں تھا مدینہ کا صرف ایک رُخ کھلا ہوا تھا اس لئے یہ طے کیا گیا کہ اسی طرف پانچ گز گہری خندق کھودی جائے، چنانچہ ۸ ذوقعدہ ۵ ھ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے خندق کی حد بندی فرمائی اور دس دس آدمیوں پر دس دس گز زمین تقسیم فرمادی اور تقریباً بیس دن میں یہ خندق تیار ہوگئی۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الریسیع، ج ۳، ص ۲۱،۲۲، مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۶۸ تا ۱۷۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ خندق کھودتے وقت ناگہاں ایک ایسی چٹان نمودار ہوگئی جو کسی سے بھی نہیں ٹوٹی جب ہم نے بارگاہ رسالت میں یہ ماجرا عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھے تین دن کا فاقہ تھا اور شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا آپ نے اپنے دست مبارک سے پھاوڑا مارا تو وہ چٹان ریت کے بھربھرے ٹیلے کی طرح بکھر گئی۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق..............الخ، الحدیث ۴۱۰۱، ج ۳، ص ۳۵، والمواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الخندق..............الخ، ج ۳، ص ۷۲،۸۲)

اور ایک روایت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس چٹان پر تین مرتبہ پھاوڑا مارا ہر ضرب پر اس میں سے ایک روشنی نکلتی تھی اور اس روشنی میں آپ نے شام و ایران اور یمن کے شہروں کو دیکھ لیا اور ان تینوں ملکوں کے فتح ہونے کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بشارت دی۔ (زُرقانی جلد ۲ ص ۱۰۹ و مدارج ج ۲ ص ۱۶۹)

اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدائن کسریٰ و مدائن قیصر و مدائن حبشہ کی فتوحات کا اعلان فرمایا۔ (نسائی ج ۲ ص ۳۶)

(۵۲۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَیْمٍ: قَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَعِیْفًا اَعْرِفُ فِیْهِ الْجُوْعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَیْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِّنْ شَعِیْرٍ، ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَارًا لَّهَا، فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِیْ وَرَدَّتْنِیْ بِبَعْضِهٖ، ثُمَّ اَرْسَلَتْنِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَذَهَبْتُ بِهٖ، فَوَجَدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، جَالِسًا فِی الْمَسْجِدِ، وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَیْهِمْ، فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: "اَلِطَعَامٍ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "قُوْمُوْا" فَانْطَلَقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ حَتّٰی

524: بخاری، رقم الحدیث: 422، مسلم، رقم الحدیث: 2040، ترمذی، رقم الحدیث: 363

جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ: يَا اُمَّ سُلَيْمٍ، قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ؟ فَقَالَتْ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ـ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَلُمِّيْ مَا عِنْدَكِ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ" فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ، فَاَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ، وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ، ثُمَّ قَالَ: "اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ: "اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَاَذِنَ لَهُمْ حَتّٰى اَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا اَوْ ثَمَانُوْنَ ـ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ـ

وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَمَا زَالَ يَدْخُلُ عَشَرَةٌ، وَّيَخْرُجُ عَشَرَةٌ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ، فَاَكَلَ حَتّٰى شَبِعَ، ثُمَّ هَيَّاَهَا فَاِذَا هِيَ مِثْلُهَا حِيْنَ اَكَلُوْا مِنْهَا ـ

وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَاَكَلُوْا عَشَرَةً عَشَرَةً، حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِيْنَ رَجُلًا، ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَهْلُ الْبَيْتِ، وَتَرَكُوْا سُؤْرًا ـ

وَفِيْ رِوَايَةٍ: ثُمَّ اَفْضَلُوْا مَا بَلَغُوْا جِيْرَانَهُمْ ـ

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَوَجَدْتُّهُ جَالِسًا مَّعَ اَصْحَابِهِ، وَقَدْ عَصَبَ بَطْنَهُ، بِعِصَابَةٍ، فَقُلْتُ لِبَعْضِ اَصْحَابِهِ: لِمَ عَصَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَهُ؟ فَقَالُوْا: مِنَ الْجُوْعِ، فَذَهَبْتُ اِلٰى اَبِيْ طَلْحَةَ، وَهُوَ زَوْجُ اُمِّ سُلَيْمٍ بِنْتِ مِلْحَانَ، فَقُلْتُ: يَا اَبَتَاهُ، قَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَصَبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ، فَسَاَلْتُ بَعْضَ اَصْحَابِهِ، فَقَالُوْا: مِنَ الْجُوْعِ ـ فَدَخَلَ اَبُوْ طَلْحَةَ عَلٰى اُمِّيْ، فَقَالَ: هَلْ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، عِنْدِيْ كِسَرٌ مِّنْ خُبْزٍ وَّتَمَرَاتٌ، فَاِنْ جَآءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحْدَهُ اَشْبَعْنَاهُ، وَاِنْ جَآءَ اٰخَرُ مَعَهُ قَلَّ عَنْهُمْ ـ وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ ـ

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمزور آواز کو سنا ہے مجھے اس سے آپ کی بھوک کا پتہ چلا ہے۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہاں' پھر انہوں نے جو کی روٹی کے کچھ ٹکڑے نکالے۔ پھر اپنا دوپٹہ نکالا۔ اس کے بعض حصے میں روٹی کو لپیٹا اور اسے میرے کپڑوں کے نیچے چھپا دیا' اور دوپٹے کا باقی حصہ میرے اوپر اوڑھا' پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ میں وہ روٹی لے کر گیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں

تشریف فرما ہیں' اور آپ کے پاس بہت سے آدمی بیٹھے ہیں۔ میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! فرمایا: کیا کھانے کے لئے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اٹھو؟ تو وہ چل پڑے اور میں ان کے آگے آگے چل دیا حتیٰ کہ میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انہیں صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ہمراہ تشریف لے آئے ہیں' اور ہمارے پاس کچھ نہیں جو ان کو کھلائیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پس حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ چل دیئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ سے جا ملے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے ہمراہ تشریف لائے حتیٰ کہ گھر میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ام سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ تو وہ وہی روٹی لے آئیں۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے روٹی کو توڑا گیا۔ پھر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس پر گھی کا برتن نچوڑا' اور اسے سالن کے طور پر استعمال کیا۔ پھر اس میں رسول اللہ ﷺ نے کچھ پڑھا جو کہ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ آپ پڑھیں۔ پھر فرمایا: دس آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دو۔ انہوں نے (دس آدمیوں کو) بلایا۔ سو انہوں نے کھایا' حتیٰ کہ سیر ہو گئے۔ پھر باہر نکل گئے۔ پھر فرمایا: مزید دس آدمیوں کو بلاؤ۔ سو انہوں نے دس آدمیوں کو بلایا۔ انہوں نے کھانا کھایا اور باہر چلے گئے۔ پھر فرمایا: مزید دس آدمیوں کو بلاؤ۔ حتیٰ کہ تمام جماعت نے کھانا کھایا اور سب سیر ہو گئے۔ اور قوم ستر یا اسی آدمیوں پر مشتمل تھی۔

(متفق علیہ)

ایک روایت میں ہے: مسلسل دس آدمی اندر داخل ہوتے رہے' اور دس آدمی باہر نکلتے رہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ رہا جس نے اندر جا کر کھانا نہ کھایا ہو' اور سب سیر ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کھانے کو اکٹھا کیا تو وہ اتنا ہی تھا جس وقت انہوں نے اس سے کھانا شروع کیا تھا۔

ایک روایت میں ہے: دس دس آدمی کھانا کھاتے رہے حتیٰ کہ اسی آدمیوں نے کھانا کھایا اس کے بعد نبی کریم ﷺ اور اہل خانہ نے کھانا کھایا اور کھانا باقی بھی بچ گیا۔

اور ایک روایت میں ہے: جو کھانا بچ گیا وہ انہوں نے پڑوسیوں کو دیا۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں تشریف فرما پایا۔ آپ نے اپنے شکم مبارک کو ایک پٹی سے باندھ رکھا تھا۔ میں نے بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ نے شکم مبارک کیوں باندھ رکھا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ بھوک کی وجہ سے' سو میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو ام سلیم بنت ملحان کے خاوند تھے' میں نے ان سے کہا: اے ابا جان! میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے شکم مبارک پر پٹی باندھے دیکھا ہے۔ میں

نے آپ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ بھوک کی وجہ سے (شکم مبارک کو باندھ رکھا ہے)۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ میری ماں کے پاس گئے اور ان سے پوچھا: کیا کوئی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں میرے پاس روٹی کے کچھ ٹکڑے اور چند کھجوریں ہیں' اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے ہمارے ہاں تشریف لائیں تو ہم آپ کو پیٹ بھر کر کھلا سکتے ہیں' اور اگر آپ کے ہمراہ اور لوگ بھی آئیں تو کھانا ان کے لئے ناکافی ہوگا' اور پھر تمام حدیث بیان کی۔

## تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

ایسی ہی ایک دعوت حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بھی نبی اکرم کی فرمائی جیسا کہ ابھی ماقبل حدیث گزری امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس کو یوں بیان کیا کہ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خندق کے دن فاقوں سے شکم اقدس پر پتھر بندھا ہوا دیکھ کر میرا دل بھر آیا چنانچہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے گھر آیا اور بیوی سے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس قدر شدید بھوک کی حالت میں دیکھا ہے کہ مجھ کو صبر کی تاب نہیں رہی کیا گھر میں کچھ کھانا ہے؟ بیوی نے کہا کہ گھر میں ایک صاع جو کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، میں نے کہا کہ تم جلدی سے اس جو کو پیس کر گوندھ لو اور اپنے گھر کا پلا ہوا ایک بکری کا بچہ میں نے ذبح کر کے اس کی بوٹیاں بنا دیں اور بیوی سے کہا کہ جلدی سے تم گوشت روٹی تیار کر لو میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا کر لاتا ہوں، چلتے وقت بیوی نے کہا کہ دیکھنا صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور چند ہی اصحاب کو ساتھ میں لانا کھانا کم ہی ہے کہیں مجھے رسوا مت کر دینا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے خندق پر آ کر چپکے سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک صاع آٹے کی روٹیاں اور ایک بکری کے بچے کا گوشت میں نے گھر میں تیار کرایا ہے لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف چند اشخاص کے ساتھ چل کر تناول فرمالیں، یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے خندق والو! جابر نے دعوت طعام دی ہے لہٰذا سب لوگ ان کے گھر پر چل کر کھانا کھالیں پھر مجھ سے فرمایا، کہ جب تک میں نہ آ جاؤں روٹی مت پکوانا، چنانچہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو گوندھے ہوئے آٹے میں اپنا لعاب دہن ڈال کر برکت کی دعا فرمائی اور گوشت کی ہانڈی میں بھی اپنا لعاب دہن ڈال دیا۔ پھر روٹی پکانے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ ہانڈی چولھے سے نہ اتاری جائے پھر روٹی پکنی شروع ہوئی اور ہانڈی میں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے گوشت نکال نکال کر دینا شروع کیا ایک ہزار آدمیوں نے آسودہ

ہوکر کھانا کھالیا مگر گوندھا ہوا آٹا جتنا پہلے تھا اتنا ہی رہ گیا اور ہانڈی چولھے پر بدستور جوش مارتی رہی۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق..................الخ، الحدیث:۴۱۰۱، ۴۱۰۲)

# ۵۷-بَابُ الْقَنَاعَةِ وَالْعَفَافِ وَالْاِقْتِصَادِ فِی الْمَعِیْشَةِ وَالْاِنْفَاقِ وَذَمِّ السَّؤَالِ مِنْ غَیْرِ ضُرُوْرَةٍ

## قناعت، سوال نہ کرنے، معیشت میں میانہ روی اختیار کرنے، خرچ کرنے اور بغیر ضرورت کے سوال کرنے کی مذمت کا بیان

**قناعت کا معنی:** تھوڑی چیز پر راضی اور خوش رہنا، جومل جائے اس پر راضی رہنا، (فیروز اللغات)

**عفاف کا معنی:** پرہیز گاری، پارسائی، یہاں مراد سوال سے پرہیز کرنا ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

**معیشت کا معنی:** زندگی، زندگانی، زیست، حیات، عیش، روزگار، روزی، (فیروز اللغات)

**قناعت کی تعریف:** "القناعة فی اللغة الرضا بالقسمة، و فی اصطلاح اهل الحقیقة هی السکون عند عدم المألوفات" (کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: لغۃً قسمت پر راضی ہونا، اہل حقیقت کی اصطلاح میں خواہش کردہ چیزوں کے نہ ہونے کے وقت مطمئن ہونا۔

**آیت نمبر: 1**

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا ﴾ (ھود:6)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔

**تشریح:**

ہر ایک چھوٹی بڑی، خشکی، تری کی مخلوق کا روزی رساں ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وہی ان کے چلنے پھرنے آنے جانے، رہنے سہنے، مرنے جینے اور ماں کے رحم میں قرار پکڑنے اور باپ کی پیٹھ کی جگہ کو جانتا ہے۔ امام بن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام کے بہت سے اقوال ذکر کئے ہیں »فَاللّٰهُ اَعْلَمُ«۔

**آیت نمبر: 2**

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمَاهُمْ لَا یَسْاَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ﴾ (البقرۃ:273)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان فقیروں کے لئے جو راہ خدا میں روکے گئے زمین میں چل نہیں سکتے ناداں انہیں تونگر

سمجھے بچنے کے سبب' تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے۔

تشریح:

فرمایا صدقہ ان مہاجرین کا حق ہے جو دنیوی تعلقات کاٹ کر ہجرتیں کر کے وطن چھوڑ کر کنبے قبیلے سے منہ موڑ کر اللہ کی رضامندی کیلئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے ہیں، جن کے معاش کا کوئی ایسا ذریعہ نہیں جو انہیں کافی ہو اور وہ سفر کر سکتے ہیں کہ چل پھر کر اپنی روزی حاصل کریں »ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ« کے معنی مسافرت کے ہیں جیسے »

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ« —(النساء4: 101)

اور

»يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللّٰهِ« (المزمل73: 20)

آیت میں ان کے حال سے جو لوگ ناواقف ہیں وہ ان کے لباس اور ظاہری حال اور گفتگو سے انہیں مالدار سمجھتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے مسکین وہی نہیں جو دربدر جاتے ہیں کہیں سے دو ایک کھجوریں مل گئیں کہیں سے دو ایک لقمے مل گئے، کہیں سے دو ایک وقت کا کھانا مل گیا بلکہ وہ بھی مسکین ہے جس کے پاس اتنا نہیں جس سے وہ بے پرواہ ہو جائے اور اس نے اپنی حالت بھی ایسی نہیں بنائی جس سے ہر شخص اس کی ضرورت کا احساس کرے اور کچھ احسان کرے اور نہ وہ سوال کے عادی ہیں۔ (صحیح بخاری: 1479)

تو انہیں ان کی اس حالت سے جان لے گا جو صاحب بصیرت پر مخفی نہیں رہتیں۔

جیسے اور جگہ ہے

»سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ« (الفتح48: 29)

ان کی نشانیاں ان کے چہروں پر ہیں اور فرمایا

»وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ« (محمد: 30)

ان کے لب ولہجہ سے تم انہیں پہچان لو گے، سنن کی ایک حدیث میں ہے مومن کی دانائی سے بچو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، (سنن ترمذی: 3127)

سنو قرآن کا فرمان ہے »اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ« (الحجر45: 75)

بالیقین اس میں اہل بصیرت کیلئے نشانیاں ہیں، یہ لوگ کسی پر بوجھ نہیں ہیں، کسی سے ڈھٹائی کے ساتھ سوال نہیں کرتے نہ اپنے پاس نہ ہوتے ہوئے کسی سے کچھ طلب کرتے ہیں، جس کے پاس ضرورت کے مطابق ہو اور پھر بھی وہ سوال کرے وہ چپک کر مانگنے والا کہلاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک دو کھجوریں اور ایک دو لقمے لے کر چلے جانے والے ہی مسکین نہیں بلکہ حقیقتاً مسکین وہ ہیں جو باوجود حاجت کے خودداری برتیں اور سوال سے بچیں۔

دیکھو قرآن کہتا ہے

»لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا« (البقرہ 2: 273)

یہ روایت بہت سی کتابوں میں بہت سی سندوں سے مروی ہے، قبیلہ مزینہ کے ایک شخص کو ان کی والدہ فرماتی ہیں تم بھی جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگ لاؤ جس طرح اور لوگ جا کر لے آتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جب گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ فرمارہے تھے کہ جو شخص سوال سے بچے گا اللہ جل جلالہ سوال سے بچالے گا، جو شخص بے پرواہی برتے گا اللہ اسے فی الواقع بے نیاز کر دے گا، جو شخص پانچ اوقیہ کے برابر مال رکھتے ہوئے بھی سوال کرے چمٹنے والا سوالی ہے، میں نے اپنے دِل میں سوچا کہ ہمارے پاس تو ایک اونٹنی ہے جو پانچ اوقیہ سے بہت بہتر ہے۔ ایک اونٹ غلام کے پاس ہے وہ بھی پانچ اوقیہ سے زیادہ قیمت کی ہے پس میں تو یونہی سوال کئے بغیر ہی چلا آیا۔ (مسند احمد 4/138:)

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ واقعہ سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہما کا ہے۔

اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ جو لوگوں سے کنارہ کرے گا اللہ اسے آپ کفایت کرے گا اور جو ایک اوقیہ رکھتے ہوئے سوال کرے گا وہ چمٹ کر سوال کرنے والا ہے، ان کی اونٹنی کا نام یاقوتہ تھا (مسند احمد 9/3-44:) ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جس کے پاس بے پرواہی کے لائق ہو پھر بھی وہ سوال کرے، قیامت کے دن اس کے چہرہ پر اس کا سوال زخم بنا ہو گا اس کا منہ نچا ہوا ہو گا، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کتنا پاس ہو تو؟ فرمایا پچاس درہم یا اس کی قیمت کا سونا، (سنن ابوداود 1626)

، شام میں ایک قریشی تھے جنہیں معلوم ہوا کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہما ضرورت مند ہیں تو تین سو گنیاں انہیں بھجوائیں، آپ رضی اللہ عنہما خفا ہو کر فرمانے لگے اس اللہ کے بندے کو کوئی مسکین ہی نہیں ملا؟ جو میرے پاس یہ بھیجیں میں نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ چالیس درہم جس کے پاس ہوں اور پھر وہ سوال کرے وہ چمٹ کر سوال کرنے والا ہے اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہما کے گھرانے والوں کے پاس تو چالیس درہم بھی ہیں، چالیس بکریاں بھی ہیں اور دو غلام بھی ہیں۔ (طبرانی کبیر 2/150:)

ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی ہیں کہ چالیس درہم ہوتے ہوئے سوال کرنے والا الحاف کرنے والا اور مثل ریت کے ہے۔ (سنن نسائی 2595" عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر 3:

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ﴾ (فرقان 67)،

اور اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: اور وہ کہ جب خرچ کریں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال

پر رہیں○

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○ مَا اُرِیْدُ مِنْھُمْ مِنْ رِزْقٍ وَّمَا اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ○ ﴾ (الذاریات:57-56) .

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور میں نے جن اور آدمی اس لئے بنائے کہ میری بندگی کریں○ میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں○

وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ، فَتَقَدَّمَ مُعْظَمُھَا فِی الْبَابَیْنِ السَّابِقَیْنِ، وَمِمَّا لَمْ یَتَقَدَّمْ .

اور رہیں اس موضوع کی احادیث تو ان میں سے اکثر پہلے دو ابواب میں بیان ہو چکی ہیں' اور جن کا بیان نہیں ہوا ان کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

(۵۲۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ، وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .

"اَلْعَرَضُ" بِفَتْحِ الْعَیْنِ وَالرَّاءِ: ھُوَ الْمَالُ .

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: غنا مال واسباب کی کثرت کا نام نہیں بلکہ غنا تو یہ ہے کہ انسان کا دل غنی ہو جائے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

العرض: عین اور راء کے فتحہ کے ساتھ ہے مال کو کہتے ہیں۔

## شرح:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: مجھ سے اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! کیا تم کثرتِ مال کو غنا سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں! یارسول اللہ! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم مال کی کمی کو فقر سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں! یارسول اللہ! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اصل غنا تو دل کی تونگری ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، فصل، الترھیب من المسئلۃ وتحریمھا مع الغنی، الحدیث:۲۴، ج۱، ص۴۰۲)

---

525: احمد، رقم الحدیث:3/7320، بخاری، رقم الحدیث:6446، مسلم، رقم الحدیث:1051، والحمیدی، رقم الحدیث:1207، ابونعیم، رقم الحدیث:99/4

حضرت سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم، رءوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے ارشادفرمایا: "اے ابو ذر! کیا تم مال کی کثرت ہی کو غنا سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کی، "جی ہاں، یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم!" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: "کیا تم مال کی قلت ہی کو فقر سمجھتے ہو؟" میں نے عرض کی، "جی ہاں، یا رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم!" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: "غنا تو دل کی غنا ہے اور فقر تو دل کا فقر ہے۔" (المستدرک، کتاب الزکاۃ، باب انما الغنی غنی القلب۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۷۹۹۹، ج۵، ص۴۶۶)

(۵۲۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وقَنَّعَهُ اللّٰه بِمَا اٰتَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: بلاشبہ وہ کامیاب ہوگیا جو اسلام لایا، اور اسے حسب ضرورت رزق عطا ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اسے دیا اس پر قناعت کی دولت سے اسے نوازا۔ (مسلم)

(۵۲۷) وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِيْ، ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِيْ، ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِيْ، ثُمَّ قَالَ: "يَا حَكِيْمُ، اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ، فَمَنْ اَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ، وَمَنْ اَخَذَهُ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ، وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى" قَالَ حَكِيْمٌ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَاُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَا، فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدْعُوْ حَكِيْمًا لِيُعْطِيَهِ الْعَطَاءَ، فَيَاْبٰى اَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا، ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَاَبٰى اَنْ يَقْبَلَهُ . فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ، اُشْهِدُكُمْ عَلٰى حَكِيْمٍ اَنِّيْ اَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِيْ قَسَمَهُ اللّٰهُ لَهُ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَاْبٰى اَنْ يَاْخُذَهُ . فَلَمْ يَرْزَاْ حَكِيْمٌ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تُوُفِّيَ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"يَرْزَاُ" بِرَاءٍ ثُمَّ زَايٍ ثُمَّ همزة ؛ اَيْ: لَمْ يَاْخُذْ مِنْ اَحَدٍ شَيْئًا، وَّاَصْلُ الرُّزْءِ: النُّقْصَانُ، اَيْ: لَمْ يَنْقُصْ اَحَدًا شَيْئًا بِالْاَخْذِ مِنْهُ، وَ"اِشْرَافُ النَّفْسِ": تَطَلُّعُهَا وَطَمَعُهَا بِالشَّيْءِ . وَ"سَخَاوَةُ النَّفْسِ": هِيَ عَدَمُ الْاِشْرَافِ اِلَى الشَّيْءِ، وَالطَّمَعِ فِيْهِ، وَالْمُبَالَاةِ بِهٖ وَالشَّرَهِ .

526: مسلم، رقم الحدیث: 3/7320، احمد، رقم الحدیث: 3/7320، ترمذی، رقم الحدیث: 670، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 670، ابن حبان، رقم الحدیث: 670، بیہقی، رقم الحدیث: 4/196

527: بخاری، رقم الحدیث: 3220، ترمذی، رقم الحدیث: 3220، نسائی، رقم الحدیث: 3220م ابن حبان، رقم الحدیث: 3220، دارمی، رقم الحدیث: 1/388، عبدالرزاق، رقم الحدیث: 20041، طبرانی، رقم الحدیث: 3078، احمد، رقم الحدیث: 5/15321، بیہقی، رقم الحدیث: 4/196

◀ ◀ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے مجھے کچھ عنایت فرمایا: پھر میں نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرمایا' پھر میں نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرمایا تا پھر اس کے بعد فرمایا: اے حکیم! بے شک یہ مال بڑا دلکش اور شیریں ہے سو جو اس کو طمع اور لالچ کے بغیر حاصل کرتا ہے اس کو اس میں برکت عطا کی جاتی ہے' اور جو اس کو طمع اور لالچ سے حاصل کرتا ہے اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوتی' اور وہ اس آدمی کی طرح ہوتا ہے جو کھاتا رہے اور سیر نہ ہو۔ اور اوپر والا (یعنی دینے والا) ہاتھ نچلے (یعنی لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔ حضرت حکیم کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں آپ کے بعد کسی سے کچھ نہیں لوں گا' حتیٰ کہ میں اس دنیا سے کوچ کر جاؤں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کو بلایا کرتے تھے کہ انہیں عطیہ دیں تو وہ ان سے کچھ بھی قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں عطیہ دینے کے لئے بلایا تو انہوں نے ان سے بھی کچھ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! میں تمہیں حکیم پر گواہ بناتا ہوں کہ مال فے میں سے اللہ تعالیٰ نے اس کا جو حصہ مقرر فرمایا ہے وہ میں اس کے حوالے کرتا ہوں اور وہ لینے سے انکاری ہے۔ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص سے کوئی چیز نہ لی حتیٰ کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: ۵۶ کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

یرزاء: پہلے راء پھر زاء اور پھر ہمزہ ہے یعنی کسی سے کوئی چیز نہ لی۔ اصل میں "الرزء" نقصان کو کہتے ہیں۔ یعنی کسی سے مال لے کر اس کے مال میں کمی نہیں کی۔

اشراف النفس: کسی شے کی تاک میں رہنا اور اس کا لالچ کرنا۔

سخاوۃ النفس: کسی چیز کی طرف نہ جھانکنا، نہ لالچ کرنا اور نہ اس کی پروا کرنا۔

## شرح:

علما فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اُس دن کی عطا سخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دِہش (یعنی سخاوت و بخشش) سے زائد تھی، جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) عطا فرمارہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔

یہاں تک کہ جب سب اَموال تقسیم ہو لئے ایک اَعرابی (یعنی عرب کے دیہات میں رہنے والے) نے رِدائے مبارک (یعنی چادرِ مبارک) بدنِ اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ وپشتِ مبارک پر اس کا نشان بن گیا، اس پر اِتنا فرمایا: اے لوگو! جلدی نہ کرو، واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے۔

(ملتقطاً، صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الشجاعۃ فی الحرب۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۲۸۲۱، ج ۲، ص ۲۶۰)

حق ہے، اے مالکِ عرش (عَزَّ وَجَلّ) کے نائبِ اکبر! قسم ہے اس کی جس نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہان کی نعمتیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ہی کی عطا ہیں۔ دونوں جہان حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی عطا سے ایک حصہ ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِ كَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا　　وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بے شک دنیا وآخرت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح وقلم کے تمام علومِ "مَاكَانَ وَمَايَكُون" (یعنی گذشتہ وآیندہ) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے علوم سے ایک ٹکڑا۔ صَلَّى الله تَعَالٰى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَصَحْبِكَ وَبَارَكَ وَكَرَّمَ ۔

(۵۲۸) وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ وَّنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيْرٌ نَعْتَقِبُهُ، فَنقِبَت اَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمِيْ، وَسَقَطَتْ اَظْفَارِيْ، فَكُنَّا نَلُفُّ عَلٰى اَرْجُلِنا الخِرَقَ، فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نَعصِبُ عَلٰى اَرْجُلِنَا مِنَ الْخِرَقِ، قَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ: فَحَدَّثَ اَبُوْ مُوْسٰى بِهٰذَا الْحَدِيْثِ، ثُمَّ كَرِهَ ذٰلِكَ، وَقَالَ: مَا كُنْتُ اَصْنَعُ بِاَنْ اَذْكُرَهُ! قَالَ: كَاَنَّهُ كَرِهَ اَنْ يَكُوْنَ شَيْئًا مِّنْ عَمَلِهٖ اَفْشَاهُ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀◀ حضرت ابو بردہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک غزوہ میں نکلے اور ہم چھ آدمی تھے اور ہمارے پاس ایک اونٹ تھا، جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے۔ ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے اور میرا پاؤں بھی زخمی ہو گیا اور میرے ناخن گر گئے۔ پس ہم اپنے پاؤں پر کپڑے کے ٹکڑے لپیٹ لیتے تھے۔ اس طرح اس غزوہ کا نام غزوہ ذات الرقاع رکھا گیا کیونکہ ہم اپنے پاؤں پر کپڑے کے ٹکڑوں کی پٹیاں باندھا کرتے تھے۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو بیان کیا پھر آپ اس حدیث کو بیان کرنا ناپسند کرتے اور فرمایا: میں یہ (عمل) اس لئے تو نہیں کرتا تھا کہ اسے بیان کروں۔ راوی کہتے ہیں: شاید انہیں یہ بات ناپسند تھی کہ انہوں نے اپنے ایک عمل کو افشاء کر دیا ہے۔ (متفق علیہ)

528: اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 4128، مسلم، رقم الحدیث: 1816، ابن حبان، رقم الحدیث: 4734، بیہقی، رقم الحدیث: 258/5

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

نقبت: از، نقباً بمعنی پھٹ جانا، زخمی ہو جانا۔

## شرح:

غزوہ ذات الرقاع میں ایک دلچسپ معجزہ رونما ہوا۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے پاس غزوہ ذات الرقاع میں ایک اونٹ تھا جس کا گھٹنا ٹوٹا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے پاس سے گزرے مگر اونٹ کی سست روی اس بات کی اجازت نہ دیتی تھی کہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ساتھ دے سکوں مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے سارا ماجرا سنایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے عصاء لیکر اونٹ پر تین مرتبہ گھسا اور پھر پانی کا چلو بھر کر اس پر چھڑکا اور حکم دیا کہ سوار ہو جاؤ مجھے قسم ہے اس خدا عزوجل کی جس نے ہم پر ایک سچا رسول مبعوث فرمایا، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جس قدر تیز چلاتے تھے میرا اونٹ پیچھے نہ رہتا اور میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ ہی رہتا تھا۔

(الخصائص الکبریٰ، کتاب ذکر معجزاتہ فی ضروب الحیوانات، باب قصۃ الجمل والناقۃ، ج ۲، ص ۹۷)

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا ‍‍‍‍‍‍ ‍ گروں کا سہارا عصائے محمد

اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بھی صحیح بخاری میں نقل فرمایا ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۵۲۹) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ – بِفَتْحِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقَ وَاِسْکَانِ الْغَیْنِ الْمُعْجَمَةِ وَکَسْرِ اللَّامِ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِمَالٍ اَوْ سَبْیٍ فَقَسَّمَهُ، فَاَعْطٰی رِجَالًا، وَتَرَكَ رِجَالًا، فَبَلَغَهُ اِنَّ الَّذِیْنَ تَرَكَ عَتَبُوا، فَحَمِدَ اللّٰهَ، ثُمَّ اَثْنٰی عَلَیْهِ، ثُمَّ قَالَ: "اَمَّا بَعْدُ، فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُعْطِی الرَّجُلَ وَاَدَعُ الرَّجُلَ، وَالَّذِیْ اَدَعُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الَّذِیْ اُعْطِیْ، وَلٰکِنِّیْ اِنَّمَا اُعْطِیْ اَقْوَامًا لِمَا اَرٰی فِیْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ، وَاَکِلُ اَقْوَامًا اِلٰی مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِهِم مِنَ الْغِنَی وَالْخَیْرِ، مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ" قَالَ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ: فَوَاللّٰهِ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ بِکَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

"اَلْهَلَعُ": هُوَ اَشَدُّ الْجَزَعِ، وَقِیْلَ: الضَّجَرُ.

◄ ◄ حضرت عمرو بن تغلب تاء مثناۃ کے فتحہ، غین کے سکون، اور لام کے کسرہ کے ساتھ سے مروی ہے کہ رسول

529: البخاری، رقم الحدیث: 923

اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال یا قیدی لائے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے لوگوں میں تقسیم فرما دیا اور آپ نے کچھ لوگوں کو مال عطا فرمایا اور کچھ لوگوں کو رہنے دیا۔ آپ ﷺ کو خبر ملی کہ جن لوگوں کو آپ نے چھوڑ دیا ہے وہ ناراض ہیں۔ سو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: امابعد! اللہ کی قسم! میں ایک آدمی کو کچھ دیتا ہوں اور ایک کو ترک کر دیتا ہوں اور میں جس کو ترک کرتا ہوں وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے جس کو میں دیتا ہوں۔ میں کچھ لوگوں کو اس لئے دیتا ہوں کہ میں ان کے دلوں میں شدید بے صبری اور اضطراب دیکھتا ہوں اور کچھ لوگوں کو میں اس غنا اور نیکی کے سپرد کر دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں پیدا فرمائی ہے' اور انہی میں سے ایک عمرو بن تغلب ہیں۔ حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ کے ان کلمات کے عوض مجھے سرخ اونٹ بھی ملیں تو مجھے یہ پسند نہیں۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

عمرو ابن تغلب: آپ عبدی ہیں یعنی قبیلہ بنی عبدالقیس سے آپ سے خواجہ بصری وغیرہم نے احادیث لیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حلِ لغات:

الھلع: شدید بے صبری، اور بعض نے کہا ہے: اس سے مراد قلبی اضطراب ہے۔

## شرح:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ پسند نہ فرماتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ ہم سے ناراض ہوں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ کسی وجہ سے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قطع کلام کر لیا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی یہی حکم دیا، تو ان کو سب سے زیادہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضامندی کی فکر تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد تھوڑی دیر تک مسجد میں بیٹھا کرتے تھے، اس حالت میں وہ آتے اور سلام کرتے اور دل میں کہتے کہ لبہائے مبارک کو سلام کے جواب میں حرکت ہوئی یا نہیں؟ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے متصل نماز پڑھتے اور کن انکھیوں سے آپ کی طرف دیکھتے جاتے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک.........الخ، الحدیث: ۴۴۱۸، ج ۳، ص ۱۴۷)

(۵۳۰) وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى، وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُولُ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

530 اخرجہ البخاری، رقم الحدیث: 1427، مسلم، رقم الحدیث: 1034

وَھٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ، وَلَفْظُ مُسْلِمٍ اَخْصَرُ .

◀ ◀ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اوپر والا (یعنی دینے والا) ہاتھ نچلے (یعنی لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے' اور ابتداء اپنے اہل وعیال سے کرو اور بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد استغناء قائم رہے' ا۔ جو سوال سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سوال سے بچالیتا ہے' اور جو استغناء اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں' اور مسلم کے الفاظ زیادہ مختصر ہیں۔

## تعارفِ راوی:

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 61 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

"بہتر صدقہ وہ ہے کہ پُشتِ غنیٰ سے ہو یعنی اُس کے بعد تونگری باقی رہے اور ان سے شروع کرو جو تمھاری عیال میں ہیں یعنی پہلے اُن کو دو پھر اوروں کو۔"

ایک صاحب انڈے برابر سونا لے کر حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ! میں نے ایک کان میں سے پایا میں اسے تصدق کرتا ہوں اس کے سوا میری ملک میں کچھ نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض فرمایا، انہوں نے پھر عرض کی، پھر اعراض فرمایا۔ پھر عرض کی پھر اعراض فرمایا۔ پھر عرض کی، حضور نے وہ سونا ان سے لے کر ایسا پھینکا کہ اگر ان کے لگتا تو درد پہنچاتا یا زخمی کرتا اور فرمایا تم میں ایک شخص اپنا پورا مال لاتا ہے کہ یہ صدقہ ہے پھر بیٹھا لوگوں سے بھیک مانگے گا" خیر الصدقة ماكان عن ظهر غنى . بہتر صدقہ وہ ہے جس کے بعد آدمی محتاج نہ ہو جائے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب الرجل یخرج من مالہ آفتاب عالم پریس لاہور ا/۲۳۶،۲۳۵)

۔بعض سخی مسلمان اپنے ہاں طالب علموں کا مستقل کھانا لگا دیتے ہیں یہ ان کی ہمت ہے، سب سے بہتر صدقہ جاریہ یہ ہے کہ کسی کو اپنے خرچہ سے عالم بنایا جاوے جیسے امام اعظم نے امام ابو یوسف کو اپنے خرچہ پر اپنی تعلیم سے جید عالم بلکہ امام مجتہد بنا دیا جن کا فیض تا قیامت رہے گا۔

(۵۳۱) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاوِیَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَا تُلْحِفُوْا فِی الْمَسْاَلَةِ، فَوَاللّٰہِ لَا یَسْاَلُنِیْ اَحَدٌ مِّنْکُمْ شَیْئًا، فَتُخْرِجَ لَہٗ مَسْاَلَتُہٗ مِنِّیْ شَیْئًا وَّاَنَا لَہٗ کَارِہٌ، فَیُبَارَکَ لَہٗ فِیْمَا اَعْطَیْتُہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابو عبدالرحمٰن معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سوال کرنے میں اصرار نہ کرو۔ اللہ کی قسم! اگر تم میں سے کوئی مجھ سے سوال کرتا ہے' تو اس کا سوال مجھ سے

531: اخرجہ مسلم، رقم الحدیث: 1038، نسائی، رقم الحدیث: 2529

کچھ نکلوالیتا ہے، حالانکہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں تو جو کچھ میں اس کو دیتا ہوں اس میں اس کے لئے قطعاً برکت نہیں ہوتی۔ (مسلم)

## تعارف راوی:

آپ کا نام شریف معاویہ ابن ابوسفیان ابن حرب ابن امیہ ابن عبد الشمس ابن عبد مناف ہے، آپ پانچویں پشت یعنی عبد المناف میں حضور سے مل جاتے ہیں، آپ کی والدہ ہند بنت عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد الشمس ابن عبد مناف ہیں۔ آپ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے، مگر فتح مکہ کے دن اسلام ظاہر کیا۔ حضور کے سالے ہیں، کاتب وحی ہیں، عہد فاروقی میں شام کے حاکم بنے، چالیس سال وہاں کے ہی حاکم رہے، امام حسن ابن علی رضی اللہ عنہما نے آپ کے حق میں خلافت سے دست برداری فرما کر صلح فرمالی۔ آپ کی وفات ۴ رجب ۶۰ھ لقوہ کی بیماری سے ہوئی ۷۸ سال عمر پائی، آپ کے پاس حضور کا تہبند، چادر شریف، قمیص مبارک اور کچھ بال و ناخن شریف تھے وصیت کی تھی کہ مجھے اس لباس شریف میں کفن دینا اور میرے منہ اور ناک میں ناخن اور بال شریف رکھ دینا، آپ کے پورے حالات شریف ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔ (مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ)

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم ،فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد اول)

## شرح:

حدیث شریف میں ہے: "جس کے پاس بقدر کفایت ہو اور وہ سوال کرے قیامت کے دن اس کے منہ کا گوشت گل کر گر پڑے گا کہ ہڈی کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا۔'

'("سنن ابن ماجہ"، کتاب الزکاۃ، باب: من سال عن ظھر غنی، الحدیث: ۱۸۴۰، ج ۲، ص ۴۰۲......)

دوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ "وہ جو کچھ لیتا ہے دوزخ کی آگ ہے اب چاہے بہت لے یا تھوڑی"، کسی نے عرض کی: یارسول اللہ! کس قدر رکھتا ہو تو سوال نہ کرے؟ فرمایا: "صبح وشام کا کھانا۔"

("سنن ابی داود"، کتاب الزکاۃ، باب من یعطی من الصدقۃ، وحد الغنی، الحدیث: ۱۶۲۹، ج ۲، ص ۱۶۴، بالفاظ متقاربۃ ...... و"الجامع الصغیر"، حرف المیم، ح ۵۳۲)

سوال بقدرِ حاجت درست ہے اور حاجت باختلاف اشخاص واوقات واحوال واَمصار مختلف۔ پس غیر خدا سے سوال فِیْ نَفْسِہٖ قَبِیْح ہے اور اس کی اجازت بوجہ ضرورت، الضرورات تُبیح المحظورات (یعنی: ضرورتیں ممنوعہ اشیاء کو مباح یعنی جائز کر دیتی ہیں) جو شخص بقدرِ سدِّ رَمق کے قُوت یا بقدرِ سترِ عورت کے لباس یا سونے بیٹھنے کے لائق گھر نہیں رکھتا اور کسب سے بھی نہیں حاصل کر سکتا اسے کئی شرط سے سوال کرنا درست ہے۔

## پہلی شرط:

خدائے تعالیٰ کی شکایت نہ کرے اور ناشکری کا کلمہ زبان پر نہ لائے۔

دوسری شرط:

حتی الوُسع (جہاں تک ممکن ہو) اپنے عزیز اور دوست اور سخی عالی ہمت سے مانگے کہ اس پر سوال گراں نہ گزرے گا اور وہ اسے بنظرِ حقارت نہ دیکھے گا۔

تیسری شرط:

پارسائی کو حیلہ دنیا طلبی وسوال کا نہ کرے؛ کہ دین کو دنیا سے بیچنا کمال نادانی ہے۔

چوتھی شرط:

جماعت میں ایک شخص کو متعین کر کے سوال نہ کرے کہ اگر نہ دے شرمندہ ہو اور جو دے اس کے جی پر گراں گزرے مگر صاحبِ زکوٰۃ سے مستحق کے واسطے اور جو خود مستحق ہو تو اپنے لئے سوال بتعیّنِ مضائقہ نہیں رکھتا، اگر چہ اس کو ناگوار ہو اور اسی طرح تعیّنِ سوال کہ مجھے ایک روپیہ یا دو روپے دے، نہ چاہیے۔

پانچویں شرط:

قدرِ حاجت سے زیادہ نہ مانگے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اصل حاجتیں تین ہیں: روٹی، کپڑا، گھر، اور حدیث شریف میں ہے کہ "آدمی کو تین چیزوں کے سوا دنیا میں کچھ حق نہیں، چند لقمے کہ اس کی پیٹھ کو سیدھا کریں اور ایک ٹکڑا کپڑا کہ ستر چھپائے اور چھوٹا گھر جس میں جھک کر داخل ہو سکے "اسی طرح جو چیزیں گھر کیلئے لابُدّ (یعنی ضروری) ہیں وہ بھی حاجت میں داخل ہیں۔

قال الرضاء: یہ حاجاتِ ضروریہ عامہ ہیں جن کی طرف سب کو احتیاج ہے اور اہل وعیال والے کو ان کے نفقہ کی بھی حاجت ہے، اگر بی بی یا غیر مالدار بچوں یا حاجت مند ماں باپ اور ان کے مثل ان کے لئے جن کا نفقہ شرعاً اس پر واجب ہے قدرِ کفایت نہ پاس ہے، نہ وقتِ حاجت تک کسب سے حاصل کر سکتا ہے تو ان کے لئے بھی سوال جائز بلکہ واجب ہے۔

جو شخص واجب کے حصول پر سوال کئے بغیر قدرت نہیں رکھتا اس پر سوال کرنا واجب ہے، اسی کی مثل "ردالمحتار" میں "ذخیرہ" سے منقول کہ اگر کما کر ان کا نفقہ جو اس شخص پر واجب ہے، پورا کر سکتا ہے تو کمائی کر کے ان کا نفقہ ادا کرے، اور اگر لنجا یا اپاہج ہونے کے سبب نہیں کما سکتا تو لوگوں سے مانگ کر ان کا خرچہ پورا کرے جن کا نفقہ اس پر واجب ہے اسی طرح خصاف کے باب النفقہ میں بھی مذکور ہے۔ ("ردّ المحتار"، کتاب الطلاق، باب النفقۃ، ج۵، ص۳۴۶......)

غرض اصل کلّی وہی ہے کہ جو حاجت وضرورت واقعی وشرعی ہو اور طریقہ تحصیل سوا سوال کے دوسرا نہ ہو (مانگنے

کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ ہوتو) اس کے لیے بقدرِ حاجت، تاوقتِ حاجت سوال جائز ہے ورنہ حرام۔

آج کل اکثر لوگ بیٹی کے بیاہ کے لیے بھیک مانگتے ہیں اور اس سے مقصود رسومِ مُرَوَّجہ ہند کا پورا کرنا ہوتا ہے، حالانکہ وہ رسمیں اصلاً حاجتِ شرعیہ نہیں تو ان کے لئے سوال حلال نہیں ہوسکتا، ہاں مسلمانوں کو خود مناسب ہے کہ حاجت مند بیٹی والے کی اِعانت کریں۔ حدیث میں اس کی مدد کرنے، اسے قرض دینے کی طرف ارشاد ہوا ہے۔

بعضے بھیک مانگتے ہیں کہ حج کو جائیں گے، یہ بھی حرام اور انہیں دینا بھی حرام،

## چھٹی شرط:

اسے تَنَعُّم و تَجَمُّلِ نفس وعیال میں صرف نہ کرے بلکہ وسیلہ عبادت ومباح میں خرچ کرے۔

قال الرضاء: مال غادی ورائح ہے) یعنی: مال، بادل وہوا کی مانند آنی جانی شئے ہے (صبح آتا اور شام جاتا شام جاتا اور صبح آتا ہے۔ نانِ شبینہ کے محتاج (مفلس اور لاچار لوگ) آنکھوں دیکھتے دیکھتے صاحبانِ تخت وتاج ہوگئے اب اگر کسی نے ضرورت کے لئے سوال سے مال حاصل کیا ابھی خرچ نہ ہوا تھا کہ مال حلال کسی دوسری وجہ سے مل گیا تو اسے اگرچہ اس مالِ سوال کا واپس دینا شرعاً ضرور نہیں کہ اس وقت محتاج ہی تھا مگر اولیٰ یہی ہے کہ واپس کردے تاکہ ذلتِ سوال کی تلافی اور شکر واظہارِ نعمتِ الٰہی ہو پھر بھی اگر صَرف کرے تو اسی حاجت وضرورت ہی کے امور میں کہ جس کے لیے مانگا تھا اس کے خلاف نہ ہو۔

## ساتویں شرط:

مُنعِمِ حقیقی کا شکر بجالائے اور جس نے دیا اس کا بھی شکر ادا کرے کہ واسطہ وصولِ نعمت ہے اور اس کے حق میں دعا کرے۔

حدیث شریف میں ہے: "جو بھلائی کرے اسکو بدلا دو' نہ ہوسکے تو اس کیلئے دعا کرو۔"

مگر صدقہ دینے والے کو چاہیے کہ اگر فقیر اس کے سامنے اسے دعا دے تو وہی دعا فقیر کو دیدے تاکہ دعا کا عوض دعا ہوجاوے اور صدقہ بے عوض رہے اس کے عوض ثوابِ آخرت ملے۔

## آٹھویں شرط:

کسی سے بار بار سوال نہ کرے کہ اس حرکت سے وہ تنگ ہوگا وہ اس کو حریص سمجھے گا۔

## نویں شرط:

اگر دینے والا تنگ ہوکر یا لوگوں سے شرما کر یا مالِ مُشتَبَہ یا حرام اس کو دے، قبول نہ کرے کہ اگر خدا کے واسطے ایسے مال سے اجتناب کریگا، خدا اپنے فضل وکرم سے اسے بہتر عنایت فرمائے گا۔

دسویں شرط:

لِوَجْہِ اللہ سوال نہ کرے یعنی یہ کلمہ کہ خدا کے واسطے مجھے کچھ دو، نہ کہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو شخص لِوَجْہِ اللہ سوال کرے، ملعون ہے۔"

ایک بزرگ کوفے کے بازار میں چڑیا ہاتھ پر بٹھائے کہتے تھے: اس چڑیا کے لیے مجھے کچھ دو، کسی نے کہا: یہ کیا کہتے ہو؟ فرمایا: دنیائے دُوں (یعنی: بے قیمت وحقیر دنیا) کے لیے خدا کا واسطہ نہیں لاسکتا اس کا شفیع (سفارشی) بھی حقیر چاہیے۔

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:)) لا یسئل لوجه الله الا الجنة ((۔ "لوجہ اللہ کہہ کر جنت کے سوا کوئی چیز نہ مانگی جائے۔"

گیارہویں شرط:

جس قدر دیا جائے بطیبِ خاطر) یعنی: خوش دلی کے ساتھ (قبول کرے زیادہ پر اِصرار سے نہایت باز رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو مال، دینے والے کی ناگواری کے ساتھ لیا جاتا ہے اس میں برکت نہیں ہوتی۔"

یہ زیادہ کے لیے اس واسطے اصرار کرتا ہے کہ زیادہ کام آئے گا اور وہاں اس سے برکت اٹھالی گئی کہ اس تھوڑے کی قدر بھی بکار آمد نہ ہوگا، اگر قناعت کرتا، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ خیر و برکت عطا فرماتا ہے۔

بارہویں شرط:

لازم ہے کہ عیب صدقے کا پوشیدہ رکھے۔

قال الرضاء: جیسے دینے والے کو چاہیے کہ ناقص چیز صدقے میں نہ دے کہ اللہ عزوجل غنی ہے، صدقہ پہلے اس غنی مطلق جَلَّ وَعَلَا کے دستِ قدرت میں پہنچتا اس کے بعد فقیر کے ہاتھ میں جاتا ہے۔ اب آدمی دیکھے کہ غنی کی سرکار میں کیا پیش کش کرتا ہے۔

ایسے ہی صدقے لینے والے پر لازم ہے کہ ناقص پر ناراض نہ ہو اور اس کی مذمت وشکایت نہ کرے کہ آخر اس کی طرف سے نعمت ہے اور نعمت کا مُعاوَضہ شکر ہے نہ) کہ (شکایت، اس کا کوئی قرض نہ آتا تھا کہ شکایت کرتا ہے۔

تیرہویں شرط:

جو شخص مالِ ظلم یا مالِ رِبا (کسی سے چھینا ہوا، یا سُودی مال) دے ہرگز نہ لے کہ خبیث سے سوا خُبث (برائی) کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

قال الرضاء: اگر معلوم ہو کہ جو کچھ یہ دیتا ہے عین حرام ہے تو ہر طرح لینا حرام ہے خواہ ہدیہ میں، خواہ صدقہ میں، خواہ اُجرت میں، خواہ قرض میں، خواہ کسی طرح، ورنہ جائز۔

**چودھویں شرط:**

صدقے کو تھوڑا اور حقیر نہ جانے، جیسے دینے والے کو چاہیے بہت دے اور تھوڑا سمجھے۔ کثیر بھی اللہ کے حضور قلیل ہے (حدیث صحیحین سے ثابت کہ صدقہ کو حقیر نہ جانو اگر چہ بکری کا جلا ہوا کھر ہو۔

(فضائل دعا، رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ المنان)

(۵۳۲) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرحمٰن عَوْفِ بْنِ مَالِكِ الْاَشْجَعِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةً اَوْ ثَمَانِيَةً اَوْ سَبْعَةً، فَقَالَ: "اَلا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" وَكُنَّا حَدِيْثِي عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ، فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: "اَلا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ" فَبَسَطْنا اَيْدِينَا، وَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ فَعَلامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: "عَلٰى اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلاَ تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، وَّالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَتُطِيْعُوا اللّٰه" وَاَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيْفَةً "وَلا تَسْاَلُوا النَّاسَ شَيْئًا" فَلَقَدْ رَاَيْتُ بَعْضَ اُولٰٓئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ اَحَدِهِمْ فَمَا يَسْاَلُ اَحَدًا يُّنَاوِلُهٗ اِيَّاهُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابوعبدالرحمٰن بن عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نو، آٹھ یا سات آدمی حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت نہیں کرتے؟ حالانکہ ہم نے نئی نئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے تو آپ کی بیعت کر لی ہے۔ آپ نے پھر فرمایا: کیا تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے اپنے ہاتھ آگے کئے اور عرض کی: بیعت تو ہم نے آپ کی کر لی ہے۔ اب کس چیز پر بیعت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بات پر کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو گے، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ گے، پانچ نمازیں ادا کرو گے، اللہ تعالیٰ کا حکم مانو گے اور ایک بات آپ نے بڑی آہستہ آواز میں فرمائی کہ، لوگوں سے کوئی چیز نہیں مانگو گے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے اس جماعت میں سے بعض لوگوں کو دیکھا کہ اگر ان کے ہاتھ سے عصا وغیرہ بھی گر جاتا تو وہ کسی سے نہ کہتے کہ انہیں پکڑا دے۔ (مسلم)

532: مسلم، رقم الحدیث: 3385، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3385، نسائی، رقم الحدیث: 3385، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3385، ابن حبان، رقم الحدیث: 3385، طبرانی، رقم الحدیث: 18/67

## تعارفِ راوی:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 457 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

یناولہ: از، نولاً و نوالاً، بمعنی عطیہ دینا، ہاتھ دراز کر کے دینا۔

## شرح:

یہ حدیث ماقبل کے ہم معنی ہے باقی اس میں بیعت کے بارے بیان ہوا اس کے لیے ہماری کتاب ''معجزاتِ نبی کی برسات اور غوثِ جلی کی ذات'' ناشر اکبر بک سیلرز کے باب سوئم کا مطالعہ ضرور فرمائیں (ابوالاحمد غفرلہ)

(۵۳۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''لَا تَزَالُ الْمَسْاَلَةُ بِاَحَدِكُمْ حَتّٰی يَلْقَی اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَيْسَ فِیْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

''الْمُزْعَةُ'' بِضَمِّ الْمِيْمِ وَاِسْكَانِ الزَّاىِ وَبِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ: الْقِطْعَةُ .

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ایک شخص ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اس کے منہ پر گوشت کا ایک ٹکڑا تک نہ ہوگا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

المزعة: میم کے ضمہ، زاء کے سکون اور عین مہملہ کے ساتھ: ٹکڑے کو کہتے ہیں۔

## شرح:

اس کی شرح ماقبل احادیث میں گزر چکی ہے،

(۵۳۴) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ، وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْاَلَةِ: ''اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰی، وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِیَ الْمُنْفِقَةُ، وَالسُّفْلٰی هِیَ السَّائِلَةُ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

---

533: بخاری، رقم الحدیث: 1474، مسلم، رقم الحدیث: 103/1040، نسائی، رقم الحدیث: 2484

534: بخاری، رقم الحدیث: 3364، مسلم، رقم الحدیث: 3364، موطا، رقم الحدیث: 3364، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3364، نسائی، رقم الحدیث: 3364، ابن حبان، رقم الحدیث: 3364، بیہقی، رقم الحدیث: 1974، احمد، رقم الحدیث: 2/4474، دارمی، رقم الحدیث: 1/389، اشباب، رقم الحدیث: 231

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہوکر صدقے اور سوال سے باز رہنے کا ذکر کیا اور فرمایا: اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اور اوپر والے ہاتھ سے مراد خرچ کرنے والا ہاتھ ہے، اور نیچے والے ہاتھ سے مراد مانگنے والا ہاتھ ہے۔ (متفق علیہ)

(۵۳۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ سَاَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا یَسْاَلُ جَمْرًا ؛ فَلْیَسْتَقِلَّ اَوْ لِیَسْتَكْثِرْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگوں سے اس لئے سوال کرے کہ اس کے مال میں اضافہ ہو تو وہ انگاروں کا سوال کر رہا ہے چاہے تو کم طلب کرے، چاہے تو زیادہ۔ (مسلم)

(۵۳۶) وَعَنْ سَمُرَةَ بنِ جُنْدبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ الْمَسْاَلَةَ كَدٌّ یَكُدُّ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ، اِلَّا اَنْ یَّسْاَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا اَوْ فِیْ اَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ" .

"اَلْكَدُّ": اَلْخَدْشُ وَنَحْوُهُ .

◀ ◀ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک سوال کرنا چھیلنا ہے۔ جس سے آدمی اپنے چہرے کو چھیل دیتا ہے سوائے اس کے کہ آدمی بادشاہ سے سوال کرے یا اس کام کے لیے جس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہ ہو۔

## تعارفِ راوی:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 406 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## حلِ لغات:

الکد: چھیلنا وغیرہ۔

---

535: مسلم، رقم الحدیث: 1041، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1838

536: احمد، رقم الحدیث: 7/2040، ابوداؤد، رقم الحدیث: 1639، ترمذی، رقم الحدیث: 681، نسائی، رقم الحدیث: 2598، ابن حبان، رقم الحدیث: 3397، طبرانی، رقم الحدیث: 6797، بیہقی، رقم الحدیث: 197/4

## شرح:

لوگوں سے سوال کرنے کی شرائط ہم نے حدیث نمبر:۵۳۲ میں ذکر کر دیں ہیں وہاں سے مطالعہ فرمائیں۔

(۵۳۷)وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ، وَمَنْ اَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ، فَیُوْشِكُ اللّٰهُ لَهٗ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ اَوْ اٰجِلٍ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

"یُوْشِكُ" بِكَسْرِ الشِّیْنِ: اَیْ یُسْرِعُ .

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی فاقے میں مبتلا ہوجائے اور اپنے فاقے کو لوگوں کے سامنے پیش کرے تو اس کا فاقہ دور نہیں ہوتا' اور جو شخص اپنے فاقے کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی خدمت میں پیش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جلد یا بدیر حکمت خداوندی کے مطابق رزق عطا فرمائے گا۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## حلِ لغات:

یوشك: شین کے کسرہ کے ساتھ کا مطلب ہے: جلدی کرتا ہے۔

## شرح:

یعنی اپنی غریبی کی شکایت لوگوں سے کرتا پھرے اور بے صبری ظاہر کرے اور لوگوں کو اپنا حاجت رواں جان کر ان سے مانگنا شروع کر دے تو اس کا انجام یہ ہوگا کہ اسے مانگنے کی عادت پڑ جائے گی جس میں برکت نہ ہوگی اور ہمیشہ فقیر ہی رہے گا۔

مزید فرمایا جو اپنا فاقہ لوگوں سے چھپائے، رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں مانگے اور حلال پیشہ میں کوشش کرے تو رب تعالیٰ اسے مانگنے کی ضرورت ڈالے گا ہی نہیں، اگر اس کے نصیب میں دولت مندی نہیں ہے تو اسے ایمان پر موت نصیب کر کے جنت کی نعمتیں عطا فرمائے گا اور اگر دولتمندی نصیب میں ہے تو وہ جلدی نہ سہی دیر سے ہی عطا فرما دے گا

537: ابوداؤد، رقم الحدیث:1645، احمد، رقم الحدیث:2/3696، ترمذی، رقم الحدیث:2333

کہ اس کی کمائی میں برکت دے گا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۷۸)

(۵۳۸) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَكَفَّلَ لِيْ اَنْ لَّا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا، وَّاَتَكَفَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ؟" فَقُلْتُ: اَنَا، فَكَانَ لَا يَسْأَلُ اَحَدًا شَيْئًا . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

◀ ◀ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ لوگوں سے کوئی چیز نہیں مانگے گا تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: میں اسی بات کی ضمانت دیتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کسی سے کچھ نہیں مانگا کرتے تھے۔ ابو داؤد نے اسے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۵۳۹) وَعَنْ اَبِيْ بِشْرٍ قَبِيْصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُهُ فِيْهَا، فَقَالَ: "اَقِمْ حَتّٰى تَاْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَاْمُرَ لَكَ بِهَا" ثُمَّ قَالَ: "يَا قَبِيْصَةُ، اِنَّ الْمَسْاَلَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدِ ثَلَاثَةٍ: رَجُلٌ تَحَمَّلَ حَمَالَةً، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْاَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَهَا، ثُمَّ يُمْسِكُ، وَرَجُلٌ اَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْاَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ - اَوْ قَالَ: سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ - وَرَجُلٌ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ، حَتّٰى يَقُوْلَ ثَلَاثَةٌ مِّنْ ذَوِي الْحِجٰى مِنْ قَوْمِهِ: لَقَدْ اَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ . فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْاَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ، اَوْ قَالَ: سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ، فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْاَلَةِ يَا قَبِيْصَةُ سُحْتٌ، يَاْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"اَلْحَمَالَةُ" بِفَتْحِ الْحَاءِ: اَنْ يَّقَعَ قِتَالٌ وَّنَحْوُهُ بَيْنَ فَرِيْقَيْنِ، فَيُصْلِحُ اِنْسَانٌ بَيْنَهُمْ عَلٰى مَالٍ يَّتَحَمَّلُهُ وَيَلْتَزِمُهُ عَلٰى نَفْسِهِ . وَ"الْجَائِحَةُ" اَلْاٰفَةُ تُصِيْبُ مَالَ الْاِنْسَانِ . وَ"الْقِوَامُ" بِكَسْرِ الْقَافِ وَفَتْحِهَا: هُوَ مَا يَقُوْمُ بِهِ اَمْرُ الْاِنْسَانِ مِنْ مَّالٍ وَّنَحْوِهِ . وَ"السِّدَادُ" بِكَسْرِ السِّيْنِ: مَا يَسُدُّ حَاجَةَ الْمَعْوِزِ وَيَكْفِيْهِ، وَ"الْفَاقَةُ": الْفَقْرُ . وَ"الْحِجٰى": الْعَقْلُ .

◀ ◀ حضرت ابی بشر قبیصہ بن المخارق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے دو لڑے ہوئے گروہوں میں

---

538: احمد، رقم الحدیث: 8/22448، ابوداؤد، رقم الحدیث: 1643، احمد، رقم الحدیث: 5/15916، مسلم، رقم الحدیث: 1044، وابوداؤد، رقم الحدیث: 1640، نسائی، رقم الحدیث: 2578، حمیدی، رقم الحدیث: 819، دارمی، رقم الحدیث: 396/1، ابن حبان، رقم الحدیث: 329، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 2359، ابن جارود، رقم الحدیث: 267، طبرانی، رقم الحدیث: 18/947-956، دارقطنی، رقم الحدیث: 119/7، بیہقی، رقم الحدیث: 73/6

539: مسلم، رقم الحدیث: 5/15916، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5/15916، نسائی، رقم الحدیث: 5/15916، احمد، رقم الحدیث: 5/15916، حمیدی، رقم الحدیث: 819، دارمی، رقم الحدیث: 1/396، ابن حبان، رقم الحدیث: 3291، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 2359، ابن جارود، رقم الحدیث: 267، طبرانی، رقم الحدیث: 18، دارقطنی، رقم الحدیث: 2/119، بیہقی، رقم الحدیث: 6/73

صلح کے لئے دیت کا ارادہ کرنے کا ذمہ اُٹھایا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ سے اس سلسلہ میں پوچھوں تو آپ نے فرمایا: ٹھہرو۔ ہمارے پاس صدقہ کا کچھ مال آجائے تو ہم وہ تمہیں دینے کا حکم دیں گے۔ پھر فرمایا: اے قبیصہ! تین آدمیوں کے سوا کسی کا سوال کرنا جائز نہیں۔ ایک تو وہ جو (صلہ کے لئے دیت کا) ذمہ اُٹھائے۔ اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس فرض سے سبکدوش ہوجائے اور اس کے بعد سوال نہ کرے۔ دوسرا وہ آدمی جس پر کوئی آفت نازل ہوجائے اور اس کے مال کو تباہ کردے اُس کے لئے سوال کرنا حلال ہے۔ یہاں تک کہ اس کی گزران اعتدال پر آجائے۔ یا فرمایا: اسے ضروریات زندگی میسر آنے لگیں۔

اور ایک وہ آدمی جس کو فاقہ درپیش ہو اور اس کی قوم کے تین سمجھدار آدمی بیان دیں کہ یہ آدمی واقعی فاقہ زدہ ہے تو اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے۔ یہاں تک کہ اس کی گزران اعتدال پر آجائے۔ یا فرمایا: اسے ضروریات زندگی میسر آنے لگیں۔

اے قبیصہ! ان صورتوں کے علاوہ سوال کرنا حرام ہے سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

قبیصہ ابن مخارق: آپ ہلالی ہیں حضور انور کی خدمت میں اپنی قوم کے نمائندے بن کر آئے اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف القاف، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم

## حلِ لغات:

الحمالہ: حاء کے فتحہ کے ساتھ۔ اس سے مراد ہے دو فریقوں کے درمیان لڑائی جھگڑا ہوجائے اور کوئی شخص ان کے درمیان مال کے عوض صلح کرادے اور اس مال کی ادائیگی اپنے ذمے لے لے۔

الجائحہ: وہ آفت جو کسی انسان کے مال پر نازل ہو۔

القوام: قاف کے کسرہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ ہے۔ وہ مال وغیرہ جس سے انسان کا معاملہ اعتدال پر آجائے۔

السداد: سین کے کسرہ کے ساتھ۔ وہ چیز جو محتاج کی حاجت کو دور کرے اور اس کے لئے کافی ہوجائے۔

الفاقہ: فقر۔

الحجی: عقل

## شرح:

حمالہ: یعنی اس ضمانت کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دو قومیں دیت یا دوسرے مال قرض کی وجہ سے آپس میں لڑ

لگیں، کوئی ان میں صلح کرانے اور دفع شر کے لیے مقروض کا قرض یا منقول کی دیت اپنے ذمے لے لے یعنی دفع فساد یا صلح کرانے کے لیے مال کا ضامن بن جانا یا اپنے ذمہ لے لینا۔ (مرقات ولمعات وغیرہ)

(کچھ مانگنے کو حاضر خدمت ہوا) تا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مال عطا فرمادیں جس سے میں وہ قرض چکا دوں یا دیت ادا کردوں۔

(صدقہ آجاتا ہے) صدقہ سے مراد مال ظاہری جانوروں و پیداوار کی زکوۃ ہے جو حکومت اسلامیہ وصول کرتی تھی یا مال باطنی یعنی سونے چاندی وغیرہ کی زکوۃ جو غنی صحابہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کرتے تھے تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی خیرات کریں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے خیرات قبول ہو، یعنی اے قبیصہ اتنا توقف کرو کہ زکوۃ وصول ہو جائے تو اس سے تمہارا زرِ ضمانت ادا کردیا جائیگا۔

(جس نے ضمانت اُٹھائی) اس سے معلوم ہوا کہ ایسا ضامن اگر چہ مالدار بھی ہو تو صدقہ مانگ سکتا ہے کیونکہ یہ مانگنا اپنے لیے نہیں بلکہ اس مقروض فقیر کے لیے ہے جو فقیر ہے جس کا یہ ضامن ہے، رب تعالیٰ نے زکوۃ کے مصارف میں غارمین (مقروضوں) کا بھی ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہی مقروض ہیں۔

(جس کو حادثہ پیش آیا) یعنی یہ شخص غنی تھا آفت ناگہانی نے مال برباد کر کے اسے فقیر کردیا اگر چہ تندرست ہے کمانے پر قادر ہے مگر کمانے تک کیا کھائے وہ اس وقت تک کے لیے مانگ سکتا ہے جب کچھ گزارہ کے لائق کمائے تو سوال سے باز آجائے۔

سداڈ یاسدٌ سین کے فتح سے، بمعنی رکاوٹ و آڑ یا سِدٌ سین کے کسرہ سے ہے، بمعنی درستی و اصلاح یعنی اتنا مال حاصل کرے جس سے فقر وفاقہ رک کر زندگی درست ہو جائے۔ غرضکہ بھیک مانگنا مردار جانور کی طرح ہے جس کا جائز و حلال، ہونا سخت ضرورت پر ہے۔

(اس کی قوم کے تین آدمی گواہی دیں) یہ گواہی کی قید اس کے لیے ہے جس کے متعلق لوگوں کو شبہ ہو کہ یہ غنی ہے اور بلاضرورت مانگ رہا ہے۔ قوم سے مراد اس کے حالات سے خبردار لوگ ہیں خواہ اس کی برادری کے ہوں یا آس پڑوس کے یعنی کم از کم تین واقف حال لوگ جنہیں غریبی امیری حاجت وغنا کی پہچان ہو وہ بتادیں کہ واقعی یہ فاقہ زدہ ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے اہل مدینہ قرض لینے اور سوال کرنے میں عار نہیں سمجھتے تھے ان کے وہ عادی تھے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عادتوں کو بدلنے کے لیے سوال پر تو یہ پابندیاں لگائیں۔ مقروض کی نماز جنازہ خود نہ پڑھی دوسروں سے پڑھوادی تا کہ عبرت پکڑیں اور قرض حتی الامکان نہ لیں۔

(اس کو کھانے والا حرام ہی کھائے گا) خیال رہے کہ تین کا یہ حصر اضافی ہے حقیقی نہیں، ان تین کے علاوہ اور صورتیں بھی ہیں جن میں سوال درست ہوتا ہے جیسے وہ بے دست و پا جو کمانے پر قادر نہ ہو، وہ طالب علم جس نے اپنے کو طلب علم

کے لیے وقف کردیا ہو اور لوگ توجہ نہ کرتے ہوں بغیر طلب نہ دیتے ہو۔مرقات نے فرمایا کہ خانقاہوں کے وہ مجاور جنہوں نے اپنے کو ریاضت ومجاہدات کے لیے حقیقی معنے میں وقف کردیا ہو ان کے لیے اُن ہی میں کا ایک سوال کرسکتا ہے، روٹیاں کپڑے جمع کرسکتا ہے، مگر خیال رہے کہ رب تعالیٰ نیت سے خبردار ہے مانگنے کے لیے صوفی نہ بن جائے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۳،ص۶۳)

(۵۴۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِیْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِیْ لَا يَجِدُ غِنًى يُّغْنِيْهِ، وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلَ النَّاسَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے گرد چکر لگاتا رہے۔ جسے ایک دولقموں یا ایک دو کھجوروں کا لالچ محوِ گردش رکھے۔ بلکہ مسکین تو وہ ہے کہ جس کے پاس نہ تو اتنا مال ہے کہ اس کی ضرورت کو پورا کرسکے اور نہ وہ مسکین نظر آتا ہے کہ لوگ اس کو صدقہ دیں اور نہ وہ کھڑے ہو کر لوگوں سے مانگتا ہے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

یعنی جس مسکینیت پر ثواب ہے اور صابروں کے زمرہ میں داخل ہے وہ یہ بھکاری فقیر نہیں ہے بلکہ یہ تو عام حالات میں اسی سوال پر گنہگار ہے کہ جب وہ بھیک مانگنے کے لئے اتنی دوڑ دھوپ کرسکتا ہے تو وہ کمانے کے لیے بھی کرسکتا ہے، ہاں صابر وہ مسکین ہے جو حاجتمند ہو مگر پھر کسی پر اپنی حاجت ظاہر نہ کرے، اپنے فقر کو چھپانے کی کوشش کرے، اسی مسکین کی رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں تعریف فرمائی ہے کہ فرمایا: "لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ "الآیۃ۔یہ خیال رہے کہ جس مسکینیت کی دعا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہے وہ مسکینیت دل ہے یعنی دل میں عجز وانکسار ہونا، تکبر وغرور نہ ہونا، ایسا شخص اگر مالدار بھی ہو تو مبارک مسکین ہے اور جن احادیث میں فقر و مسکینیت سے پناہ مانگی گئی ہے وہ ایسی تنگدستی ہے جو فتنہ میں مبتلا کردے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں اور نہ یہ اعتراض ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسکینیت کی دعا کی مگر رب تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بادشاہ بنادیا یہ دعا قبول

540: بخاری، رقم الحدیث:1713، مسلم، رقم الحدیث:1713، نسائی، رقم الحدیث:1713، موطا مالک، رقم الحدیث:1713، احمد، رقم الحدیث:3/9122، ابوداؤد، رقم الحدیث:3298، ابن حبان، رقم الحدیث:3298، ابن خزیمہ، رقم الحدیث:2363، بیہقی، رقم الحدیث:4/195

نہ ہوئی۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۵۶)

## ۵۸-بَابُ جَوَازِ الْاَخْذِ مِنْ غَیْرِ مَسْاَلَةٍ وَّلَا تَطَلُّعٍ اِلَیْهِ

## بغیر سوال اور لالچ کے اگر کوئی چیز ملے تو اس کو لے لینے کے جواز کا بیان

(۵۴۱) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ اَبِیْهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْطِینِی الْعَطَاءَ، فَاَقُوْلُ: اَعْطِهِ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَیْهِ مِنِّی. فَقَالَ: "خُذْهُ، اِذَا جَاءَ کَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَیْءٌ وَّاَنْتَ غَیْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ، فَخُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ، فَاِنْ شِئْتَ کُلْهُ، وَاِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْ بِهٖ، وَمَا لَا، فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَکَ" قَالَ سَالِمٌ: فَکَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا یَسْاَلُ اَحَدًا شَیْئًا، وَّلَا یَرُدُّ شَیْئًا اُعْطِیَهٗ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(مُشْرِفٌ): بِالشِّیْنِ الْمُعْجَمَةِ: اَیْ مُتَطَلِّعٌ اِلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطیہ عطا فرماتے تو میں عرض کرتا کہ حضور! اس کو عطا فرمائیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اگر بغیر لالچ اور بغیر سوال کے تمہیں کوئی چیز ملے تو اس کو لے لو۔ اس کو اپنی ملکیت میں کرلو۔ چاہو تو اس کو کھاؤ اور چاہو تو اس کو صدقہ کردو اور جو چیز اس طرح نہ ملے اس کے پیچھے اپنے نفس کو نہ لگاؤ۔ حضرت سالم فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نہ کسی سے کوئی چیز مانگتے اور نہ جو چیز آپ کو دی جاتی اس کو ٹھکراتے۔ (متفق علیہ)

### تعارفِ راوی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 1 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حلِ لغات:

مشرف: شین معجمہ کے ساتھ کسی چیز کی تاک میں رہنے والا لالچی۔

### شرح: سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت:

علما فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اُس دن کی عطا تخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دِہش (یعنی سخاوت و بخشش) سے زائد تھی، جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) عطا فرمارہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔

541: بخاری، رقم الحدیث: 1473، نسائی، رقم الحدیث: 2603، احمد، رقم الحدیث: 1/100، دارمی، رقم الحدیث: 164، ابن حزیمہ، رقم الحدیث: 2365

یہاں تک کہ جب سب اَموال تقسیم ہو لئے ایک اَعرابی (یعنی عرب کے دیہات میں رہنے والے) نے ردائے مبارک (یعنی چادر مبارک) بدنِ اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ وپشتِ مبارک پر اس کا نشان بن گیا، اس پر اِتنا فرمایا: اے لوگو! جلدی نہ کرو، واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے۔

(ملتقطا، صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الشجاعۃ فی الحرب۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۲۸۲۱، ج ۲، ص ۲۶۰)

# ۵۹-بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْاَكْلِ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ وَالتَّعَفُّفِ بِهٖ عَنِ السُّؤَالِ وَالتَّعَرُّضِ لِلْاِعْطَاءِ

## اپنے ہاتھ کی کمائی کھانے' سوال سے باز رہنے اور مستحقین کو دینے کی ترغیب کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (الجمعة: 10).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ○

(۵۴۲) وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ اَحْبُلَهٗ ثُمَّ يَاْتِيَ الْجَبَلَ، فَيَاْتِيَ بِحُزْمَةٍ مِّنْ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا، فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ، خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ النَّاسَ، اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوْهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀◀ حضرت ابوعبداللہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی رسیاں لے کر پہاڑ پر جائے اور لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر لائے اور اسے بیچ دے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کو سوال کرنے کی ذلت سے بچالیا تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے کہ وہ چاہیں تو اسے کچھ دیں اور چاہیں تو خالی ہاتھ لوٹا دیں۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 204 کے تحت ہو چکا ہے۔

542: بخاری، رقم الحدیث: 1470، مسلم، رقم الحدیث: 1047، مالک، رقم الحدیث: 1883، ترمذی، رقم الحدیث: 680، نسائی، رقم الحدیث: 2588، حمیدی، رقم الحدیث: 1056، ابن حبان، رقم الحدیث: 3387، ابن شیبہ، رقم الحدیث: 3/209، احمد، رقم الحدیث: 3/10156

## حلِ لغات:

بحزمةٍ:لکڑی کا گٹھا۔

## شرح:

مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:"جوغنا کے باوجود لوگوں سے سوال کرے وہ جہنم کے دہکتے پتھروں میں اضافہ کرتا ہے۔" صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی "غنا سے کیا مراد ہے؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:"رات کا کھانا۔"

(کنزالعمال، کتاب الزکاۃ،قسم الاقوال،الفصل الثانی فی ذم السوال ۱۶۸۴۵، ج۶،ص۲۱۶)

ترک سوال بہرحال اولیٰ ہے) یعنی بہتر ہے (حالانکہ بعض اکابردین ومشائخ طریقت نے سوال کیا ہے، حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری اپنے "مکتوبات" میں لکھتے ہیں:"شیخ ابوسعید خراز فاقے کے وقت لوگوں سے سوال کرتے ہیں۔اور خواجہ ابوحفص حداد مغرب وعشاء کے بیچ میں بقدرضرورت ایک دودروازے سے مانگ لیتے۔

خواجہ سفیان ثوری بھی سفر میں سوال کرتے اور خواجہ ابراہیم ادھم جبکہ جامع بصرہ میں معتکف تھے تین دن بعد افطار فرماتے،اُس روز سوال کرتے۔"

"(قوت القلوب"،کتاب حکم المسافروالمقاصد فی الاسفار، ج۲،ص۹۹۳.....و"البریقۃ المحمودیۃ"،الثامن والعشرون حب المال للحرام، ج۴،ص۵۔ (شامہ)

(۵۴۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَاَنْ یَّحْتَطِبَ اَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلٰى ظَهْرِهٖ، خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّسْاَلَ اَحَدًا، فَیُعْطِیَهٗ اَوْ یَمْنَعَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: تم میں سے کوئی اگر لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اُٹھائے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے کہ وہ چاہے تو اس کو کچھ دے اور چاہے تو کچھ نہ دے۔(متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلداوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہوچکا ہے۔

## حلِ لغات:

یحتطب: از، حطباً بمعنی لکڑی چننا،لکڑیاں اکٹھی کرنا۔

543:بخاری،رقم الحدیث:1883،مسلم،رقم الحدیث:1883،ترمذی،رقم الحدیث:1883،مالک،رقم الحدیث:1883

## شرح:

حضور نبیء پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:"جس نے حلال روزی کی طلب میں تھکاوٹ کی حالت میں شام کی تا کہ وہ خودکولوگوں سے سوال کرنے سے بچائے تو وہ شام ہی کو بخش دیا جائے گا۔"

مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اوراسے سوال حلال ہے،فقیرکوسوال ناجائز کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہواُسے بغیرضرورت ومجبوری سوال حرام ہے۔"(الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الزکاۃ،الباب السابع فی المصارف،ج۱،ص۱۸۷.....)

(۵۴۴) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كَانَ دَاوُدُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - لَا يَأْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: حضرت داوٗد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کے سوا کچھ نہیں کھاتے تھے۔(بخاری)

(۵۴۵) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كَانَ زَكَرِيَّا - عَلَيْهِ السَّلَامُ - نَجَّارًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔(مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

نَجَّارٌ: بڑھئی،لکڑی کا کام کرنے والا۔

## شرح:

یعنی ہر وہ پیشہ جس سے حلال روزی حاصل کی جائے وہ برا نہیں ہاتھ کی کمائی انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت مبارکہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کی کمائی پر بہت زور دیا چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ "بندے نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے پاکیزہ کبھی کوئی کمائی نہیں کھائی اورآدمی اپنی جان،

544: بخاری، رقم الحدیث:17، طبرانی، رقم الحدیث:17، اوسط، رقم الحدیث:1205، ابن حبان، رقم الحدیث:6227

545: مسلم، رقم الحدیث:2379، احمد، رقم الحدیث:3/7952

گھر والوں، بچوں اور اپنے خادم پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ صدقہ ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الحث علی، رقم ۲۱۳۸، ج ۳، ص ۶)

حضرتِ سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کی بارگاہ میں سوال کیا گیا، " کون سی کمائی پاکیزہ ہے؟" فرمایا کہ "بندے کے اپنے ہاتھ کی کمائی اور ہر حلال کمائی۔"

(مستدرک، کتاب البیوع، باب لیس منامن غشنا، رقم ۲۲۰۳، ج ۲، ص ۳۰۱)

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کی بارگاہ میں سوال کیا گیا کہ " کون سی کمائی افضل ہے؟" فرمایا کہ "بندے کے اپنے ہاتھ کی کمائی اور ہر حلال کمائی۔"

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ای کسب اطیب، رقم ۶۲۱۲، ج ۴، ص ۱۰۲)

(۵۴۶) وَعَنِ الْمِقْدَادِ بنِ مَعْدِيْكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ اَنْ يَّاكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِيْهِ، وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اپنے ہاتھوں کی کمائی سے زیادہ بہتر کھانا کسی نے کبھی نہیں کھایا اور بے شک اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاتے تھے۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 386 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

ہاتھوں سے مراد پوری ذات ہے، ہاتھ سے کمائے یا پاؤں سے یا آنکھ یا زبان سے غرضیکہ اپنی قوت سے حلال روزی کمائے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ" وہاں بھی ایدی یعنی ہاتھوں سے ذات ہی مراد ہے۔ مقصد یہ ہے کہ دوسروں کی کمائی پر اپنا گزارا نہ کرے خود محنت کرے۔

یعنی باوجود یہ کہ آپ بادشاہ تھے مگر آپ نے کبھی خزانہ سے اپنے پر خرچ نہ کیا بلکہ روزانہ ایک زرہ بناتے تھے جسے چھ ہزار درہم میں فروخت کرتے تھے دو ہزار اپنے بال بچوں پر خرچ فرماتے تھے اور چار ہزار فقراء بنی اسرائیل پر خیرات کرتے تھے۔) مرقات (علماء فرماتے ہیں کہ بقدرِ ضرورت کمائی فرض ہے اور زیادہ مباح اور فخر و زیادتی مال کے لیے کمائی مکروہ ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۴، ص ۳۶۸)

546: بخاری، رقم الحدیث: 2072

## ٦٠-بَابُ الْكَرَمِ وَالْجُوْدِ وَالْإِنْفَاقِ فِيْ وُجُوْهِ الْخَيْرِ ثِقَةً بِاللّٰهِ تَعَالٰى

## اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے سخاوت کرنے اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے کا بیان

**کرم کا معنی:** بزرگی، ہمت، جوانمردگی، بخشش، دان پن، عنایت، مہربانی۔ (فیروز اللغات)

**جود کا معنی:** عیش، سخاوت، فراخ دلی، کرم، (فیروز اللغات)

**کرم کی تعریف:** هو الاعطاء بالسهولة، (کتاب التعریفات للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: بسہولت عطا کرنا۔

**جود کی تعریف:** الجود: "صفة، هي مبداء افاده ما ينبغي لا بعوض"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: وہ صفت جو مناسب چیز کے ساتھ بغیر عوض کے فائدہ دینے کا مبداء ہو اس کو جود کہتے ہیں۔

**آیت نمبر: 1**

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَ هُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ۝﴾ (سبأ: 39)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم فرماؤ: بے شک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۝

**آیت نمبر: 2**

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ۝﴾ (البقرة: 272)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ انہیں راہ دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں ہاں اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تم جو اچھی چیز دو تو تمہارا ہی بھلا ہے اور تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہنے کے لئے اور جو مال دو تمہیں پورا ملے گا اور نقصان نہ دیئے جاؤ گے۝

**آیت نمبر: 3**

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ۝﴾ (البقرة: 273).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے۝

(۵۴۷)وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لا حَسَدَ اِلَّا فِیْ اثْنَتَیْنِ: رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا، فَسَلَّطَہُ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ، وَّرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ حِکْمَۃً، فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَیُعَلِّمُھَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

وَمَعْنَاہُ: یَنْبَغِی اَنْ لَّا یُغْبَطَ اَحَدٌ اِلَّا عَلٰی اِحْدٰی ھَاتَیْنِ الْخَصْلَتَیْنِ ۔

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: حسد (رشک) نہیں کرنا چاہیے مگر دو چیزوں میں۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور اس کو راہِ حق میں خرچ کرنے کا جذبہ بھی عطا فرمایا ہو اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا فرمائی اور وہ اس حکمت کے ذریعہ فیصلہ کرتا ہے اور دوسروں کو حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

اس حدیث میں حسد سے مراد رشک ہے اور حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کسی شخص پر رشک نہیں کرنا چاہیئے مگر ان دو خصلتوں پر۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

یَقْضِیْ: از، قضاءً بمعنی فیصلہ کرنا، اندازہ کرنا، ضرورت کر پورا کرنا،۔

## شرح:

کسی نعمت والے پرجلنا اوراس کی نعمت کا زوال، اپنے لیئے حصول چاہنا حسد ہے، جو بہت بڑا عیب ہے جس سے شیطان مارا گیا مگر دوسروں کی سی نعمت اپنے لیئے بھی چاہنا غبطہ) رشک (ہے حسد مطلقًا حرام ہے، غبطہ دو جگہ جائز ہے یہاں حسد بمعنی غبطہ ہے۔

مالدار سخی جسے خدا اچھے کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق دے ایسے ہی بافیض عالم دین جس کے علم سے لوگ فائدہ اٹھائیں قابل رشک ہے۔ سبحان اللہ ! بعض علماء کے علم اور بعض سخیوں کے مال سے لوگ تا قیامت فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فقیر کی اس کتاب سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔ (آمین)

خیال رہے کہ نیکی کی تمنا کرنے والا ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت میں نیکوں کے ساتھ ہی ہوگا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۱، ص ۲۰۰)

547: احمد، رقم الحدیث: 2/3651، بخاری، رقم الحدیث: 73، مسلم، رقم الحدیث: 816، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4208، ابن حبان، رقم الحدیث: 90، بیہقی، رقم الحدیث: 88/10

(۵۴۸) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَيُّكُم مَالُ وَارِثِهِ اَحبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهُ اَحَبُّ اِلَيْهِ . قَالَ: "فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِهِ مَا اَخَّرَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کون ہے جس کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ہم میں سے ہر ایک کو اپنا ہی مال زیادہ پیارا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا مال وہ ہے جس کو وہ آگے بھیج دے (یعنی راہ حق میں صرف کر دے) اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جس کو وہ بچا کر رکھے۔ (بخاری)

(۵۴۹) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگ سے بچنے کی کوشش کرو خواہ نصف کھجور ہی کے ذریعے۔ (متفق علیہ)

(۵۵۰) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ، فَقَالَ: لَا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا گیا تو آپ نے کبھی "نہیں" نہیں فرمایا۔ (یعنی کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا)۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

یعنی نبی اکرم ﷺ نے کبھی کسی سائل کو بغیر عطا کیے نہیں بھیجا اگر پاس ہوتا تو دے دیتے اور اگر نہ ہوتا تو فرماتے کہ بیٹھ جاؤ ابھی کچھ آجاتا ہے اور کبھی فرماتے کہ فلاں کے پاس جا کر میرے نام پر اُدھار لے لو میں اُسے دے دوں گا۔ سبحان اللہ ہمارے نبی ﷺ کی سخاوت کے کیا کہنے؟؟؟

مانگتے ہیں مانگے جاتے ہیں منہ مانگی پاتے ہیں سرکار میں نہ "لا" ہے نہ حاجت "اگر" کی ہے

548: بخاری، رقم الحدیث: 6442، نسائی، رقم الحدیث: 3614

549: بخاری، رقم الحدیث: 17/207، مسلم، رقم الحدیث: 17/207، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 17/207، طیاسی، رقم الحدیث: 1036، نسائی، رقم الحدیث: 2556، ابن حبان، رقم الحدیث: 472، احمد، رقم الحدیث: 6/18274

550: بخاری، رقم الحدیث: 6034، مسلم، رقم الحدیث: 231

(۵۵۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ، فَیَقُوْلُ اَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَیَقُوْلُ الْاٰخَرُ: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ہرروز جب لوگ صبح بیدار ہوتے ہیں، تو دوفرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ایک ان میں سے کہتا ہے: اے اللہ (راہ خدا میں) خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! اپنا مال روک کر رکھنے والے کا مال تباہ کردے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

مُنْفِقٌ: خرچ کرنے والا۔

مُمْسِكٌ: روکنے والا (مال کو خرچ نہ کرنے والا)

## شرح:

یعنی سخی کے لیے دعاء اور کنجوس کے لیے بددعا روزانہ فرشتوں کے منہ سے نکلتی ہے جو یقیناً قبول ہے۔ خیال رہے کہ خلف مطلقاً عوض کو کہتے ہیں دنیاوی ہو یا اخروی، حسی ہو یا معنوی مگر تلف دنیوی اور حسی بربادی کو کہا جاتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ" کا تجربہ دن رات ہورہا ہے کہ کنجوس کا مال حکیم ڈاکٹر، وکیل یا نالائق اولاد برباد کرتی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۸۶)

(۵۵۲) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اَنْفِقْ یَا ابْنَ اٰدَمَ یُنْفَقْ عَلَیْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اولاد آدم! خرچ کرو۔ تم پر خرچ کیا جائے گا۔ (متفق علیہ)

(۵۵۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ

---

551: احمد، رقم الحدیث:10505، بخاری، رقم الحدیث:4684، مسلم، رقم الحدیث:993، الترمذی، رقم الحدیث:3045، ابن ماجہ، رقم الحدیث:197، ابن حبان، رقم الحدیث:725

552: بخاری ومسلم، رقم الحدیث:725، ترمذی، رقم الحدیث:725، ابن ماجہ، رقم الحدیث:725، ابن حبان، رقم الحدیث:725، احمد، رقم الحدیث:3/10505

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ؟ قَالَ: "تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◀◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: اسلام میں کون سی چیز سب سے افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: (یہ کہ) تیرا لوگوں کو کھانا کھلاؤ' اور ہر شخص کو السلام علیکم کہنا خواہ اس کو جانتے ہو یا نہیں۔ (متفق علیہ)

(۵۵۴) وَعَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَرْبَعُوْنَ خَصْلَۃً: اَعْلَاھَا مَنِیْحَۃُ الْعَنْزِ، مَا مِنْ عَامِلٍ یَّعْمَلُ بِخَصْلَۃٍ مِّنْھَا ؛ رَجَآءَ ثَوَابِھَا وَتَصْدِیْقَ مَوْعُوْدِھَا، اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِھَا الْجَنَّۃَ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَقَدْ سَبَقَ بَیَان ھٰذَا الْحَدِیْث فِیْ بَابِ بَیَانِ کَثْرَۃِ طُرُقِ الْخَیْرِ ۔

◀◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چالیس خصلتیں جن میں سے سب سے بڑی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی دینی بھائی کو دودھ پینے کے لئے بکری دے دے۔ ایسی ہیں کہ جو کوئی ان میں سے کسی ایک پر عمل کرتا ہے' اور اس پر ثواب کا امیدوار رہتا ہے' اور اس نیکی پر جس ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی تصدیق کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کو جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ (بخاری)

اس حدیث کا بیان اس سے پہلے ''باب بیان کثرۃ طرق الخیر'' میں گزر چکا ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:138 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

عرب میں دستور تھا کہ جانوروں والے اپنا دودھ کا جانور عاریۃً چندروز کے لیے کسی عزیز مسکین کو دے دیتے تھے، اس زمانہ میں جانور کا خرچہ اس فقیر کے ذمہ ہوتا اور دودھ بھی وہی پیتا تھا، مدت گزرنے پر جانور واپس کر دیا جاتا تھا اسے منحہ کہتے تھے یہاں اسی کا ذکر ہو رہا ہے فرمایا جا رہا ہے کہ اس جانور کا ہر وقت کا دودھ صدقہ ہوگا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۳، ص۱۲۵)

نوٹ: اس حدیث کی شرح ''باب بیان کثرۃ طرق الخیر'' میں ہو چکی ہے۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

553: احمد، رقم الحدیث:2/6592، بخاری، رقم الحدیث:12، مسلم، رقم الحدیث:39، ابوداؤد، رقم الحدیث:5194، والنسائی، رقم الحدیث:5010، ابن ماجہ، رقم الحدیث:3235، ابن حبان، رقم الحدیث:505، واخرجہ البخاری، رقم الحدیث:287/1، ابونعیم، رقم الحدیث:287/1

554: بخاری فی الھبۃ، ابوداؤد فی الزکاۃ

(۵۵۵) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ صُدَیِّ بْنِ عَجْلَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یَا ابْنَ اٰدَمَ، اِنَّكَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَیْرٌ لَّكَ، وَاَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَّكَ، وَلَا تُلَامُ عَلٰی كَفَافٍ، وَّابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ، وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اے ابن آدم! اگر تو ضرورت سے زائد مال خرچ کردے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے' اور اگر تو اس کو اپنے پاس روک کے رکھے تو یہ تیرے لئے برا ہے' اور حسب ضرورت مال اپنے پاس رکھنے پر تجھے ملامت نہیں کی جائے گی' اور آغاز اپنے اہل وعیال سے کر' اور خرچ کرنے والا ہاتھ مانگنے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

الفضل: بمعنی بقیہ، زائد، بچا ہوا۔

## شرح:

شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عزوجل ارشادفرماتا ہے: "خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔" اور پھر رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: "اللہ عزوجل کے خزانے بھرے ہوئے ہیں دن رات جودوکرم کے ساتھ خرچ کرنے سے ان میں کمی نہیں ہوتی، کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب سے اس نے زمین وآسمان پیدا فرمائے ہیں برابر خرچ کر رہا ہے مگر اس کے خزانے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی جبکہ اس کا عرش پانی پر ہے اور میزانِ عدل اس کے دستِ قدرت میں ہے، وہ اسے پست وبلند کرتا ہے۔"

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۂ ھود (علیہ السلام)، باب قولہ وکان عرشہ علی الماء، الحدیث: ۴۶۸۴، ص ۳۸۹)

حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس کھجور کا ایک ڈھیر دیکھ کر دریافت فرمایا: "اے بلال رضی اللہ عنہ! یہ کیا ہے؟" انہوں نے عرض کی: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں کے لئے تیار کر رہا ہوں۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: "کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ کہیں یہ تمہارے لئے جہنم کا دھواں نہ ہو، خرچ کردو بلال) رضی اللہ عنہ (! عرش والے سے کمی کا خوف نہ رکھو۔" (البحرالزخار، بمسند البزار، مسند ابن مسعود، الحدیث: ۱۹۷۸، ج ۵، ص ۳۴۸)

---

555: احمد، برقم الحدیث: 8/22328، مسلم، ترمذی

(۵۵۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ، وَلَقَدْ جَاءَهُ رَجُلٌ، فَاَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ، فَرَجَعَ اِلٰى قَوْمِهٖ، فَقَالَ: يَا قَوْمِ، اَسْلِمُوْا فَاِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِيْ عَطَاءً مَّنْ لَّا يَخْشَى الْفَقْرَ، وَاِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسْلِمُ مَا يُرِيْدُ اِلَّا الدُّنْيَا، فَمَا يَلْبَثُ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى يَكُوْنَ الْاِسْلَامُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اسلام لانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس چیز کا بھی سوال کیا گیا آپ نے وہ چیز عطا فرمائی۔ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دو پہاڑوں کے درمیان جو بھیڑیں تھیں سب اس کو عطا فرمادیں تو وہ شخص واپس اپنی قوم کے پاس گیا تو ان سے کہا: اے میری قوم! اسلام لے آؤ۔ بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شخص کی طرح عطا کرتے ہیں جو افلاس سے نہیں ڈرتا، اور اگر کوئی شخص صرف دنیا ہی کے لالچ میں اسلام قبول کرتا تو ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرتا کہ اس شخص کی نظروں میں اسلام دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہو جاتا۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

یلبث: از، لَبثاً و لباثاً و لُبثاً بمعنی ٹھہرنا، رکنا، مقیم ہونا۔

## شرح:

یعنی اتنی زیادہ بکریاں مانگیں جن سے دو پہاڑوں کے درمیان کا سارا جنگل بھرا ہوا تھا یہ سب بکریاں حضور انور کی اپنی تھیں کہ غزوہ حنین میں مالِ غنیمت کے خمس میں اتنی بکریاں آپ کو ملی تھیں۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر دغدغہ بے تأمل یہ سب اسے عطا فرمادیں۔ بعض روایات میں ہے کہ سائل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بکریاں دیکھ کر عرض کیا تھا یارسول اللہ حضور تو بڑے مالدار ہو گئے فرمایا کیسے، اس نے عرض کیا کہ اتنی زیادہ بکریاں آپ کی اکیلے کی مِلک ہیں، فرمایا جا سب تجھے عطا فرمادیں لے جا، وہ حیرت سے حضور کا منہ تکتا رہ گیا۔

خیال رہے کہ داتا سخی ہے مگر اس کی دین کے دروازے مختلف ہیں کسی کو جمال دکھا کر ایمان بخش دیا، کسی کو جود و نوال یعنی سخاوت دکھا کر اپنا متوالا بنالیا، کسی کو میدان جہاد میں جلال الٰہی دکھا کر مؤمن بنا دیا ہم جیسے دور افتادہ غلاموں کو اپنا نام سنا کر ایمان دے دیا۔ ان کا نام، ان کے کام، ان کی صورت، ان کی سیرت سب ہی ایمان بخشنے کا ذریعہ ہیں اس بدوی نے اسی عطا کو حضور کی نبوت کی دلیل بنایا مع اپنی قوم کے مسلمان ہو گیا وہ بکریاں کیا ملیں کہ انہیں ایمان مل

556 مسلم، رقم الحدیث: 58/2312

گیا۔خیال رہے کہ کسی سے مانگنا عیب ہے اس سے منع فرمایا گیا ہے مگر اللہ رسول سے مانگنا ہم سب کے لیے باعث فخر ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح،ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،ج۸،ص۶۵)

(۵۵۷) وَعَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَسْمًا، فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، لَغَیْرُ ھٰؤُلَاءِ کَانُوْا اَحَقَّ بِہٖ مِنْھُمْ؟ فَقَالَ: "اِنَّھُمْ خَیَّرُوْنِیْ اَنْ یَّسْاَلُوْنِیْ بِالْفُحْشِ، اَوْ یُبَخِّلُوْنِیْ، وَلَسْتُ بِبَاخِلٍ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم فرمایا تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ان لوگوں کی نسبت دوسرے لوگ اس کے زیادہ حقدار تھے۔آپ نے فرمایا: بلاشبہ ان لوگوں نے مجھے اختیار دے دیا ہے کہ یا تو وہ مجھ سے برے طریقے سے مانگیں اور میں ان کو دے دوں اور یا وہ مجھ کو بخیل کہیں' اور میں بخیل نہیں ہوں۔(مسلم)

(۵۵۸) وَعَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: بَیْنَمَا ھُوَ یَسِیْرُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَہٗ مِنْ حُنَیْنٍ، فَعَلِقَہُ الْاَعْرَابُ یَسْاَلُوْنَہٗ، حَتّٰی اضْطَرُّوْہُ اِلٰی سَمُرَۃٍ، فَخَطِفَتْ رِدَاءَہٗ، فَوَقَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اَعْطُوْنِیْ رِدَائِیْ، فَلَوْ کَانَ لِیْ عَدَدُ ھٰذِہِ الْعِضَاہِ نَعَمًا، لَقَسَمْتُہٗ بَیْنَکُمْ، ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِیْ بَخِیْلًا وَّلَا کَذَّابًا وَّلَا جَبَانًا" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔

"مَقْفَلَہٗ" اَیْ:فِیْ حَالِ رُجُوْعِہٖ وَ"اَلسَّمُرَۃُ": شَجَرَۃٌ ۔ وَ"الْعِضَاہُ": شَجَرٌ لَّہٗ شَوْکٌ ۔

◀ ◀ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حنین سے واپس آرہے تھے تو کچھ اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ گئے۔وہ آپ سے سوال کررہے تھے حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو ایک ببول کے درخت کا سہارہ لینے پر مجبور کردیا۔پس آپ کی چادر مبارک چھین لی۔سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے اور فرمایا: مجھے میری چادر دے دو' اگر میرے پاس ان خار دار درختوں کی تعداد میں اونٹ ہوتے تو میں وہ تمہارے درمیان تقسیم کردیتا پھر تم مجھے نہ بخیل سمجھتے نہ دروغ گو اور نہ بزدل۔(بخاری)

## تعارفِ راوی:

آپ صحابی ہیں،عبدمناف کی اولاد سے ہیں،فتح خیبر کے بعد فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے،نسب اور تواریخ کے بڑے عالم تھے،حضرت ابوبکر صدیق کے شاگرد ہیں رضی اللہ عنہ۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الجیم فصل فی الصحابہ" اشعۃ اللمعات)

---

557:مسلم،رقم الحدیث:1056

558:بخاری،رقم الحدیث:5/16756،ابن ماجہ،رقم الحدیث:5/16756،احمد،رقم الحدیث:5/16756،ابن حبان،رقم الحدیث:4770

## حلِ لغات:

مقفلہ: کا معنیٰ ہے: واپسی پر۔

السمرہ: درخت کو کہتے ہیں۔ (یعنی کیکر کا درخت، ابوالاحمد غفرلہ)

العضاۃ: خاردار درخت کو کہتے ہیں۔

## شرح:

حنین ایک جنگل ہے جو مکہ معظّمہ اور طائف کے درمیان ہے، فقیر نے اس کی زیارت کی ہے۔غزوہ حنین فتح مکہ کے بعد واقع ہوا، اسی علاقہ بلکہ اسی قوم کی حضرت حلیمہ دائی تھیں یعنی قبیلہ بنی ہوازن کی اس لیے حضور انور نے تمام قیدیوں کو آزاد فرما دیا جو اس غزوہ میں گرفتار ہوئے تھے۔

اس غزوہ میں مالِ غنیمت بہت زیادہ مسلمانوں کو ملا تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال میں سے زیادہ فتح مکہ میں مسلمان ہونے والے مؤلفۃ القلوب کو بہت مال عطا فرمایا تھا، گزشتہ حدیث کا بکریوں والا واقعہ بھی اس موقعہ پر ہوا تھا۔) اشعۃ اللمعات (یہ لوگ حضور سے ایسے لپٹ گئے تھے جیسے فقراء ومساکین ایک کریم غنی کو گھیر لیں حضور کسی منگتے کو ہٹایا نہیں کرتے۔عضاء جمع ہے عضاۃ کی بمعنی درخت خاردار ببول ہو یا کوئی اور درخت۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں شجاعت صدق کا ذکر اپنے فضائل کی تکمیل کے لیے بیان فرمایا یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے ان تین عیبوں سے بری کیا بخل، بزدلی، جھوٹ۔حضور انور سخی نہیں بلکہ جواد ہیں، خود نہ کھائیں زمانہ بھر کو کھلائیں۔شعر

وہ آقا جو کہ خود کھائے کھجوریں اور غلاموں کو کھلائے نعمتیں دنیا کی کب ایسا کہیں دیکھا

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۸، ص۶۶)

(۵۵۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا، وَّمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔اور عفو ودرگزر پر اللہ تعالیٰ بندے کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے اور جو بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکتا ہے اللہ عزوجل اس کو بلند مقام عطا فرماتا ہے۔(مسلم)

(۵۶۰) وَعَنْ اَبِیْ كَبْشَةَ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ الْاَنْمَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

559: مسلم، رقم الحدیث: 2588

560. احمد، رقم الحدیث: 6/18053، الترمذی، رقم الحدیث: 2332

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "ثَلَاثَۃٌ اُقْسِمُ عَلَیْھِنَّ، وَاُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْہُ: مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَۃٍ، وَّلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَّظْلَمَۃً صَبَرَ عَلَیْھَا اِلَّا زَادَہُ اللّٰہُ عِزًّا، وَّلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْاَلَۃٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ بَابَ فَقْرٍ - اَوْ کَلِمَۃً نَحْوَھَا - وَاُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْہُ، قَالَ: "اِنَّمَا الدُّنْیَا لِاَرْبَعَۃِ نَفَرٍ: عَبْدٍ رَزَقَہُ اللّٰہُ مَالًا وَّعِلْمًا، فَھُوَ یَتَّقِیْ فِیْہِ رَبَّہٗ، وَیَصِلُ فِیْہِ رَحِمَہٗ، وَیَعْلَمُ لِلّٰہِ فِیْہِ حَقًّا، فَھٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ. وَعَبْدٍ رَزَقَہُ اللّٰہُ عِلْمًا، وَّلَمْ یَرْزُقْہُ مَالًا، فَھُوَ صَادِقُ النِّیَّۃِ، یَقُوْلُ: لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَّعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ، فَھُوَ بِنِیَّتِہٖ، فَاَجْرُھُمَا سَوَاءٌ. وَعَبْدٍ رَزَقَہُ اللّٰہُ مَالًا، وَّلَمْ یَرْزُقْہُ عِلْمًا، فَھُوَ یَخْبِطُ فِیْ مَالِہٖ بِغَیْرِ عِلْمٍ، لَا یَتَّقِیْ فِیْہِ رَبَّہٗ، وَلَا یَصِلُ فِیْہِ رَحِمَہٗ، وَلَا یَعْلَمُ لِلّٰہِ فِیْہِ حَقًّا، فَھٰذَا بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ. وَعَبْدٍ لَّمْ یَرْزُقْہُ اللّٰہُ مَالًا وَّلَا عِلْمًا، فَھُوَ یَقُوْلُ: لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَّعَمِلْتُ فِیْہِ بِعَمَلِ فُلَانٍ، فَھُوَ بِنِیَّتِہٖ، فَوِزْرُھُمَا سَوَاءٌ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوکبشہ عمرو بن سعد انماری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تین چیزوں پر میں قسم کھاتا ہوں اور تمہیں ایک بات بتاتا ہوں اس کو یاد کرلو صدقہ کرنے سے کسی بندے کا مال کم نہیں ہوتا۔ جس کسی پر بھی ظلم کیا جائے اور وہ ظلم پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے' اور جو بندہ بھی سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے تنگدستی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ یا آپ نے اسی قسم کا کلمہ ارشاد فرمایا اور میں تم کو ایک بات بتاتا ہوں اس کو یاد کرلو۔ فرمایا: بے شک دنیا چار قسم کے لوگوں کے لئے ہے: ایک وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال بھی دیا ہے' اور علم بھی اور وہ اس میں اپنے رب سے ڈرتا ہے' صلہ رحمی کرتا ہے' اور یہ یقین رکھتا ہے کہ اس کے مال میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ یہ سب سے افضل مرتبہ ہے' اور ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا کیا' اور اس کو مال عطا نہیں کیا اور اس کی نیت صاف ہے وہ کہتا ہے: اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں آدمی کی طرح عمل کرتا۔ تو اس کو اس کی نیت کا ثواب ملتا ہے' اور وہ دونوں اجر میں برابر ہیں' اور ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہے لیکن علم نہیں دیا اور وہ علم کے بغیر اپنے مال میں بے بصیرتی سے تصرف کرتا ہے نہ اس میں خدا سے ڈرتا ہے نہ صلہ رحمی کرتا ہے' اور نہ اپنے مال میں اللہ تعالیٰ کے حق کو تسلیم کرتا ہے تو یہ سب سے برا درجہ ہے' اور ایک وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نہ علم دیا ہے' اور نہ مال اور وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتو میں بھی فلاں امیر آدمی کے سے کام کروں اور یہ اس کی نیت ہے (تو اس کو اس کی نیت کا گناہ ہوگا) اور وہ دونوں گناہ میں برابر ہوں گے۔

## تعارفِ راوی:

ابوکبشہ: آپ کا نام عمرو ابن سعد انماری ہے شام میں قیام رہا۔ (مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## حلِ لغات:

یخبط: از، خبطاً بمعنی زور سے مارنا،

## شرح:

اس حدیث میں صدقہ کی مختلف اقسام بیان ہوئی لیکن یہ سب اس وقت کام آئے گے جب اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ کیے جائے اور اگر اخلاص نہ ہو صرف دکھاوا ہی ہو تو اس بارے میں نبی اکرم کا فرمان سنتے جایے: "قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے تین شخص جہنم میں داخل ہوں گے، ایک شخص کو لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: "یارب عزوجل! تُو نے مجھے اپنی کتاب سکھائی تو میں دن رات ثواب کی اُمید پر اسے پڑھتا رہا۔" تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: "تو جھوٹا ہے تو نماز اس لئے پڑھتا تھا کہ تجھے قاری، نمازی کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔" پھر فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ۔ پھر دوسرے کو لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: "یارب عزوجل! تو نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں تیرے ثواب اور جنت کی امید پر اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا، مسکینوں پر خرچ کرتا اور مسافروں کو اس کے ذریعے سواری مہیا کیا کرتا تھا۔" اس سے بھی کہا جائے گا: "تُو جھوٹا ہے کیونکہ تو صدقہ اور صلہ رحمی اس لئے کرتا تھا کہ تجھے رحمدل اور سخی کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔" پھر حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ، پھر تیسرے شخص کو لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: "یارب عزوجل! میں تیرے ثواب اور جنت کی اُمید پر تیری راہ میں جہاد پر نکلا اور کافروں سے لڑا اور پیٹھ پھیر کر نہ بھاگا۔" تو اس سے کہا جائے گا: "تُو جھوٹا ہے، تُو نے جہاد اس لئے کیا تاکہ تجھے بہادر اور جری کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔" پھر حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ۔"

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، مؤلف شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر المکی الہیتمی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ، ص۱۴۲)

(۵۶۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا بَقِيَ مِنْهَا؟" قَالَتْ: مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا كَتِفُهَا ۔ قَالَ: "بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرُ كَتِفِهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ" .وَمَعْنَاهُ: تَصَدَّقُوْا بِهَا إِلَّا كَتِفَهَا ۔ فَقَالَ: بَقِيَتْ لَنَا فِي الْاٰخِرَةِ إِلَّا كَتِفَهَا ۔

561: الترمذی، رقم الحدیث: 2478

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بکری میں سے کیا بچ گیا ہے؟ انہوں (حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے) عرض کی: کندھے کے سوا کچھ نہیں بچا۔ فرمایا: سب کچھ بچ گیا ہے سوائے کندھے کے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے' اور اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے کندھے کے علاوہ سارا گوشت صدقہ کر دیا تو آپ نے فرمایا: کندھے کے علاوہ سب کچھ آخرت کے لئے ہمارے پاس بچ گیا ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

بکری ذبح کرنے والے بعض صحابہ کرام تھے یا بعض ازواج پاک، دوسرے احتمال کو محدثین نے ترجیح دی ہے، چونکہ ازواج پاک کو اہلِ بیت بھی کہا جاتا ہے اور یہ لفظ مذکر ہے اس لیے جمع مذکر کا صیغہ ارشاد ہوا، فرشتوں نے بی بی سارا زوجہ ابراہیم علیہما السلام سے عرض کیا تھا "اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللهِ رَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ" ۔

یعنی سارا گوشت خیرات کر دیا گیا صرف شانہ بچا ہے غالبًا یہ گھر کے خرچ کے لیے رکھا گیا ہوگا اور یہ بکری صدقہ کے لیے ذبح نہ کی گئی ہوگی کہ صدقہ کا گوشت گھر کے خرچ کے لیے نہیں رکھا جاتا۔

یعنی جو راہِ خدا میں صدقہ دے دیا گیا وہ باقی اور لازوال ہو گیا اور جو اپنے کھانے کے لیے رکھا گیا وہ ہضم ہو کر فنا ہو جائے گا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللهِ بَاقٍ" ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۱۴۵)

(۵۶۲) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُوْكِیْ فَیُوْكِیَ اللّٰهُ عَلَیْكِ" ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "اَنْفِقِیْ اَوِ انْفَحِیْ، اَوِ انْضَحِیْ، وَلَا تُحْصِیْ فَیُحْصِیَ اللّٰهُ عَلَیْكِ، وَلَا تُوْعِیْ فَیُوْعِیَ اللّٰهُ عَلَیْكِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

وَ"انْفَحِیْ" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ، وَهُوَ بِمَعْنٰی "اَنْفِقِیْ" وَكَذٰلِكَ "انْضَحِیْ" ۔

◀ ◀ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: بخل نہ کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر رزق کے دروازے بند کر دے گا' اور ایک روایت میں ہے: خرچ کرو یا فرمایا: عطیہ دو' اور

562: احمد، رقم الحدیث: 26798، بخاری، رقم الحدیث: 1433، مسلم، رقم الحدیث: 1029، والنسائی، رقم الحدیث: 2550، ابن حبان، رقم الحدیث: 3209، عبدالرزاق، رقم الحدیث: 20056، والطبرانی، رقم الحدیث: 337/24، والبیہقی، رقم الحدیث: 186/4

مال کوذخیرہ نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے رزق کو روک لے گا' اور لوگوں سے مال کو روک کر نہ رکھو، ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے رزق کو روک لے گا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

اسماء بنت ابی بکر: آپ کا لقب ذات النطاقین ہے، عائشہ صدیقہ کی بڑی بہن، زبیر ابن عوام کی زوجہ، عبداللہ ابن زبیر کی والدہ، ابوبکر صدیق کی صاحبزادی ہیں، آپ اٹھارھویں مؤمنہ ہیں، مکہ معظمہ میں ایمان لائیں، عائشہ صدیقہ سے دس سال بڑی تھیں، آپ کے صاحبزادے عبداللہ ابن زبیر کو حجاج ابن یوسف نے سولی دی تھی۔ چوب سے آپ کی لاش اتارنے کے دس روز بعد حضرت اسماء کا انتقال ہوا مکہ معظمہ میں دفن ہوئیں، یہ واقعہ ۷۳ھ میں ہوا۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الالف، فصل فی الصحابیات' مرآۃ المناجیح جلداول)

## حلِ لغات:

انفحی: حاءِ مہملہ کے ساتھ اس کا معنیٰ ہے: خرچ کرو اور انفحی: کا بھی یہی مطلب ہے۔

## شرح:

یعنی اے اسماء اپنے مال میں سے مطلقًا اور اپنے خاوند کے مال سے بقدر اجازت خرچ کرتی رہو نفلی صدقہ کا حساب نہ لگاؤ ورنہ شیطان دل میں بخل پیدا کردے گا لہٰذا یہ حدیث زکوٰۃ کے حساب کے خلاف نہیں، بے حساب اللہ کے نام پر دو تو وہاں سے تمہیں اتنا ملے گا کہ تم حساب نہ کرسکو گی، یہ مطلب نہیں کہ رب تعالیٰ کے حساب سے باہر ہوگا۔ کھیت میں پانی دیتے وقت ایک شخص کنوئیں سے پانی چھوڑتا ہے اور دوسرا کیاریوں میں پھیلاتا ہے جب تک یہ پھیلاتا رہتا ہے وہاں سے پانی آتا رہتا ہے، دینی راستے اللہ کی کیاریاں ہیں مالدار لوگ ان میں پانی پھیلانے والے ہیں اور روزی پہنچانے والے فرشتے پانی چھوڑنے والے۔

اور یہ خیال نہ کرو کہ اتنی تھوڑی اور معمولی چیز اتنی بڑی بارگاہ میں کیا پیش کروں وہاں مال کی مقدار نہیں دیکھی جاتی دل کا اخلاص دیکھا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" جب تک کہ اپنی پیاری چیز خیرات نہ کرو بھلائی نہیں پاسکتے، اور جہاں حکم دیا گیا کہ جو ہوسکے خیرات کرو ان دونوں میں تعارض نہیں۔ آیت کا منشاء یہ ہے کہ ہمیشہ معمولی چیز ہی خیرات نہ کرو اچھی چیزیں بھی خیرات کرو اور اس حدیث کا منشاء یہ ہے کہ بڑی چیز کی انتظار میں چھوٹی خیراتوں سے باز نہ رہو جو چیز کھانے پینے سے بچ رہی اس کے بگڑ جانے کا خطرہ ہے فورًا کسی کو دے دو ورنہ برباد ہو جائے گی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۸۷)

(٥٦٣) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَثَلَ الْبَخِیْلِ وَالْمُنْفِقِ، كَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ مِنْ ثُدِیِّهِمَا اِلٰی تَرَاقِیْهِمَا، فَاَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا یُنْفِقُ اِلَّا سَبَغَتْ - اَوْ وَفَرَتْ - عَلٰی جِلْدِهٖ حَتّٰی تُخْفِیَ بَنَانَهٗ، وَتَعْفُوَ اَثَرَهٗ، وَاَمَّا الْبَخِیْلُ، فَلَا یُرِیْدُ اَنْ یُّنْفِقَ شَیْئًا اِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا، فَهُوَ یُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وَ"الْجُنَّةُ": الدِّرْعُ؛

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن پر لوہے کی دو زر ہیں ہوں جو ان کے سینوں سے ہنسلیوں تک ہوں۔ سو خرچ کرنے والا جب بھی خرچ کرتا ہے تو اس کی زرہ کھلی اور لمبی ہو جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اس کے پوروں کو چھپا لیتی ہے اور لمبا ہونے کی وجہ سے اس کے پیچھے گھسٹتی ہے' اور اس کے نقوش قدم کو مٹا دیتی ہے' اور بخیل جب بھی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر چمٹ جاتا ہے' وہ اس کو کھلا کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ کھلی نہیں ہوتی۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

وَالْجُنَّةُ: زرہ

## شرح:

یہ تشبیہ مرکب ہے جس میں دو شخصوں کی پوری حالتوں کو دوسرے دو شخصوں کے پورے حال سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی کنجوس اور سخی کی حالتیں ان دو شخصوں کی سی ہیں جن کے جسم پر دو لوہے کی زر ہیں ہیں، انسان کی خلقی اور پیدائشی محبت مال اور خرچ کرنے کو دل نہ چاہنے کو زرہوں سے تشبیہ دی گئی کہ جیسے زرہ جسم کو گھیرے اور چمٹی ہوتی ہے ایسی محبت مال انسان کے دل کو چمٹی ہوتی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے:"وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ"۔ بعض لوگوں نے اسے جبان ب سے پڑھا مگر جنتان صحیح ہے ن سے۔

تراقی ترقوت کی جمع ہے۔ ترقوت وہ ہڈی ہے جو سینہ سے اوپر اور گردن کے نیچے ہے، چونکہ یہ ہڈیاں گردن کے دو

563: احمد، رقم الحدیث:7488، بخاری، رقم الحدیث:1443، مسلم، رقم الحدیث:1012، نسائی، رقم الحدیث:2546، ابن حبان، رقم الحدیث:3313، والحمیدی، رقم الحدیث:1064

طرفہ ہوتی ہیں اس لیے دوآدمیوں کی چار ہڈیاں ہوں گی اس لحاظ سے تراقی جمع ارشاد ہوا۔ اِضْطُرَّتْ مجہول فرما کر اشارۃً یہ بتایا کہ انسان کا یہ بُخل قدرتی ہے اختیاری نہیں۔

سبحان اللہ! کیا نفیس تشبیہ ہے یعنی بخیل بھی کبھی خیرات کرنے کا ارادہ تو کرتا ہے مگر اس کے دل کی ہچکچاہٹ اس کے ارادہ پر غالب آجاتی ہے اور وہ خیرات نہیں کرتا اور سخی کو بھی خیرات کرتے وقت ہچکچاہٹ تو ہوتی ہے مگر اس کا ارادہ اس پر غالب آجاتا ہے اسی غلبہ پر سخی ثواب پاتا ہے پھر سخاوت کرتے کرتے نفس امارہ اتنا دب جاتا ہے کہ اس کو کبھی خیرات پر ہچکچاہٹ پیدا ہی نہیں ہوتی، یہ بہت بلند مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان کھلے دل سے صدقہ کرنے لگتا ہے ہر عبادت کا یہی حال ہے کہ پہلے نفس امارہ روکا کرتا ہے مگر جب اس کی نہ مانی جائے تو پھر روکنا چھوڑ دیتا ہے، نفس کی مثال شیرخوار بچے کی سی ہے جو دودھ چھوڑتے وقت ماں کو بہت پریشان کرتا ہے مگر جب ماں اس کی ضد کی پرواہ نہیں کرتی تو وہ پھر دودھ نہیں مانگتا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۹۰)

اس حدیث کی شرح خود امام نووی علیہ الرحمۃ یوں فرماتے ہیں۔

وَمَعْنَاهُ اَنَّ الْمُنْفِقَ كُلَّمَا اَنْفَقَ سَبَغَتْ، وَطَالَتْ حَتّٰى تَجُرَّ وَرَاءَهُ، وَتُخْفِيَ رِجْلَيْهِ وَاَثَرَ مَشْيِهِ وَخُطُوَاتِهِ۔

اس کا مطلب ہے خرچ کرنے والا جوں جوں خرچ کرتا جاتا ہے اس کی زرہ کھلی اور لمبی ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اس کے پیچھے گھسٹنے لگتی ہے اور اس کے پاؤں کو چھپالیتی ہے' اور اس کے قدموں کے نشانات کو مٹادیتی ہے۔ (یعنی وہ خرچ کرنے کی وجہ سے امن اور سلامتی میں آجاتا ہے اور اس کے گناہ مٹادیے جاتے ہیں)

(۵۶۴) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَّلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ، فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُهَا بِيَمِيْنِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْفَلُوُّ" بِفَتْحِ الْفَاءِ وَضَمِّ اللَّامِ وَتَشْدِيْدِ الْوَاوِ، وَيُقَالُ اَيْضًا: بِكَسْرِ الْفَاءِ وَاِسْكَانِ اللَّامِ وَتَخْفِيْفِ الْوَاوِ: وَهُوَ الْمُهْرُ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو تم میں سے ایک کھجور کی مقدار حلال کمائی سے صدقہ کرتا ہے' اور اللہ تعالیٰ صرف حلال چیز کو ہی قبول کرتا ہے' تو بے شک اللہ تعالیٰ اس (صدقہ) کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے۔ پھر اس کو اسی طرح بڑھاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے بچھیرے کی پرورش کرتا ہے حتیٰ کہ وہ پہاڑ جتنا ہوجاتا ہے۔ (متفق علیہ)

564: بخاری، رقم الحدیث: 1410، مسلم، رقم الحدیث: 1014، الترمذی، رقم الحدیث: 661، النسائی، رقم الحدیث: 2524، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1842، والحمیدی، رقم الحدیث: 1154، امالک، رقم الحدیث: 1874، ابن حبان، رقم الحدیث: 270، والبیہقی، رقم س/328، واحمد، رقم الحدیث: 3/7638

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**الفلوا:** فاء کے فتحہ، لام کے ضمہ اور واؤ کی تشدید کے ساتھ ہے' اور فاء کے کسرہ، لام کے سکون، اور واؤ کی تخفیف سے بھی پڑھا گیا ہے۔ بچھیرے کو کہتے ہیں۔

## شرح:

یعنی معمولی سے معمولی چیز اللہ کی راہ میں دے، عرب شریف میں کھجور معمولی چیز ہے، پھر اس کی قاش تو بہت ہی معمولی ہوئی۔

یہ بہت ہی اہم قانون ہے کہ خیرات حلال کمائی سے کی جائے تب ہی قبول ہوگی، حتیٰ کہ حج بھی طیب و پاک کمائی سے کرے۔ یہاں دو قاعدے یاد رکھنا چاہئیں: ایک یہ کہ مال مخلوط سے اجرت، صدقہ، دعوت وغیرہ لینا جائز ہے، دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے ہاں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کے ہاں پرورش پائی جن کا مال مخلوط تھا، اگر اس مال پر حرام کے احکام جاری ہوتے تو رب تعالیٰ اپنے ان محبوبوں کو وہاں پرورش نہ کراتا۔ دوسرا یہ کہ مال حرام دو قسم کا ہے: ایک وہ جو انسان کی ملکیت میں آتا ہی نہیں جیسے زنا کی اجرت، سود کا پیسہ اور بیع باطل کے معاوضے سور شراب وغیرہ کی قیمتیں۔ دوسرا وہ کہ مالک کی ملک میں آجاتا ہے اگر چہ مالک اس کاروبار پر گنہگار ہوتا ہے جیسے بیع بالشرط وغیرہ تمام فاسد بیعوں کی قیمت اور ناجائز پیشوں) گانے، بجانے، داڑھی مونڈنے وغیرہ( کی اجرت۔ پہلی قسم کا حرام کسی کے قبضہ میں پہنچے حرام ہی رہے گا کیونکہ پہلا شخص ہی اس کا مالک نہ بنا اور دوسری قسم کا حرام دوسرے کی ملک میں پہنچ کر اس کے لیے حلال ہوگا۔ وہ جو فقہاء فرماتے ہیں کہ جس کے پاس حرام یا مشکوک پیسہ ہو وہ دوسرے سے قرض لے کر حج یا صدقہ کرے اور اپنے مال سے وہ قرض ادا کردے اس سے مراد یہی آخری حرام ہے کیونکہ ملک بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدْيَةٌ"۔

اور داہنے ہاتھ میں قبول کرنے سے مراد راضی ہو کر قبول فرماتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ مال و نیت خیر کا صدقہ رضائے الٰہی کا باعث ہے اور وہ صدقہ کے وقت سے لے کر قیامت تک بھاری ہوتا رہے گا حتیٰ کہ میزان میں سارے گناہوں پر غالب آجائے گا جیسے اچھی زمین میں بوئی ہوئی ادرک آلو وغیرہ۔ اس حدیث کی تائید اس آیت سے ہے "يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ"۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۹۰)

(۵۶۵) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِفَلَاةٍ مِنَ الْاَرْضِ،

565: مسلم، رقم الحدیث: 2984

فَسَمِعَ صَوْتًا فِیْ سَحَابَةٍ، اسقِ حَدِیْقَةَ فُلَانٍ، فَتَنَحّٰی ذٰلِكَ السَّحَابُ فَاَفْرَغَ مَاءَهُ فِیْ حَرَّةٍ، فَاِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ، فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ، فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِیْ حَدِیْقَتِهٖ یُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهٖ، فَقَالَ لَهٗ: یَا عَبْدَ اللّٰهِ، مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ لِلْاِسْمِ الَّذِیْ سَمِعَ فِی السَّحَابَةِ، فَقَالَ له: یَاعَبْدَ اللّٰهِ، لِمَ تَسْاَلُنِیْ عَنِ اسْمِیْ؟ فَقَالَ: اِنِّیْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِی السَّحابِ الَّذِیْ هٰذَا مَاؤُهُ، یَقُوْلُ: اسْقِ حَدِیْقَةَ فُلَانٍ لِاِسْمِكَ، فَمَا تَصْنَعُ فِیْهَا، فَقَالَ: اَمَا اِذْ قُلْتُ هٰذَا، فَاِنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مَا یَخْرُجُ مِنْهَا، فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ، وَاٰكُلُ اَنَا وَعِیَالِیْ ثُلُثًا، وَاَرُدُّ فِیْهَا ثُلُثَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"الْحَرَّةُ" الْاَرْضُ الْمُلَبَّسَةُ حجَارَةً سَوْدَاءَ . وَ"الشَّرْجَةُ" بِفَتْحِ الشِّیْنِ الْمُعْجَمَةِ وَاِسْكَانِ الرَّاءِ وَبِالْجِیْمِ: هِیَ مَسِیْلُ الْمَاءِ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: ایک آدمی جنگل میں جارہا تھا کہ اس نے ایک بادل سے یہ آواز سنی: فلاں شخص کے باغیچہ کوسیراب کرو۔ تو وہ بادل وہاں سے پرے ہٹ گیا' اوراس نے اپنا پانی ایک پتھریلی زمین پر برسادیا تو سارا پانی ایک نالی میں اکٹھا ہوکر بہنے لگا۔ وہ شخص بھی پانی کے بہاؤ کی سمت چل دیا۔ اسے ایک باغیچے میں ایک آدمی کھڑا نظر آیا جو بیلچے کے ساتھ پانی کو اپنے باغیچے کی طرف موڑ رہا تھا۔ اس نے اس شخص سے پوچھا: اے بندۂ خدا! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: فلاں، وہی نام جو اس نے بادل سے سنا تھا۔ اس نے اس سے پوچھا: اے اللہ کے بندے! تو نے مجھ سے میرا نام کس لئے پوچھا ہے؟ اس نے کہا: اس بادل سے جس کا یہ پانی ہے، میں نے یہ آواز سنی: فلاں کے باغیچہ کو سیراب کرو، اور فلاں کی جگہ تیرا نام تھا۔ تو اس میں کیا عمل کرتا ہے۔ اس نے کہا: اب جب کہ تو نے یہ بات بتائی ہے تو میں تجھے بتا ہی دیتا ہوں میرے باغ سے جو آمدنی ہوتی ہے میں اس کی پیداوار کا اندازہ لگاتا ہوں۔ سو اس کا ایک تہائی حصہ صدقہ کر دیتا ہوں، اور ایک تہائی سے میں اور میرے اہل وعیال گزارا کرتے ہیں' اور ایک تہائی میں باغیچہ پر واپس خرچ کر دیتا ہوں۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

الحرّة: سیاہ پتھروں والی زمین۔

الشرجة: شین معجمہ کے فتحہ، راء کے سکون اور جیم کے ساتھ: پانی کی نالی کو کہتے ہیں۔

شرح:

شاید یہ شخص اس زمانہ کے اولیاء میں سے ہوگا جس نے فرشتہ کی یہ آواز سنی اور سمجھ بھی لیا۔ظاہر یہ ہے کہ یہ بادل کی گرج ہی تھی، گرج فرشتہ کی آواز ہی ہوتی ہے جو بادلوں کو احکام دیتا ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ بادل پر فرشتہ مقرر ہے جس کے حکم سے بادل آتے جاتے برستے اور کھلتے ہیں۔یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض نیک بندوں کے طفیل بدوں پر بھی بارش ہو جاتی ہے۔

سبحان اللہ! اس نیک بندے کی کیسی عزت افزائی کی گئی کہ پانی ایک پتھریلے علاقہ پر برسایا گیا، پھر اسے ایک نالی میں جمع کیا گیا، اس نالی کے ذریعہ اس کے باغ میں پانی پہنچایا گیا خود بادل اس باغ پر نہ برسایا گیا جیسے کہ وہ گنہگار جو ایک بستی میں گناہ کر کے دوسری بستی میں کسی عالم کے پاس توبہ کرنے جارہا تھا رستہ میں مرگیا، رب تعالیٰ نے حکم دیا کہ یہ جس بستی سے قریب ہو اسی کے احکام اس پر جاری کیے جائیں، ناپا گیا تو بالکل بیچ میں تھا تو گناہ کی بستی پیچھے ہٹائی گئی اور توبہ کی بستی آگے بڑھائی، خود اس کی لاش کو حرکت نہ دی گئی اس کے احترام کی وجہ سے، اس نالہ کے کنارے والے کھیتوں کو بھی اس کے طفیل پانی مل گیا ہوگا۔

(وہی نام جو اس نے بادل میں سنا تھا) غالب یہ ہے کہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اس کا نام نہ بتایا بلکہ فلاں فرمادیا یہ راوی نہیں بھولے ہیں اور فلاں فرمانا اسی لیے ہے کہ نام لینے کی ضرورت نہ تھی۔اس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے علمی یا کم علمی ثابت نہیں ہوتی۔

(تو اس میں کیا نیکی کرتا ہے) یعنی رب تعالیٰ کے ہاں تیری یہ عزت کہ تیرے نام کی دہائی بادلوں میں ہے اور تیرے لیے دور سے بادل لائے جاتے ہیں، تیری کسی نیکی کی وجہ سے ہے بتا وہ خاص نیکی کون سی تو کرتا ہے۔معلوم ہوا کہ کسی کی چھپی ہوئی نیکیاں پوچھنا تا کہ خود بھی وہ نیکی کرے جائز بلکہ بہتر ہے، قرآن پاک جو فرماتا ہے:"وَلَا تَجَسَّسُوْا" وہاں لوگوں کی عیب جوئی مراد ہے یعنی لوگوں کے خفیہ عیب مت ڈھونڈو، لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔

(اور تہائی اس میں دوبارہ خرچ کر دیتا ہوں) یعنی میرے پاس اور تو کوئی نیکی نہیں صرف یہ ہے کہ اس کی پیداوار گناہ میں خرچ نہیں کرتا، اپنے بچوں سے روکتا نہیں خدا کا حق بھولتا نہیں ساری ایک دم خرچ نہیں کر دیتا اس کا تہائی خیرات کرنا نفلی صدقہ بھی تھا ورنہ بنی اسرائیل کے ہاں ہر مال کی زکوۃ چوتھائی حصہ تھی، ہمارے ہاں پیداوار کی زکوۃ دسواں یا بیسواں حصہ ہے اور چاندی سونے وغیرہ کی چالیسواں حصہ۔اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اپنی خفیہ نیکیاں کسی کو بتانا تا کہ وہ بھی اس پر عمل کرے ریا نہیں بلکہ تبلیغ ہے فخر نہیں بلکہ رب تعالیٰ کا شکر ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۱۰۳)

# ٦١-بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُخْلِ وَالشُّحِّ

## بخل اور کنجوسی کی ممانعت کا بیان

بخل کا معنی: لالچ، طمع، حرص، کنجوسی، تنگ دلی، (فیروز اللغات)

بخل کی تعریف: البخل: هو المنع من مال نفسه ' والشح' هو بخل الرجل من مال غيره، قال عليه السلام اتقوا الشح فان الشح اهلك من كان قبلكم"

قيل البخل ترك الايثار عند الحاجة"

قال حكيم ' البخل محو صفات الانسانيه و اثبات عادات الحيو انيه"

(کتاب التعریفات للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: اپنے مال کو خرچ کرنے سے رکنا بخل ہے، اور غیر کے مال کو خرچ کرنے سے رکنا شح ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شح سے بچو کہ شح نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا،

بعض علماء نے فرمایا کہ حاجت کے وقت ایثار کو چھوڑ دینا بخل ہے۔

حکیم نے فرمایا کہ انسانی صفات کو مٹا کر حیوانی عادات کو اپنانا بخل ہے۔ (واللہ اعلم ورسولہ)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ۝﴾ (اللیل: 11-8)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہ جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا۝ اور سب سے اچھی کو جھٹلایا۝ تو بہت جلد ہم اسے دشواری جیسا کر دیں گے۝ اور اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا جب ہلاکت میں پڑے گا۝

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (التغابن: 16)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اپنی جان کی لالچ سے بچایا گیا تو وہی فلاح پانے والے ہیں۝

واَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَتَقَدَّمَتْ جُمْلَةٌ مِّنْهَا فِي الْبَابِ السَّابِقِ .

اس عنوان کی بعض حدیثیں پچھلے باب میں گزر چکی ہیں۔

(٥٦٦) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اتَّقُوا الظُّلْمَ ؛

566: مسلم، رقم الحدیث: 2578

فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ وَاتَّقُوا الشُّحَّ ؛ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کی شکل اختیار کرے گا' اور بخل سے بچو کیونکہ بخل نے ان لوگوں کو ہلاک کیا جو تم سے پہلے تھے۔ بخل نے انہیں ایک دوسرے کا خون بہانے پر ابھارا اور بخل ہی کی وجہ سے وہ حرام چیزوں کو حلال سمجھنے لگے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

سَفَكُوْا: بمعنی خون ریزی کرنا، قتل کرنا۔

## شرح:

ظلم کے لغوی معنے ہیں کسی چیز کو بے موقعہ استعمال کرنا اور کسی کا حق مارنا۔ اس کی بہت قسمیں ہیں: گناہ کرنا اپنی جان پر ظلم ہے، قرابت داروں یا قرض خواہوں کا حق نہ دینا ان پر ظلم، کسی کو ستانا ایذاء دینا اس پر ظلم، یہ حدیث سب کو شامل ہے اور حدیث اپنے ظاہری معنے پر ہے یعنی ظالم پل صراط پر اندھیریوں میں گھرا ہوگا، یہ ظلم اندھیری بن کر اس کے سامنے ہوگا جیسے کہ مؤمن کا ایمان اور اس کی نیک اعمال روشنی بن کر اس کے آگے چلیں گے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ" چونکہ ظالم دنیا میں حق ناحق میں فرق نہ کرسکا اس لیے اندھیرے میں رہا۔

عربی میں شح بخل سے بدتر ہے، بخل اپنا مال کسی کو نہ دینا ہے اور شح اپنا مال نہ دینا اور دوسرے کے مال پر ناجائز قبضہ کرنا ہے۔ غرضکہ شح بخل، حرص اور ظلم کا مجموعہ ہے اسی لیے یہ فتنوں فساد، خون ریزی و قطع رحمی کی جڑ ہے، جب کوئی دوسروں کا حق ادا نہ کرے بلکہ ان کے حق اور چھیننا چاہے تو خواہ مخواہ فساد ہوگا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۳، ص ۹۱)

# ٦٢- بَابُ الْاِيْثَارِ وَالْمُوَاسَاةِ

## ایثار اور ہمدردی کا بیان

**ایثار کا معنیٰ:** اپنے سے دوسرے کا فائدہ مقدم جاننا، دوسرے کے نفع کو اپنے نفع پر ترجیح دینا۔ (فیروز اللغات)

**مواسات کا معنیٰ:** مدد، غم خواری، صلح، یاری، درگزر۔ (فیروز اللغات)

**ایثار کی تعریف:** الایثار: ان يقدم غيره على نفسه في نفع له و دفع عنه، وهو النهاية الاخوة"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: غیر کو نفع میں اور اس سے تکلیف دور کرنے میں اپنے آپ سے مقدم رکھنے کا نام ایثار ہے، اور یہ بھائی چارے کی انتہاء ہے۔

**مواسات کی تعریف:** "المواساۃ' ان ینزل غیرہ منزلة نفسه فی النفع له ولدفع عنه"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: نفع دینے میں اور تکلیف دور کرنے میں غیر کو اپنی طرح جاننا مواسات کہلاتا ہے۔

**آیت نمبر: 1**

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ (الحشر: 9)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو ○

**آیت نمبر: 2**

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○ ﴾ (الدھر: 8).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔

(۵۶۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اِنِّیْ مَجْهُوْدٌ، فَاَرْسَلَ اِلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ، فَقَالَتْ: وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِیْ اِلَّا مَاءٌ، ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى اُخْرٰى، فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ، حَتّٰى قُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ: لَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِیْ اِلَّا مَاءٌ . فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ يُّضِيْفُ هٰذَا اللَّيْلَةَ؟" فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ: اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰى رَحْلِهٖ، فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ: اَكْرِمِیْ ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ لِاِمْرَاَتِهٖ: هَلْ عِنْدَكِ شَیْءٌ؟ فَقَالَتْ: لَا، اِلَّا قُوْتَ صِبْيَانِیْ . قَالَ: فَعَلِّلِيْهِمْ بِشَیْءٍ وَّاِذَا اَرَادُوا الْعَشَاءَ فَنَوِّمِيْهِمْ، وَاِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَاَطْفِئِی السِّرَاجَ، وَاَرِيْهِ اَنَّا نَاْكُلُ . فَقَعَدُوْا وَاَكَلَ الضَّيْفُ وَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ صَنِيْعِكُمَا بِضَيْفِكُمَا اللَّيْلَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄ ◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور

567: بخاری، رقم الحدیث:3798: مسلم، رقم الحدیث:2054، والنسائی، رقم الحدیث:6/11582، الترمذی، رقم الحدیث:3304، ابن حبان، رقم الحدیث:5286، والبیہقی، رقم الحدیث:185/4

اس نے عرض کی: میں شدید بھوک میں مبتلا ہوں۔ سو آپ نے اپنی کسی زوجہ کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے جواب دیا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔ پھر دوسری زوجہ محترمہ کو پیغام بھیجا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا حتیٰ کہ تمام ازواج مطہرات نے یہی جواب دیا کہ" نہیں" اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون شخص آج رات کے لئے اس آدمی کو مہمان بنائے گا؟ انصار میں سے ایک آدمی نے عرض کی: میں یارسول اللہ! سو وہ انصاری اس مہمان کو لے کر اپنے گھر چلا گیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خوب عزت و تکریم کرو۔

اور ایک روایت میں ہے: اس نے اپنی بیوی سے کہا: کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا: نہیں بچوں کے کھانے کے سوا کچھ نہیں۔ انصاری نے کہا: بچوں کو کسی چیز پر بہلا دو اور جب وہ رات کا کھانا کھانے کا ارادہ کریں تو ان کو سلا دینا' اور جب وہ (مہمان) داخل ہو تو چراغ گل کر دینا اور مہمان پر یہ ظاہر کرنا کہ ہم کھانا کھا رہے ہیں۔ پس وہ بیٹھے اور مہمان نے کھانا کھایا اور ان دونوں نے رات فاقے میں گزار دی۔ پس جب صبح ہوئی تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: آج رات جو سلوک تم نے اپنے مہمان سے کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ خوش ہوا ہے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

### مہمان نوازی کی فضیلت:

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم نے فرمایا، "جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور بیت اللہ کا حج کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور مہمان کی مہمان نوازی کرے جنت میں داخل ہوگا۔"
(المعجم الکبیر، رقم ۱۲۶۹۲، ج۱۲، ص۱۰۶)

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے براء! آدمی جب اپنے) دینی (بھائی کی لوجہ اللہ مہمان نوازی کرتا ہے اور اس کی کوئی جزاء اور شکریہ نہیں چاہتا تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں دس فرشتوں کو بھیج دیتا ہے جو ایک سال کامل تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل اور تکبیر پڑھتے اور اس کے لیے مغفرت کی دُعا کرتے رہتے ہیں اور جب سال پورا ہو جاتا ہے تو اُن فرشتوں کی پورے سال کی عبادت کے برابر اُس کے نامہ اعمال

میں عبادت لکھ دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ ہے کہ اس کو جنت کی لذیذ غذائیں "جنۃ الخلد" اور نہ فنا ہونے والی بادشاہی میں کھلائے گا۔(کنز العمال، کتاب الضیافۃ، الفصل الثانی، الحدیث: ۲۵۸۷۸، ج ۵، الجزء ۹، ص ۱۱۰)

اخلاص کے ساتھ کسی مسلمان کی مہمان نوازی کا بہت بڑا اجرِ عظیم ہے، قرآن مجید کی سورہ دھر میں خاص طور پر خداوند قدوس نے مہمان نواز بندوں کی تعریف فرمائی اور ان کے لیے جنت اور جنتی لباس حریر کا وعدہ فرمایا ہے، حدیث مذکور بالا میں بھی جو اجرِ عظیم بیان کیا گیا ہے بھلا اُس کی عظمت کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ خداوند کریم مسلمانوں کو مہمان نوازی اور اس کی برکتوں اور اجر و ثواب سے سرفراز فرمائے۔(آمین)

(۵۶۸) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "طَعَامُ الِاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْاَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ".

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لئے کافی ہے اور تین آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لئے کافی ہے۔(متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کو دو کا کھانا چار کو اور چار آدمیوں کا کھانا آٹھ آدمیوں کو کافی ہو جاتا ہے۔

(۵۶۹) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَةٍ لَّهُ، فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصَرَهُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهُ، وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مِّنْ زَادٍ، فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا زَادَ لَهُ" فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنَّهُ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِيْ فَضْلٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

◀◀ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سفر کر رہے تھے کہ ایک آدمی اپنی سواری پر سوار ہو کر آیا اور اس نے دائیں بائیں نگاہ دوڑانا شروع کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس فالتو سواری ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس فالتو زادراہ ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس زادراہ نہیں ہے۔ اسی طرح آپ نے مال کی مختلف اقسام کا ذکر فرمایا

568: بخاری، رقم الحدیث: 5/151006، مسلم، رقم الحدیث: 5/151006، احمد و ترمذی، رقم الحدیث: 5/151006، نسائی، رقم الحدیث: 5/151006، احمد، رقم الحدیث: 5/151006، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 5237، ابن حبان، رقم الحدیث: 5237، ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: 8/326

569: مسلم، رقم الحدیث: 1728، ابوداؤد، رقم الحدیث: 1663

حتیٰ کہ ہمیں یہ یقین ہوگیا کہ ہم میں سے کسی کا ضرورت سے زائد مال پر کوئی حق ہی نہیں ہے۔ (مسلم)

**تعارفِ راوی:**

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

**حلِ لغات:**

**یصرف:** از، صرفاً بمعنی واپس کرنا، پھیرنا، ہٹانا۔

**شرح:**

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں، حدیث میں آتا ہے۔ حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ ؟ وسلّم نے فرمایا کہ "جو کسی مسلمان کی ایک دنیوی پریشانی دور کریگا اللہ عزوجل قیامت کی پریشانیوں میں سے اس کی ایک پریشانی دور فرمائے گا اور جو تنگدست کے لئے آسانی مہیا کریگا اللہ عزوجل دنیا وآخرت میں اسکے لئے آسانیاں پیدا فرمائے گا اور جو دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کریگا اللہ عزوجل دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور بندہ جب تک اپنے) مسلمان (بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ عزوجل بھی اس کی مدد فرماتا رہتا ہے۔"

(جامع الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الستر ۃ علی المسلم، رقم ۱۹۳۷، ج ۳، ص ۳۷۳)

(۵۷۰) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ امْرَاَةً جَائَتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوْجَةٍ، فَقَالَتْ: نَسَجْتُهَا بِيَدَیَّ لِاَكْسُوْكَهَا، فَاَخَذَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا، فَخَرَجَ اِلَيْنَا وَاِنَّهَا اِزَارُهُ، فَقَالَ فُلَانٌ: اكْسُنِيْهَا مَا اَحْسَنَهَا! فَقَالَ: "نَعَمْ" فَجَلَسَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَجْلِسِ، ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا، ثُمَّ اَرْسَلَ بِهَا اِلَيْهِ: فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: مَا اَحْسَنْتَ! لَبِسَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحتَاجًا اِلَيْهَا، ثُمَّ سَاَلْتَهُ وَعَلِمْتَ اَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا، فَقَالَ: اِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا سَاَلْتُهُ لِاَلْبَسَهَا، اِنَّمَا سَاَلْتُهُ لِتَكُوْنَ كَفَنِیْ. قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◄◄ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے پاس ایک بنی ہوئی چادر تھی۔ عرض کرنے لگی: یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے بنی ہے تاکہ آپ کو پہناؤں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے چادر لے لی اور آپ کو چادر کی ضرورت بھی تھی۔ پس آپ ﷺ گھر سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے وہ چادر زیب تن کر رکھی تھی۔ سو ایک آدمی کہنے لگا: حضور! مجھے یہ چادر عنایت

570: بخاری، رقم الحدیث: 1277، احمد، رقم الحدیث: 8/22888

فرمادیجئے۔ کتنی خوبصورت ہے! آپ نے فرمایا: بہت اچھا۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ مجلس میں بیٹھے رہے پھر واپس تشریف لے گئے تو اس چادر کو لپیٹا اور اس کو اس آدمی کی طرف بھیج دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شخص سے کہا: تو نے اچھا نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے چادر زیب تن کر رکھی تھی اور آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی، پھر تم نے حضور ﷺ سے چادر مانگ لی حالانکہ تمہیں معلوم بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے۔ اس شخص نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ چادر اس لئے نہیں مانگی تھی کہ میں اس کو پہنوں بلکہ میں نے تو یہ چادر اس لئے مانگی تھی کہ اس کو اپنا کفن بناؤں گا۔ حضرت سہل فرماتے ہیں: پس اس آدمی کا کفن اسی چادر کا تھا۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

منسوجة: از، نسجاً بمعنی کپڑا بننا۔

## شرح:

یہ نبی اکرم ﷺ کا ایثار ہے کہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دی۔ ایسے ہی بزرگانِ دین کے اخلاق میں سے ایثار بھی ایک اعلیٰ خصلت ہے۔ وہ اپنے نفس پر غیروں کو ترجیح دیا کرتے تھے، اگرچہ ان کو خود تکلیف ہو مگر وہ دوسروں کو راحت پہنچانے کی سعی کیا کرتے تھے۔

جیسا کہ ابھی گزرا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک انصاری ایک مہمان کو اپنے گھر لے گیا۔ اس کے گھر میں صرف ایک آدمی کا کھانا تھا۔ اس نے وہ کھانا مہمان کے سامنے رکھ دیا اور اپنی بی بی کو اشارہ کیا کہ وہ چراغ بجھادے۔ اس نے بجھادیا مہمان کے ساتھ وہ انصاری آپ بیٹھ گئے اور منہ کے ساتھ چپ چپ کرتے رہے جس سے مہمان نے سمجھا کہ آپ بھی کھا رہے ہیں وہ سب کھانا اسی مہمان کو کھلا دیا خود بمعہ بی بی اور عیال بھوکے سو رہے

اسی طرح ایک بکری کی سری ایک صحابی کے پاس صدقہ آئی تو آپ نے فرمایا کہ فلاں صحابی مجھ سے زیادہ غریب ہے اس کو دے دو۔ چنانچہ اس کے پاس لے گئے۔ اس نے دوسرے کے پاس بھیج دی۔ اس دوسرے نے آگے تیسرے کے پاس یہاں تک کہ پھرتے پھرتے پھر پہلے کے پاس آ گئی۔

(المستدرک للحاکم، تفسیر سورۃ الحشر، قصۃ ایثار الصحابۃ، الحدیث 3852، ج3، ص299)

(۵۷۱) وَعَنْ اَبِـيْ مُوْسٰى رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اِذَا اَرْمَلُوْا فِي الْغَزْوِ، اَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ، جَمَعُوْا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِيْ ثَوْبٍ

571: بخاری، رقم الحدیث: 2486، مسلم، رقم الحدیث: 2500

وَّاحِدٍ، ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَيْنَهُمْ فِيْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَرْمَلُوْا": فَرَغَ زَادُهُمْ اَوْ قَارَبَ الفَرَاغَ .

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اشعر قبیلہ کے لوگوں کا جب سفر جنگ میں زادراہ ختم ہوجائے یا مدینہ منورہ میں ان کے اہل وعیال کے سامان خورد ونوش میں قلت پیدا ہو جائے تو جو کچھ بھی ان کے پاس ہو اس کو ایک کپڑے میں جمع کر دیتے ہیں' اور پھر ایک برتن سے اس کو برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ سو وہ مجھ سے ہیں' اور میں ان سے ہوں۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

ارملوا: کا مطلب ہے: ان کا زادراہ ختم ہوگیا۔ یا ختم ہونے کے قریب ہے۔

## شرح:

صحابہ کرام میں تو یہاں تک ایثار تھا کہ انہوں نے اپنے بھائی مہاجرین کو اپنی سب جائداد نصف نصف تقسیم کر دی۔ بلکہ جس کے پاس دو بیویاں تھیں انہوں نے ایک کو طلاق دے کر اپنے بھائی مہاجر کے نکاح میں دے دی۔ اللہ اکبر! یہ اخوت وہمدردی جس کی نظیر آج دنیا میں نظر نہیں آتی۔

جنگ یرموک میں ایک زخمی نے پانی مانگا ایک شخص پلانے کو آگے ہوا تو ایک دوسرے زخمی کی آواز آئی کہ ہائے پانی۔ زخمی نے کہا کہ اس بھائی کو پہلے پانی پلادو۔ وہ شخص آگے لے کر گیا تو ایک اور نے آواز دی کہ پانی! اس نے بھی کہا کہ اس کو پہلے پانی پلاؤ۔ پھر آگے گیا تو ایک اور آواز آئی اس نے کہا کہ اس کو پانی پلاؤ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو وہ شہید ہوگیا تھا۔ پھر دوسرے کے پاس آیا تو وہ بھی شہید ہوگیا تھا۔ اسی طرح سب کے سب شہید ہوگئے۔ مگر کسی نے پانی نہ پیا۔ اپنی جان کی پروانہ کی سب نے دوسرے بھائی کے لئے ایثار کیا۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ الحشر، تحت الآیۃ 9، ج8، ص100)

اسی طرح چند درویش جاسوسی کی تہمت میں پکڑے گئے سرکاری حکم ہوا کہ ان کو قتل کیا جائے جب قتل کرنے لگے تو ہر ایک نے یہی تقاضا کیا کہ پہلے مجھے قتل کیا جائے تا کہ ایک دو دم زندگی کے دوسرا بھائی حاصل کرے اور میں اس سے پہلے مارا جاؤں۔ بادشاہ نے یہ ایثار دیکھا، سب کو رہا کر دیا۔

## ۶۳-بَابُ التَّنَافُسِ فِيْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ وَالْاِسْتِكْثَارِ مِمَّا يُتَبَرَّكُ بِهٖ

## امورِ آخرت میں مسابقت اور متبرک چیزوں کو کثرت سے طلب کرنے کا بیان

تنافس کا معنی: سانس لینا، باہم فخر کرنا، کسی چیز کی رغبت کرنا اور اس کے حصول میں مقابلہ کرنا، اور یہاں یہی معنی مراد ہے (فیروز اللغات)

آیت نمبر: 1 قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ٥ ﴾ (المطففين: 26).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اسی پر چاہیے کہ للچائیں للچانے والے ٥

(۵۷۲) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ، فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ غُلَامٌ، وَعَنْ يَسَارِهِ الْاَشْيَاخُ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: "اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ؟" فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا. فَتَلَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"تَلَّهٗ" بِالتَّاءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ: اَيْ وَضَعَهٗ. وَهٰذَا الْغُلَامُ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

◀◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشروب پیش کیا گیا تو آپ نے اس میں سے نوش فرمایا: اور آپ کے دائیں جانب ایک لڑکا بیٹھا تھا' اور بائیں جانب بزرگ لوگ بیٹھے تھے۔ آپ نے لڑکے سے فرمایا: کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں یہ مشروب ان بزرگوں کو دے دوں؟ لڑکے نے عرض کیا: نہیں: اللہ کی قسم! یارسول اللہ! آپ کی طرف سے اپنے حصہ پر میں کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مشروب کا برتن) اس لڑکے کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ (متفق علیہ)

تله: تاء مثناۃ کے ساتھ ہے یعنی اسے رکھ دیا اور یہ لڑکے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

### تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حلِ لغات:

تله: تاء مثناۃ: کے ساتھ ہے یعنی اسے رکھ دیا۔

572 بخاری، رقم الحدیث: 8/22887، احمد، رقم الحدیث: 8/22887، ابن حبان، رقم الحدیث: 5335، طبرانی، رقم الحدیث: 5769، بیہقی، رقم الحدیث: 7/286

شرح:

یہ لڑکے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ حق عبد ہے اگر بندہ خود اپنا حق دوسرے کو دینے پر راضی ہو جاوے تو فبہا ورنہ اس کی اجازت کے بغیر دوسرے کو نہ دیا جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی امور میں ایثار کرنا سخاوت ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" مگر اخروی امور میں ایثار نہ کرنا بخل کرنا محمود ہے، یہ بخل قابل ستائش ہے۔ یہاں پانی کم نہ تھا جس کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہوتا بلکہ بلاواسطہ حضور کا پس خوردہ پینا مطلوب تھا جو کبھی کسی کو خوش نصیبی سے میسر ہوتا ہے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ اسناد جتنی چھوٹی ہو اتنی اعلیٰ اور قوی ہے اور خرقہ نبویہ جس قدر زیادہ واسطوں سے پہنچے اتنا اشرف ہوتا ہے کہ اس میں بہت برکتیں شامل ہوتی ہیں لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ چہارم ہونا بہت ہی محبوب ہے کہ آپ کو حضور کی خلافت تین واسطوں سے پہنچی جس میں بہت برکتیں ان واسطوں کی بھی شامل ہوگئیں بہرحال یہ عمل شریف بہت ہی اعلیٰ ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حکم اور مشورہ میں فرق ہے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس کو حکم نہ دیا تھا بلکہ مشورہ فرمایا تھا کہ اگر تم اجازت دو تو ہم یہ تمہارا حق دوسرے کو دے دیں، حضرت ابن عباس نے مشورہ قبول نہ کیا بلکہ نہایت ادب و احترام اور اچھی معذرت سے اپنا حق خود لے لیا۔ اس سے بہت سے مسائل شریعت و طریقت کے حل ہوتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۶، ص ۱۲۲)

(۵۷۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَیْنَا اَیُّوْبُ - عَلَیْهِ السَّلَامُ - یَغْتَسِلُ عُرْیَانًا، فَخَرَّ عَلَیْهِ جَرَادٌ مِّنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ اَیُّوْبُ یَحْثِیْ فِیْ ثَوْبِهٖ، فَنَادَاهُ رَبُّهٗ - عَزَّوَجَلَّ -: یَا اَیُّوْبُ، اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَیْتُكَ عَمَّا تَرٰی؟! قَالَ: بَلٰی وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَّا غِنٰی بِیْ عَنْ بَرَكَتِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: حضرت ایوب علیہ السلام کپڑے اتار کر غسل کر رہے تھے کہ ایک سونے کی مکڑی ان کے اوپر آ گری۔ سو حضرت ایوب علیہ السلام نے اس مکڑی کو اپنے کپڑے میں بند کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ ان کے رب عزوجل کی بارگاہ سے ندا آئی: اے ایوب! کیا ہم نے تم کو ان چیزوں سے بے پرواہ نہیں کر دیا' جو تم دیکھ رہے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی: جی ہاں، آپ کی عزت و جلال کی قسم! لیکن (پروردگار!) میں تیری برکت سے تو بے نیاز نہیں نہ ہو سکتا۔ (بخاری)

573: بخاری، رقم الحدیث:3/8165، احمد، رقم الحدیث:3/8165، نسائی ابن حبان، رقم الحدیث:6229، بیہقی، رقم الحدیث:306، طیالسی، رقم الحدیث:2455

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلداوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

یحثی: از، حثواً بمعنی مٹی ڈالنا،

## شرح:

یہ واقعہ حضرت ایوب علیہ السلام کے مرض سے شفا پا جانے کے بعد کا ہے، غسل خانہ میں تنہائی کی حالت میں ننگے نہانا جائز ہے اگر وہاں بھی تہبند سے نہایا جائے افضل ہے۔

جراد اسم جنس ہے مراد بہت ٹڈیاں ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ بارش قدرتی تھی رب تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج بعض دفعہ بارش کے ساتھ بیر بہوٹی برستی ہے لہٰذا جانوروں کا برسنا ناممکن نہیں۔

آپ اسی طرح برہنہ بدن غسل خانہ سے نکل کر اپنے تہبند شریف میں یہ ٹڈیاں جمع فرمانے لگے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ آسمان سے برسی ہوئی چیز جنگل کی خودرو جڑی بوٹیاں وہاں کے شکار کے جانور کسی کی ملکیت نہیں جس کا جی چاہے لے لے حتیٰ کہ اگر قرینہ سے معلوم ہوا کہ یہ چیز ہم کو دی گئی ہے اسے بھی لے لینا جائز ہے جیسے برادران یوسف علیہ السلام نے اپنے سامان میں واپس کی ہوئی رقم دیکھ کر بولے "هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا"۔ دوسرے یہ کہ جائز مال کی حرص بری نہیں بلکہ اچھی ہے جب کہ حلال ذریعہ سے حاصل ہو اور غفلت پیدا نہ کرے، دیکھو مرقات یہی مقام۔

آپ کی بیماری کے بعد رب تعالیٰ نے آپ کی بیوی صاحبہ رحمت کو جوانی، صحت بخشی، اولاد بہت عطا کی مال اندازے سے بھی زیادہ عطا فرمایا اس فرمان عالی میں اس طرف اشارہ ہے۔

سبحان اللہ! کیسا پیارا جواب ہے یعنی میں بہت مالدار ہو کر بھی تیری عطا سے بے نیاز نہیں، تیری عطا بھاگ کر دوڑ کر قبول کروں گا، اس میں رب کی نعمت کی قدر دانی اور اس کا شکریہ ہے۔ غرضکہ حرص نفسانی اور چیز ہے یہ حرص کچھ اور چیز ہے، یہ حرص نفسانی نہ تھی، ہمیشہ اپنے کو رب کا محتاج جانو۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۷، ص ۵۲۹)

## ۶۴-بَابُ فَضْلِ الْغَنِيِّ الشَّاكِرِ وَهُوَ مَنْ اَخَذَ الْمَالَ مِنْ وَّجْهِهٖ وَصَرَفَهُ فِيْ وُجُوْهِهِ الْمَامُوْرِ بِهَا

## شکر کرنے والے دولت مند کی فضیلت کا بیان وہ شخص جو حلال طریقہ سے مال کمائے اور جہاں خرچ کرنے کا حکم ہے وہاں خرچ کرے

**غنی کا معنی:** آسودہ، مطمئن، بے نیاز، دولت مند، (فیروز اللغات)

**شاکر کا معنی:** شکر گزار، شکر کرنے والا، صابر، قانع، (فیروز اللغات)

**شاکر کی تعریف:** اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کی تعریف وثناء کرنے والا۔

**آیت نمبر: 1**

**قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:** ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی ۝ وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰی ۝﴾ (اللیل: 7-5)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو وہ جس نے دیا ۝ اور پرہیز گاری کی اور سب سے اچھی کو سچ مانا ۝ تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے ۝

**تشریح:**

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

یعنی جس نے اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کیا اور اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کیا، اور ممنوعات ومحرمات سے بچا۔ اور ملّتِ اسلام کی تصدیق کی۔ تو ہم جنّت کے لئے اس کی راہ آسان کر دیں گے، اور اسے ایسی خصلت کی توفیق دیں گے جو اس کے لئے سببِ آسانی وراحت ہو اور وہ ایسے عمل کرے جن سے اس کا رب راضی ہو۔ (تفسیر خزائن العرفان)

**آیت نمبر: 2**

**وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:** ﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی ۝ الَّذِیْ يُؤْتِیْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰی ۝ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی ۝ اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضٰی ۝﴾ (اللیل: 21-17)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار ہے ۝ جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو ۝ اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے ۝ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے ۝ اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا ۝

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّاهِیَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَیُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَیِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝﴾ (البقرۃ: 271)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر خیرات علانیہ دوتو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو تو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ۝

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝﴾ (آل عمران: 92)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے. تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک کہ راہ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے ۝

## تشریح:

بر سے تقویٰ وطاعت مراد ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہاں خرچ کرنا عام ہے تمام صدقات کا یعنی واجبہ ہوں یا نافلہ سب اس میں داخل ہیں حسن کا قول ہے کہ جو مال مسلمانوں کو محبوب ہو اور اسے رضائے الٰہی کے لئے خرچ کرے وہ اس آیت میں داخل ہے خواہ ایک کھجور ہی ہو (خازن) عمر بن عبدالعزیز شکر کی بوریاں خرید کر صدقہ کرتے تھے ان سے کہا گیا اس کی قیمت ہی کیوں نہیں صدقہ کردیتے فرمایا شکر مجھے محبوب ومرغوب ہے یہ چاہتا ہوں کہ راہِ خدا میں پیاری چیز خرچ کروں (مدارک) بخاری ومسلم کی حدیث ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاری مدینے میں بڑے مالدار تھے انہیں اپنے اموال میں بیرحا (باغ) بہت پیارا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے بارگاہِ رسالت میں کھڑے ہو کر عرض کیا مجھے اپنے اموال میں بیرحا سب سے پیارا ہے میں اس کو راہِ خدا میں صدقہ کرتا ہوں حضور نے اس پر مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت ابوطلحہ نے بایمائے حضور اپنے اقارب اور بنی عم میں اس کو تقسیم کردیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ میرے لئے ایک باندی خرید کر بھیج دو جب وہ آئی تو آپ کو بہت پسند آئی آپ نے یہ آیت پڑھ کر اللہ کے لئے اس کو آزاد کردیا (تفسیر خزائن العرفان)

وَالْاٰیَاتُ فِیْ فَضْلِ الْاِنْفَاقِ فِی الطَّاعَاتِ کَثِیْرَۃٌ مَّعْلُوْمَۃٌ.

نیکی کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت کے بیان میں اور بھی بے شمار آیات موجود ہیں۔

(۵۷۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

574: احمد، رقم الحدیث 2/3652، والبخاری، رقم الحدیث 2417

وَسَلَّمَ: "لاَ حَسَدَ اِلَّا فِيْ اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا، فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ، وَّرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَتَقَدَّمَ شَرْحُهٗ قَرِيْبًا ۔

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسد (رشک) جائز نہیں مگر دو خصلتوں میں: ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور مال کو راہ حق میں بے دریغ خرچ کرنے کا اسے ملکہ بھی عطا فرمایا ہو اور ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا کی ہو اور وہ اس حکمت کے ذریعے فیصلے کرتا ہو اور لوگوں کو حکمت کی تعلیم دیتا ہو۔ (متفق علیہ)

اس کی تشریح ابھی قریب ہی گزری۔۔۔

(۵۷۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لاَ حَسَدَ اِلَّا فِيْ اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ، فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ مَالًا، فَهُوَ يُنْفِقُهٗ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

"اَلْاٰنَاءُ": اَلسَّاعَاتُ ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: حسد (رشک) جائز نہیں مگر دو خصلتوں میں: ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم عطا فرمایا ہو اور اس کے دن رات قرآن کی تعلیمات کے مطابق بسر ہوتے ہوں، اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا، اور وہ اپنے مال کو دن رات (راہ خدا میں) خرچ کرتا رہتا ہے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**الأناء:** ساعات۔ (گھڑیاں)۔

## شرح:

یہاں حسد بمعنی غبطہ، رشک ہے حسد تو کسی پر جائز نہیں نہ دنیا دار پر نہ دین دار پر شیطان کو حضرت آدم علیہ السلام پر حسد ان کی دینی عظمت پر ہوا تھا نہ کہ دنیاوی مال و دولت پر مگر مارا گیا حسد کے معنی ہیں دوسرے کی نعمت پر جلنا اور اس کا زوال چاہنا، رشک کے معنے ہیں دوسرے کی سی نعمت اپنے لیے بھی چاہنا دینی چیزوں میں رشک جائز ہے۔

ایک آدمی عالم دین ہے جو دن رات نمازیں پڑھتا ہو قرآن پر عمل کرتا ہو ہر وقت اس کے مسائل سوچتا ہو، اس میں

575: مسلم

غور و تامل کرتا ہو، یقوم میں یہ سب کچھ داخل ہے۔ مبارک ہے وہ زندگی جو قرآن و حدیث میں تامل و غور کرنے میں گزر جائے اور مبارک ہے وہ موت جو قرآن و حدیث کی خدمت میں آئے اللہ نصیب کرے۔ شعر

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

انسان جس شغل میں جیئے گا اسی میں مرے گا اور ان شاءاللہ اسی میں اٹھے گا بعض صحابہ کرام قبر میں بھی سورۂ ملک پڑھتے سنے گئے جیسا کہ مشکوۃ شریف میں آئے گا۔

چونکہ خفیہ خیرات علانیہ خیرات سے افضل ہے، اس لیے یہاں رات کا ذکر دن سے پہلے ہوا یعنی وہ مالدار خفیہ بھی خیرات کرے اور علانیہ بھی، خیال رہے کہ سنت کی نیت سے اپنے اور اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۳، ص ۳۳۹)

(۵۷۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِیْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا: ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی، وَالنَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ، فَقَالَ: "وَمَا ذَاكَ؟" فَقَالُوْا: یُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّیْ، وَیَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَیَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ، وَیَعْتِقُوْنَ وَلَا نَعْتِقُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَفَلَا اُعَلِّمُكُمْ شَیْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ، وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلَا یَكُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْكُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟" قَالُوْا: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "تُسَبِّحُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ، دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ مَرَّةً" فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِیْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا: سَمِعَ اِخْوَانُنَا اَهْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا، فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ رِوَایَةِ مُسْلِمٍ.

"الدُّثُوْرُ": اَلْاَمْوَالُ الْكَثِیْرَةُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مہاجرین میں سے فقیر لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کی: دولت مند لوگ تو بلند مراتب اور ابدی نعمتیں لے گئے۔ آپ نے فرمایا: وہ کیسے؟ انہوں نے عرض کی: وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں لیکن ہم صدقہ نہیں کرتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں' اور ہم غلام آزاد نہیں کرتے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے ذریعہ تم ان لوگوں کے ساتھ مل جاؤ جو تم سے آگے ہیں' اور تم ان لوگوں پر سبقت لے جاؤ جو تمہارے بعد ہیں' اور کوئی بھی تم سے افضل نہیں ہوگا مگر وہ جو تمہاری طرح یہ عمل کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

576: بخاری، رقم الحدیث: 146، مسلم، رقم الحدیث: 146، نسائی، رقم الحدیث: 146، ابوعوانہ، رقم الحدیث: 2/248، ابن حبان، رقم الحدیث: 2014، بیہقی، رقم الحدیث: 2/186

نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: تم ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ، اور اللہ اکبر پڑھا کرو۔ فقیر مہاجرین دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی اس عمل کے متعلق سن لیا ہے جو ہم کرتے ہیں اب وہ بھی یہ عمل کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

اور یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں۔

## تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**الدثور:** کا معنیٰ ہے: زیادہ مال۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

## شرح:

بلند درجات اور باقی رہنے والی نعمتیں لے گئے) یعنی ہمارے مقابل درجات میں بڑھ گئے اور جنت کی اعلیٰ نعمتوں کے مستحق ہوگئے اس میں نہ تو رب کی شکایت ہے اور نہ مالداروں پر حسد بلکہ ان پر رشک ہے دینی چیزوں میں رشک جائز ہے یعنی دوسروں کی سی نعمت اپنے لیے بھی چاہنا، حسد حرام ہے یعنی دوسروں کی نعمت کے زوال کی خواہش۔

یعنی بدنی عبادتوں میں وہ ہمارے برابر ہیں اور مالی عبادتوں میں ہم سے بڑھ کر۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ شاکر غنی صابر فقیر سے افضل ہے مگر صحیح یہ ہے کہ فقیر صابر غنی شاکر سے افضل کیونکہ رب نے فرمایا اگر تم شکر کرو گے تو تمہیں اور زیادہ نعمتیں دیں گے، اور فرمایا کہ اللہ صابروں کے ساتھ ہے یعنی شکر سے نعمتیں ملتی ہیں اور صبر سے اللہ تعالیٰ۔

(تم اپنے سے آگے والوں کو پالو گے) یہاں آگے اور پیچھے سے درجوں میں آگے پیچھے ہونا مراد ہے نہ کہ زمانہ میں یعنی جو صحابہ تم سے درجہ میں بڑھ گئے ہیں ان کلمات کی وجہ سے تم ان کے برابر ہو جاؤ گے اور جو تمہارے برابر ہیں اور یہ کلمات نہیں پڑھتے ان سے تم بڑھ جاؤ گے ورنہ غیر صحابی کتنی ہی نیکیاں کرے صحابی کی گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتے کیونکہ وہ صحبت یافتہ جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضرت جبریل علیہ السلام سارے فرشتوں سے افضل کیونکہ وہ خادم انبیاء ہیں تو صحابہ بعد انبیاء ساری مخلوق سے افضل کیونکہ وہ خادم جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یک زمانہ صحبتے با مصطفیٰ بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۱۹۰)

# ۶۵-بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَقَصْرِ الْاَمَلِ

## موت کی یاداور آرزوئیں کم کرنے کا بیان

**موت کا معنی:** اجل، مرگ، قضاء، وفات، انتقال، خرابی، شامت، تباہی، بربادی، نیستی، نابودی، زوال (فیروز اللغات)

**موت کی تعریف:** وہ وجودی صفت جو زندگی کی ضد کے طور پر پیدا کی گئی ہے۔

(خزائن التعریفات، ص ۲۷۷، بحوالہ التامی، ص ۳۰۳، والضحیٰ پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ ﴾ (آل عمران: 185)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے ۝

**تشریح:**

دنیا کی حقیقت اس مبارک جملہ نے بے حجاب کردی آدمی زندگانی پر مفتون ہوتا ہے اسی کو سرمایہ سمجھتا ہے اور اس فرصت کو بے کار ضائع کر دیتا ہے۔ وقت اخیر اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بقا نہ تھی اس کے ساتھ دل لگانا حیات باقی اور اخروی زندگی کے لئے سخت مضرت رساں ہوا حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کہ دنیا طالب دنیا کے لئے متاع غرور اور دھوکے کا سرمایہ ہے لیکن آخرت کے طلب گار کے لئے دولتِ باقی کے حصول کا ذریعہ اور نفع دینے والا سرمایہ ہے یہ مضمون اس آیت کے اوپر کے جملوں سے مستفاد ہوتا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ﴾

(لقمان: 34)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ ﴾ (النحل: 61)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر جب ان کا وعدہ آئے گا نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں ۝

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلاَ اَوْلاَدُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخَاسِرُوْنَ ○ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلاَ اَخَّرْتَنِیْ اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِنَ الصَّالِحِیْنَ ○ وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُھَا وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○﴾ (المنافقون: 11-9)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! تمہارے نہ مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں ○ اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے: اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں سے ہوتا ○ اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آ جائے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ○

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ○ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ کَلَّا اِنَّھَا کَلِمَۃٌ ھُوَ قَائِلُھَا وَمِنْ وَّرَآئِھِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ○ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ○ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فِیْ جَھَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○ تَلْفَحُ وُجُوْھَھُمُ النَّارُ وَھُمْ فِیْھَا کَالِحُوْنَ ○ اَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ ○﴾

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہاں تک کہ ان میں سے کسی کو موت آئے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب! مجھے واپس پھیر دیجئے ○ شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں' یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے' اور ان کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جس میں اُٹھائے جائیں گے ○ تو جب صور پھونکا جائے گا تو نہ ان میں رشتے رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھیں ○ تو جن کی تولیں بھاری ہولیں وہی مراد کو پہنچے ○ اور جن کی تولیں ہلکی پڑیں وہی ہیں جنہوں نے اپنی جانیں گھاٹے میں ڈالیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ○ ان کے منہ پر آگ لپیٹ مارے گی اور وہ اس میں منہ چڑائے ہوں گے ○ کیا تم پر میری آیتیں نہ پڑھی جاتی تھیں تو تم انہیں جھٹلاتے تھے ○

اِلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی: ﴿ کَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِیْنَ ○ قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ فَاسْئَلِ الْعَآدِّیْنَ ○ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا لَّوْ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ

اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ o﴾ (المؤمنون:115-99)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک: تم زمین میں کتنا ٹھہرے برسوں کی گنتی سے وہ بولے: ہم ایک دن رہے یا دن کا بعض حصہ تو گننے والوں سے دریافت فرما o فرمایا تم نہ ٹھہرے مگر تھوڑا اگر تمہیں علم ہوتا o تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں o

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا یَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْھِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُھُمْ وَکَثِیْرٌ مِّنْھُمْ فَاسِقُوْنَ o﴾ (الحدید: 16)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لئے جو اترا اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت سے فاسق ہیں o

تشریح:

شانِ نزول: حضرت اُمُّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے تو مسلمانوں کو دیکھا کہ آپس میں ہنس رہے ہیں فرمایا تم ہنستے ہو ابھی تک تمہارے رب کی طرف سے امان نہیں آئی اور تمہارے ہنسنے پر یہ آیت نازل ہوئی، انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ہنسی کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا اتنا ہی رونا۔ اور اترنے والے حق سے مراد قرآنِ مجید ہے۔

پھر فرمایا کہ ان جیسے نہ ہوں جن کو کتاب دی گئی یعنی یہود ونصارٰی کے طریقے اختیار نہ کریں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ مَّعْلُوْمَۃٌ .

اور اس موضوع کی آیات بکثرت ہیں۔

(۵۷۷) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِنْکَبِیْ، فَقَالَ: "کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ" .

وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، یَقُوْلُ: اِذَا اَمْسَیْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِکَ لِمَرَضِکَ، وَمِنْ حَیَاتِکَ لِمَوْتِکَ .رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ .

577: احمد، رقم الحدیث:4467/2، بخاری، رقم الحدیث:698، ترمذی، رقم الحدیث:698، ابن ماجہ، رقم الحدیث:698، ابن حبان، رقم الحدیث:698م بیہقی، رقم الحدیث:369/3

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھوں کو پکڑا اور فرمایا: دنیا میں اس طرح رہو گویا تم پردیسی یا مسافر ہو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: جب شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کیا کر اور جب تجھے صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کر اور صحت کی حالت میں مرض کے لئے کچھ حاصل کر اور زندگی میں موت کے لئے کچھ سامان جمع کر۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

یعنی جیسے مسافر منزل اور وہاں کی زیب و زینت سے دل نہیں لگاتا کیونکہ اسے آگے جانا ہوتا ہے ایسے ہی تم یہاں کے انسان اور سامان سے دل نہ لگاؤ، ورنہ مرتے وقت ان کے چھوٹنے سے بہت تکلیف ہوگی۔ صوفیاء جو فرماتے ہیں کہ "حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ "یعنی وطن کی محبت ایمان کا رکن ہے وہاں وطن سے مراد جنت ہے یعنی اصلی وطن یا مدینہ منورہ کہ وہ مؤمن کا روحانی وطن ہے۔

حضرت ابن عمر یہ اپنے نفس سے خطاب کرتے تھے کہ زندگی کی لمبی امیدیں نہ باندھو ہر نماز آخری نماز سمجھ کر پڑھو، تندرستی اور زندگی کو غنیمت جانو جس قدر ہو سکے اس میں نیکیاں کما لو، ورنہ بیماری میں اور موت کے بعد کچھ بن نہ پڑے گا۔ شعر

کر جوانی میں عبادت کاہلی اچھی نہیں     جب بڑھاپا آ گیا پھر بات بن پڑتی نہیں
ہے بڑھاپا بھی غنیمت جب جوانی ہو چکی     یہ بڑھاپا بھی نہ ہوگا موت جس دم آ گئی

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۸۲۸)

(۵۷۸) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا حَقُّ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ، لَهُ شَيْءٌ يُّوْصِيْ فِيْهِ، يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ .
وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "يَبِيْتُ ثَلَاثَ لَيَالٍ" قَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا مَرَّتْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ مُّنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ اِلَّا وَعِنْدِيْ وَصِيَّتِيْ .

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان شخص کے لائق نہیں کہ اس کے پاس کوئی چیز ہو جس کے متعلق وہ وصیت کرنا چاہتا ہو اور اس پر دو راتیں گزر جائیں مگر یہ کہ اس کی

578: موطہ، رقم الحدیث:1492، احمد، رقم الحدیث:2/4902، بخاری، رقم الحدیث:2738، مسلم، رقم الحدیث:1627، ابوداؤد، رقم الحدیث:2862، الترمذی، رقم الحدیث:974، النسائی، رقم الحدیث:3618، ابن ماجہ، رقم الحدیث:26599، ابن حبان، رقم الحدیث:6024

وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود ہو۔ (متفق علیہ)

یہ عبارت بخاری کی ہے۔

اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اس پر تین راتیں گزر جائیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا تو مجھ پر ایک رات بھی ایسی نہیں گزری جب کہ میرے پاس وصیت موجود نہ ہو۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**یوصی**: از ایصاءً بمعنی وصیت کرنا، حکم دینا،

## شرح:

یوصی معروف بھی ہوسکتا ہے مجہول بھی، شیخ نے مجہول پڑھا ہے اور مرقات نے دونوں طرح لائق وصیت کی قید اس لیے لگائی کہ جس مال کی وصیت ہی نہیں ہوسکتی اس کا حکم یہ نہیں، قابل میراث مال کی وصیت ہوسکتی ہے دوسرے کی نہیں، قرض، امانت، وقف مالوں میں میراث جاری نہیں ہوتی لہٰذا ان کی وصیت بھی نہیں ہوتی، نبی کا مال قابل میراث نہیں تو قابل وصیت بھی نہیں۔ جو لوگ حضرت علی کو وصی رسول مانتے ہیں بایں معنی کہ حضور انور نے آپ کو اپنے مال یا خلافت کی وصیت فرمائی وہ بہت ہی نادان ہیں، ہر مسلمان وصی رسول ہے، سرکار نے ہر شخص کو تقویٰ اور پرہیز گاری کی وصیت فرمائی ہے کہ فرمایا: "اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ" ۔

اگر یہ حکم وجوبی ہے تو منسوخ ہے کہ اب میراث کے احکام آچکے اور اگر استحبابی ہے تو اب بھی باقی ہے، واقعی جو وصیت کرنا چاہے وہ بغیر وصیت کیے ایک رات بھی نہ گزارے، کیا خبر موت کہاں اور کب آئے، نیز وصیت لکھ کر کرے بلکہ آج کل رجسٹری کرادے کہ زبانی وصیتیں بدل جاتی ہیں، ہاں ادائے قرض اور ادائے امانات کی وصیت اب بھی واجب ہے جب کہ ان قرضوں اور امانتوں کی کسی کو خبر نہ ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۴، ص ۲۶۴)

(۵۷۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطُوطًا، فَقَالَ:

579: والنسائی، رقم الحدیث: 3618، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 26599، واطیالسی، رقم الحدیث: 1841، ابن حبان، رقم الحدیث: 6024، والبیہقی، رقم الحدیث: 271/6، والبیہقی، رقم الحدیث: 272، بخاری، رقم الحدیث: 6418، احمد، رقم الحدیث: 12240، الترمذی، رقم الحدیث: 2334، ابن حبان، رقم الحدیث: 2998

"هٰذَا الْاِنْسَانُ، وَهٰذَا اَجَلُهُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ جَآءَ الْخَطُّ الْاَقْرَبُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لکیریں کھینچیں اور فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت۔ انسان اسی طرح زندگی گزار رہا ہوتا ہے کہ قریبی لکیر (یعنی موت) آ جاتی ہے۔ (بخاری)

(٥٨٠)وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُّرَبَّعًا، وَّخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِّنْهُ، وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا اِلٰى هٰذَا الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِيْ فِي الْوَسَط، فَقَالَ: "هٰذَا الْاِنْسَانُ، وَهٰذَا اَجَلُهُ مُحِيْطًا بِهٖ - اَوْ قَدْ اَحَاطَ بِهٖ - وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ اَمَلُهُ، وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْاَعْرَاضُ، فَاِنْ اَخْطَاَهُ هٰذَا، نَهَشَهُ هٰذَا، وَاِنْ اَخْطَاَهُ هٰذَا، نَهَشَهُ هٰذَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ . وَهٰذِهٖ صُوْرَتُهُ:

◀ ◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع خط کھینچا اور ایک خط اس کے درمیان میں جو اس سے باہر نکل رہا تھا' اور درمیان والے خط کے ساتھ اس سمت میں جو وسط میں تھی، چھوٹے چھوٹے خط کھینچے پھر فرمایا: یہ انسان ہے' اور یہ اس کی موت ہے جو اس کو گھیرے ہوئے ہے۔ یا فرمایا: اس نے اسے گھیر رکھا ہے' اور یہ جو لکیر باہر نکل رہی ہے یہ اس کی آرزوئیں ہیں' اور یہ چھوٹے چھوٹے خطوط ہیں حادثات ہیں۔ سو اگر وہ ایک حادثے سے بچ نکلتا ہے تو دوسرا حادثہ اس کو دبوچ لیتا ہے' اور اگر اس سے بچ نکلتا ہے تو ایک اور اس کو دبوچ لیتا ہے۔ (بخاری)

اور اس کی شکل یہ ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**الاعراض: مفرد العرض، بمعنی سامان، متاع، غیر دائمی چیز۔**

## شرح:

ظاہر یہ ہے کہ حضور انور نے یہ خط اپنے دستِ اقدس سے کھینچے اس کی شکل یہ تھی مثالی خط میں غور کرو (انظر فی الکتاب)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے اہم مسائل اشاروں میں سمجھا دیئے۔

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوئے اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوئے ۔۔۔ وہ راز اک کملی والے نے سمجھا دیے چند اشاروں میں

580: احمد، رقم الحدیث: 2/3652، بخاری، رقم الحدیث: 63/8

یعنی بیچ والی لکیر میں سے دوطرفہ چھوٹی چھوٹی لکیریں چمٹی ہوئی تھیں جو مربع خط کی طرف تھیں جیسا کہ ہمارے کھینچے ہوئے خط سے ظاہر ہورہا ہے۔

(چھوٹے خط آفتیں ہیں) یعنی اس شکل میں چار چیزیں ہیں، بیچ والا جو مربع خط سے گھرا ہوا ہے اور جسے چھوٹی لکیریں چمٹی ہوئی ہیں یہ تو انسان ہے اور اس کے اردگرد جو کھوٹھا خط اس کی موت ہے جو ہر طرف سے اسے گھیرے ہوئے ہے اور آس پاس کی چمٹی ہوئی لکیریں یہ دنیاوی آفتیں، بلائیں ہیں، بیماریاں، آپس کی دشمنیاں، دنیاوی جھگڑے اور فکریں جو دوطرفہ چمٹی ہوئی ہیں اور اس مربع خط سے اوپر نکلا ہوا حصہ یہ انسان کی دنیاوی امیدیں ہیں یعنی انسان اس قدر آفتوں اور چوطرفہ سے موت میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود اتنی دراز امیدیں رکھتا ہے جو اس موت سے بھی آگے نکلی ہوئی ہیں۔ شعر

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

(اگر اس سے بچا تو اس نے آلیا) یعنی انسان عمر میں کبھی بھی آفتوں سے چھٹکارا نہیں پاتا، ایک آفت جاتی ہے تو دو آتی ہیں اور جب دو جاتی ہیں تو اور طرف سے تین چار آتی ہیں یہ آفتیں بلائیں یوں ہی آتی رہتی ہیں حتیٰ کہ اسے موت آجاتی ہے، زیادہ امیدیں باندھنے والے کو موت کی تکلیف بہت ہوتی ہے نزع کی شدت، دنیا چھوٹنے پر حسرت، امیدیں پوری نہ ہونے کا غم لہٰذا یہ ہی بہتر ہے کہ لمبی امیدیں رکھی ہی نہ جائیں۔ غافل مرکر دنیا اور محبوب چیزوں سے چھوٹتا ہے مگر مؤمن کامل مرکر محبوب سے ملتا ہے، کافر کی موت کا دن چھوٹنے کا دن ہے، مؤمن کی موت کا دن ملنے کا دن ہے اس لیے مقبولوں کی موت عرس یعنی شادی کہا جاتا ہے۔ قبر میں کامیاب ہونے پر فرشتے کہتے ہیں نم کنومة العروس سوجا دولہن کی طرح۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۷، ص ۱۱۰)

(۵۸۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سَبْعًا، هَلْ تَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا فَقْرًا مُنْسِیًا، اَوْ غِنًى مُطْغِیًا، اَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا، اَوْ هَرَمًا مُفَنِّدًا، اَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا، اَوِ الدَّجَّالَ، فَشَرُّ غَائِبٍ یُنْتَظَرُ، اَوِ السَّاعَةَ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ؟!" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات چیزوں سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرو۔ کیا تم اس تنگدستی کا انتظار کر رہے ہو جو سب کچھ بھلا دے یا اس امارت کا جو سرکش بنادے یا اس مرض کا جو بگاڑ پیدا کردے یا اس بڑھاپے کا جو قوائے عقلیہ کو مضمحل کردے یا اچانک آجانے والی موت کا یا دجال کا اور دجال ان غائب چیزوں میں سب سے برا ہے جن کا انتظار کیا جاتا ہے یا قیامت کا اور قیامت تو بڑی

581: الترمذی، رقم الحدیث: 2313، الترمذی، رقم الحدیث: 442/6، الترمذی، رقم الحدیث: 6/1، الترمذی، رقم الحدیث: 4/7906

مہیب اور سخت چیز ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## حلِ لغات:

مُطْغِيًا: از، اطغاءً، بمعنی سرکش بنانا، سرکشی پر اُبھارنا۔

## شرح:

انسان کے دل میں خوفِ خدا عزوجل بیدار ہوتا ہے، جس کی وجہ سے نیک اعمال کی زبردست رغبت پیدا ہوتی ہے نیز گناہوں سے وحشت محسوس ہوتی ہے اور سابقہ زندگی میں ہو جانے والے گناہوں پر توبہ کی توفیق بھی حاصل ہو جاتی ہے۔خود ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہمیں فکر مدینہ کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "پانچ سے قبل، پانچ کو غنیمت جانو۔

(1) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔(2) صحت کو بیماری سے پہلے۔

(3) مالداری کو تنگدستی سے پہلے۔

(4) زندگی کو موت سے پہلے......................اور......................

(5) فراغت کو مصروفیت سے پہلے۔" (المنبهات على الاستعداد ليوم المعاد، ص ۵۷)

(۵۸۲) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ" يَعْنِي: الْمَوْتَ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لذات کو توڑ دینے والی (یعنی موت) کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۵۸۳) وَعَنْ اُبَيِّ بن كعب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَهَبَ

582: احمد، رقم الحدیث:3/7930، والترمذی، رقم الحدیث:2314، والنسائی، رقم الحدیث:1823، ابن ماجہ، رقم الحدیث:4258، ابن حبان، رقم الحدیث:2992، ابن حبان، رقم الحدیث:2994، والحاکم فی الرقاق، رقم الحدیث:4/7909

583: احمد، رقم الحدیث:8/21300، والترمذی، رقم الحدیث:2465

ثُلُثُ اللَّيْلِ قَامَ، فَقَالَ: ''يَا اَيُّهَا النَّاسُ، اذْكُرُوا اللّٰهَ، جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ، تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ، جَآءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ، جَآءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ'' قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّيْ أُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيْكَ. فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِيْ؟ فَقَالَ: ''مَا شِئْتَ'' قُلْتُ: الرُّبُعَ، قَالَ: ''مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ'' قُلْتُ: فَالنِّصْفَ؟ قَالَ: ''مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ'' قُلْتُ: فَالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: ''مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ'' قُلْتُ: اَجعَلُ لَكَ صَلَاتِيْ كُلَّهَا؟ قَالَ: ''اِذًا تُكْفى هَمَّكَ، وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ'' رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: ''حَدِيْثٌ حَسَنٌ'' .

◀ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ایک تہائی رات گزر جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوتے اور فرماتے: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو' پہلا نفحہ آ چکا ہے' اور دوسرا نفحہ اس کے پیچھے آنے والا ہے۔ موت اپنی تمام تر ہولنا کیوں کے ساتھ آ گئی ہے۔ موت اپنی تمام تر ہولنا کیوں کے ساتھ آ گئی ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں بکثرت آپ پر درود بھیجتا ہوں تو میں آپ پر کتنے وقت تک درود بھیجا کروں؟ آپ نے فرمایا: جتنا تمہارا جی چاہے۔ میں نے عرض کی: ایک چوتھائی۔ فرمایا: جتنا تیرا جی چاہے' اور اگر زیادہ پڑھے تو اس میں تیرے لئے بہتری ہے۔ میں نے عرض کی: نصف۔ فرمایا: جتنا تیرا جی چاہے' اور اگر زیادہ پڑھے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی: دوتہائی۔ فرمایا: جیسا تیرا جی چاہے' اور اگر زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی: میں سارا وقت آپ پر درود بھیجتا رہوں گا۔ فرمایا: تب تو تیرے سارے غم دور ہو جائیں گے اور تیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

## تعارفِ راوی:

ابی بن کعب: آپ کا نام ابوعبداللہ یا ابوعبدالرحمان ہے، ابن فیروز دیلمی حمیری فارسی النسل ہیں، آپ کے والد فیروز نے اسود عنسی کو قتل کیا جو مدعی نبوت تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرضِ وفات شریف میں جب اس قتل کی خبر پہنچی تو فرمایا کہ اسے نیک بندے نے قتل کیا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۵۰ھ میں انتقال ہوا، دیلمی صحابی ہیں اور ان کے بیٹے ابوعبدالرحمٰن تابعی ہے۔ (مرأۃ المناجیح جلداوّل)

## حکمِ حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## حلِ لغات:

الراجفة: قیامت کے دن صور پھونکنے کا پہلا نفحہ۔

الرادفة: قیامت کے دن صور پھونکنے کا دوسرا نفحہ۔

شرح:

درود شریف کی فوائد:

1 ۔موافقته سبحانه فی الصلاة علیه

حضور ﷺ پر درود پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کی موافقت ہے۔

2 ۔موافقة ملائكته فيها

اور صلوٰۃ وسلام پڑھنے میں اللہ کے فرشتوں کی ملائکہ کی موافقت ہے۔

3 ۔حصول عشر صلوات من الله على المصلّى مرة

ایک مرتبہ درود پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ سے دس رحمتیں حاصل ہوتی ہیں۔

4 ۔انه يرفع له عشر درجات

درود پڑھنے والے کے دس درجے بلند کیے جاتے ہیں

5 ۔انه يكتب له عشر حسنات

درود پڑھنے والے کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

6 ۔انه يمحى عنه عشر سيئات

درود پڑھنے والے کے دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

7 ۔انها سبب لكفاية الله العبد ما اهمّه

صلوٰۃ وسلام بندے کے مصائب میں اللہ تعالیٰ کی کفایت کا سبب ہے۔

8 ۔انها تقوم مقام الصدقة لذى العسرة

صلوٰۃ وسلام تنگ دست کے لیے صدقے کے قائم مقام ہے۔

9 ۔انها سبب لقضاء الحوائج

بیشک صلوٰۃ وسلام حاجات کے پورے ہونے کا سبب ہے

10 ۔انها زكاة لمصلّي وطهارة له

صلوٰۃ وسلام پڑھنا صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے کے لیے صفائی اور طہارت ہے

11 ۔انها سبب لتبشير العبد بالجنة قبل موته

صلوٰۃ وسلام بندے کی موت سے پہلے اس کو جنت کی بشارت کا سبب ہے۔

12. انها سبب للنجاة من اهوال یوم القیامة

اور صلوٰۃ وسلام قیامت کے دن کی خولنا کیوں سے نجات کا سبب ہے۔

13. انها سبب لتذکر العبد ما نسیه

صلوٰۃ وسلام بندے لے لیے اس چیز کی یاد کا سبب ہے جس کو وہ بول گیا ہے۔

14. انها سبب لنفی الفقر

بیشک صلوٰۃ وسلام فقر کی نفی کا سبب ہے۔

15. انها ترمی صاحبها علی طریق الجنة

صلوٰۃ وسلام آدمی کو جنت کی راہ پر چلاتا ہے

16. انها سبب لهدایة العبد و حیاة قلبه

صلوٰۃ وسلام آدمی کی ہدایت اور دل کی جلاء کا سبب ہے۔

17. انها سبب لتثبیت القدم علی الصراط

بیشک صلوٰۃ وسلام پڑھنا پل صراط پر ثابت قدم رہنے کا سبب ہے۔

(الامام شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر الزرعی الدمشقی المعروف بہ ابن قیم جوزی علیہ الرحمتہ ۷۵۱ھ، جلاء الافہام، مکتبہ حقانیہ، پشاور، ص ۳۸۹)

## ٦٦-بَابُ اسْتِحْبَابِ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ لِلرِّجَالِ وَمَا يَقُوْلُهُ الزَّائِرُ

## مردوں کے لئے زیارت قبور کے مستحب ہونے کا بیان اور زیارت کرنے والا کیا کہے؟

نوٹ: زیارت کا معنی باب نمبر ۴۵ میں بیان ہو چکا ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۵۸۴) عن بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عن زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّزُوْرَ الْقُبُوْرَ فَلْيَزُرْ ؛ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُنَا الْاٰخِرَةَ" .

◀ ◀ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے: جو قبروں کی زیارت کرنا چاہے وہ قبروں کی زیارت کرے، کیونکہ وہ ہمیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

584: مسلم، رقم الحدیث: 977، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3235، والنسائی، رقم الحدیث: 2031، والنسائی، رقم الحدیث: 4441، والنسائی، رقم الحدیث: 5668، والنسائی، رقم الحدیث: 5669

(٥٨٥) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ، فَيَقُوْلُ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ، غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جس رات ان کی باری ہوتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں جنت البقیع تشریف لے جاتے اور فرماتے: اے گروہ مومنین! تم پر سلامتی ہو تمہارے پاس آ چکی ہے وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ مقررہ مدت تک تم ڈھیل دیئے گئے اور ہم بھی انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع الغرقد والوں کو معاف فرمادے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

مؤجلون: از، تاجیلاً، بمعنی مدت مقرر کرنا، مہلت، اجل موت کو بھی کہتے ہیں اس کی جمع آجال آتی ہے۔

## شرح:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ آخری شب میں بقیع یعنی قبرستان مدینہ کی زیارت فرماتے تھے، اپنی باری کا ذکر اس لیئے فرماتی ہیں کہ آپ کے علم میں یہ ہی آیا۔ عربی میں بقیع درخت والے میدان کو کہتے ہیں۔ غرقد ایک خاص درخت کا نام ہے چونکہ اس میدان میں پہلے غرقد کے درخت تھے اسی لیئے اس جگہ کا نام بقیع الغرقد ہوگیا۔

(تمہارے پاس آ گیا) یعنی تمہارا وعدۂ موت پورا ہو چکا اور تم کو موت آ چکی، اعمال کا ثواب کل قیامت میں ملے گا، ہماری ابھی موت بھی باقی ہے اور اجر وثواب بھی۔ اس صورت میں یہ دو جملے ہیں یا معنے یہ ہیں کہ جس اجر وثواب کا تم سے وعدہ تھا وہ عنقریب یعنی کل قیامت میں تمہیں ملنے والا ہے، اس صورت میں یہ ایک جملہ ہے اَتَاکُم ماضی بمعنی مستقبل ہے، پہلے معنے زیادہ موزوں ہیں۔

(ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں) یعنی وفات پا کر تم تک پہنچنے والے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ ہم بقیع میں

585: مسلم، رقم الحدیث: 974، والنسائی، رقم الحدیث: 2038، احمد، رقم الحدیث: 9/3172، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1546، ابن حبان، رقم الحدیث: 3172، رقم الحدیث: 6722، والبیہقی، رقم الحدیث: 79/4

دفن ہونے والے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور بقیع میں نہیں اپنے گھر شریف میں واقع ہوئی۔
(اے اللہ بقیع غرقد والوں کو بخش دے) اس دعا کی وجہ سے بعض مؤمن بقیع میں دفن ہونے کی تمنا کرتے ہیں تاکہ اس خصوصی دعا میں وہ بھی شامل ہو جائیں۔ دعا یہ ہے کہ الٰہی تمام بقیع والے مدفونوں کی مغفرت فرما۔ رب تعالیٰ اس پاک سرزمین میں دفن ہونا نصیب کرے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۹۸۸)

(۵۸۶) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ اَنْ يَقُوْلَ قَائِلُهُمْ: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعلیم دیا کرتے تھے کہ جب وہ قبروں پر جائیں تو یہ کہیں: اے ان گھروں (قبروں) کے ساکن مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو اور انشاء اللہ ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ میں اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

(مسلم)

(۵۸۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ، فَقَالَ: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ، اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں قبروں کے پاس سے گزرے۔ تو آپ نے رخ انور ان کی طرف پھیرا اور فرمایا: اے اہلیان قبور! تم پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں معاف فرمائے۔ تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم پیچھے آ رہے ہیں۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

586: احمد، رقم الحدیث:9/23046، ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث:340/3، مسلم، رقم الحدیث:975، والنسائی، رقم الحدیث:2039، ابن ماجہ، رقم الحدیث:1547، ابن حبان، رقم الحدیث:3173، والبیہقی، رقم الحدیث:79/4
587: الترمذی، رقم الحدیث:1055

**حلِ لغات:**

**سلف:** گزشتہ آباء واجداد، پہلے،

**شرح:**

یعنی قبور کی طرف منہ کرکے اور قبلہ کو پشت کرکے کھڑے ہوئے، زیارت قبر کے وقت اسی طرح کھڑا ہونا چاہیے۔(مرقاۃ) قبر کو چومنا ممنوع ہے، البتہ عالمگیری و مرقات میں اس جگہ ہے کہ والدین کی قبریں چومنا جائز ہے۔(ہم تمہارے خلف ہیں) یعنی ہم سے آگے تم چلے گئے، تمہارے پیچھے ہم بھی آرہے ہیں۔متقدمین کو سلف کہتے ہیں متاخرین کو خلف۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۹۸۸)

## ٦٧-بَابُ كَرَاهَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ بِسَبَبِ ضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ وَلَا بَأْسَ بِهٖ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ فِي الدِّيْنِ

## کسی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا کی کراہت کا بیان اور یہ کہ دین میں فتنہ پیدا ہونے کے خوف سے موت کی آرزو کرنے میں حرج نہیں

(۵۸۸) **عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ:** اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَتَمَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ، اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ يَزْدَادُ، وَاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهٗ يَسْتَعْتِبُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

**وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَتَمَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ، وَلَا يَدْعُ بِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهٗ؛ اِنَّهٗ اِذَا مَاتَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ، وَاِنَّهٗ لَا يَزِيْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُهٗ اِلَّا خَيْرًا".**

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: تم میں سے کوئی شخص موت کی ہرگز تمنا نہ کرے، کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے کہ وہ مزید نیکیاں کرے' اور اگر وہ گنہگار ہے تو ممکن ہے توبہ کرے۔(متفق علیہ)

یہ عبارت بخاری کی ہے' اور مسلم کی روایت میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے' اور نہ موت کے آنے سے پہلے موت کی دعا کرے، کیونکہ آدمی جب مرجاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں' اور مومن کی زندگی اس کے لئے بھلائی

588: بخاری، رقم الحدیث: 7235، مسلم، رقم الحدیث: 2682

میں اضافہ کرتی ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**یستعتب:** از، استعتاباً، معنی رضا مند کرنا، رضا مندی طلب کرنا،

## شرح:

موت کی آرزو اچھی بھی ہے اور بری بھی، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے لیے یا دنیاوی فتنوں سے بچنے کے لیے موت کی تمنا کرنا ہے تو اچھا ہے اور اگر دنیوی تکالیف سے گھبرا کر تمنائے موت کرے تو بُرا۔ موت کی یاد بہترین عبادت ہے خصوصاً جب اس کے ساتھ تیاریٔ موت ہو۔ اور اس حدیث کے تحت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ یعنی مؤمن کی زندگی بہر حال اچھی ہے کیونکہ اعمال اسی میں ہو سکتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکاۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۸۲۳)

**(۵۸۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ اَصَابَهُ، فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا، فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّیْ، وَتَوَفَّنِیْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّیْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.**

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر اسے ضرور کچھ کہنا ہی ہے تو یوں کہے: اے اللہ! جب تک میری زندگی میرے لئے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لئے بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

لضرٍ: تنگی، سختی بدحالی۔

---

589: احمد، رقم الحدیث: 4/12015، بخاری، رقم الحدیث: 2671، مسلم، رقم الحدیث: 2680، الترمذی، رقم الحدیث: 971، والنسائی، رقم الحدیث: 1820، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3108، ابن حبان، رقم الحدیث: 2966

## شرح:

یہ حدیث گزشتہ احادیث کی شرح ہے کہ بیماری و آزاری سے گھبرا کر موت نہ مانگے اور جس طریقہ سے دعا کی اجازت دی گئی ہے نہایت ہی پیارا طریقہ ہے کیونکہ اس خیر وشر میں دین و دنیا کی خیر وشر شامل ہے گویا موت کی تمنا کہہ بھی لی مگر قاعدے سے۔ خیال رہے کہ یہ کہنا جائز ہے خدایا مجھے شہادت کی موت دے، خدایا مجھے مدینہ پاک میں موت نصیب کر۔ چنانچہ عمر فاروق نے دعا کی تھی کی مولا مجھے اپنے حبیب کے شہر میں شہادت نصیب کر، حضرت حفصہ نے عرض کیا کہ یہ کیسے ہو سکے گا تو آپ نے فرمایا ان شاءاللہ ایسے ہی ہوگا۔ چنانچہ مسجد نبوی محراب النبی نماز کی حالت میں مصلائے مصطفیٰ پر آپ رضی اللہ عنہ کو کافر مجوسی ابولولو نے شہید کیا۔ دعاء کیا تھی کمان سے نکلا ہوا تیر تھا کہ جو کہا تھا وہی ہوا، کیوں نہ ہو رب کی یہ مانتے ہیں رب ان کی مانتا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۸۲۵)

(۵۹۰) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى خَبَّابِ بنِ الْاَرَتِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَعُوْدُهُ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعَ كَيَّاتٍ، فَقَالَ: اِنَّ اَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا، وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا، وَاِنَّا اَصَبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ وَلَوْلَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ ۔ ثُمَّ اَتَيْنَاهُ مَرَّةً اُخْرٰى وَهُوَ يَبْنِيْ حَائِطًا لَّهُ، فَقَالَ: اِنَّ الْمُسْلِمَ لَيُؤْجَرُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ يُنْفِقُهُ اِلَّا فِيْ شَيْءٍ يَجْعَلُهُ فِيْ هٰذَا التُّرَابِ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ،

وَهٰذَا لَفْظُ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ ۔

◀ ◀ حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی تیمارداری کے لیے گئے اور انہوں نے سات داغ لگوار کھے تھے فرمایا: ہمارے ساتھی جو ہم سے پہلے تھے وہ جا چکے ہیں' اور دنیا نے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا' اور ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے اس کے لئے ہمارے پاس مٹی کے سوا کوئی جگہ نہیں' اور اگر ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی دعا کرنے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا۔ پھر ہم دوبارہ ان کے پاس گئے تو وہ اپنی ایک دیوار تعمیر کر رہے تھے۔ فرمایا: انسان کو ہر چیز پر اجر ملتا ہے جو وہ خرچ کرتا ہے مگر جو اس مٹی میں ڈال دیتا ہے اس پر نہیں۔ (متفق علیہ)

اور یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔

## تعارفِ راوی:

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 43 کے تحت ہو چکا ہے۔

590: بخاری، رقم الحدیث: 2999، مسلم، رقم الحدیث: 2999۔ نسائی، رقم الحدیث: 2999، ابن حبان، رقم الحدیث: 2999، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 3632/4، بیہقی، رقم الحدیث: 377/3، احمد، رقم الحدیث: 32234/7، حاکم، رقم الحدیث: 5666/3

حلِ لغات:

اکتوی:از، اکتواءً، بمعنی آدمی کا اپنے آپ کو داغ دینا، داغ لگنا۔

شرح:

یعنی میں اتنا سخت بیمار ہوں کہ جسم زخموں سے چھلنی ہے، سات جگہ گرم لوہے سے داغا جاچکا ہے، تمنائے موت کو دل چاہتا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مانع ہے۔خیال رہے کہ داغ زخم کا آخری علاج ہے، جب کوئی دوا کارگر نہ ہو تو گرم لوہے سے داغ دیتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اکثر صحابہ فقر و فاقہ میں تھے، خلافت فاروقی وعثمانی میں صحابی پر دنیا خدا کے فضل سے پھٹ پڑی تب ان کی مالداری حساب سے ورا ہوگئی کیونکہ سارے ممالک انہی خلافتوں میں فتح ہوئے، آپ اسی جانب اشارہ فرماتے ہیں یعنی مجھے یہ خوف ہے کہ یہ مالداری ہمارے اعمال کا بدلہ نہ ہوگئی ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ۲، ص ۸۳۹)

## ۶۸-بَابُ الْوَرَعِ وَتَرْكِ الشُّبُهَاتِ

## پرہیزگار بننے اور شبہات کو ترک کرنے کا بیان

ورع کا معنی: پرہیزگاری، تقویٰ، پارسائی، (فیروز اللغات)

شبہ کا معنی: شک، گمان، وہم، جمع شبہات، (فیروز اللغات)

ورع کی تعریف: الورع: هو اجتناب الشبهات خوفاً من الوقوع فی المحرمات، وقيل هی ملازمة الاعمال الجميلة" (کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: حرام کاموں میں پڑنے کے خوف سے شبہات سے بھی بچنا۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اچھے اعمال پر ہمیشگی اختیار کرنے کا نام ورع ہے۔

شبہ کی تعریف: الشبهة هو ما لم يتيقن كونه حراماً او حلالاً"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: وہ جس کا حلال یا حرام ہونا یقینی نہ ہو۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ ﴾ (النور: 15)،

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: اور اسے سہل سمجھتے تھے' اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے ○

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ (الفجر: 14).

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں ○

(۵۹۱) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ، وَّاِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَّبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ، اسْتَبْرَاَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ، وَمَنْ وَّقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِيْ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّرْتَعَ فِيْهِ، اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ، اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ، وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ، اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَرَوَيَاهُ مِنْ طُرُقٍ بِاَلْفَاظٍ مُّتَقَارِبَةٍ.

◀ ◀ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بلاشبہ حلال بھی واضح ہے' اور حرام بھی واضح ہے' اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں۔ جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے' پس جو شخص ان مشتبہات سے بچا رہا اس نے دین اور اپنی عزت کو بچالیا' اور جو شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں داخل ہوگیا جس طرح وہ چرواہا جو چراگاہ (ممنوعہ) کے اردگرد ریوڑ چراتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ اس کا ریوڑ چراگاہ میں داخل ہو جائے۔ خبردار! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے' اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کی محرمات ہیں۔ خبردار! بے شک جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے' اگر وہ صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے' اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے' اور وہ دل ہے۔ (متفق علیہ)

دونوں حضرات نے اس حدیث کو مختلف طرق سے ملتے جلتے الفاظ میں روایت کیا ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 161 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

مشتبهات: از، اشتباهاً، بمعنی کسی کا پوشیدہ اور مشتبہ ہونا۔

## شرح:

یہ حدیث اصل اصول دین ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ چیزیں تین قسم کی ہیں: بالکل حلال جن کی حلت منصوص

591: احمد، رقم الحدیث: 18402/4، بخاری، رقم الحدیث: 245/2، مسلم، رقم الحدیث: 245/2، ابوداؤد، رقم الحدیث: 245/2

ہے، بالکل حرام جن کی حرمت منصوص ہے جیسے محرمات وفواحش اور مشتبہات جن میں حلت وحرمت کے دلائل متعارض ہیں یا حلت وحرمت کی دلیل نہیں، اصل حلال پر عمل کرو، اصل حرام سے ضرور بچو اور مشتبہات سے احتیاطاً پرہیز کرو کہ شاید حرام ہوں مگر جن میں حلت کی اصل موجود ہو وہ مشتبہ نہیں، انہیں حرام سمجھنا محض باطل وہم ہے لہٰذا یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ میلاد شریف عرس بزرگانِ دین کو بعض علماء حرام بھی کہتے ہیں لہٰذا یہ مشتبہات سے ہے۔

اور جو شخص مشتبہات سے پرہیز نہ کریگا وہ آخر کار محرمات میں بھی پھنس جائیگا اس لئے مشتبہات سے بچو۔ شاہی چراگاہ میں جانور چرانا سخت جرم ہوتا ہے ہوشیار چرواہے شاہی چراگاہ سے دور ہی رہتے ہیں تاکہ کوئی جانور بے قابو ہوکر اس چراگاہ میں نہ گھس جائے اور ہم مجرم ہوجائیں مگر بے احتیاط چرواہے وہاں قریب پہنچ جاتے ہیں اور آخر کار ان کا جانور وہاں گھس جاتا ہے اور یہ مجرم ہوکر پکڑے جاتے ہیں، ایسے ہی مشتبہات میں واقع ہونے والا کبھی حرام میں بھی گرفتار ہوجاے، گاتم چرواہے ہو، نفس بے سمجھ جانور، محرمات شرعیہ شاہی چراگاہ ہے، مشتبہات اس چراگاہ کے متصل زمین۔

مطلب یہ کہ دل بادشاہ ہے جسم اس کی رعایا جیسے بادشاہ کے درست ہوجانے سے تمام ملک ٹھیک ہوجاتا ہے ایسے ہی دل سنبھل جانے سے تمام جسم ٹھیک ہوجاتا ہے، دل ارادہ کرتا ہے جسم اس پر عمل کی کوشش کہ دل میں برے ارادے نہ پیدا ہوں اس لیے صوفیاء کرام دل کی اصلاح پر بہت زور دیتے ہیں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ دل کو اپنی منزلوں میں رکھو، اس کی منزل فرض، واجب، سنت، مستحب، آداب مباح ہیں ان حدود میں رہا تو خیر ہے اگلی منزلیں خطرناک ہیں ادھر نہ جانے دو، اگلی منزلیں مکروہ تنزیہی، مکروہ تحریمی، حرام وکفر ہیں، مکروہ تنزیہی سے بچاؤ تاکہ آگے بڑھنے کی ہمت نہ کرے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ج۴، ص۲۷۱)

ایک جگہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے البتہ ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہات ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبراء لدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۳)

(۵۹۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَدَ تَمْرَۃً فِی الطَّرِیْقِ، فَقَالَ: "لَوْلَا اَنِّیْ اَخَافُ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الصَّدَقَۃِ لَاَکَلْتُھَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راستے میں ایک کھجور پڑی ملی تو آپ نے فرمایا: اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ کہیں یہ کھجور صدقہ کی نہ ہو تو میں اس کو کھالیتا۔ (متفق علیہ)

592: احمد، رقم الحدیث: 4/12191، بخاری، رقم الحدیث: 2/214، مسلم، رقم الحدیث: 2/214، ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: 2/214، بیہقی، رقم الحدیث: 19586

(۵۹۳) وَعَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْبِرُّ: حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْاِثْمُ: مَا حَاكَ فِیْ نَفْسِكَ، وَكَرِهْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْهِ النَّاسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

"حَاكَ" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْكَافِ: اَیْ تَرَدَّدَ فِیْهِ ۔

◀◀ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے جی میں کھٹکے اور تو یہ ناپسند کرے کہ لوگ اس پر مطلع ہوجائیں۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

نواس ابن سمعان: آپ کلابی ہیں، شام میں رہے ایک جماعت نے آپ سے روایات لیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف النون، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حلِ لغات:

حَاكَ: حاء مہملہ اور کاف کے ساتھ اس کا معنیٰ ہے: تجھے اس میں تردد ہو۔

## شرح:

ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا، "کامل ترین مؤمن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں اور جو اپنے گھر والوں پر سب سے زیادہ نرمی کرنے والا ہو۔" (ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی استکمال الایمان، رقم ۲۶۲۱، ج۴، ص۲۷۸)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، "کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں سے بہترین شخص کون ہے؟" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، "کیوں نہیں یارسول اللہ!" فرمایا، "تم میں سے عمر رسیدہ اور زیادہ حسن اخلاق والا۔"

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب حسن الخلق، رقم ۴۸۴، ج۱، ص۳۲۵)

(۵۹۴) وَعَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "جِئْتَ تَسْاَلُ عَنِ الْبِرِّ؟" قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: "اسْتَفْتِ قَلْبَكَ، اَلْبِرُّ: مَا اطْمَاَنَّتْ اِلَیْهِ النَّفْسُ، وَاطْمَاَنَّ اِلَیْهِ الْقَلْبُ، وَالْاِثْمُ: مَا حَاكَ فِی النَّفْسِ، وَتَرَدَّدَ فِی الصَّدْرِ، وَاِنْ اَفْتَاكَ النَّاسُ

593: مسلم، رقم الحدیث:397، ترمذی، رقم الحدیث:397، بخاری، رقم الحدیث:397، ابن حبان، رقم الحدیث:397، دارمی، رقم الحدیث:2789، احمد، رقم الحدیث:6/1760، حاکم، رقم الحدیث:2172، بیہقی، رقم الحدیث:192/10

594: احمد، رقم الحدیث:18021، دارمی، رقم الحدیث:2533، احمد، رقم الحدیث:17757

وَاَفْتُوكَ" حَدِيثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ اَحمد وَالدَّارِمِيُّ فِي مُسْنَدَيْهِمَا ۔

◀ ◀ حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تم نیکی کے متعلق پوچھنے آئے ہو؟ میں نے عرض کی: جی ہاں: آپ نے فرمایا: اپنے دل سے فتویٰ طلب کرو نیکی وہ ہے جس پر تیرا نفس اور دل مطمئن ہو جائے' اور گناہ وہ ہے جو نفس میں شبہ پیدا کرے' اور سینے میں کھٹکے۔ خواہ لوگ تجھے کچھ ہی فتویٰ دیں۔

یہ حدیث حسن ہے۔ امام احمد اور دارمی نے اس کو اپنی مسانید میں روایت کیا ہے۔

## تعارفِ راوی:

وابصہ ابن معبد: آپ کی کنیت ابوشداد ہے اوسی ہیں، کوفہ میں رہے پھر جزیرہ میں رہے مقام رقہ میں وفات ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الواؤ فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حلِ لغات:

استفت: از، استفتاءً، بمعنی فتویٰ طلب کرنا، پوچھنا، معلوم کرنا۔

## شرح:

یہ غیبی خبر ہے کہ حضرت وابصہ جو سوال دل میں لے کر آئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بغیر عرض کئے ہوئے ارشاد فرما دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دلوں کے حال پر مطلع فرمایا ہے کیوں نہ ہو انہیں تو پتھروں کے دلوں پر اطلاع ہے کہ فرماتے ہیں احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے۔ شعر

اے کہ ذات پاک تو صبح دھور　　چشم تو بینندہ مافی الصدور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت وابصہ کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر ان کے قلب کو فیض دیا جس سے ان کا نفس بجائے امارہ کے مطمئنہ ہو گیا اور دل خطرات شیطانی وسوسوں سے پاک وصاف ہو گیا۔ صوفیاء کرام جو مریدوں کے سینے پر ہاتھ مار کر یا توجہ ڈال کر انہیں فیض دیتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث بھی ہے۔

یعنی آج سے اے وابصہ گناہ اور نیکی کی پہچان یہ ہے کہ جس پر تمہارا دل ونفس مطمئنہ جمے وہ نیکی ہوگی اور جسے تمہارا دل ونفس مطمئنہ قبول نہ کرے وہ گناہ ہوگا، یہ حکم حضرت وابصہ کے لیے آج سے ہو گیا یہ حضور کے ہاتھ شریف کا اثر ہوا، ہم جیسے لوگوں کو یہ حکم نہیں۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ غیر مجتہد یعنی مقلد تو اپنے امام سے فتویٰ لے اور مجتہد اپنے دل سے۔

یعنی عام لوگوں کے فتویٰ کا تم اعتبار نہ کرنا کیونکہ ان کے دلوں پر ہمارا ہاتھ نہیں پہنچا، اپنے دل ونفس کا فتویٰ قبول

کرنا کہ تمہارے دل کا فتویٰ ہمارا فیصلہ ہوگا کہ ہمارا ہاتھ تمہارے دل پر ہے۔ شعر

دل کرو ٹھنڈا مرا دو کفِ پا چاند سا — سینہ پر رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود
آنکھ عطا کیجئے اس میں چلا دیجئے — جلوہ قریب آ گیا تم پہ کروڑوں درود

خیال رہے کہ فتویٰ فتو سے بنا بمعنی پیش آنا، حادث ہونا یا قوت، چونکہ شرعی مسئلہ حادثات کے پیش آنے پر معلوم کیا جاتا ہے اور عالم کے حکم حاصل ہو جانے سے سائل کو قوت حاصل ہو جاتی ہے اس لیے مسئلہ شرعی کو فتویٰ کہا جاتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۴، ص ۳۸۳)

(۵۹۵) وَعَنْ اَبِیْ سِرْوَعَةَ - بِکَسْرِ السِّیْنِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِهَا - عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهٗ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِّاَبِیْ اِهَابِ بْنِ عَزِیْزٍ، فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ، فَقَالَتْ: اِنِّیْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِیْ قَدْ تَزَوَّجَ بِهَا . فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ: مَا اَعْلَمُ اَنَّكِ اَرْضَعْتِنِیْ وَلَا اَخْبَرْتِنِیْ، فَرَكِبَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَةِ، فَسَاَلَهٗ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "كَیْفَ؟ وَقَدْ قِیْلَ" فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَیْرَهٗ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

"اِهَابٌ" بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ وَ"عَزِیْزٌ" بِفَتْحِ الْعَیْنِ وَبِزَایٍ مُكَرَّرَةٍ .

◀ ◀ حضرت ابوسروعہ سین مہملہ کے فتحہ اور کسرہ دونوں سے عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابواہاب بن عزیز کی بیٹی سے شادی کی تو ایک عورت ان کے پاس آئی اور اس نے کہا: میں نے عقبہ اور اس عورت کو جس کے ساتھ اس نے شادی کی ہے دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے مجھے پہلے یہ بتایا ہے۔ سو وہ مدینہ میں گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب جب یہ بات کی جا چکی ہے تو تمہارا نکاح کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ پس حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس عورت نے کسی اور آدمی سے نکاح کر لیا۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوسروعہ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 88 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**اھاب:** ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ۔ اسم،

**عزیز:** عین کے فتحہ اور زاء مکررہ کے ساتھ۔ اسم،

595: بخاری، رقم الحدیث: 974/17، ابوداؤد، رقم الحدیث: 974/17، ترمذی، رقم الحدیث: 974/17، نسائی، رقم الحدیث: 974/17، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 974/17، بیہقی، رقم الحدیث: 463/7

شرح:

عقبہ اوران کی منکوحہ دودھ کے بھائی بہن ہیں ان کا یہ نکاح درست نہ ہوا۔فقہاء فرماتے ہیں کہ کوئی عورت بلاوجہ ہر بچہ کو دودھ نہ پلائے اور جس کو پلائے اسے مشہور کردے تا کہ آئندہ نکاح میں احتیاط رہے۔

(میں تو نہیں جانتا کہ ے م نے مجھے دودھ پلایا ہے) یعنی مجھے نہ تو میرے گھر والوں نے یہ بتایا نہ دوسرے کسی سے مجھے یہ معلوم ہوا۔

(اور نہ تم نے اس سے پہلے مجھے بتایا) یعنی نہ تو عقبہ کے گھر والوں کو اس واقعہ کا علم تھا نہ ان کی منکوحہ کے گھر والوں کو اگر ان میں سے کسی کو اس کی خبر ہوتی تو نکاح ہی نہ ہوتا۔

(یہ نکاح کیوں کر حلال رہ سکتا ہے) یعنی اے عقبہ تم جیسے متقی کی احتیاط سے یہ بات بہت بعید ہے کہ جس عورت کے متعلق رضاعی بہن ہونے کا وہم بھی ہو جائے اسے اپنے نکاح میں رکھو بہتر یہ ہی ہے کہ اسے علیحدہ کرو، اس حدیث کی بنا پر احناف بھی کہتے ہیں کہ صرف ایک عورت کی خبر پر عورت کو علیحدہ کر دینا افضل ہے، مگر رضاعت کا ثبوت دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کی گواہی سے ہوگا، امام شافعی کے ہاں چار عورتوں کی گواہی سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، امام مالک کے ہاں دو عورتوں کی گواہی سے بھی رضاعت کا ثبوت ہو جاتا ہے، سیدنا عبداللہ ابن عباس کا فرمان تھا کہ ایک دائی کی خبر وقسم سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، مذہب احناف بہت قوی ہے، اس حدیث میں حرمت کا فتویٰ نہیں بلکہ تقویٰ و احتیاط کا مشورہ ہے، اسی لیے سرکار عالی نے دائی کو نہ بلایا نہ اس کے بیان لیئے نہ کوئی اور ثبوت مانگا دائی کی خبر پر خبر سن کر یہ ارشاد فرمایا۔

(پھر کسی اور سے نکاح کیا) یعنی عقبہ نے طلاق دے دی، بعد عدت اس عورت نے دوسری جگہ نکاح کر لیا۔مرقات نے فرمایا کہ عقبہ ابن حارث نے ام یحیٰی بنت ابی اھاب سے نکاح کیا ایک حبشی لونڈی نے کہا میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے پھر خود اس لونڈی نے بارگاہ رسالت میں یہ عرض کیا اس پر یہ ارشاد عالی ہوا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحم، ۵، ص ۹۰)

(۵۹۶) وَعَنِ الْحسن بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعْ مَا يرِيبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيبُكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

مَعْنَاهُ: اتْرُكْ مَا تَشُكُّ فِيْهِ، وَخُذْ مَا لَا تَشُكُّ فِيْهِ.

◀◀ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات یاد کی:

596: ترمذی، رقم الحدیث:1/1723، احمد، رقم الحدیث1/1723، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:2711، ابویعلی، رقم الحدیث6762، ابن حبان، رقم الحدیث722، نسائی، رقم الحدیث5727، طیالسی، رقم الحدیث1178۔حاکم، رقم الحدیث2/2169، دارمی، رقم الحدیث2532

مشکوک چیز کو چھوڑ کر وہ چیز اپنا جس میں تجھے شک نہ ہو۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث کا معنی ہے: جس چیز میں تمہیں شک ہے اس کو چھوڑ دو اور جس میں شک نہیں اسے اپنا لو۔

## شرح:

ظاہر یہ ہے کہ آپ نے بلا واسطہ حضور سے یہ سنا اور یاد کیا کیونکہ حضور انور کی زندگی شریف میں امام حسن علیہ السلام قدرے سمجھدار تھے، بچوں کا حدیث سننا معتبر ہے جب کہ کچھ سمجھدار ہوں اور ہوسکتا ہے کہ آپ نے کسی صحابی سے سنا ہو، چونکہ یہ قول رسول تھا اس لیے اسے حضور کی طرف نسبت فرمادیا جیسے ہم کہہ دیتے ہیں کہ حضور نے یہ فرمایا یا ہمیں حضور کا یہ فرمان یاد ہے۔

یعنی جو کام یا کلام تمہارے دل میں کھٹکے کہ نہ معلوم حرام ہے یا حلال اسے چھوڑ دو اور جس پر دل گواہی دے کہ یہ ٹھیک ہے اسے اختیار کرو مگر یہ ان حضرات کے لیے ہے جو حضرت حسن جیسی قوت قدسیہ وعلم لدنی والے ہوں جن کا فیصلہ قلب کتاب وسنت کے مطابق ہو، عام لوگ یا جو نفسانی و شیطانی وہمیات میں پھنسے ہوں ان کے لیے یہ قاعدہ نہیں۔) مرقات واشعہ (بعض لاپرواہ لوگ قطعی حراموں میں کوئی تردد نہیں کرتے اور بعض وہم پرست جائز چیزوں کو بلاوجہ حرام ومشکوک سمجھ لیتے ہیں ان کے لیے یہ قاعدہ نہیں ہے، لہٰذا حدیثیں واضح ہے۔

یعنی مؤمن کامل کا دل سچے کام وسچے کلام سے مطمئن ہوتا ہے اور مشکوک اشیاء سے قدرتی طور پر متردد ہوتا ہے۔ یہاں لمعات میں فرمایا گیا کہ جب آیتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہو تو حدیث کی طرف رجوع کرو اور حدیثیں بھی متعارض نظر آئیں تو اقوال علماء کو تلاش کرو اور اگر ان میں بھی تعارض نظر آئے تو اپنے دل سے فتویٰ لو اور احتیاط پر عمل کرو، یہ سارے احکام صاف دل اور پاکیزہ نفوس کے لیے ہیں۔) لمعات مختصراً (اگر کسی کو جھوٹ سے اطمینان ہو اور گناہ سے خوشی ہو، نیکیوں سے دل گھبرائے تو وہ دل کی آواز نہیں بلکہ نفس امارہ کی شرارت ہے، نفس اگر دل پر غالب آجائے تو بہت پریشان کرتا ہے اور اگر دل نفس پر غالب ہو تو سبحان اللہ یہ ہی حال عقل کا ہے۔

عقل زیر حکم دل یزدانی است     جوز دل آزاد شد شیطانی است

اللہ تعالیٰ دل کو نفس وعقل پر غالب رکھے۔ آمین!

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ج۴، ص۳۸۲)

(۵۹۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ لِاَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ، وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ، فَجَآءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ، فَاَكَلَ مِنْهُ اَبُوْ بَكْرٍ،

597: بخاری، رقم الحدیث: 3842

فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ: تَدْرِيْ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا اُحْسِنُ الْكِهَانَةَ، اِلَّا اَنِّيْ خَدَعْتُهُ، فَلَقِيَنِيْ، فَاَعْطَانِيْ لِذٰلِكَ، هٰذَا الَّذِيْ اَكَلْتَ مِنْهُ، فَاَدْخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ بَطْنِهِ .

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

"اَلْخَرَاجُ": شَيْءٌ يَجْعَلُهُ السَّيِّدُ عَلٰى عَبْدِهٖ يُؤَدِّيْهِ كُلَّ يَوْمٍ، وَّبَاقِيْ كَسْبِهٖ يَكُوْنُ لِلْعَبْدِ .

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو روزانہ اپنی کمائی کی ایک مقررہ مقدار آپ کو ادا کرتا تھا' اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کی کمائی سے کھاتے تھے۔ ایک دن وہ غلام کوئی چیز لے آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے کھالیا۔ غلام نے آپ سے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کیا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ہے؟ غلام نے کہا: زمانہ جاہلیت میں میں ایک شخص کے لئے کہانت کیا کرتا تھا' اور میں اچھا کاہن نہیں تھا میں نے صرف اس شخص کو دھوکہ دیا تھا۔ پس وہ شخص مجھے ملا اور اس نے مجھے اس کہانت کی وجہ سے یہ چیز دی ہے جو آپ نے کھائی ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ میں ہاتھ ڈالا اور پیٹ میں جو کچھ تھا قے کر کے نکال دیا۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

الخراج: وہ مقررہ کمائی جو غلام روزانہ اپنے مالک کو ادا کرتا ہے' اور باقی کمائی اس کی اپنی ملکیت ہوتی ہے۔

## شرح:

اہل عرب اپنے غلاموں کو کاروبار کی اجازت دے دیتے تھے اور ماہوار یا روزانہ کچھ پیسے مقرر کر دیتے تھے جو غلام مولیٰ کو ادا کرتا رہتا تھا خواہ وہ کمائی کرتا یا نہ کرتا، زیادہ کرتا یا کم جیسا کہ آج کل لوگ تانگہ و گاڑیاں ٹھیکے پر دے دیتے ہیں اسے خراج کہتے تھے یہاں اسی کا ذکر ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کچھ کھالیا اور غلام سے پوچھا نہیں کہ کہاں سے لایا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ ہی لاتا تھا اور آپ کھاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز کی تحقیق ضروری نہیں جس چیز کی حلت کا گمان غالب ہو اسے کھالے، صحابہ کرام جنگوں میں کفار کے مال و اسباب بلکہ پہنے ہوئے کپڑوں پر قبضہ کر لیتے تھے اور ان کی تحقیق نہ فرماتے تھے، یہ عمل خلاف تقویٰ نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ مٹھائی دوطرح سے حرام تھی: ایک یہ کہ کہانت یعنی فال کھولنے کی اجرت ہے اور فال کھولنا بھی حرام ہے، اس کی اجرت بھی حرام۔ دوسرے یہ کہ دھوکا کی شیرنی ہے جیسے کوئی غیر طبیب کسی کو دھوکا دے کر طبیب بنے اس کی اجرت لے یہ حرام ہے۔ غالب یہ ہے کہ غلام نے دیدہ دانستہ یہاں جرم کی نیت نہ کی تھی بلکہ اسے دھوکا یہ لگا کہ میں نے یہ کہانت اسلام سے پہلے کی تھی جب مجھ پر احکام شرعی جاری نہ تھے کیونکہ یہ اسی کا معاوضہ ہے اس لیے حلال ہے، اب مسلمان ہو کر نہ کہانت کروں گا، نہ اجرت لوں گا، اسی خیال پر اس نے جناب صدیق اکبر کو پہلے بتایا بھی نہیں، کھلا دینے کے بعد اسے کچھ خیال آیا، مسئلہ پوچھنے کے لیے یہ عرض کیا لہٰذا نہ تو غلام پر یہ اعتراض ہے کہ اس نے یہ شیرنی لی کیوں اور حضرت صدیق کو دھوکا دیا کیوں اور نہ جناب صدیق پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ آپ نے بغیر تحقیق کھا کیوں لی۔ (پیٹ میں موجود ہر چیز کو قے کر دیا) یہ حضرت صدیق اکبر کا انتہائی تقویٰ ہے کہ جو شے واقعی حرام تھی اور بے علمی میں کھا لی گئی اسے قے کے ذریعہ پیٹ سے نکال دیا۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو جناب صدیق کی خلافت کو غلط اور آپ کو خائن و غاصب کہتے ہیں جو ہستی ناجائز مٹھائی اپنے پیٹ میں نہ رہنے دے وہ ناجائز طور پر خلافت پر کیوں کر قابض ہو سکتی ہے۔ اس حدیث کی بناء پر بعض شوافع فرماتے ہیں کہ جو بے خبری میں بھی ناجائز چیز کھا لے وہ قے کر دے مگر ہمارے ہاں یہ خصوصی تقویٰ تھا نہ کہ عمومی فتوی۔) از مرقات (حرام چیز کھانا حرام ہے، قے کرنا واجب نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام بعینہ قبضہ کے بعد بھی ملکیت میں نہیں آتا اور نہ وہاں تبدّل ملک کے احکام جاری ہوں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ج۴، ص۳۹۴)

(۵۹۸) وَعَنْ نَافِعٍ: اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ اَرْبَعَةَ اٰلَافٍ وَّفَرَضَ لِاِبْنِهٖ ثَلَاثَةَ اٰلَافٍ وَّخَمْسَمِائَةٍ، فَقِيْلَ لَهٗ: هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَلِمَ نَقَصْتَهٗ؟ فَقَالَ: اِنَّمَا هَاجَرَ بِهٖ اَبُوْهُ. يَقُوْلُ: لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهٖ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اولین کا وظیفہ چار ہزار مقرر فرمایا اور اپنے بیٹے کا ساڑھے تین ہزار۔ آپ سے عرض کیا گیا: یہ بھی مہاجرین میں سے ہیں' ان کا وظیفہ آپ نے کم کیوں کیا ہے؟ فرمایا: اس کے ساتھ اس کے باپ نے بھی ہجرت کی ہے۔ آپ فرماتے کہ یہ ان لوگوں کی مثل نہیں ہو سکتا جنہوں نے از خود ہجرت کی ہے۔ (بخاری)

(۵۹۹) وَعَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ يَكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ حَتّٰى يَدَعَ مَا لَا بَاْسَ بِهٖ، حَذَرًا مِّمَّا بِهٖ

598: بخاری، رقم الحدیث: 3912

599: ترمذی، رقم الحدیث: 2459، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4215

بَأسٌ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".

◀◀ حضرت عطیہ بن عروہ السعدی الصحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ متقین کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا حتیٰ کہ وہ حرج کے خوف سے اس چیز کو بھی ترک کر دے جس میں کوئی حرج نہ ہو۔

## تعارفِ راوی:

آپ صحابی ہیں، قبیلہ بنی سعد سے ہیں مگر آپ کے حالات قطعًا معلوم نہ ہو سکے۔

## حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## حلِ لغات:

حَذَرًا: بمعنی بچنا، پرہیز کرنا، چوکنا رہنا۔

## شرح:

یہ فرمان عالی بہت جامع ہے جس میں صدہا احکام آ گئے، حرام سے بچنے کے لیے مکروہات سے پرہیز کرو، گناہوں سے بچنے کے لیے مشکوک و مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرو، برے لوگوں سے بچنے کے لیے مشتبہ لوگوں سے الگ رہو۔ شعر

نگہ دارد آں شوخ در کیسہ در　　　　داند ہمہ خلق را کیسہ برد

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۴، ص ۳۸۴)

# ۶۹-بَابُ اسْتِحْبَابِ الْعُزْلَةِ عِنْدَ فَسَادِ النَّاسِ وَالزَّمَانِ اَوِ الْخَوْفِ مِنْ فِتْنَةٍ فِي الدِّيْنِ وَوُقُوْعٍ فِيْ حَرَامٍ وَّشُبُهَاتٍ وَّنَحْوِهَا

## لوگوں اور زمانے کے بگڑ جانے کے وقت گوشہ نشینی کے مستحب ہونے کا بیان یا اس خوف سے کہ دین میں فتنہ پیدا ہو گا یا حرام اور شبہات وغیرہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو

عزلت کا معنی: خلوت، تنہائی، اعتکاف، (فیروز اللغات)

عزلت کی تعریف: هی الخروج عن مخالطة الخلق بالانزواء والانقطاع"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: گوشہ نشینی اور قطع تعلق کے ذریعے مخلوق سے باہم میل جول سے نکلنا۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَفِرُّوا اِلَی اللّٰهِ اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیرٌ مُّبِیْنٌ ۝ ﴾ (الذاریات: 50) .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو اللہ کی طرف بھاگو بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں ۝

(۶۰۰) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِیَّ الْغَنِیَّ الْخَفِیَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَالْمُرَادُ "بِالْغَنِیِّ" غَنِیُّ النَّفْسِ، کَمَا سَبَقَ فِی الْحَدِیْثِ الصَّحِیْحِ .

◀ ◀ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ متقی اور غنی بندے سے محبت کرتا ہے۔ (مسلم)

غنی: سے مراد دل کا غنیٰ ہے۔ جیسے کہ حدیث صحیح میں گزر چکا ہے۔

(۶۰۱) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "مُؤْمِنٌ مُّجَاهِدٌ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "ثُمَّ رَجُلٌ مُّعْتَزِلٌ، فِیْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ یَعْبُدُ رَبَّهٗ" .

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "یَتَّقِی اللّٰهَ، وَیَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! لوگوں میں کون سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ مومن جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرتا ہے۔ اس شخص نے پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: پھر وہ شخص جو کسی گھاٹی میں گوشہ نشین ہوکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

600: مسلم، رقم الحدیث: 2965، احمد، رقم الحدیث: 1/1441، ابویعلی، رقم الحدیث: 734، بیہقی، رقم الحدیث: 10370، ابونعیم، رقم الحدیث: 24/1

601: احمد، رقم الحدیث: 4/1322، بخاری، رقم الحدیث: 2786، مسلم، رقم الحدیث: 1888، ترمذی، رقم الحدیث: 2600، نسائی، رقم الحدیث: 3105، داؤد، رقم الحدیث: 2485، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3978، ابن حبان، رقم الحدیث: 4599، بیہقی، رقم الحدیث: 159/9

## حلِ لغات:

معتزل :از ۔ اعتزالاً ، جدا ہونا، علیحدہ ہونا۔

## شرح: افضل السلام پر چند دیگر احادیث:

حضرت سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے افضل مسلمان کون ہے؟" فرمایا، "جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

"(بخاری، کتاب الایمان، باب ای الاسلام افضل، رقم ۱۱، ج ۱، ص ۶۱ بتغیر قلیل)

حضرتِ سیدنا معاذ بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ "سب سے افضل ایمان کونسا ہے؟" ارشاد فرمایا، "تم اللہ عزوجل کے لئے کسی سے محبت کرو اور اللہ عزوجل کے لئے کسی سے بغض رکھو اور اپنی زبان کو ذکر اللہ میں مصروف رکھو۔" صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسکے علاوہ کون سا؟" فرمایا کہ "تم لوگوں کیلئے وہی پسند کرو جسے اپنے لئے پسند کرتے ہو اور جسے اپنے لئے ناپسند کرتے ہو اسے لوگوں کیلئے ناپسند کرو۔"

(مسند احمد، حدیث معاذ بن جبل، رقم ۲۲۱۹۱، ج ۸، ص ۲۶۶)

(۶۰۲) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُوْشِكُ اَنْ يَكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .
و"شَعَفُ الْجِبَالِ": اَعْلَاهَا .

◀◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال وہ چند بکریاں ہوں جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی بلندیوں اور بارش والے مقامات کی تلاش میں نکلے اور فتنوں سے اپنے دین کو بچانے کے لئے ادھر بھاگ جائے۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

شعف الجبال: کا مطلب ہے: پہاڑوں کی بلندیاں۔

602 :بخاری، رقم الحدیث 19 ،موطا، رقم الحدیث 1811 ،والنسائی، رقم الحدیث 4811 ، ابن ماجہ، رقم الحدیث 3980 ، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4267

شرح:

شعف جمع ہے شعفۃ کی بمعنی بلند چوٹی۔اہل عرب پہاڑ کی چوٹیوں میں بھی اپنے مال مویشی رکھتے ہیں اور وہاں خود بھی رہتے ہیں، یہ جگہ زمین سے بہت بلند ہونے کی وجہ سے بڑے امن عافیت کی ہوتی ہے۔مواقع قطر سے مراد ہے وہ جنگل جہاں پانی کے چشمے، سبزہ زار، چراگاہ وغیرہ ہو، یہ تعمیم بعد تخصیص ہے یا اس کے برعکس۔اس علیحدگی کی وجہ اپنے دین کی حفاظت ہو نہ کہ مسلمانوں سے نفرت کہ ایسے موقعہ پر لوگوں سے خلط ملط اپنے لیے دینی خرابی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحم، ۷، ص ۲۳۲)

(۶۰۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا رَعَى الْغَنَمَ" فَقَالَ اَصْحَابُهُ: وَاَنْتَ؟ قَالَ: "نَعَمْ، كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا۔اس نے بکریاں چرائیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اور آپ نے بھی؟ فرمایا: ہاں! میں بھی چند قیراط مزدوری پر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔(بخاری)

(۶۰۴) وَعَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهُ قَالَ: "مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُّمْسِكٌ عِنَانَ فَرَسِهٖ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، يَطِيْرُ عَلٰى مَتْنِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اَوْ فَزْعَةً، طَارَ عَلَيْهِ يَبْتَغِی الْقَتْلَ، اَوِ الْمَوْتَ مَظَانَّهٗ، اَوْ رَجُلٌ فِیْ غُنَيْمَةٍ فِیْ رَاْسِ شَعَفَةٍ مِّنْ هٰذِهِ الشَّعَفِ، اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاَوْدِيَةِ، يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ، وَيُؤْتِی الزَّكٰوةَ، وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ، لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِیْ خَيْرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"يَطِيْرُ": اَیْ يُسْرِعُ. وَ"مَتْنُهٗ": ظَهْرُهٗ. وَ"الْهَيْعَةُ": الصَّوْتُ لِلْحَرْبِ. وَ"الْفَزْعَةُ": نَحْوُهٗ. وَ"مَظَانُّ الشَّیْءِ": الْمَوَاضِعُ الَّتِیْ يُظَنُّ وُجُوْدُهٗ فِيْهَا. وَ"الْغُنَيْمَةُ" بِضَمِّ الْغَيْنِ: تَصْغِيْرُ الْغَنَمِ. وَ"الشَّعَفَةُ" بِفَتْحِ الشِّيْنِ وَالْعَيْنِ: هِیَ اَعْلَى الْجَبَلِ.

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں بہترین زندگی اس آدمی کی ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے اور جب بھی جنگ وحرب کا غلغلہ سنتا ہے وہ اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو کر تیزی سے اس جگہ کی تلاش میں نکل جاتا ہے جہاں اس کے گمان میں قتل یا

603: بخاری، رقم الحدیث: 2262، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 2149، والبغوی، رقم الحدیث: 2983

604: مسلم، رقم الحدیث: 1889، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3977

موت (اس کا انتظار کر رہی) ہوتی ہے یا وہ آدمی جو اپنی بکریوں کے چھوٹے سے ریوڑ کے ساتھ کسی پہاڑی کی چوٹی پر یا کسی وادی میں مقیم ہے۔ نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے موت آ جاتی ہے۔ وہ لوگوں میں صرف بھلائی پر ہی ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

یطیر: کا مطلب ہے: جلدی سے جاتا ہے۔

متنه: اس کی پیٹھ۔

اهیعة: جنگ کی آواز۔

الفزعه: اسی کی مثل۔

مظان الشيء: وہ جگہیں جہاں کسی چیز کی موجودگی کا گمان ہو۔

الغنيمه: غین کے ضمہ کے ساتھ غنم کی تصغیر ہے۔

الشعفة: شین اور عین کے فتحہ کے ساتھ۔ پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہیں۔

## شرح:

لفظ معاش عیش بمعنی زندگی سے بنا ہے زندگی گزارنے کا ذریعہ یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں مسلمان کی بہترین زندگی یہ ہے اور بہترین ذریعہ زندگانی یہاں دونوں معنی درست ہیں۔

یعنی ویسے تو لوگوں سے بے نیاز رہتا ہے مگر جب مسلمانوں کو اس کی جانی مدد کی ضرورت ہوتی ہے یا مسلمانوں پر کفار ٹوٹ پڑیں یا ڈاکو حملہ کریں اسے خبر لگے کہ فلاں جگہ مسلمان کمزور ہیں مصیبت میں ہیں تو فوراً وہاں پہنچ جائے پرندہ کی طرح یا اڑ کر وہاں پہنچ جائے، پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں کہ جب کفار مسلمانوں پر حملہ آور ہوں تو یہ وہاں پہنچ جائے اسلام کی خدمت مسلمانوں کی مدد کے لیے۔

وہ اسلام کا ایسا فدائی ہو مسلمانوں کا ایسا مددگار ہو کہ خدمت اسلام و مسلمین میں قتل ہو جانا یا مر جانا جینے سے بہتر سمجھے، خطرناک موقعوں کی تلاش میں رہتا ہو جہاں لوگ جاتے ہوئے گھبراتے ہوں یہ وہاں شوق سے پہنچتا ہو بہادر جانباز ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ اول نمبر کامیاب زندگی والا تو وہ پہلا شخص ہے اس کے بعد نمبر دوم کا اعلیٰ زندگی والا وہ ہے۔ خیال

رہے کہ عرب میں بکریاں بہترین ذریعہ معاش تھیں اور بعض متقی حضرات دنیا کے جھگڑے سے بچنے کے لیے شہر سے دور جنگل میں ڈیرہ ڈال لیتے تھے کسی پانی والے سرسبز مقام پر رہنے سہنے لگتے تھے، بکریوں کے دودھ پر گزارا کرتے، فتنوں سے الگ رہتے، اب بھی بعض جگہ ایسے بدو دیکھے جاتے ہیں اس لیے بکریوں کا ذکر فرمایا ورنہ جو شخص فتنوں سے بچنے کے لیے آبادی سے دور رہے گزارہ کے لیے کوئی چیز پنشن جانور زمین وغیرہ اختیار کرے وہ بھی اس فرمان عالی میں داخل ہے۔

اگرچہ عبادات میں نماز وزکوۃ بھی داخل تھیں مگر چونکہ نماز وزکوۃ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہیں اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر علیحدہ فرمایا۔

یقین سے مراد موت ہے کیونکہ اس کا آنا یقینی ہے یا چونکہ موت کے بعد ہر شخص کو توحید، رسالت، فرشتوں، جنت و دوزخ وغیرہ کا یقین ہو جاتا ہے اس لیے موت کو یقین فرمایا یعنی ذریعہ یقین رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ "۔ یہ حصر اضافی ہے یعنی دنیا دار فتنوں میں مبتلا آخرت سے غافل آدمی بھلائی میں نہیں بلکہ بھلائی میں صرف یہ ہیں لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں اس حدیث کی بنا پر بعض زاہدین نے فرمایا کہ گوشہ نشینی افضل ہے، جلوت سے خلوت بہتر مگر حق یہ ہے کہ خلوت سے جلوت افضل، حضرات انبیاء کرام لوگوں میں رہے، تبلیغ کرتے رہے، نیز جس رہنے سے جمعہ عیدین نماز باجماعت نصیب ہوتی ہے، جنگل میں یہ نعمتیں کہاں، شہر میں علم ہے، ذکر کے حلقے ہیں، اچھوں کی صحبتیں ہیں۔ حدیث فتنوں کے ظہور کے زمانہ کے متعلق ہے جب شہروں میں امن نہ رہے یا اس کمزور آدمی کے لیے ہے جو بستی اور اختلاط کی تکالیف پر صبر نہ کر سکے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحم، ۵، ص۶۹۲)

## ۷۰-بَابُ فَضْلِ الْاِخْتِلَاطِ بِالنَّاسِ وَحُضُوْرِ جَمْعِهِمْ وَجَمَاعَاتِهِمْ، وَمَشَاهِدِ الْخَيْرِ، وَمَجَالِسِ الذِّكْرِ مَعَهُمْ، وَعِيَادَةِ مَرِيْضِهِمْ، وَحُضُوْرِ جَنَائِزِهِمْ، وَمُوَاسَاةِ مُحْتَاجِهِمْ، وَاِرْشَادِ جَاهِلِهِمْ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مَصَالِحِهِمْ لِمَنْ قَدِرَ عَلَى الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَقَمَعَ نَفْسَهٗ عَنِ الْاِيْذَاءِ وَصَبَرَ عَلَى الْاَذٰى

لوگوں سے ملنے جلنے' ان کے اجتماعات میں شریک ہونے' بھلائی کی جگہوں اور ذکر کی مجلس والوں کے ساتھ اور مریض کی عیادت کرنے' جنازوں میں شریک ہونے' محتاج سے ہمدردی کرنے' جاہل کی رہنمائی کرنے' وغیرہ اور اجتماعی بہتری کے کاموں کی فضیلت کا بیان' اس شخص کے لئے جو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی طاقت رکھتا ہو اور لوگوں کو تکلیف دینے سے اپنے آپ کو روک سکے اور

تکلیف پر صبر کر سکے

**عیادت کا معنی:** بیمار پرسی، بیمار کی خبر پوچھنا، (فیروز اللغات)

**مواسات کا معنی:** اس کا معنی باب نمبر ۶۲ میں بیان ہو چکا ہے۔

**اِرشاد کا معنی:** ہدایت، حکم، (فیروز اللغات)

اِعْلَمْ اَنَّ الْاِخْتِلَاطَ بِالنَّاسِ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِیْ ذَکَرْتُهٗ هُوَ الْمُخْتَارُ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَسَائِرُ الْاَنْبِیَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَیْهِمْ، وَکَذٰلِكَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ عُلَمَآءِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَخْیَارِهِم وَهُوَ مَذْهَبُ اَکْثَرِ التَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، وَبِهٖ قَالَ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاَکْثَرُ الْفُقَهَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ .

جان لیجئے کہ لوگوں کہ ساتھ میل جول رکھنا اس طرح جس طرح میں نے ذکر کیا ہے یہی مختار ہے۔ اسی پر رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام، خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور ان کے بعد آنے والے علماء کرام کار بند رہے۔ یہی اکثر تابعین کے بعد آنے والوں کا مذہب ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور اکثر فقہائے کرام y نے بھی یہی فرمایا ہے۔

**آیت نمبر: 1**

**قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:** ﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ﴾ (المائدة: 20)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

**تشریح:**

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دے رہا ہے معلوم ہوا کہ غیر خدا سے مدد مانگنا، اور غیر اللہ کا مدد کرنا دونوں جائز ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم کو نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ دینا چاہیے اس میں ہمارا، ہمارے مسلمان بھائیوں کا اور اسلام کا فائدہ ہے۔

وَالْاٰیَاتُ فِیْ مَعْنٰی مَا ذَکَرْتُهٗ کَثِیْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ .

اور اس معنیٰ میں جس کا میں نے ذکر کیا آیات بہت زیادہ ہیں۔

# ۷۱-بَابُ التَّوَاضُعِ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

## انکساری اور مومنوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کا بیان

**تواضع کا معنیٰ:** خاطر و مدارت، آؤ بھگت، مہمان نوازی، مہمان داری، عاجزی، انکساری، (فیروز اللغات)

**تواضع کی تعریف:** اپنے آپ کو غیر سے صفتِ کمال میں کم جاننا، یہ تکبر کی ضد ہے،

(خزائن التعریفات، ص۱۰۵، بحوالہ قواعد الفقہ، ص۲۳۹)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥﴾ (الشعراء: 215)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لئے ٥

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ﴾ (المائدۃ: 54)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت۔

آیت نمبر: 3: وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات: 13)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

**تشریح:**

اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ "اس نے تمام انسانوں کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا ہے"۔ یعنی آدم علیہ السلام ہی سے ان کی بیوی صاحبہ حواء علیہا السلام کو پیدا کیا تھا اور پھر ان دونوں سے نسل انسانی پھیلی۔

»شعوب« قبائل سے عام ہے مثال کے طور پر عرب تو »شعوب« میں داخل ہے پھر قریش غیر قریش پھر ان کی تقسیم میں یہ سب قبائل داخل ہے۔

بعض کہتے ہیں »شعوب« سے مراد عجمی لوگ اور قبائل سے مراد عرب جماعتیں۔ جیسے کہ بنی اسرائیل کو »اسباط« کہا گیا ہے میں نے ان تمام باتوں کو ایک علیحدہ مقدمہ میں لکھ دیا ہے جسے میں (ابن کثیر) نے ابو عمر بن عبد البر کی کتاب

»الاشباہ« اور کتاب »القصد والامم فی معرفۃ انساب العرب والعجم« سے جمع کیا ہے۔

(عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

پھر فرمایا" حسب نسب اللہ کے ہاں نہیں چلتا وہاں تو فضیلت، تقویٰ اور پرہیزگاری سے ملتی ہے"۔

صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو"۔ لوگوں نے کہا: ہم یہ عام بات نہیں پوچھتے۔ فرمایا: "پھر سب سے زیادہ بزرگ یوسف علیہ السلام ہیں جو خود نبی تھے نبی زادے تھے دادا بھی نبی تھے پردادا تو خلیل اللہ علیہ السلام تھے"، انہوں نے کہا: ہم یہ بھی نہیں پوچھتے۔ فرمایا: "پھر عرب کے بارے میں پوچھتے ہو؟ سنو! ان کے جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں ممتاز تھے وہی اب اسلام میں بھی پسندیدہ ہیں جب کہ وہ علم دین کی سمجھ حاصل کر لیں"۔ (صحیح مسلم: 2378)

صحیح مسلم میں ہے اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔

(صحیح مسلم: 2564)

مسند احمد میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "خیال رکھ کہ تو کسی سرخ و سیاہ پر کوئی فضیلت نہیں رکھتا ہاں تقویٰ میں بڑھ جا تو فضیلت ہے"۔ (مسند احمد: 5/158)

طبرانی میں ہے مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے ساتھ۔

(طبرانی کبیر: 3547:)

ابن ابی حاتم میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے دن اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر طواف کیا اور ارکان کو آپ اپنی چھڑی سے چھو لیتے تھے۔ پھر چونکہ مسجد میں اس کے بٹھانے کو جگہ نہ ملی تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھوں ہاتھ اتارا اور اونٹنی کو بطن مسیل میں لے جا کر بٹھایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر لوگوں کو خطبہ سنایا جس میں اللہ تعالیٰ کی پوری حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا: "لوگو اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے اسباب اور جاہلیت کے باپ دادوں پر فخر کرنے کی رسم اب دور کر دی ہے پس انسان دو ہی قسم کے ہیں یا تو نیک پرہیزگار جو اللہ کے نزدیک بلند مرتبہ ہیں یا بدکار غیر متقی جو اللہ کی نگاہوں میں ذلیل و خوار ہیں"، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا: "میں اپنی یہ بات کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں"۔

(مسند عبد بن حمید: 793، عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

مسند احمد میں ہے کہ تمہارے نسب نامے دراصل کوئی کام دینے والے نہیں تم سب بالکل برابر کے آدم کے لڑکے ہو کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہاں فضیلت دین و تقویٰ سے ہے، انسان کو یہی برائی کافی ہے کہ وہ بدگو، بخیل، اور فحش کلام ہو۔

(مسند احمد: 4/145)

ابن جریر کی اس روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حسب نسب کو قیامت کے دن نہ پوچھے گا، تم سب میں زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں۔

مسند احمد میں ہے کہ نبی علیہ السلام منبر پر تھے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ یارسول اللہ! سب سے بہتر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو سب سے زیادہ مہمان نواز، سب سے زیادہ پرہیزگار، سب سے زیادہ اچھی بات کا حکم دینے والا، سب سے زیادہ بری بات سے روکنے والا، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہے"۔ (مسند احمد:6/432)

اللہ تمہیں جانتا ہے اور تمہارے کاموں سے بھی خبردار ہے، ہدایت کے لائق جو ہیں انہیں راہ راست دکھاتا ہے اور جو اس لائق نہیں وہ بے راہ ہو رہے ہیں۔ رحم اور عذاب اس کی مشیت پر موقوف ہیں، فضیلت اس کے ہاتھ ہے جسے چاہے جس پر چاہے بزرگی عطا فرمائے یہ تمام امور اس کے علم اور اس کی خبر پر مبنی ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر، عماد الدین ابن کثیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی ○﴾ (النجم: 32)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ، وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں○

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَا اَغْنٰی عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ اَهٰؤُلَاۤءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ○﴾ (الاعراف: 49-48)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اعراف والے کچھ مردوں کو پکاریں گے جنہیں ان کی پیشانی سے پہچانتے ہیں کہیں گے تمہیں کیا کام آیا تمہارا جتھا اور وہ جو تم غرور کرتے تھے○ کیا یہ ہیں وہ لوگ جن پر تم قسمیں کھاتے تھے کہ اللہ ان پر اپنی رحمت کچھ نہ کرے گا ان سے تو کہا گیا کہ جنت میں جاؤ تو تم کو اندیشہ نہ کچھ غم○

(۶۰۵) وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ، وَّلَا يَبْغِيْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی کہ تواضع اختیار کرو حتیٰ کہ نہ ایک شخص دوسرے کے سامنے فخر کرے اور نہ ایک دوسرے پر

60: مسلم، رقم الحدیث:64/2765

زیادتی کرے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

عیاض ابن حمار: آپ تیمی مجاشعی ہیں، اہلِ بصرہ میں آپ کا شمار ہے حضور انور کا ان پر بہت کرم تھا۔

(مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

مجاشع ایک قبیلہ ہے جو مجاشع ابن دارم کی طرف منسوب ہے، حضرت عیاض اسی قبیلہ سے ہیں، حضور انور کو ان سے بہت ہی محبت تھی، انہوں نے ایک بار بحالت کفر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجا حضور نے قبول نہ فرمایا پھر بعد اسلام ہدیہ بھیجا تو قبول فرما لیا، آپ سے صرف یہ ہی ایک حدیث مروی ہے، آخر میں بصرہ میں قیام رہا۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، اشعہ)

## شرح:

اس حدیث میں حتی بمعنی کے ہے یعنی عجز و انکسار اختیار کرو تا کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان پر تکبر نہ کرے نہ مال میں نہ نسب و خاندان میں نہ عزت یا جتھہ میں اور کوئی مسلمان کسی بندے پر ظلم نہ کرے نہ مؤمن پر نہ کافر پر ظلم سب پر حرام ہے مگر کبر و فخر مسلمان پر حرام ہے کفار پر فخر کرنا عبادت ہے کہ یہ نعمت ایمان کا شکر ہے۔

(مرآۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ۶، ص ۴۲۸)

(۶۰۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا، وَّمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدقے کی وجہ سے کسی کے مال میں کمی نہیں ہوتی، اور عفو و درگزر پر اللہ تعالیٰ بندے کی عزت میں اضافہ کرتا ہے، اور جو بھی تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مقام رفیع عطا فرماتا ہے۔ (مسلم)

(۶۰۷) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ مَرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ، فَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ، وَقَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُهُ . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

606: مسلم، رقم الحدیث: 2588، احمد، رقم الحدیث: 3/9018، الترمذی، رقم الحدیث: 2036، ابن حبان، رقم الحدیث: 3248، والبیہقی، رقم الحدیث: 4-87، داری، رقم الحدیث: 396/1، والبغوی فی المشکوٰۃ، رقم الحدیث: 1889

607: بخاری، رقم الحدیث: 4247، مسلم، رقم الحدیث: 2168، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5202، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5203، الترمذی، رقم الحدیث: 2705، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3700، داری، رقم الحدیث: 276/2، رقم الحدیث: 291/6

◀ ◀ حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا اور فرمایا: نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اسی طرح کیا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

(۶۰۸) وَعَنْهُ، قَالَ: اِنْ كَانَتِ الْاَمَةُ مِنْ اِمَاءِ الْمَدِيْنَةِ لَتَاْخُذُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَائَتْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے ہی مروی ہے، فرماتے ہیں کہ مدینہ کی باندیوں میں سے کوئی باندی نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دست اقدس پکڑتی اور جدھر چاہتی آپ کو لے جاتی۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

ہاتھ پکڑنے سے مراد ہے اپنی حاجت براری کے لیے عرض کرنا یا کہیں لے جانا اور اگر ظاہری معنی مراد ہوں تب بھی مضائقہ نہیں کہ ساری امت حضور کی اولاد ہے، حضور انور امت کے باپ ہیں مہربان باپ کا ہاتھ اولاد پکڑ لیتی ہے۔ یعنی اگر معمولی سے معمولی آدمی حتیٰ کہ مدینہ کی لونڈی بھی کچھ التجا کے لیے حضور کا ہاتھ پکڑ لیتی تو حضور اس سے ہاتھ چھڑاتے نہ تھے بلکہ اس کی حاجت روائی کر دیتے تھے۔ باندی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خواہ اپنے گھر لے جاتی یا کسی اور جگہ حضور انور منع نہ فرماتے تھے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۸، ص۶۸)

(۶۰۹) وَعَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: سُئِلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِيْ بَيْتِهٖ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ- يعني: خِدمَةَ اَهلِه- فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ، خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت اسود بن یزید رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم گھر میں کیا کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا: اہل خانہ کی مدد یعنی خدمت کیا کرتے تھے، اور جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ (بخاری)

(۶۱۰) وَعَنْ اَبِيْ رِفَاعَةَ تَمِيْمِ بْنِ اُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: انْتَهَيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يخطب، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، رَجُلٌ غَرِيْبٌ جَآءَ يَسْاَلُ عَنْ دِيْنِهٖ لَا يَدْرِيْ مَا

608: بخاری، رقم الحدیث: 6072

609: بخاری، رقم الحدیث: 676

610: مسلم، رقم الحدیث: 876، والنسائی، رقم الحدیث: 5392

دِینُہُ؟ فَاَقْبَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَتَرَکَ خُطْبَتَہٗ حَتّٰی انْتَھٰی اِلَیَّ، فَاُتِیَ بِکُرْسِیٍّ، فَقَعَدَ عَلَیْہِ، وَجَعَلَ یُعَلِّمُنِیْ مِمَّا عَلَّمَہُ اللّٰہُ، ثُمَّ اَتٰی خُطْبَتَہٗ فَاَتَمَّ اٰخِرَھَا . رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

◄◄ حضرت ابورفاعہ تمیم بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک مسافر آیا ہے اپنے دین کے متعلق پوچھتا ہے اسے پتہ نہیں کہ اس کا دین کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے خطبہ ترک کر دیا حتیٰ کہ میرے پاس تشریف لے آئے پس آپ کے لئے ایک کرسی لائی گئی' آپ اس پر بیٹھے' اور مجھے اس کی تعلیم دینے لگے' جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا تھا۔ پھر آپ نے خطبہ دیا، تو اسے مکمل کیا۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

تمیم ابن اسید: بعض نے کہا ان کا نام اسد بن عبد العزی بن جعونہ بن عمرو بن القین بن رزاح بن عمرو بن سعد بن کعب بن عمرو خزاعی ہے ابن سعد فرماتے ہیں کہ وہ اسلام لائے اور فتح مکہ سے پہلے صحابی ہونے کا شرف پایا، آپ کو ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نشاناتِ حرم کی تجدید کے لیے بھیجا تھا۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد ا، حرف التاء، ص ۳۶۲)

## حلِ لغات:

اِنْتَھٰی: پہنچنا، آنا۔

## شرح: علم کو سکھانا:

علم چھپانا کبھی واجب ہوتا ہے، کبھی اس کا اظہار واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب، مثلاً طالبِ علم کی عقل جس بات کی متحمل نہ ہو اور کسی عالم کو اس بات کا خوف ہو کہ اگر اسے یہ بات بتائی گئی تو یہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے گا تو ایسی صورت میں علم چھپانا واجب ہے اور بصورت دیگر یعنی اس کے علاوہ دوسرے افراد ہوں تو اب اگر وہ بات فرضِ عین ہو یا اس کے حکم کا تعلق ان سے ہو تو اس کو ظاہر کرنا واجب ہے ورنہ اس کا اظہار مستحب ہے جب تک کہ اس کا حصول کسی ناجائز ذریعہ سے نہ ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ علم سکھانا چونکہ علم کا وسیلہ ہے پس واجب کے معاملہ میں علم کا اظہار واجب، فرضِ عین کے معاملہ میں فرضِ عین، فرضِ کفایہ کا علم سکھانا فرضِ کفایہ، مستحب کا علم سکھانا مستحب ہے جیسے عروض وغیرہ کا علم اور اسی طرح حرام چیز کا علم سکھانا بھی حرام ہے جیسے جادو اور شعبدہ بازی وغیرہ۔

بعض مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "کافر کو قرآن پاک سکھانا جائز نہیں اور نہ ہی کوئی دینی علم سکھانا جائز ہے یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے، اسی طرح اہل حق سے مناظرہ کرنے کے لئے بدعتی کو مناظرہ یا دلائل

سکھانا بھی جائز نہیں، نہ ہی فریقین میں سے ایک کو دوسرے کا مال دبا لینے کے لئے حیلہ سکھانا جائز ہے اور اسی طرح جاہلوں کو گناہوں کے ارتکاب اور واجبات چھوڑنے کے طریقوں میں رخصتیں بیان کرنا بھی جائز نہیں۔

(اَلزَّوَاجِرُعَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِر)

(۶۱۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَکَلَ طَعَامًا، لَعِقَ اَصَابِعَہُ الثَّلَاثَ۔ قَالَ: وَقَالَ: "اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَۃُ اَحَدِکُمْ فَلْیُمِطْ عنہا الْاَذٰی، ولیاکُلْھَا وَلَا یَدَعْھَا لِلشَّیْطٰنِ" وَاَمَرَ اَنْ تُسْلَتَ الْقَصْعَۃُ، قَالَ: "فَاِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیِّ طَعَامِکُمُ الْبَرَکَۃُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اس سے مٹی وغیرہ جھاڑے اور اس کو کھا لے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے' اور آپ نے حکم فرمایا کہ کھانے کے پیالے کو صاف کرلیا جائے۔ فرمایا: تم نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**لَعِقَ**: از، لعقاً بمعنی چاٹنا، شہد کو زبان یا انگلی سے چاٹنا۔

**فَلْیُمِط**: از، اماطۃً، بمعنی جدا کرنا، دور کرنا۔

**اَلْقَصْعَۃُ**: پیالہ، یہاں مراد ہر وہ برتن جس میں کوئی چیز کھائی جائے۔

## شرح:

### کھانا کھانے کے آداب:

کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں ہی نہ دھوئے کہ اس سے سنت ادا نہ ہوگی لیکن اس کا دھیان رہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھنا نہ چاہیے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر تولیا یا رومال سے پونچھ لینا چاہیے تاکہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادی عشر فی الکراھیۃ۔۔۔الخ، ج۵، ص۳۳۷)

611: احمد، رقم الحدیث:4/12815، مسلم، رقم الحدیث:2034، ابوداؤد، رقم الحدیث:3845، الترمذی، رقم الحدیث:1803، نسائی فی الکبریٰ، رقم الحدیث:4/6865

بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کریں اور بلند آواز سے بسم اللہ پڑھیں تا کہ دوسرے لوگوں کو بھی یاد آ جائے اور سب بسم اللہ پڑھ لیں۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادی عشر فی الکراھیۃ فی الاکل وما یتصل بہ۔۔۔الخ، ج۵، ص۳۳۷)

اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول گیا ہو تو جب یاد آ جائے یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللهِ اَوَّلَه وَ آخِرَہ"

(جامع الترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب ماجاء فی التسمیۃ۔۔۔الخ، رقم ۱۸۶۵، ج۳، ص۳۳۹)

روٹی کے اوپر کوئی چیز نہ رکھی جائے اور ہاتھ کو روٹی سے نہ پونچھیں۔ (ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۶۲)

کھانا ہمیشہ داہنے ہاتھ سے کھائیں بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب ماجاء فی النھی۔۔۔الخ، رقم ۱۸۰۶، ج۳، ص۳۱۳)

مسئلہ:۔ کھانا کھاتے وقت بایاں پاؤں بچھا دے یا دہنا پاؤں کھڑا رکھے یا سرین پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الاطعمۃ، فصل ا، ج۳، ص۸۱۵)

اور اگر بھاری بدن یا کمزور ہونے کی وجہ سے اس طرح نہ بیٹھ سکے تو پالتی مار کر کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

کھانا کھانے کے درمیان میں کچھ باتیں بھی کرتا رہے بالکل چپ رہنا یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے مگر کوئی بے ہودہ یا پھوہڑ بات ہرگز نہ بکے بلکہ اچھی اچھی باتیں کرتا رہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات، ج۵، ص۳۴۳)

کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لے اور برتن کو بھی انگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادی عشر فی الکراھیۃ فی الاکل وما یتصل بہ، ج۵، ص۳۳۷)

کھانے کی ابتداء نمک سے کریں اور نمک ہی پر ختم کریں کہ اس میں بہت سی بیماریوں سے شفاء ہے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۲۶۵)

کھانے کے بعد یہ دعا پڑھیں۔

"اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ کَفَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ"

کھانے کے بعد صابن لگا کر ہاتھ دھونے میں کوئی حرج نہیں کھانے سے قبل عوام اور جوانوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد علماء

و مشائخ اور بوڑھوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں کھانا کھا لینے کے بعد دستر خوان پر صاحب خانہ اور حاضرین کے لئے خیر و برکت کی دعا مانگنی بھی سنت ہے۔ (بہار شریعت، ج۳، ح۱۶، ص۸۱)

مسئلہ:۔ پاؤں پھیلا کر اور لیٹ کر اور چلتے پھرتے کچھ کھانا پینا خلاف ادب اور طریقہ سنت کے خلاف ہے مسلمانوں کو ہر بات اور ہر کام میں اسلامی طریقوں کی پابندی اور آداب سنت کی تابعداری کرنی چاہے۔

مسئلہ:۔چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا پینا جائز نہیں بلکہ ان چیزوں کا کسی طرح سے استعمال کرنا درست نہیں جیسے سونے چاندی کا چمچہ استعمال کرنا یا اس کے بنے ہوئے خلال سے دانت صاف کرنا اسی طرح چاندی سونے کے بنے ہوئے گلاب پاش سے گلاب چھڑکنا یا خاصدان میں پان رکھنا یا چاندی کی سلائی سے سرمہ لگانا یا چاندی کی پیالی میں تیل رکھ کر تیل لگانا یہ سب حرام ہے۔(الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹،ص۴۶۵)

آداب:۔کسی کے یہاں دعوت میں جاؤ تو کھانے کے لئے بہت بے صبری نہ ظاہر کرو کہ ایسا کرنے میں تم لوگوں کی نظروں میں ہلکے ہو جاؤ گے کھانا سامنے آئے تو اطمینان کے ساتھ کھاؤ بہت جلدی جلدی مت کھاؤ دوسروں کی طرف مت دیکھو اور دوسرے کے برتنوں کی جانب نگاہ مت ڈالو خبردار کسی کھانے میں عیب نہ نکالو کہ اس سے گھر والوں کی دل شکنی ہوگی اور سنت کی مخالفت بھی ہوگی کیونکہ ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس طریقہ یہی تھا کہ کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا بلکہ دستر خوان پر جو کھانا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مرغوب ہوتا اس کو تناول فرماتے اور جو ناپسند ہوتا اس کو نہ کھاتے بعض مردوں اور عورتوں کی عادت ہے کہ دعوت سے لوٹ کر صاحب خانہ پر طرح طرح کے طعنے مارا کرتے ہیں کبھی کھانوں میں عیب نکالتے ہیں کبھی منتظمین کو کوسنے دیتے ہیں میرا تجربہ ہے کہ مردوں سے زیادہ عورتیں اس مرض میں مبتلا ہیں لہٰذا ان بری باتوں کو چھوڑ دو بلکہ یہ طریقہ اختیار کرو کہ اگر دعوتوں میں تمہارے مزاج کے خلاف بھی کوئی بات ہو تو اس کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرو اور صاحب خانہ کی دلجوئی کے لئے چند تعریف کے کلمات کہہ کر اس کا حوصلہ بڑھا دو ایسا کرنے سے صاحب خانہ کے دل میں تمہارا وقار بڑھ جائے گا۔

مسئلہ:۔ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر گر جائے تو اس کو اٹھا کر کھالو شیخی مت بگھارو کہ اس کو ضائع کر دینا اسراف ہے جو گناہ ہے بہت زیادہ گرم کھانا مت کھاؤ نہ کھانے کو سونگھو نہ کھانے پر پھونک مار مار کر اس کو ٹھنڈا کرو کہ یہ سب باتیں خلاف ادب بھی ہیں اور مضر بھی۔(ردالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹،ص۲۶۵)

(۶۱۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِیًّا اِلَّا رَعَی الْغَنَمَ" قَالَ اَصْحَابُهُ: وَاَنْتَ؟ فَقَالَ: "نَعَمْ، کُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰی قَرَارِیْطَ لِاَهْلِ مَکَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر اس نے بکریاں چرائیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اور آپ نے بھی؟ فرمایا: ہاں! میں بھی چند قیراط مزدوری پر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔(بخاری)

612: بخاری، رقم الحدیث:2983، ابن ماجہ، رقم الحدیث:2983، بغوی فی المشکاۃ، رقم الحدیث:2983

(٦١٣) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ دُعِيْتُ اِلٰى كُرَاعٍ اَوْ ذِرَاعٍ لَاَجَبْتُ، وَلَوْ اُهْدِيَ اِلَيَّ ذِرَاعٌ اَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے کسی جانور کے پائے یا ہاتھ کے گوشت کی دعوت دی جائے تو میں اس دعوت کو قبول کروں گا' اور اگر میری طرف کسی جانور کے پائے یا ہاتھ کا گوشت ہدیۃً بھیجا گیا تو میں اس کو قبول کروں گا۔ (بخاری)

(٦١٤) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَتْ نَاقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَضْبَاءُ لَا تُسْبَقُ، اَوْ لَا تَكَادُ تُسْبَقُ، فَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ لَّهُ، فَسَبَقَهَا، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى عَرَفَهُ، فَقَالَ: "حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی "عضباء نامی اونٹنی تھی، جس سے کوئی اونٹ آگے نہیں نکل سکتا تھا ایک دن ایک اعرابی اپنے نوجوان اونٹ پر آیا اور وہ عضباء سے آگے نکل گیا۔ سو یہ بات مسلمانوں کو ناگوار گزری حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو بھانپ لیا تو ارشاد فرمایا: یہ بات اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ دنیا کی جو چیز بھی بلند ہوتی ہے وہ اس کو پست کر دیتا ہے۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

عضباء عین کے فتحہ ضاد کے سکون سے بمعنی کان کٹی یا کان چری اس اونٹنی کے کان کاٹے یا چیرے نہ گئے تھے بلکہ وہ پیدائشی ایسی ہی تھی یا تو یہ وہ ہی اونٹنی تھی جس کا نام قصواء تھا تو اس کا نام قصواء اور لقب عضباء تھا یا یہ دوسری اونٹنی ہے قصواء اور تھی۔ واللہ اعلم!

یہ اونٹنی ایسی تیز رفتار تھی کہ دوڑ میں کسی اونٹ سے کبھی پیچھے نہ رہی تھی۔ قعود کے معنی ہیں بیٹھنا، اصطلاحاً قعود اس اونٹ کو کہتے ہیں جو سواری کے لائق ہو جائے کہ اس پر سوار بیٹھ سکے دو سال کی عمر سے لے کر چھ سال کی عمر تک اونٹ قعود کہلاتا ہے پھر اسے جمل کہا جاتا ہے اونٹ کی عمروں کے بہت نام ہیں۔

(مسلمانوں پر ناگوار گزرا) یہ ناگواری اور طبیعت پر گرانی طبعی تھی کہ صحابہ کرام کو یہ پسند نہ تھا کہ کوئی اونٹ ہمارے نبی کے اونٹ سے آگے نکل جائے۔

613: بخاری، رقم الحدیث: 3/10216، نسائی، رقم الحدیث: 3/10216، احمد، رقم الحدیث: 3/10216، ابن حبان، رقم الحدیث: 5291، بیہقی، رقم الحدیث: 169/6

(اللہ پرحق ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ یہ ہے کہ جو چیز دنیا میں ہمیشہ سب سے اونچی رہتی ہو اسے کبھی کسی سے نیچا بھی کرادے تاکہ فخر ٹوٹ جائے رب تعالیٰ کی کبریائی پر نظر رہے اسی قانون کے مطابق یہ اونٹنی آج پیچھے رہ گئی اس پر رنج نہ کرو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۵، ص ۷۶۵)

## ۷۲-بَابُ تَحْرِيْمِ الْكِبْرِ وَالْإِعْجَابِ

## تکبر اور خود پسندی کی حرمت کا بیان

**تکبر کا معنیٰ:** تکبر بنا ہے کبر سے اور کبر کا معنیٰ ہے بزرگی، برائی، عظمت، غرور، گھمنڈ (فیروز اللغات)

**تکبر کی تعریف:** (۱) نفس کی بلندی وعظمت کے خیال کو کبر کہتے ہیں، (منہاج العابدین، ص ۱۳۴)

(۲) انسان کا خود پسندی کے طور پر صفت کمال میں اپنے آپ کو غیر سے بلند خیال کرنا۔

**آیت نمبر: 1**

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَّالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾ (القصص: 83)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیزگاروں کی ہے ۝

**آیت نمبر: 2**

وقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ﴾ (بنی اسرائیل: 37)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور زمین میں اتراتا نہ چل۔

**آیت نمبر: 3**

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ ﴾ (لقمان: 18)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کسی سے بات کرنے میں اپنا خسارہ کج نہ کر اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا فخر کرتا ۝

**تشریح:**

حدیث شریف میں ہے کہ کسی مسلمان بھائی سے تو کشادہ پیشانی سے ہنس مکھ ہو کر ملے یہ بھی تیری بڑی نیکی ہے۔

تہبند اور پاجامے کو ٹخنے سے نیچا نہ کر یہ تکبر وغرور ہے اور تکبر اور غرور اللہ کو ناپسند ہے۔ (سنن ابوداود: 4084)

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو تکبر نہ کرنے کی وصیت کی ہے کہ "ایسا نہ ہو کہ اللہ کے بندوں کو حقیر سمجھ کر تو ان سے منہ موڑ لے اور مسکینوں سے بات کرنے سے بھی شرمائے "۔ منہ موڑے ہوئے باتیں کرنا بھی غرور میں داخل ہے۔ باچھیں پھاڑ کر لہجہ بدل کر حاکمانہ انداز کے ساتھ گھمنڈ بھرے الفاظ سے بات چیت بھی ممنوع ہے۔

"صعر" ایک بیماری ہے جو اونٹوں کی گردن میں ظاہر ہوتی ہے یا سر میں اور اس سے گردن ٹیڑھی ہو جاتی ہے، پس متکبر شخص کو اسی ٹیڑھے منہ والے شخص سے ملا دیا گیا۔ عرب عموماً تکبر کے موقعہ پر صعر کا استعمال کرتے ہیں اور یہ استعمال ان کے شعروں میں بھی موجود ہے۔ زمین پر تن کر، اکڑ کر، اترا کر، غرور و تکبر سے نہ چلو یہ چال اللہ کو ناپسند ہے۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند رکھتا ہے جو خود بین متکبر سرکش اور فخر و غرور کرنے والے ہوں اور آیت میں ہے۔

»وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا« (الاسراء37:17)،

ترجمہ: اور زمین میں اترا کر نہ چل بے شک تو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مرتبہ تکبر کا ذکر آ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی مذمت فرمائی اور فرمایا کہ ایسے خود پسند مغرور لوگوں سے اللہ غصہ ہوتا ہے۔ اس پر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جب کپڑے دھوتا ہوں اور خوب سفید ہو جاتے ہیں تو مجھے بہت اچھے لگتے ہیں میں ان سے خوش ہوتا ہوں۔ اسی طرح جوتے میں تسمہ بھلا لگتا ہے۔ کوڑے کا خوبصورت غلاف بھلا معلوم ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تکبر نہیں ہے تکبر اس کا نام ہے کہ تو حق کو حقیر سمجھے اور لوگوں کو ذلیل خیال کرے۔ (طبرانی کبیر:7 1317عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

وَمَعْنٰی "لَاتُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ": اَیْ تُمِیْلُهٗ وَتُعْرِضُ بِهٖ عَنِ النَّاسِ تَكَبُّرًا عَلَیْهِمْ ۔ وَ"الْمَرَحُ": التَّبَخْتُرُ ۔

"لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ" کا معنی ہے: تکبر کرتے ہوئے لوگوں سے اپنے چہرہ کو نہ پھیر۔

المرح: کا مطلب ہے اکڑ کر چلنا۔

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی فَبَغٰی عَلَیْهِمْ وَاٰتَیْنَاهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَا اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ۝﴾ (القصص: 76-81)، اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ﴾ الْاٰیَاتِ ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا پھر اس نے ان پر زیادتی کی اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں جب اس سے اس کی قوم نے کہا: اترا نہیں بے

شک اللہ اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: تو ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تک۔

(٦١٥) وَعَنْ عبد اللّٰه بن مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ !" فَقَالَ رَجُلٌ: اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا، ونَعْلُهٗ حَسَنَةً؟ قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ: بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"بَطَرُ الْحَقِّ": دَفْعُهٗ وَرَدُّهٗ عَلٰى قَائِلِهٖ، وَ"غَمْطُ النَّاسِ": احْتِقَارُهُمْ .

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں (تو اس کا کیا حکم ہے) فرمایا: بے شک اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر حق کے انکار اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

بطر الحق: حق کا انکار کر دینا اور کہنے والے کی طرف اسے لوٹا دینا۔

غمط الناس: لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

## شرح:

خیال رہے کہ آگ میں کبر وغرور ہے خاک میں عجز وانکساری، دیکھ لو باغ کھیت خاک میں لگتے ہیں آگ میں نہیں لگتے، ایسے ہی ایمان وعرفان کا باغ خاک جیسے عاجز ومنکسر دل میں لگتے ہیں آگ جیسے متکبر دل میں نہیں لگتے ہیں۔

(اس کے کپڑے اور جتا اچھا ہو تو؟) سائل سمجھا کہ شاید اچھا لباس پہننا بھی غرور میں داخل ہے کہ اس میں اپنی مالداری یا بڑائی کا اظہار ہے اس لیے اس نے یہ سوال کیا، نیز اکثر متکبرین اعلیٰ درجہ کا لباس پہنتے ہیں تو یہ عمدگی لباس متکبرین کی علامت ہے بہر حال سوال بالکل درست ہے۔

614 (: بخاری، رقم الحدیث: 4/12010، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4/12010، احمد، رقم الحدیث: 4/12010، نسائی، رقم الحدیث: 3590، ابن حبان، رقم الحدیث: 703، بیہقی، رقم الحدیث: 16/10، ابوشیخ، رقم الحدیث: 153

اللہ جمیل ہے) یعنی رب تعالیٰ ذات وصفات میں اچھا ہے، جمیل ہے مخلوق اس کی صفات کی مظہر ہے تو مسلمان کو چاہیے کہ اپنی عادات، صورت، لباس، اعمال اچھے رکھے تا کہ رب تعالیٰ کی صفت جمیل کا مظہر بنے، نیز اس لباس میں رب تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہے جو محبوب ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَ اَمَّـا بِنِـعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" اسے تکبر سے کوئی تعلق نہیں۔

یعنی متکبر وہ ہے جو کسی معمولی انسان کی حق بات کو اس لیے جھٹلائے کہ یہ اس آدمی کے منہ سے نکلی ہے اور مساکین کو ذلیل سمجھے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۶، ص ۹۲۹)

(۶۱۶) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ، فَقَالَ: "كُلْ بِيَمِيْنِكَ" قَالَ: لَا اَسْتَطِيْعُ! قَالَ: "لَا اسْتَطَعْتَ" مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْكِبْرُ. قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا اِلٰی فِيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ آپ نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھا۔ اس نے کہا: میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپ نے فرمایا: (خدا کرے) نہ کھا سکو۔ اس شخص کے لئے آپ کی بات ماننے میں صرف تکبر ہی رکاوٹ تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص اپنا دایاں ہاتھ کبھی منہ کی طرف نہ اٹھا سکا۔(مسلم)

(۶۱۷) وَعَنْ حارثة بن وهب رَضِیَ اللّٰـهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ: كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَتَقَدَّمَ شَرْحُهٗ فِیْ بَابِ ضَعَفَةِ الْمُسْلِمِيْنَ.

◀◀ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کیا میں تمہیں دوزخیوں کے متعلق نہ بتاؤں! (پھر خود ہی فرمایا:) ہر درشت خو، نخریلا اور متکبر شخص۔(متفق علیہ)

اس کی تشریح اس سے پہلے "کمزور مسلمانوں کے باب" میں گزر چکی ہے۔

(۶۱۸) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: فِیَّ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ. وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: فِیَّ ضُعَفَاءُ

---

615: مسلم، رقم الحدیث: 3789/2، داؤد، رقم الحدیث: 3789/2، ترمذی، رقم الحدیث: 3789/2، نسائی، رقم الحدیث: 3789/2، احمد، رقم الحدیث: 3789/2، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4091، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4173

616: مسلم، رقم الحدیث: 5/16499، احمد، رقم الحدیث: 5/16499، ابن حبان، رقم الحدیث: 6516، طبرانی، رقم الحدیث: 6235، اصابہ، رقم الحدیث: 153/1، دارمی، رقم الحدیث: 97/2، بیہقی، رقم الحدیث: 277/7

617: بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

618: مسلم، رقم الحدیث: 11740/4، احمد، رقم الحدیث: 11740/4

النَّـاس وَمَسَـاكِيْنُهُم، فَقَضَى اللّٰهُ بَيْنَهُمَا: اِنَّكِ الْجنَّةُ رَحْمَتِيْ اَرْحَمُ بِكَ مَنْ اَشَاءُ، وَاِنَّكِ النَّارُ عَذَابِيْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ، وَلِكِلَيْكُمَا عَلَيَّ مِلْؤُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جنت اور دوزخ نے آپس میں بحث کی۔ دوزخ نے کہا: میرے اندر جابر اور متکبر لوگ داخل ہوں گے۔ جنت نے کہا: میرے اندر کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اس طرح فیصلہ فرمایا: اے جنت! تو میری رحمت ہے میں جس پر چاہتا ہوں تیرے ذریعہ رحمت کرتا ہوں' اور اے دوزخ! تو میرا عذاب ہے میں جسے چاہتا ہوں تیرے ذریعہ عذاب دیتا ہوں' اور تم دونوں کو بھرنا میرے ذمہ ہے۔ (مسلم)

## تعارف راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اَلْجَبَّارُوْنَ: جابر لوگ۔

اَلْمُتَكَبِّرُوْنَ: متکبر لوگ۔

ضُعَفَاءُ: کمزور۔

مِلْؤُهَا: بھرنا۔

## شرح:

(دوزخ نے کہا) اے جنت میں تجھ سے اعلیٰ ہوں کہ مجھ میں اعلیٰ شاندار لوگ آ کر رہیں گے بادشاہ، وزراء متکبرین مالدار کفار اور تو مجھ سے کمتر ہے کہ کمترین لوگ ضعفاء تجھ میں رہیں گے۔

دوزخ کے کہنے پر جنت نے بارگاہِ الٰہی میں یہ عرض کیا کہ مجھے کمزوروں کی جگہ کیوں بنایا گیا میں نے کیا قصور کیا تھا۔ خیال رہے کہ ضعفاء

سے مراد بدن اور مال کے لحاظ سے کمزور لوگ ہیں۔ سقط اور غرۃ سے مراد ہے احوال و صفات کے لحاظ سے کمزور۔ سقط وہ جنہیں لوگ معتبر نہ سمجھیں ان کی طرف التفات نہ کریں۔ غرہ وہ جو دین میں مشغلہ رکھنے والے لوگ جنہیں دنیا کا تجربہ کم ہو کسی کو دھوکہ نہ دے سکیں بلکہ چالاک انہیں دھوکہ دے دیں، حدیث شریف میں ہے المؤمن غر کریم الکافر خب لئیم ۔

چونکہ جنت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے اس لیے پہلے ال

تعالیٰ اس سے خطاب فرمایا گیا یعنی جنہیں تو ضعیف سمجھتی ہے وہ درحقیقت کمزور نہیں وہ تو میرے رحم و کرم کا مرکز ہیں بڑے درجے والے ہیں۔

اور اے دوزخ تو میرا غضب وقہر کا مظہر ہے تجھ میں وہ لوگ رکھے جائیں گے جو اپنے شامت اعمال کی وجہ سے میرے غضب وقہر کے مستحق ہوگئے، تم دونوں ہی اچھی ہو کہ میرے صفات کا مظہر ہو۔ عذابی سے مراد ہے عذاب کی جگہ محل عذاب، عدل بھی میری صفت ہے فضل بھی۔

(میں تم دونوں کو بھر دوں گا) یعنی تم دونوں کا کمال اسی میں ہے کہ تم دونوں ہی بھر دی جاؤ، چنانچہ ہم تم میں سے کسی میں جگہ خالی نہیں چھوڑیں گے دونوں کو بھر دیں گے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۷، ص۵۲۶)

(۶۱۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلٰی مَنْ جَرَّ اِزَارَهُ بَطَرًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جو تکبر سے اپنی چادر گھسیٹ کر چلتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۶۲۰) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ، وَلَا یُزَكِّیْهِمْ، وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ: شَیْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"اَلْعَائِلُ": الْفَقِیْرُ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہ فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر۔ (مسلم)

## تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

العائل: فقیر کو کہتے ہیں۔

---

619: احمد، رقم الحدیث: 4/9014، بخاری، رقم الحدیث: 5791، مسلم، رقم الحدیث: 2087، موطا، رقم الحدیث: 1697

620: مسلم، رقم الحدیث: 184/17، نسائی، رقم الحدیث: 184/17، طبرانی، رقم الحدیث: 184/17، والفقیر، رقم الحدیث: 21/2، احمد، رقم الحدیث: 9600/3

شرح:

یعنی ان تین قسم کے لوگوں سے کرم ومحبت کا کلام نہ کرے گا غضب وقہر کا کلام کرے گا لہٰذا حدیث واضح ہے یا یہ مطلب ہے کہ قیامت کے اول وقت جب عدل الٰہی کا ظہور ہوگا تب ان سے کلام نہ کرے گا یا مطلقًا بلا واسطہ کلام نہ کرے گا بواسطہ فرشتوں کے کرے گا۔

ان کو پاک نہ فرمائے گا یعنی ان کے گناہ معاف نہ کرے گا یا ان کی صفائی لوگوں پر ظاہر نہ کرے گا، تزکیہ کے یہ دونوں معنی ہی آتے ہیں۔اوران پر نظر رحمت نہ کرے گا نظر قہر کرے گا۔

پہلا آدمی بوڑھا زنا کرنے والا اس لیے کہ زنا اگر چہ بہر حال برا ہے سخت گناہ ہے مگر بڈھا آدمی کرے تو بدترین گناہ ہے کہ اس کی شہوت قریبًا ختم ہوچکی ہے وہ مغلوب ومجبور نہیں جوان آدمی گویا معذور ہے۔

دوسرا آدمی جھوٹا بادشاہ کیونکہ بعض لوگ مجبورًا جھوٹ بولتے ہیں، بعض لوگ حاکم کے ڈر یا بادشاہ کے خوف سے جھوٹ بول دیتے ہیں، بعض لوگ تنگدستی سے تنگ آ کر جھوٹ کے ذریعے روزی کماتے ہیں بادشاہ کو ان میں سے کوئی مجبوری نہیں وہ جھوٹ بولتا ہے تو بلا وجہ ہی بولتا ہے۔

اور تیسرا آدمی متکبر فقیر ہے کیونکہ حکومت والوں، مال والوں کے پاس غرور تکبر کے اسباب موجود ہیں۔اگر فقیر غرور کرے تو محض دلی خباثت کی وجہ سے ہی کرے گا اس لیے اسکا تکبر بدترین جرم ہے، بعض لوگ غریب ہوتے ہوئے معمولی نوکری معمولی کام نہیں کرتے زکوۃ وخیرات قبول نہیں کرتے، خود بھی بھوکے رہتے ہیں اور اپنے بال بچوں کو بھی بھوکا مارتے ہیں وہ بھی اس وعید میں داخل ہیں، بعض لوگ بہت غریب ہوتے ہیں مگر اپنی لڑکیوں لڑکوں کے لیے بڑے مالدار رشتے تلاش کرتے ہیں اس تلاش میں اولاد بوڑھی ہوجاتی ہے مگر شادی نہیں کرتے جس کے نتیجے بہت برے ظاہر ہوتے ہیں یہ سب اس فرمان عالی میں داخل ہیں۔درود ہو اس حکیم مطلق محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہم پر ہمارے ماں باپ بلکہ خود ہم سے زیادہ مہربان ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے، اس ایک کلمہ میں کیسی ہدایتیں ہیں۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ، ۶، ص ۹۳۰)

(۶۲۱) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَالَ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ -: اَلْعِزُّ اِزَارِی، وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِی، فَمَنْ يُّنَازِعُنِی فِیْ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فَقَدْ عَذَّبْتُهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: عزت میرا لباس ہے اور کبریائی میری چادر ہے سو جو ان میں سے کسی ایک میں میرے ساتھ جھگڑا (شرکت کا دعویٰ) کرے گا میں اس کو عذاب دوں گا۔(مسلم)

621: مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ

(۶۲۲) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ، مُرَجِّلٌ رَاْسَهُ، يَخْتَالُ فِيْ مَشْيَتِهِ، اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

"مُرَجِّلٌ رَاْسَهُ": اَیْ مُمَشِّطُهُ، "يَتَجَلْجَلُ" بِالْجِيْمَيْنِ: اَیْ يَغُوْصُ وَيَنْزِلُ ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص قیمتی لباس (حلے) میں ملبوس، سر میں کنگھی کیے اترا کر بڑے ناز وادا سے چل رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا اور اب وہ قیامت تک زمین میں نیچے ہی نیچے دھنستا چلتا جائے گا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

مرجل راسه: کا مطلب ہے: سر میں کنگھی کیے ہوئے۔

یتجلجل: دو جیموں کے ساتھ۔ غوطہ لگا تا رہے گا۔

وینزل: اتر تا رہے گا۔

## شرح:

مسئلہ۔ چلنے میں اترا اترا کر چلنا یا اکڑ کر چلنا یا دائیں بائیں ہلتے اور جھومتے ہوئے چلنا یا زمین پر پاؤں پٹک پٹک کر چلنا یا بلا ضرورت دوڑتے ہوئے چلنا یا بلا ضرورت ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چلنا یا لوگوں کو دھکا دیتے ہوئے چلنا یہ سب اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے اس لئے شریعت میں اس قسم کی چال چلنا منع اور ناجائز ہے حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص دو چادریں اوڑھے ہوئے اترا اترا کر چل رہا تھا اور بہت گھمنڈ میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی جائیگا۔ (صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم التبختر فی المشی.............الخ، رقم ۲۰۸۸، ص ۱۱۵۶)

ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ چلنے میں جب تمہارے سامنے عورتیں آ جائیں تو تم ان کے درمیان میں سے مت گزرو دا ہنے یا بائیں کا راستہ لے لو۔ (شعب الایمان، باب فی تحریم الفروج، رقم ۵۴۴۷، ج ۴، ص ۳۷۱)

مسئلہ۔ راستہ چھوڑ کر کسی کی زمین میں چلنے کا حق نہیں ہاں اگر وہاں راستہ نہیں ہے تو چل سکتا ہے مگر جب کہ زمین کا

622: احمد، رقم الحدیث: 3/9075، بخاری، رقم الحدیث: 5798، مسلم، رقم الحدیث: 2088، مسلم، رقم الحدیث: 50/2088، ابن حبان، رقم الحدیث: 5684

مالک منع کرے تو اب نہیں چل سکتا یہ حکم ایک شخص کے متعلق ہے اور جب بہت سے لوگ ہوں تو جب زمین کا مالک راضی نہ ہو نہیں چلنا چاہے لیکن اگر راستہ میں پانی ہے اور اس کے کنارے کسی کی زمین ہے ایسی صورت میں اس زمین پر چل سکتا ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثلاثون فی المتفرقات، ج۵، ص۳۷۳)

بعض مرتبہ کھیت بویا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس میں چلنا کاشت کار کے نقصان کا سبب ہے ایسی صورت میں ہرگز اس میں نہ چلنا چاہے بلکہ بعض مرتبہ کاشت کار کھیت کے کنارے پر کانٹے رکھ دیتے ہیں یہ صاف اس کی دلیل ہے کہ اس کی جانب سے چلنے کی ممانعت ہے اس پر بھی بعض لوگ توجہ نہیں کرتے ان لوگوں کو جان لینا چاہے کہ اس صورت میں چلنا منع ہے۔ (بہار شریعت، ج۳، ح۱۶، ص۷۱)

(۶۲۳) وَعَنْ سَلَمَةَ بنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ حَتّٰى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِيْنَ، فَيُصِيبَهُ مَا اَصَابَهُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

"يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ" اَيْ: يَرْتَفِعُ وَيَتَكَبَّرُ.

◀ ◀ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کا شمار جباروں میں ہو جاتا ہے اور اسے وہی عذاب ہوگا جو جباروں کو ہوگا۔

## تعارفِ راوی:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:160 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## حلِ لغات:

**یذھب بنفسہ:** یعنی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور تکبر کرتا ہے۔

## شرح:

یعنی اس کا نام متکبرین و جبارین کے دفتر میں لکھ دیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ رب کے دفتر الگ الگ ہیں۔ نیکوں کے صدہا دفتر بدوں کے ہزار ہا دفتر۔

اور جو دنیاوی اور اخروی عذاب و ذلت و رسوائی، فرعون، ہامان، قارون کو پہنچی ہے یا پہنچے گی وہ اسے بھی ملے گی

623: ترمذی

انہیں قیامت والے اپنے پاؤں تلے روندیں گے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحم، ۶، ص۹۳۲)

## ۷۳-بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ

## حسنِ خلق کا بیان

**حسن خلق کا معنی:** خوش خلق ملنساری، تواضع، (فیروز اللغات)

**خلق کی تعریف:** الخلق عبارة عن هيئة للنفس راسخة تصدر عنها الافعال بسهو لةويسر من غير حاجة الى فكر و روية"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: نفس کی وہ ہیئت راسخہ جو سے افعال بسہولت بغیر فکر ونظر کی حاجت کے صادر ہوں۔

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ ﴾ (القلم: 4)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۝

**تشریح:**

بنوسواد کے ایک شخص نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کے خلق کے بارے سوال کیا تو آپ نے یہی آیت:

»وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ« (القلم4:68)

پڑھی اس نے کہا: کوئی ایک آدھ واقعہ تو بیان کیجئے، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "سنو! ایک مرتبہ میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا پکایا اور حفصہ نے بھی، میں نے اپنی لونڈی سے کہا: دیکھ اگر میرے کھانے سے پہلے حفصہ کے ہاں کا کھانا آ جائے تو برتن گرا دینا چنانچہ اس نے یہی کیا اور برتن بھی ٹوٹ گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم بکھرے ہوئے کھانے کو سمیٹنے لگے اور فرمایا: "اس برتن کے بدلے ثابت برتن تم دو" واللہ! اور کچھ ڈانٹا ڈپٹا نہیں۔

(مسند احمد:111/6)

مطلب اس حدیث کا جو کئی طریق سے مختلف الفاظ میں کئی کتابوں میں ہے، یہ ہے کہ ایک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبلت اور پیدائش میں ہی اللہ نے پسندیدہ اخلاق، بہترین خصلتیں اور پاکیزہ عادتیں رکھی تھیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل قرآن کریم پر ایسا تھا کہ گویا احکام قرآن کا مجسم عملی نمونہ ہیں، ہر حکم کو بجالانے اور ہر نہی سے رک جانے میں آپ کی حالت یہ تھی کہ گویا قرآن میں جو کچھ ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتوں اور آپ کے کریمانہ اخلاق کا

بیان ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال تک خدمت کی لیکن کسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اف تک نہیں کہا، کسی کرنے کے کام کو نہ کروں یا نہ کرنے کے کام کر گزروں تو بھی ڈانٹ ڈپٹ تو کجا اتنا بھی نہ فرماتے کہ ایسا کیوں ہوا؟ (صحیح بخاری:6038)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوش خلق تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم، نہ تو ریشم ہے، نہ کوئی اور چیز۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ سے زیادہ خوشبو والی چیز میں نے تو کوئی نہیں سونگھی نہ مشک اور نہ عطر۔

(صحیح بخاری:1973۔ تفسیر ابن کثیر، عماد الدین ابن کثیر، تحت آیت مذکورہ)

نوٹ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو پر ہماری کتاب: الانبی المعطر صلی اللہ علیہ وسلم: کا مطالعہ فرمائیں جس میں ہم نے خوشبوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر 63 احادیث جمع کی ہیں (ابو الاحمد غفرلہ)

## آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ (آل عمران: 134)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے۔

(٦٢٤) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ (متفق علیہ)

(٦٢٥) وَعَنْهُ، قَالَ: مَا مَسِسْتُ دِيْبَاجًا وَّلَا حَرِيْرًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا شَمَمْتُ رَائِحَةً قَطُّ اَطْيَبَ مِنْ رَّائِحَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَقَدْ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ، فَمَا قَالَ لِيْ قَطُّ: اُفٍّ، وَّلَا قَالَ لِشَيْءٍ فَعَلْتُهُ: لِمَ فَعَلْتَهُ؟ وَلَا لِشَيْءٍ لَّمْ اَفْعَلْهُ: اَلَا فَعَلْتَ كَذَا؟ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ریشم و دیباج کو نہیں چھوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ ملائم ہو اور نہ میں نے ایسی خوشبو سونگھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ۔

624: احمد، رقم الحدیث: 4/12200، بخاری، رقم الحدیث: 6129، مسلم، رقم الحدیث: 2144، الترمذی، رقم الحدیث: 333، ابن حبان، رقم الحدیث: 2308، بیہقی، رقم الحدیث: 2035

625: بخاری، رقم الحدیث: 3561، مسلم، رقم الحدیث: 2330، احمد، رقم الحدیث: 4/13676، بخاری، رقم الحدیث: 2768، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4773، الترمذی، رقم الحدیث: 201، ابن حبان، رقم الحدیث: 2893

پیاری ہو۔ میں نے دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور آپ نے مجھے کبھی اف تک نہیں کہا' جو کام میں نے نہ کیا آپ نے کبھی نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا اور نہ جو میں نے کیا ہوتا فرمایا کہ تو نے یہ کیوں نہیں کیا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

دیباجاً: دوسوتی کپڑا،

حریراً: ریشم، ریشم کا کپڑا۔

الین: زیادہ نرم،

## شرح:

سبحان اللہ! خوش خلقی کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے کہ اس سے جنت الفردوس نصیب ہوتی ہے مگر حسن خلق کے لیے کوشش بھی کرے رب سے دعا بھی۔

نوٹ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو کے متعلق ہماری کتاب ''النبی المعطر'' ناشر اکبر بک سیلرز'' کا مطالعہ فرمائیں۔

(۶۲۶) وَعَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَهْدَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَّحْشِيًّا، فَرَدَّهُ عَلَيَّ، فَلَمَّا رَاٰى مَا فِيْ وَجْهِيْ، قَالَ: "اِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ اِلَّا لِاَنَّا حُرُمٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک وحشی گدھا ہدیۃً پیش کیا تو آپ نے مجھے واپس کر دیا۔ پھر جب آپ نے میرے چہرے کے تاثرات دیکھے تو فرمایا: ہم نے یہ تمہیں (گدھا) صرف اس لئے واپس کیا ہے کہ ہم نے احرام باندھا ہوا ہے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

صعب ابن جثامہ: آپ لیثی ہیں، ودان اور ابواء میں قیام پذیر رہے تھے، خلافت صدیقی میں وفات ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الصاد، فصل فی الصحابہ' مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

626: بخاری، رقم الحدیث: 136، مسلم، رقم الحدیث: 136، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 136، ابن حبان، رقم الحدیث: 136، نسائی، رقم الحدیث: 136، ترمذی، رقم الحدیث: 136، ابوداؤد، رقم الحدیث: 136، ابن مبارک، رقم الحدیث: 616، طبرانی کبیر رقم الحدیث: 7436، احمد، رقم الحدیث: 16687/5

## حلِ لغات:

حِمَارًا وَّحْشِیًّا۔ :جنگلی گدھا۔

## شرح:

حضرت سیِّدُنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سبزی سے سحری اور افطاری کرتے۔ اکثر اوقات روٹی کو نمک سے ملا کر تناول فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک پلیٹ بطورِ ہدیہ پیش کی، اس میں سیب اور مختلف پھل رکھے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ کھائے بغیر واپس لوٹا دیا تو آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی: "کیا نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحر و بَرصلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول نہ فرماتے تھے؟" آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "کیوں نہیں، لیکن رسولِ اَکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا ہوا ہدیہ، ہدیہ تھا جبکہ ہمارے اور ہمارے بعد والوں کے لئے رشوت ہے۔" (حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبدالعزیز، الحدیث ۷۷۲۷، ج۵، ص۳۲۷)

(یعنی اب لوگ محبت سے نہیں بلکہ کسی کام کے لیے ہدیہ دیتے ہیں جو رشوت کے زمرہ میں آتا ہے لیکن اگر کوئی صدق دل اور اخلاص سے دے تو قبول کرنا چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے)

حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اپنے نفس کو خواہشات سے باز رکھتے اور لوگوں کو عطیات سے نوازتے تھے۔ حضرت سیِّدُنا خزیمہ ابومحمد عابد علیہ رحمۃ اللہ الواحد کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "میں کسی کو مال دیتا ہوں تو اسے کم خیال کرتا ہوں کیونکہ مجھے حیاء آتی ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے اپنے بھائی کے لئے جنت مانگوں اور خود اس پر) مال (دُنیا میں بُخل کروں۔"

(موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الاخوان، باب فی سخاء۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۱۶۰، ج۸، ص۱۸۱)

(۶۲۷) وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ، فَقَالَ: "اَلْبِرُّ: حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ: مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ، وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄ ◄ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے جی میں کھٹکے اور تو یہ پسند نہ کرے کہ لوگ اس پر مطلع ہو جائیں۔ (مسلم)

627: مسلم، رقم الحدیث:295، ترمذی، رقم الحدیث:397، ابن حبان، رقم الحدیث:2789، داری، رقم الحدیث:17650/6، احمد، رقم الحدیث:2172

## تعارفِ راوی:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 593 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

اس حدیث کی شرح ماقبل گزر چکی ہے۔

(۶۲۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمْ يكن رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا، وكان يَقُوْلُ: "اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو طبعاً فحش کلامی کرتے نہ ہی تکلف سے اور آپ فرمایا کرتے: تم میں سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ (متفق علیہ)

(۶۲۹) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا مِنْ شَيْءٍ اَثْقَلُ فِيْ مِيْزَانِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ، وَاِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ" "الْبَذِيُّ": هُوَ الَّذِيْ يَتَكَلَّمُ بِالْفُحْشِ وَرَدِيءِ الْكَلَامِ.

◀ ◀ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن مومن بندے کے میزان میں حسن خلق سے زیادہ بھاری چیز کوئی نہیں ہوگی اور بے شک اللہ تعالیٰ فحش گو اور بیہودہ بکنے والے سے دشمنی (نفرت) کرتا ہے۔ (ترمذی)

## تعارفِ راوی:

آپ کا نام شریف عویمر ابن عامر ہے، انصاری ہیں، خزرجی ہیں۔ درداء ان کی بیٹی کا نام ہے۔ یہ اپنے گھر والوں میں سب سے پیچھے ایمان لائے، فقیہ، عابد صحابی ہیں، شام میں قیام فرمایا، ۳۲ھ میں دمشق میں وفات پائی، وہیں مدفون ہیں۔ (مراۃ المناجیح جلد اول)

## حکم حدیث:

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

---

628: بخاری، رقم الحدیث: 477، مسلم، رقم الحدیث: 477، ترمذی، رقم الحدیث: 477، ابن حبان، رقم الحدیث: 477، طیالسی، رقم الحدیث: 2246

629: ترمذی بعدہ رقم الحدیث: 27587/10، احمد، رقم الحدیث: 27587/10، ابن حبان، رقم الحدیث: 481

## حلِ لغات:

البذی: وہ شخص جو فحش گو۔ بیہودہ بکواس کرنے والا ہو۔

## شرح:

(ترازو میں اچھے اخلاق سے زیادہ کوئی وزنی عمل نہ ہوگا) یا تو بعینہٖ اچھی عادت نیکیوں کے پلے میں رکھی جائے گی کیونکہ قیامت میں ہر چیز کی شکل بھی ہوگی اس میں وزن وغیرہ بھی ہوگا، اچھی عادت کا ثواب، چونکہ اچھی عادت رب تعالیٰ کو بہت پسند ہے اس لیے اس میں وزن زیادہ ہے، وہاں وزن رضاءِ الٰہی سے ہوگا اخلاص کی عبادات وزنی ہوں گی ریا کی عبادات ہلکی کہ ریا کی عبادت سے رب ناراض ہے، اخلاص کی عبادت سے رب راضی، کافر کی عبادات میں کوئی وزن نہ ہوگا، رب تعالیٰ فرماتا ہے:"فَلَا نُقِیْمُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا" گناہوں میں وزن رب تعالیٰ کی ناراضی سے ہوگا جس قدر رب تعالیٰ کی ناراضی زیادہ اس قدر گناہ میں وزن زیادہ اللہ محفوظ رکھے۔

اور چونکہ رب تعالیٰ بدخلقی بدزبانی سے ناراض ہے لہٰذا وہ گناہوں کے پلے میں ہوں گے اور اس گناہ میں بہت بوجھ ہوگا۔ خیال رہے کہ حضور کے نیک اعمال میں اتنا وزن ہے کہ اسے کوئی ترازو تول سکتی ہی نہیں اسی لیے حضور کی نیکیاں تولی نہ جائیں گی جیسے ہماری ترازو سمندر کا پانی ہوا نہیں تول سکتی ایسے ہی قیامت کی ترازو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیکیاں نہ تول سکے گی، جب ان کے نام میں اتنا وزن ہے کہ ہم جیسے گنہگاروں کے کروڑوں من کے گناہ ایک کلمہ محمدی سے ہلکے ہوجاویں گے کہ ہمارے کام ہلکے ہیں حضور کا نام بھاری ہے تو ان کے اعمال کیسے ہوں گے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ شعر

دل عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے　　　پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۶،ص۹۰۷)

(۶۳۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْثَرِ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: "تَقْوَی اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ"، وَسُئِلَ عَنْ اَكْثَرِ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ، فَقَالَ: "اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ"

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا چیز ہے جو زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی؟ تو آپ نے فرمایا: خوف خدا اور حسن خلق اور آپ سے اس چیز کے بارے میں پوچھا گیا' جو زیادہ لوگوں کو دوزخ میں داخل کرے گی تو آپ نے فرمایا: منہ اور شرمگاہ۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

630: ترمذی، رقم الحدیث: 9107، احمد، رقم الحدیث: 9107، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4246، حاکم، رقم الحدیث: 324/2، ابن حبان، رقم الحدیث: 476

**حکم حدیث:**

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

(۶۳۱) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَآئِهِمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومنوں میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں سے اچھا سلوک کریں۔

**تعارف راوی:**

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

**حکم حدیث:**

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**شرح:**

خلق حسن وہ عادت ہے جس سے اللہ رسول بھی راضی رہیں اور مخلوق بھی، یہ ہے بہت مشکل مگر جسے یہ نصیب ہو جائے اس کے دونوں جہان سنبھل جاتے ہیں۔

اور تم میں بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لیے بہتر ہے کیونکہ بیوی صرف خاوند کی خاطر اپنے سارے میکے والوں کو چھوڑ دیتی ہے اگر خاوند بھی اس پر ظلم کرے تو وہ کس کی ہو کر رہے، کمزور پر مہربانی سنت الہیہ بھی ہے سنت رسول بھی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۵، ص۱۸۴)

(۶۳۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: مومن اپنے اچھے اخلاق سے رات کو قیام کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ (ابوداؤد)

(۶۳۳) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الباهليّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَنَا زَعِيْمٌ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ، وَاِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبِبَيْتٍ فِيْ وَسَطِ الْجَنَّةِ

---

631: ترمذی، رقم الحدیث:7406/3، مستدرک، رقم الحدیث:7406/3، احمد، رقم الحدیث:7406/3، ابوداؤد، رقم الحدیث:479، ابن حبان، رقم الحدیث:479

632: ابوداؤد، رقم الحدیث:480، ابن حبان، رقم الحدیث:480، احمد، رقم الحدیث:24649/9، حاکم، رقم الحدیث:199/1

لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ، وَإِنْ كَانَ مَازِحًا، وَّبِبَيْتٍ فِي أَعلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ" ۔ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٌ

"الزَّعِيْمُ": الضَّامِنُ ۔

◀ ◀ حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: میں اس شخص کے لئے جنت کے بیرونی حصے میں ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو جھگڑا فساد ترک کردے۔خواہ وہ حق پر ہی کیوں نہ ہو،اور میں اس شخص کے لئے جنت کے وسط میں ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو جھوٹ ترک کردے خواہ وہ مزاحاً ہی جھوٹ بولتا ہو،اور اس شخص کے لئے جنت کی اعلیٰ مقام پر ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کا تعارف جلداوّل حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔ابوداؤد نے اسے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

## حلِ لغات:

الزَّعِيْمُ: ضامن کو کہتے ہیں۔

## شرح:

### بعض حسن اخلاق احادیثِ مبارکہ کا مفہوم:

☆۔۔۔۔۔۔بندہ اچھے اخلاق سے روزہ دار اور عبادت گزار کا درجہ پالیتا ہے، نیز آخرت کے درجات اور جنت کے بالاخانوں کو پالیتا ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔بداخلاقی ایسا گناہ ہے جس کی بخشش نہیں۔

☆۔۔۔۔۔۔بندہ اس کی وجہ سے جہنم کے سب سے نچلے درجے میں پہنچ جاتا ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔اچھا اخلاق خطاؤں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح دھوپ برف کو پگھلا دیتی ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔خوش خُلقی (باعث) برکت ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔قیامت کے دن لوگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب وہی ہوگا جس کا اخلاق سب سے اچھا ہوگا۔

☆۔۔۔۔۔۔سب سے اچھا اخلاق شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔سب سے افضل مؤمن وہی ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔میزان میں رکھے جانے والے اعمال میں حسن اخلاق سب سے افضل اور وزنی ہوگا۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، ص ٢٦٨)

(٦٣٤) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ، وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، اَحَاسِنَكُمْ اَخْلَاقًا، وَاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَيَّ وَاَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَدْ عَلِمْنَا "الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ"، فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ؟ قَالَ: "الْمُتَكَبِّرُوْنَ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

"الثَّرْثَارُ": هُوَ كَثِيْرُ الْكَلَامِ تَكَلُّفًا. وَ"الْمُتَشَدِّقُ": الْمُتَطَاوِلُ عَلَى النَّاسِ بِكَلَامِهِ، وَيَتَكَلَّمُ بِمَلْءِ فِيْهِ تَفَاصُحًا وَتَعْظِيْمًا لِكَلَامِهِ، وَ"الْمُتَفَيْهِقُ": اَصْلُهُ مِنَ الْفَهْقِ وَهُوَ الْاِمْتِلَاءُ، وَهُوَ الَّذِيْ يَمْلَأُ فَمَهُ بِالْكَلَامِ وَيَتَوَسَّعُ فِيْهِ، وَيُغْرِبُ بِهِ تَكَبُّرًا وَّارْتِفَاعًا، وَّاِظْهَارًا لِلْفَضِيْلَةِ عَلٰى غَيْرِهٖ.

◄ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور میرے نزدیک بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہیں' اور قیامت کے دن مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ بولنے والے، باچھیں پھاڑ پھاڑ کر باتیں کرنے والے متکبر ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم ثرثارون اور متشدقون کا مطلب تو سمجھ گئے ہیں۔ یہ متفیھقون کون ہیں؟ فرمایا: تکبر کرنے والے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

---

633: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4800، الترمذی، رقم الحدیث: 1994، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 51

634: ترمذی، رقم الحدیث: 2025، احمد، رقم الحدیث: 6/17758، ابن حبان، رقم الحدیث: 482، احمد، رقم الحدیث: 2/8830

## حلِ لغات:

**الثرثار:** جوتکلفاً زیادہ باتیں کرنے والا ہو۔

**المتشدق:** اپنے کلام کے ذریعے لوگوں پرفخر کرنے والا‘اوراپنے کلام کالوگوں پررعب طاری کرنے کے لئے منہ بھربھرکر بولنے والا‘فصاحت کارعب جتانے والا۔

**المتفیھق:** اس کی اصل ”الفھق“ ہے‘اوراس کامعنی ہے:بھرنا۔وہ جوکلام کے وقت منہ کوبھرے‘اپنے کلام کو پھیلائے اوردوسرے پراپنی فضیلت جتانے کے لئے خودپسندی،تکبراوربڑائی سے گفتگوکرے۔

## شرح:

وَرَوَى التِرمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ رحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ تَفْسِيْرِ حُسْنِ الْخُلُقِ، قَالَ: ”هُوَ طَلَاقَةُ الْوَجهِ، وَبَذْلُ الْمَعْرُوْفِ، وَكَفُّ الْاَذٰى“

امام ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن مبارک سے حسن خلق کی تفسیر یوں نقل کی ہے:فرمایا کہ حسن خلق،خندہ پیشانی، نیکی کوپھیلانے اوربدی کوروکنے کانام ہے۔

# ۷۴-بَابُ الْحِلْمِ وَالْاَنَاةِ وَالرِّفْقِ

## بردباری‘تحمل اورنرمی کے متعلق بیان

**حلم کامعنی:** بردباری،برداشت،نرمی،نرم دلی،(فیروز اللغات)

**رفق کامعنی:** نرمی،مہربانی،(فیروز اللغات)

**حلم کی تعریف:** الحلم هو الطمانية عند سورة، و قيل تاخير مكافاة الظالم“

(کتاب التعریفات،للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ،مکتبہ رحمانیہ لاہور،پاکستان)

ترجمہ(۱)غضب کے وقت اطمنان ہونا،(۲)ظالم سے بدلہ لینے میں تاخیرکرنا۔

**آیت نمبر:1**

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝﴾(آل عمران:134)

اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:اورغصہ پینے والے اورلوگوں سے درگزرکرنے والے اورنیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۝

**آیت نمبر:2**

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ۝﴾ (الاعراف:199)

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرواور بھلائی کا حکم دواور جاہلوں سے منہ پھیرلو○

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰـهُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِيْمٌ وَّمَا يُلَقَّاهَا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقَّاهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○﴾

(حٰم السجدۃ:34-35)

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی اے سننے والے! برائی کو بھلائی سے ٹال جبھی، وہ کہ تجھ میں اوراس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کواوراسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا○

## تشریح:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ "تیرے بارے میں جو شخص اللہ کی نافرمانی کرے تو تو اس کے بارے میں اللہ کی فرمابرداری کر اس سے بڑی کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "ایسا کرنے سے تیرا جانی دشمن دلی دوست بن جائے گا"، اس وصیت پر عمل اسی سے ہوگا جو صابر ہو نفس پر اختیار رکھتا ہو اور ہو بھی نصیب دار کہ دین و دنیا کی بہتری اس کی تقدیر میں ہو"۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "ایمان والوں کو اللہ کا حکم ہے کہ وہ غصے کے وقت صبر کریں اور دوسرے کی جہالت پر اپنی بردباری کا ثبوت دیں اور دوسرے کی برائی سے درگزر کرلیں ایسے لوگ شیطانی داؤ سے محفوظ رہتے ہیں اور ان کے دشمن بھی پھر تو ان کے دوست بن جاتے ہیں"۔

(عمادالدین ابن کثیر فی التفسیر،تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○﴾(الشوریٰ:43)

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:اور بے شک جس نے صبر کیااور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں○

(۶۳۵)وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ: "اِنَّ فِيْكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ: الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالقیس سے فرمایا: تیرے اندر دو خصلتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے: بردباری اور تحمل۔ (مسلم)

635: ترمذی، رقم الحدیث:2012

(۶۳۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ رفيقٌ يُّحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّه" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر معاملے میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر ؟ کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

الرِّفْقَ: نرمی۔

## شرح:

اللہ تعالیٰ رفیق یعنی کریم و رحیم ہے کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ حکم نہیں دیتا گناہ بخشتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ میرے بندے بھی اپنے ماتحتوں اپنے ساتھیوں پر رحیم و کریم ہوں۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کو عام محاورہ میں رفیق کہنا جائز نہیں یہ لفظ اسماء الہیہ سے نہیں ہے، یہاں لغوی معنی سے استعمال ہوا۔

دنیا و آخرت کے نرمی سے وہ کام بن جاتے ہیں جو سختی سے نہیں بنتے، اکثر سختی سے دوست دشمن بن جاتے ہیں بنتے ہوئے کام بگڑ جاتے ہیں، نرمی سے دشمن دوست ہو جاتے ہیں اور بگڑتے ہوئے کام بن جاتے ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا

| | |
|---|---|
| یــا طــالــب الــرزق الهیــنــی بقــوة | هیهـــات انـــت بـــاطـــل مشـغـوف |
| اکــل الــعـقــاب بـقــوة جیف الـقـلا | درعـی الـذبــاب الشهـد وهو ضعیف |

یعنی سختی سے روزی نہ کماؤ نرمی سے کماؤ، عقاب سختی کی وجہ سے مردار ہی کھاتا ہے، شہد کی مکھی نرمی کی وجہ سے پھول چوستی ہے۔ (مرقات)

بدگوئی نتیجہ ہے سختی کا اولاً دل میں سختی آتی ہے، پھر بدگوئی، زبان درازی، پھر ہاتھا پائی یعنی مار پیٹ، پھر قتل وخون خدا محفوظ رکھے، شیطان پر سخت رہو بھائی مسلمان پر نرم۔

یعنی اگر حقیر آدمی کے دل میں نرمی ہو تو وہ عزیز بن جاوے گا، عظیم الشان آدمی کے دل میں سختی ہو تو وہ حقیر ہو جاوے گا۔ مولانا فرماتے ہیں شعر

636: مسلم، رقم الحدیث: 241145، احمد، رقم الحدیث: 241145، بخاری، رقم الحدیث: 323/2، ترمذی، رقم الحدیث: 323/2، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 323/2، دارمی، رقم الحدیث: 323/2، ابن حبان، رقم الحدیث: 6441

در بہاراں کے شود سرسبز سنگ　　خاک شوتا گل بروید رنگ رنگ

لوہا نرم ہو کر اوزار بنتا ہے، سونا نرم ہو کر زیور، زمین نرم ہو کر قابل کاشت ہوتی ہے، انسان نرم ہو کر ولی بن جاتا ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج۶، ص۸۹۵)

(۶۳۷)وَ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُّحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ، مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِي عَلٰى مَا سِوَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نرمی پر وہ اجر عطا کرتا ہے جو سختی پر عطا نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے سوا کسی چیز پر بھی عطا نہیں فرماتا۔ (مسلم)

(۶۳۸)وَ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک نرمی (کی خصلت) جس چیز کے اندر بھی ہو اس کو خوبصورت بنا دیتی ہے اور نرمی کو جس چیز سے چھین لیا جائے وہ چیز معیوب ہو جاتی ہے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

زَانَهٗ: از زینۃً، خوب صورتی۔

## شرح:

نرم خوئی، مہربانی اور رحم و کرم کی عادت خداوند کریم کی بہت ہی بڑی نعمت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کو رفق اور نرم دلی کی عادت خداوند کریم کی طرف سے عطا کر دی گئی اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا بہت بڑا حصہ مل گیا۔ اور جو نرم دلی اور رحم و مہربانی کی خصلت سے محروم کر دیا گیا۔ وہ دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے محروم ہو گیا۔

(شرح السنۃ، کتاب البر والصلۃ، باب الرفق، رقم ۳۳۸۵، ج۶، ص۴۷۲)

637: مسلم، رقم الحدیث: 241145، احمد، رقم الحدیث: 241145، بخاری و ترمذی، رقم الحدیث: 523/2، الادب المفرد، رقم الحدیث: 311، بیہقی، رقم الحدیث: 203/9

638: مسلم، رقم الحدیث: 2594، بخاری، رقم الحدیث: 469

(۶۳۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَالَ اَعْرَابِیٌّ فِی الْمَسْجِدِ، فَقَامَ النَّاسُ اِلَیْهِ لِیَقَعُوْا فِیْهِ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "دَعُوْهُ وَاَرِیْقُوْا عَلٰی بَوْلِهٖ سَجْلًا مِّنْ مَّاءٍ، اَوْ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّاءٍ، فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُیَسِّرِیْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِیْنَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

"اَلسَّجْلُ" بِفَتْحِ السِّیْنِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْکَانِ الْجِیْمِ: وَهِیَ الدَّلْو الْمُمْتَلِئَةُ مَاءً، وَّکَذٰلِکَ الذَّنُوْبُ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔لوگ کھڑے ہوگئے تا کہ اس سے باز پرس کریں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دو اور پیشاب پر پانی کا ڈول بہادو (یا سجل کی جگہ ذنوب کالفظ فرمایا) کیونکہ تم لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنے کے واسطے بھیجے گئے ہو،اور تمہیں تنگی پیدا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔(بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

السجل: سین مہملہ کے فتحہ اور جیم کے سکون کے ساتھ۔ پانی سے بھرا ہوا ڈول اور ذنوب کا معنی بھی یہی ہے۔

## شرح:

یعنی اسے نہ مارو پیٹو کیونکہ یہ شرعی احکام سے ناواقف ہے۔اسلام سے پہلے لوگ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا اور سب کے سامنے ننگے ہونے کو عیب نہ جانتے تھے، نیز وہ مسجد کے آداب وغیرہ سے بے علم تھے۔معلوم ہوا کہ ناواقف پر سختی نہ کی جائے اسے نرمی سے سمجھایا جائے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ سجل اور ذنوب کے ایک ہی معنی ہیں یعنی ڈول بڑا ہو یا چھوٹا۔بعض نے کہا ہے کہ سجل بڑے ڈول کو کہتے ہیں، اور ذنوب مطلقاً ڈول کو۔خیال رہے کہ یہ سجل س کے زبر، ج اور ل کے سکون سے ہے، س اور ج کے زیر اور ل کے شدّ سے سجلّ، بمعنی کاتب ومنشی، یونہی ذنوب ذ کے زبر سے بمعنی ڈول اور ذ کے پیش سے ذنب کی جمع، بمعنے گناہ۔

خیال رہے کہ زمین اگرچہ سوکھ کر پاک ہوجاتی ہے لیکن زمین کا دھونا بہت ہی بہتر ہے کہ اس سے گندگی کا رنگ و بو بھی جلدی جاتا رہتا ہے اور اس سے تیمم بھی جائز ہو جاتا ہے۔اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ ناپاک زمین بغیر دھوئے پاک نہیں ہوسکتی جیسا کہ امام شافعی فرماتے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد دھلوانا اس لئے تھا کہ وقت نماز قریب تھا، زمین جلدی سوکھ کر پاک نہ ہوسکتی تھی، نیز مسجد میں پاکی کے علاوہ صفائی بھی چاہیئے اور یہ دھلنے سے ہی

639: بخاری، رقم الحدیث:220

حاصل ہوتی ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،ج۱،ص۴۶۳)

(۶۴۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یَسِّرُوْا وَلاَ تُعَسِّرُوْا، وَبَشِّرُوْا وَلاَ تُنَفِّرُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو۔ اور(لوگوں) کو خوشخبری دو اور(انہیں) متنفر نہ کرو۔(متفق علیہ)

(۶۴۱) وَعَنْ جَرِیرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَنْ یُّحْرَمِ الرِّفْقَ، یُحْرَمِ الْخَیْرَ کُلَّہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو شخص نرمی سے محروم ہے وہ ہر بھلائی سے محروم ہے۔(مسلم)

(۶۴۲) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَوْصِنِیْ . قَالَ: "لاَ تَغْضَبْ"، فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: "لاَ تَغْضَبْ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: مجھے نصیحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کر، اس شخص نے کئی بار سوال دہرایا' تو آپ نے ہر بار فرمایا: غصہ نہ کیا کر۔(بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

لاَ تَغْضَبْ: غصہ نہ کرو، از غضباً، بمعنی غصہ

## شرح:

شاید یہ سائل غصہ بہت کرتا ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکیم مطلق ہیں ہر شخص کو وہ ہی دوا بتاتے ہیں جو اس کے لائق ہیں۔ نفسانی غضب وغصہ شیطانی اثر ہے اس میں انسان عقل کھو بیٹھتا ہے، غصہ کی حالت میں اس سے باطل کام وکلام سرزد ہونے لگتے ہیں۔ غصہ کا علاج اعوذ باللہ پڑھنا ہے یا وضو کر لینا یا یہ خیال کر لینا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر ہے۔ رحمانی

640: بخاری، رقم الحدیث:69، مسلم، رقم الحدیث:1732

641: احمد، رقم الحدیث:7/19372، مسلم، رقم الحدیث:2582، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4809، ابن ماجہ، رقم الحدیث:3687، ابن حبان، رقم الحدیث:548، طبرانی الکبیر، رقم الحدیث:2449

غضب عبادت ہے "فَرَجَعَ مُوْسٰی اِلٰی قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا" یا جیسے "غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ"۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج٦، ص ٩٢٦)

(٦٤٣) وَعَنْ اَبِیْ یَعْلٰی شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوْا الْقِتْلَةَ، وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوْا الذِّبْحَةَ، وَلْیُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ، وَلْیُرِحْ ذَبِیْحَتَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت ابو یعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مروت کو ہر چیز کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ جب تم قتل کرو (یعنی قتل حق) تو اچھے طریقے سے قتل کرو؛ اور جب تم ذبح کرو تو بھی اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ چاہیے کہ ذبح کرنے والا اپنی چھری کی دھار تیز کر لے اور ذبح ہونے والے جانور کو آرام پہنچائے۔ (مسلم)

(٦٤٤) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا خُیِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَمْرَیْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَیْسَرَهُمَا، مَا لَمْ یَكُنْ اِثْمًا، فَاِنْ كَانَ اِثْمًا، كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ ۔ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ، اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ، فَیَنْتَقِمَ لِلّٰهِ تَعَالٰی ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو چیزوں میں اختیار دیا گیا آپ نے آسان چیز کو اپنایا، اگر وہ گناہ نہ ہوتا، پس اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ اس سے دور ہو جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کیا جاتا تو آپ اللہ تعالیٰ کے لئے انتقام لیتے تھے۔ (متفق علیہ)

## تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حل لغات:

اِنْتَقَمَ: از انتقام، بمعنی بدلہ لینا۔

---

643: احمد، رقم الحدیث: 6/17116، مسلم، رقم الحدیث: 1955، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2815، والترمذی، رقم الحدیث: 3170

644: موطہ، رقم الحدیث: 1671، احمد، رقم الحدیث: 9/24089، بخاری، رقم الحدیث: 3560، مسلم، رقم الحدیث: 2327، ابن حبان، رقم الحدیث: 488، والترمذی، رقم الحدیث: 341، بیہقی، رقم الحدیث: 192/10

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ اختیار دینے والا اللہ تعالیٰ ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ حضور انور کو دو کاموں کا اختیار دیتا تو آپ آسان کام اختیار فرماتے تاکہ امت کو تکلیف نہ ہو۔ بعض نے کہا کہ اختیار دینے والے یا کفار ہوتے یا مسلمان کہ اگر یہ لوگ دو باتیں حضور پر پیش کرتے تو آپ آسان اختیار فرماتے جیسے بدر کے قیدیوں کے متعلق قتل کا مشورہ دیا گیا اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا بھی، تو حضور انور نے حضور ابو بکر صدیق کا مشورہ فدیہ قبول فرمایا یہ ہے آسان کو اختیار فرمانا، پھر رب تعالیٰ نے اس فدیہ لے کر چھوڑنے کو قانون بنا دیا کہ فرمایا: "فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً "۔ اس کی مفصل بحث ہماری تفسیر میں دیکھو۔

اگر اختیار دینے والا رب تعالیٰ ہے تو گناہ سے مراد ہے کسی جائز کام کا گناہ کا ذریعہ بننا ایسے کام سے حضور دور رہتے جیسے رب نے حضور کو اختیار دیا کہ یا آپ شاہانہ زندگی اختیار فرمائیں خزانے آپ کے ساتھ رہیں یا آپ سادہ زندگی قبول فرماویں، چونکہ شاہانہ زندگی دنیا میں مشغولیت نیکیوں میں کمی کا ذریعہ بن سکتی تھی اس لیے حضور انور نے سادہ زندگی اختیار فرمائی۔ شعر

عجز اللہ رہے تمہارا کہ شہہ کل ہو کر زندگی تم نے غریبوں میں گزاری ساری

اور حضور انور نے اپنی ذات کے لیے کسی موذی سے بدلہ نہ لیا، جس سے بدلہ لیا دین کی حرمت کے لیے، حضور نے اپنے جن دشمنوں کو قتل کرایا ہے یا قتل کیا ہے وہ بھی درحقیقت دین ہی کے دشمن تھے جیسے عقبہ بن ابی معیط، عبداللہ ابن خطل کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرایا کہ وہ درحقیقت دین کے دشمن تھے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں مالی جرم کا عوض مراد ہے آبرو کے دشمنوں سے بدلہ لیا ہے۔) مرقات، اشعہ ( مگر پہلی بات قوی ہے۔ حضور نے ہندہ وحشی عکرمہ کو معافی دے دی کہ وہ اپنے دشمن تھے مگر فاطمہ مخزومیہ کا ہاتھ کٹوا دیا کہ اس نے چوری کی تھی قانون اسلامی کا جرم کیا تھا، اس موقع پر کسی کی سفارش قبول نہ فرمائی بلکہ سفارش پر ناراضی فرمائی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج8، ص76)

(۶۴۵) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَلاَ اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ یَحْرُمُ عَلَى النَّارِ؟ اَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَیْهِ النَّارُ؟ تَحْرُمُ عَلٰى كُلِّ قَرِیْبٍ، هَیِّنٍ، لَیِّنٍ، سَهْلٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس شخص کے متعلق نہ بتاؤں جو آگ پر حرام ہے یا فرمایا کہ جس پر آگ حرام ہے۔ آگ ہر اس شخص پر حرام ہے جو

645: احمد، رقم الحدیث: 3938/2، ترمذی، رقم الحدیث: 2496

لوگوں کے قریب رہے ان سے نرمی اور آسانی کا سلوک کرے۔

**تعارفِ راوی:**

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

**حکم حدیث:**

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

**شرح:**

آگ اس پر حرام ہے) دونوں لازم وملزوم ہیں کہ دوزخ کی آگ پر وہ حرام ہو جاوے اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو جاوے کہ نہ آگ اس تک پہنچے نہ آگ تک وہ پہنچے اور اگر وہ کسی وقت دوزخیوں کو نکالنے کے لیے دوزخ میں جاوے تو اس کو آگ کی گرمی نہ پہنچے۔

ھین اور لین ی کی شد سے بھی آتا ہے اور ی کے سکون سے بھی دونوں کے معنی ہیں نرم مگر جب یہ دونوں جمع ہو جاویں تو ایک سے مراد نرم طبیعت ہوتا ہے دوسرے سے مراد نرم زبان۔ سہل کے معنی ہیں سخی یعنی لوگوں کی زیادتیوں سے درگزر کر جانے والا، قریب کے معنی ہیں لوگوں سے نزدیک رہنے والا کہ جب اس کی ضرورت پڑے تو حاضر ہو جاوے اگر لوگ اس سے مستغنی ہوں تو یہ بھی بے نیاز رہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص910)

## ۷۵-بَابُ الْعَفْوِ وَالْاِعْرَاضِ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ

## معاف کرنے اور جاہلوں سے درگزر کرنے کے متعلق بیان

**عفو کا معنی:** معافی، بخشنا، بخشش، (فیروز اللغات)

**عفو کی تعریف:** گناہ مٹانا اور عقاب سے اعراض کرنا (قواعد الفقہ ص ۳۸۳) لیکن یہاں سے پر مراد لوگوں کی غلطیوں کو معاف کرنا ہے۔

**اعراض کا معنی:** منہ پھیرنا ہے اور یہاں مراد جاہلوں کی باتوں سے درگزر کرنا ہے۔

**آیت نمبر: 1**

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ۝﴾ (الاعراف: 199)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۝

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ o﴾ (الحجر: 85)

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: تو تم اچھی طرح درگزرکروo

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ﴾ (النور: 22)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزریں' کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرےo

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ o﴾ (آل عمران: 134)

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: اورلوگوں سے درگزرکرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیںo

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ o﴾ (الشوری: 43)

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: اور بے شک جس نے صبر کیااور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیںo

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ .

اوراس مضمون کی آیات بکثرت مشہور ہیں۔

(٦٤٦) وَعَنْ عَـائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَـوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَّوْمِ اُحُدٍ؟ قَالَ: "لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ، وَكَانَ اَشَدُّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، اِذْ عَـرَضْـتُ نَفْسِيْ عَلٰى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ، فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلٰى مَا اَرَدْتُّ، فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْـمُـوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ، فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ ، فَـرَفَعْتُ رَاْسِي، وَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِيْ، فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ -، فَنَادَانِي، فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَـوْمِكَ لَكَ، وَمَـا رَدُّوا عَـلَيْكَ، وَقَـدْ بَـعَـثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ . فَنَادَانِيْ مَـلَكُ الْـجِبَـالِ، فَسَـلَّـمَ عَـلَـيَّ، ثُـمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَاَنَا مَلَكُ الْـجِبَـالِ، وَقَـدْ بَـعَـثَـنِـيْ رَبِّـيْ اِلَيْكَ لِتَـاْمُـرَنِـيْ بِـاَمْـرِكَ، فَـمَـا شِئْـتَ، اِنْ شِئْـتَ اَطْبَقْتُ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْـنِ" . فَـقَـالَ الـنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَلْ اَرْجُوْ اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ

646: بخاری، رقم الحدیث 323، مسلم، رقم الحدیث: 1795، ابن حبان، رقم الحدیث: 6561، ابونعیم، رقم الحدیث: 213

يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"الْاَخْشَبَانِ": الْجَبَلَانِ الْمُحِيْطَانِ بِمَكَّةَ . وَالْاَخْشَبُ: هُوَ الْجَبَلُ الْغَلِيْظُ .

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: کیا آپ پر کوئی ایسا دن بھی آیا ہے جو اُحد کے دن سے زیادہ سخت تھا؟ آپ نے فرمایا: بلاشبہ میں نے تیری قوم کی طرف سے سختیاں برداشت کی ہیں۔ اور سب سے زیادہ سخت دن عقبہ کا دن تھا۔ جب میں عبد یالیل بن عبد کلال کے پاس گیا اور اس نے میری مرضی کے مطابق مجھے جواب نہ دیا۔ سو میں غمزدہ اور پریشان ہو کر آگے چل دیا' اور مجھے پریشانی کی اس کیفیت سے افاقہ اس وقت ہوا جب میں'' قرن الثعالب'' کے مقام پر پہنچ گیا۔ میں نے اپنا سر اُٹھایا تو دیکھا کہ ایک بادل مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ میں نے اس کے اندر دیکھا تو مجھے حضرت جبرئیل نظر آئے۔ انہوں نے مجھے ندا دی اور کہا: اللہ تعالیٰ نے وہ بات سن لی ہے' جو آپ کی قوم نے آپ سے کہی ہے' اور وہ جواب بھی جو انہوں نے آپ کو دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتہ کو آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ جو چاہیں اسے حکم دیں۔ پھر پہاڑوں کے فرشتہ نے مجھے ندا دی۔ مجھے سلام کیا اور کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے وہ بات سن لی ہے' جو آپ کی قوم نے آپ سے کہی ہے۔ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ آپ کے رب نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں اگر آپ چاہیں' تو میں ان دونوں پہاڑوں (اخشبین) کو ان کے اوپر آپس میں ملادوں (اور یہ تباہ ہو جائیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

الاخشبان: وہ دو پہاڑ جو مکہ کو گھیرے ہوئے ہیں۔

الاخشب: سخت پہاڑ کو کہتے ہیں۔

## شرح:

جب بیعت عقبہ ثانیہ میں انصار بیعت کر رہے تھے تو حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے یا حضرت عباس بن نضلہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے بھائیو! تمہیں یہ بھی خبر ہے؟ کہ تم لوگ کس چیز پر بیعت کر رہے ہو؟ خوب سمجھ لو کہ یہ

عرب وعجم کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ انصار نے طیش میں آ کر نہایت ہی پر جوش لہجے میں کہا کہ ہاں! ہاں! ہم لوگ اسی پر بیعت کررہے ہیں۔ بیعت ہو جانے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جماعت میں سے بارہ آدمیوں کو نقیب (سردار) مقرر فرمایا۔ ان میں نو آدمی قبیلہ خزرج کے اور تین اشخاص قبیلۂ اوس کے تھے جن کے مبارک نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ (۲) حضرت سعد بن ربیع (۳) حضرت عبداللہ بن رواحہ (۴) حضرت رافع بن مالک (۵) حضرت براء بن معرور (۶) حضرت عبداللہ بن عمرو (۷) حضرت سعد بن عبادہ (۸) حضرت منذر بن عمر (۹) حضرت عبادہ بن ثابت۔ یہ نو آدمی قبیلہ خزرج کے ہیں۔ (۱۰) حضرت اُسید بن حضیر (۱۱) حضرت سعد بن خیثمہ (۱۲) حضرت ابوالہیثم بن تیہان۔ یہ تین شخص قبیلہ اوس کے ہیں۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، اسماء النقباء الاثنی عشر.............الخ، ص ۱۷۷، ۱۷۸ و شرح الزرقانی علی المواھب، ذکر عرض المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ.............الخ، ج ۲، ص ۸۰، ۸۷)

(۶۴۷) وَعَنْهَا، قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ، وَلَا امْرَاَةً وَّلَا خَادِمًا، اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهٖ، اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ تَعَالٰى. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا اور نہ ہی کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو۔ مگر آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے تھے اور آپ کو جب کبھی کسی سے تکلیف پہنچی تو آپ نے تکلیف دینے والے سے انتقام نہیں لیا لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کیا جاتا تو آپ اللہ تعالیٰ کے لئے انتقام لیتے تھے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

يُنْتَهَكَ: از انتھاکاً بمعنی بے حرمتی کرنا، حدود پامال کرنا۔

## شرح:

یہاں شیئاً سے مراد آدمی ہے یعنی حضور نے کسی آدمی کو کبھی نہ مارا اونٹ گھوڑے کو بارہا مارا ہے، ایک بار بچھو بھی مارا ہے، سانپ کے مارنے کا حکم دیا ہے۔

647: احمد، رقم الحدیث: 9/24089، مسلم، رقم الحدیث: 2328، ابوداود، رقم الحدیث: 4786، ترمذی، رقم الحدیث: 342

چونکہ انسان کو اپنی بیویوں خادموں سے تعلق بہت رہتا ہے اکثر انہیں مارنا پڑتا ہے اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا ورنہ شیئًا میں یہ بھی داخل تھے کہ یہ بھی آدمی ہی ہیں۔

حضور انور نے غزوہ احد میں ابی ابن خلف کو اپنے ہاتھ شریف سے قتل کیا۔(مرقات) صرف یہ ہی ایک کافر حضور کے ہاتھوں سے قتل ہوا ہے۔ یہاں شرعی سزائیں تعزیرات مراد نہیں وہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجرموں پر جاری فرمائی ہیں، یہ تمام قتل وغیرہ اپنی ذات کے لیے نہ تھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تھے۔

یعنی اگر کوئی شخص قانون اسلامی کی مخالفت کرتا چوری زنا کرتا تو اس کو سزا ضرور دیتے تھے۔ اور اگر کوئی شخص آپ کا کوئی حق مار لیتا تو آپ اسے معاف فرما دیتے تھے اس سے بدلہ نہ لیتے تھے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 8، ص 77)

(۶۴۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کُنْتُ اَمشی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ، فَاَدْرَکَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَجبذَہٗ بِرِدَائِہٖ جَبْذَۃً شَدِیْدَۃً، فَنَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عَاتِقِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ اَثَّرَتْ بِھَا حَاشِیَۃُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّۃِ جَبْذَتِہٖ، ثُمَّ قَالَ: یَا مُحَمَّدُ، مُرلِیْ مِنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ ۔ فَالتَفَتَ اِلَیْہِ، فَضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَ لَہٗ بِعَطَاءٍ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا' اور آپ پر ایک موٹے حاشیے والی نجرانی چادر تھی۔ ایک اعرابی آپ کو ملا اور اس نے چادر پکڑ کر آپ کو پورے زور سے کھینچا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے کی جلد کو دیکھا تو وہاں شدت سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کنارے کے نشان لگ گئے تھے۔ پھر اس اعرابی نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا جو مال ہے اس میں سے میرا مال مجھے ادا کرنے کا حکم دو۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے، تبسم فرمایا اور پھر اس کو عطیہ دینے کا حکم فرمایا۔

(متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

فجبذہ: از، جبذاً بمعنی کھینچنا۔

648: بخاری، رقم الحدیث: 3149، مسلم، رقم الحدیث: 1057، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3553

شرح:

نجران یمن کی مشہور بستی ہے جہاں کے عیسائی حضور انور سے مناظرہ کرنے آئے تھے، حضور انور نے انہیں مباہلہ کے لیے کہا انہوں نے نہیں کیا۔ بعض کے نزدیک حجاز اور یمن کے درمیان ہے وہاں موٹے اون کی چادریں بہت بنتی تھیں جن کے کنارے بہت زیادہ موٹے ہوتے تھے۔

اس بدوی نے اس طرح حضور انور سے بھیک مانگی وہ آداب تو کیا طریقہ گفتگو سے بھی بے خبر تھا، حضور انور نے اس کی اس بے ادبی پر ناراضی نہ فرمائی خیال فرمایا کہ یہ آداب گفتگو سے واقف نہیں ہے۔ شعر

سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں (اعلیٰ حضرت)

(اے محمد ﷺ میرے لیے بھی اللہ کے مال سے حکم فرمایئے) غالباً یہ بدوی نومسلم تھا جو ابھی دین کے مسائل سے پورا واقف بھی نہ تھا اور بات کرنے کا طریقہ بھی نہ جانتا تھا اور تھا بھی مؤلفۃ القلوب سے جن کو دین پر پختہ کیا جاتا ہے اس لیے حضور انور کو صرف نام شریف سے پکارا اور اس پر کوئی گرفت نہیں فرمائی گئی۔) مرقات (وہ یہ کہہ رہا ہے کہ آپ کے پاس فقراء میں تقسیم کرنے کے لیے زکوۃ وصدقات کے مال ہیں میں بھی فقیر ہوں مجھے بھی اس میں سے دیجئے۔

حضور انور اس کی یہ حرکت دیکھ کر اس کی یہ بات سن کر مسکرائے اور صحابہ کو حکم دیا کہ اسے مال زکوۃ سے کچھ دے دیں۔ اس عطاء سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کافر یا منافق نہ تھا کہ کفار و منافقین کو زکوۃ نہیں دی جاسکتی۔ یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا کہ حکام بادشاہوں اور بڑے لوگوں کو چاہیے کہ رعایا کی سختی پر صبر وتحمل سے کام لیا کریں اس صبر کے پھل بہت شیریں ہوتے ہیں۔ شعر

سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج8، ص62)

(۶۴۹) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ، ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَاَدْمَوْهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهِ، وَيَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ؛ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کا واقعہ بیان فرمارہے ہیں جن کو ان کی قوم نے مار مار کر لہولہان کر دیا تھا' اور وہ اپنے چہرے سے خون پونچھ رہے تھے' اور کہہ رہے تھے: اے اللہ! میری قوم کو معاف کر دے کیونکہ وہ نادان ہیں۔ (متفق علیہ)

(۶۵۰) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيْسَ

649: احمد، رقم الحدیث: 3/3611، بخاری، رقم الحدیث: 3477، مسلم، رقم الحدیث: 1792، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4025، ابویعلی، رقم الحدیث: 5205 ابن حبان، رقم الحدیث: 6576

الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَةِ، اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہادر اور طاقتور وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

الشَّدِیْدُ: طاقتور، پہلوان،

الْغَضَبِ: غصہ،

## شرح:

کیونکہ یہ جسمانی پہلوانی فانی ہے اس کا اعتبار نہیں دو دن کے بخار میں پہلوانی ختم ہو جاتی ہے۔

غصہ نفس کی طرف سے ہوتا ہے اور نفس ہمارا بدترین دشمن ہے، اس کا مقابلہ کرنا، اسے پچھاڑ دینا بڑی بہادری کا کام ہے، نیز نفس قوت روحانی سے مغلوب ہوتا ہے اور آدمی قوت جسمانی سے پچھاڑا جاتا ہے، قوت روحانی قوت جسمانی سے اعلیٰ و افضل ہے لہٰذا اپنے نفس پر قابو پانے والا بڑا بہادر پہلوان ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص926)

# ٧٦-بَابُ اِحْتِمَالِ الْاَذٰی

# تکلیف برداشت کرنے کا بیان

### آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ○﴾ (آل عمران: 134)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں ○

### آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○﴾ (الشوریٰ: 43)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں ○

وَفِی الْبَابِ: اَلْاَحَادِیْثُ السَّابِقَةُ فِی الْبَابِ قَبْلَهٗ ۔

---

650: احمد، رقم الحدیث: 6/17064، بخاری، رقم الحدیث: 90، مسلم، رقم الحدیث: 466، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 984

اس باب سے متعلقہ بہت سی احادیث کا بیان اس سے پہلے باب میں ہو چکا ہے۔

(۶۵۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا، قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ لِیْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَیَقْطَعُوْنِیْ، وَاُحْسِنُ اِلَیْهِمْ وَیُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ، وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَیَجْهَلُوْنَ عَلَیَّ! فَقَالَ: "لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ، فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، وَلَا یَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی ظَهِیْرٌ عَلَیْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهُ فِیْ بَابِ صِلَةِ الْاَرْحَامِ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) عرض کیا: یارسول اللہ! میرے رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ بردباری سے پیش آتا ہوں تو وہ میرے ساتھ جاہلانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہی بات ہے جو تم کہہ رہے ہو تو پھر تم ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہے ہو اور جب تک تمہارا رویہ یہی رہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مددگار ان کے خلاف تمہارے ساتھ رہے گا۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اصلھم: از، صلة، بمعنی مہربانی کرنا۔

## شرح:

شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "حسد (یعنی رشک) صرف دو افراد سے جائز ہے: ) ۱ (وہ شخص جسے اللہ عزوجل نے قرآن عطا فرمایا تو اس نے اس کے اَحکامات کی پیروی کی اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا) ۲ (اور وہ شخص جسے اللہ عزوجل نے مال عطا فرمایا تو اس نے اس کے ذریعے صلہ رحمی کی اور رشتہ داروں سے تعلق جوڑا اور اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کا عمل کیا تو اس جیسا ہونے کی تمنا کرنا درست ہے۔" (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۴۳۶، ج ۳، ص ۱۸۵)

اس کی شرح "باب صلۃ الارحام" میں گزر چکی ہے۔

651: مسلم

# ۷۷-بَابُ الْغَضَبِ اِذَا انْتُهِکَتْ حُرُمَاتُ الشَّرْعِ وَالْاِنْتِصَارِ لِدِیْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی

## حرماتِ شرعیہ کی پامالی پر غضبناک ہونے اور اللہ تعالٰی کے دین کی مدد کرنے کا بیان

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰہِ فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ . . . . . . . .وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ (الحج: 30)

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے.........اور بچو جھوٹی بات سے۔

تشریح:

»مِــــنْ« یہاں پر بیان جنس کے لیے ہے، اور جھوٹی بات سے بچو۔ اس آیت میں شرک کے ساتھ جھوٹ کو ملا دیا جیسے آیت۔

»قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ« (الاعراف7:33)

ترجمہ: تم فرماؤ کہ میرے رب تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی اور گناہ اور ناحق زیادتی اور یہ کہ اللہ کا شریک کرو جس کی اس نے سند نہ اُتاری اور یہ کہ اللہ پر وہ بات کہو جس کا علم نہیں رکھتے۔

بخاری و مسلم میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا میں تمہیں سب سے بڑا کبیرہ گناہ بتاؤں؟ صحابہ نے کہا ارشاد ہو، فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک کرنا ماں باپ کی نافرمانی کرنا پھر تکیہ سے الگ ہٹ کر فرمایا: اور جھوٹ بولنا اور جھوٹی شہادت دینا۔ اسے بار بار فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب رک جائیں۔ (صحیح بخاری:2654)

مسند احمد میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں کھڑے ہو کر تین بار فرمایا: جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر کر دی گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا فقرہ تلاوت فرمایا۔ (سنن ابوداود:3599)

اور روایت میں ہے کہ صبح کی نماز کی بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر یہ فرمایا۔ (سنن ابوداود:3599)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان بھی مروی ہے "اللہ کے دین کو خلوص کے ساتھ تھام لو باطل سے ہٹ کر حق کی طرف آ جاؤ۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے والوں میں نہ بنو"۔ (عماد الدین ابن کثیر فی التفسیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:2:وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ﴾ (محمد: 7)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا' اور تمہارے قدم جمادے گا۔

وَفِی الْبَابِ حَدِیْثُ عَائِشَۃَ السَّابِقِ فِیْ بَابِ الْعَفْوِ ۔

اور اس باب کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو''باب العفو'' میں بیان ہو چکی ہے۔

(۶۵۲) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَۃَ بْنِ عَمْرِو الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اِنِّیْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلَاۃِ الصُّبْحِ مِنْ اَجْلِ فلانٍ مِمَّا یُطِیلُ بِنَا ! فَمَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَضِبَ فِیْ مَوْعِظَۃٍ قَطُّ اَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ یَوْمَئِذٍ ؛ فَقَالَ: ''یَا اَیُّھَا النَّاسُ، اِنَّ مِنْکُمْ مُنَفِّرِیْنَ، فَاَیُّکُمْ اَمَّ النَّاسَ فَلْیُوْجِزْ ؛ فَاِنَّ مِنْ وَّرَآئِہِ الْکَبِیْرَ وَالصَّغِیْرَ وَذَا الْحَاجَۃِ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◀◀ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمر والبدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں صبح کی نماز سے اس لئے پیچھے رہتا ہوں کہ فلاں شخص ہمیں لمبی نماز پڑھاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی وعظ کے وقت میں اتنے غصے میں نہیں دیکھا جتنا غصہ آپ کو اس دن آیا۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم میں سے بعض نفرت دلانے والے ہیں تم میں سے جو بھی لوگوں کی امامت کرے اسے چاہیے کہ نماز مختصر کرے، کیونکہ اس کے پیچھے بوڑھے بچے اور حاجت مند ہوتے ہیں۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 110 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**یطیل:** از، اطالۃً، و اطوالاً، بمعنی لمبا کرنا، طویل کرنا۔

## شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ امام کے قصور کی بنا پر اگر کوئی شخص جماعت چھوڑ دے تو گنہگار وہ نہیں ہے بلکہ امام، نیز حاکم یا بزرگ کے سامنے امام کی شکایت کر دینا جائز ہے، نہ یہ غیبت ہے اور نہ امام کی سرتابی، نیز حاکم مقتدیوں کے سامنے امام پر سختی بھی کر سکتا ہے اور ملامت بھی، اس میں اس کی اصلاح ہے نہ کہ ذلیل کرنا۔ درازیٔ نماز اگرچہ عبادت ہے مگر جب کہ اس سے کوئی خرابی نہ پیدا ہو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص356)

(۶۵۳) وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا، قَالَتْ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ،

652: بخاری، مسلم، احمد، ابن ماجہ، طبرانی

وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِي بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هتكَهُ وَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ، وَقَالَ: "يَا عَائِشَةُ، اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ!" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"السَّهْوَةُ": كَالصُّفَّةِ تَكُوْنُ بَيْنَ يَدَى الْبَيْتَ. وَ"الْقِرَام" بِكَسْرِ الْقَافِ: سِتْرٌ رَقِيقٌ، وَ"هَتَكَه": اَفْسَدَ الصُّوْرَةَ الَّتِى فِيْه.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لائے تو میں نے الماری کے سامنے باریک کپڑے کا پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو اس کو پھاڑ دیا اور آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپ نے فرمایا: اے عائشہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں مشابہت کی کوشش کرتے ہیں۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

السھوۃ: چبوترے جیسا جو گھر کے سامنے ہوتا ہے۔

القرام، قاف کے کسرہ سے۔ باریک پردہ۔

ھتکہ: اس کے اندر جو صورتیں تھیں ان کو خراب کر دیا۔

## شرح:

: ابوداود نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: "ملائکہ اس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں تصویر اور کُتا اور جنب ہو۔"

("سنن ابی داود"، کتاب الطھارۃ، باب الجنب یؤخر الغسل، الحدیث: ۲۲۷، ج۱، ص۱۰۹ ....)

جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو، اسے پہن کر نماز پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا، ناجائز ہے۔ یوہیں مصلّی کے سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلّق ہو، یا محلِ سجود میں ہو، کہ اس پر سجدہ واقع ہو، تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی یوہیں مصلّی کے آگے، یا داہنے، یا بائیں تصویر کا ہونا، مکروہ تحریمی ہے، اور پسِ پُشت ہونا بھی مکروہ ہے، اگرچہ ان تینوں صورتوں سے کم اور ان چاروں صورتوں میں کراہت اس وقت ہے کہ تصویر آگے پیچھے دہنے بائیں معلّق ہو، یا نصب ہو یا

---

653: بخاری، رقم الحدیث:5954، مسلم، رقم الحدیث:92/2107، نسائی، رقم الحدیث:5371

دیوار وغیرہ میں منقوش ہو، اگر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں، تو کراہت نہیں۔ اگر تصویر غیر جاندار کی ہے، جیسے پہاڑ دریا وغیرہا کی، تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

(الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج۲، ص۵۰۲۔۵۰۴، وغیرہما......)

(۶۵۴) وَ عَنْهَا: اَن قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَانُ الْمَرأةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ، فَقَالُوْا: مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالُوْا: مَنْ يَّجْتَرِءُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى؟!" ثُمَّ قامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: "اِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوْهُ، وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللّٰهِ، لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعتُ يَدَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ قریش اس مخزومیہ عورت کے متعلق بہت پریشان تھے جس نے چوری کی تھی۔ پس کہنے لگے: اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے کون بات کرے تو لوگوں نے کہا: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں ان کے علاوہ کون بات کرنے کی جرأت کرسکتا ہے! پس حضرت اسامہ نے اس سلسلہ میں آپ سے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تو اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد کے متعلق سفارش کر رہا ہے؟ پھر آپ نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا اور فرمایا: بے شک تم سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہوگئیں کہ اگر ان میں سے کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور شخص چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (ﷺ) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

(متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

یجتریء: از، اجتراءً، بمعنی بہت دلیر ہونا، بہادر ہونا، جری ہونا۔

## شرح:

یہ ہے ہمارے نبی اکرم ﷺ کا عدل وانصاف سبحان اللہ:

حضرت سیدتنا خولہ زوجہ حمزہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: "ایک آدمی کی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایک

654: بخاری، رقم الحدیث:3475، مسلم، رقم الحدیث:1688، ابوداؤد، رقم الحدیث: ج437، ترمذی، رقم الحدیث:1430، نسائی، رقم الحدیث:4914

وسق (60صاع) کھجوریں قرض تھیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ اسے ادا کرے، اس نے کم کھجوریں ادا کیں تو اس شخص نے لینے سے انکار کر دیا، انصاری نے کہا: "کیا تو اب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے گا؟" اس نے کہا: "کیوں نہیں، اور کون شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عادل ہوسکتا ہے۔" یہ سن کر حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں، پھر ارشاد فرمایا: "اس نے سچ کہا، مجھ سے زیادہ کون عدل کرنے کا حق دار ہے، اللہ عزوجل اس قوم کو پاک نہیں کرتا جس کا کمزور طاقتور سے اپنا حق پریشان ہوئے بغیر وصول نہیں کرسکتا۔" پھر ارشاد فرمایا: "اے خولہ رضی اللہ عنہا! شمار کرو اور اسے پورا ادا کرو، جو قرض دینے والے سے اس حال میں جدا ہوا کہ وہ اس سے راضی تھا تو اس کے لئے زمین کے چوپائے اور سمندر کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں، نیز جو بندہ قدرت کے باوجود اپنے قرض دینے والے سے ٹال مٹول کرتا ہے تو اللہ عزوجل ہر دن اور رات اس کا گناہ لکھتا ہے۔" (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۰۲۹، ج ۴، ص ۱۰)

(٦٥٥) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی نُخَامَۃً فِی الْقِبْلَۃِ، فَشَقَّ ذٰلِکَ عَلَیْہِ حَتّٰی رُؤِیَ فِی وَجْھِہٖ؛ فَقَامَ فَحَکَّہُ بِیَدِہٖ، فَقَالَ: "اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَامَ فِی صَلَاتِہٖ فَاِنَّہٗ یُنَاجِی رَبَّہٗ، وَاِنَّ رَبَّہٗ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْقِبْلَۃِ، فَلَا یَبْزُقَنَّ اَحَدُکُمْ قِبَلَ الْقِبْلَۃِ، وَلٰکِنْ عَنْ یَسَارِہٖ، اَوْ تَحْتَ قَدَمِہٖ" ثُمَّ اَخَذَ طَرَفَ رِدَائِہٖ فَبَصَقَ فِیْہِ، ثُمَّ رَدَّ بَعْضَہٗ عَلٰی بَعْضٍ، فَقَالَ: "اَوْ یَفْعَلُ ھٰکَذَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی جانب بلغم پڑا دیکھا۔ سو یہ بات آپ کو ناگوار گزری حتیٰ کہ اس کے آثار آپ کے چہرے پر دکھائی دیئے۔ آپ اُٹھے اور اس کو اپنے دست اقدس سے کھرچا، اور فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے اور اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔ اس لئے تم میں سے کوئی بھی قطعاً قبلہ کی جانب نہ تھوکے، بلکہ بائیں جانب یا دائیں جانب یا اپنے پاؤں کے نیچے تھوکے۔ پھر آپ نے اپنی چادر کا ایک پلو پکڑا۔ اس میں تھوکا اور کپڑے کو آپس میں رگڑ دیا اور فرمایا: یا اس طرح کرے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**نخامۃ:** بلغم، رینٹ، کھنگار،

655: احمد، رقم الحدیث: 5/12809، بخاری، رقم الحدیث: 241، مسلم، رقم الحدیث: 551، عبدالرزاق، رقم الحدیث: 1692، والحمیدی، رقم الحدیث: 1219

**فحکہ:** از، حکاً، رگڑنا،

**یبزقن:** از، بزقاً، بمعنی تھوکنا۔

## شرح:

اس حدیث کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں کہ:

وَالْاَمْرُ بِالْبُصَاقِ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ هُوَ فِيْمَا اِذَا كَانَ فِيْ غَيْرِ الْمَسْجِدِ، فَاَمَّا فِي الْمَسْجِدِ فَلَا يَبْصُقُ اِلَّا فِيْ ثَوْبِهٖ.

بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوکنے کا حکم اس وقت ہے' جب مسجد کے اندر نہ ہو' اور جب مسجد میں ہو تو اس وقت صرف اپنے کپڑے میں تھوکے۔

## ۷۸-بَابُ اَمْرِ وُلَاةِ الْاُمُوْرِ بِالرِّفْقِ بِرَعَايَاهُمْ وَنَصِيْحَتِهِمْ وَالشَّفْقَةِ عَلَيْهِمْ وَالنَّهْيِ عَنْ غَشِّهِمْ وَالتَّشْدِيْدِ عَلَيْهِمْ وَاِهْمَالِ مَصَالِحِهِمْ وَالْغَفْلَةِ عَنْهُمْ وَعَنْ حَوَائِجِهِمْ

## حکمرانوں کو رعایا سے نرمی اور شفقت کا سلوک کرنے' ان کی بہتری کا خیال رکھنے کا حکم اور ان پر سخت رویہ رکھنے' ان کے معاملات سے چشم پوشی کرنے اور ان کی بہتری کے سلسلہ میں سستی کرنے کی ممانعت کا بیان

نوٹ: شفقت اور رفق کا معنی ماقبل گزر چکا ہے۔

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (الشعراء: 215)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لئے ۝

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝﴾ (النحل: 90)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو ۝

تشریح:

حدیث شریف میں ہے بہترین اخلاق اللہ کو پسند ہیں اور بدخلقی کو وہ مکروہ رکھتا ہے۔

(عماد الدین ابن کثیر تفسیر تحت آیت مذکورہ، سلسلہ احادیث صحیحہ: 1378)

اکثم بن صیفی کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت اطلاع ہوئی تو اس نے خدمت نبوی میں حاضر ہونے کی ٹھان لی لیکن اس کی قوم اس کے سر ہوگئی اور اسے روک لیا اس نے کہا اچھا مجھے نہیں جانے دیتے تو قاصد لاؤ جنہیں میں وہاں بھیجوں۔

دو شخص اس خدمت کی انجام دہی کے لیے تیار ہوئے یہاں آ کر انہوں نے کہا کہ ہم اکثم بن صیفی کے قاصد ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں اور کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے سوال کا جواب تو یہ ہے کہ میں محمد بن عبد اللہ ہوں صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت انہیں پڑھ کر سنائی انہوں نے کہا دوبارہ پڑھیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پڑھی، یہاں تک کہ انہوں نے یاد کر لی۔

پھر واپس جا کر اکثم کو خبر دی اور کہا اپنے نسب پر اس نے کوئی فخر نہیں کیا۔ صرف اپنا اور اپنے والد کا نام بتا دیا لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہیں وہ بڑے نسب والے، مضر میں اعلیٰ خاندان کے ہیں اور پھر یہ کلمات ہمیں تعلیم فرمائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ہم نے سنے۔ یہ سن کر اکثم نے کہا وہ تو بڑی اچھی اور اعلیٰ باتیں سکھاتے ہیں اور بری اور سفلی باتوں سے روکتے ہیں۔ میرے قبیلے کے لوگو تم اسلام کی طرف سبقت کرو تا کہ تم دوسروں پر سرداری کرو اور دوسروں کے ہاتھوں میں دم بن کر نہ رہ جاؤ۔

اس آیت کے شان نزول میں ایک حسن حدیث مسند امام احمد میں وارد ہوئی ہے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگنائی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹھتے نہیں ہو؟ وہ بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہو کر باتیں کر رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دفعتہً اپنی نظریں آسمان کی جانب اٹھائیں کچھ دیر اوپر ہی کو دیکھتے رہے، پھر نگاہیں آہستہ آہستہ نیچی کیں اور اپنی دائیں جانب زمین کی طرف دیکھنے لگے اور اسی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخ بھی کر لیا اور اس طرح سر ہلانے لگے گویا کسی سے کچھ سمجھ رہے ہیں اور کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کہہ رہا ہے تھوڑی دیر تک یہی حالت طاری رہی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہیں اونچی کرنی شروع کیں، یہاں تک کہ آسمان تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں پہنچیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی پہلی طرح عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔

وہ یہ سب دیکھ رہے تھے، ان سے صبر نہ ہو سکا، پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی بار بیٹھنے کا اتفاق ہوا لیکن آج جیسا منظر تو کبھی نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ انہوں نے کہا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی پھر نیچیں کر لی اور اپنے دائیں طرف دیکھنے لگے اور اسی طرف گھوم کر بیٹھ گئے، مجھے چھوڑ دیا، پھر اس طرح سر ہلانے لگے جیسے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کہہ رہا ہو، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اچھی طرح سن سمجھ رہے ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا تم نے یہ سب کچھ دیکھا؟ اس نے کہا برابر دیکھتا ہی رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس اللہ کا نازل کردہ فرشتہ وحی لے کر آیا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کا بھیجا ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، ہاں اللہ کا بھیجا ہوا۔ پوچھا پھر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑھ سنائی۔ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسی وقت میرے دل میں ایمان بیٹھ گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے میرے دل میں گھر کر لیا۔ (مسند احمد: 1/318: عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(٦٥٦) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ: اَلْإِمَامُ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَّعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ، وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تم میں سے ہر ایک حکمران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا، امام حکمران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔ اور آدمی اپنے گھر کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور خادم اپنے مالک کے مال پر حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا اور تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

656: احمد، رقم الحدیث: 2/4495، بخاری، رقم الحدیث: 893، مسلم، رقم الحدیث: 1829، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2928، الترمذی، رقم الحدیث: 1705، ابن حبان، رقم الحدیث: 4489

## حلِ لغات:

راع: از، رعیاً و رعایۃً، بمعنی امیر کا انتظام مملکت کرنا،

## شرح:

یعنی یہ نہ سمجھو کہ صرف بادشاہ سے ہی اس کی رعایا کا سوال ہوگا ہم آزاد رہیں گے، نہیں بلکہ ہر شخص سے اپنے ماتحت لوگوں کے متعلق سوال ہوگا کہ تم نے ان کے دینی و دنیاوی حقوق ادا کیے یا نہیں۔ راعی کے لغوی معنے ہیں چرواہا، اصطلاح میں ہر محافظ اور حاکم کو راعی کہہ دیتے ہیں کہ جیسے چرواہا ساری بکریوں کا ذمہ دار ہوتا ہے کہ اگر ایک بکری بھی ضائع ہوگئ تو بکری والا اس سے مطالبہ کرتا ہے ایسے ہی رب تعالیٰ اس سے ماتحت بندوں کے متعلق سوال فرمائیے گا "قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا" مثلاً والد سے سوال ہوگا کہ تم نے اپنی بیوی بچوں کو رزق کیوں نہ پہنچایا، یہ بھی سوال ہوگا کہ انہیں نیک کیوں نہ بنایا۔

چونکہ سلطان کی حکومت وسیع ہے اس لیے اسکا حساب بھی وسیع ہوگا۔ وزیر کے معنے ہیں بوجھ اٹھانے والا، وزر بوجھ کو کہتے ہیں، چونکہ اس پر تمام سلطنت کا بوجھ ہوتا ہے اس لیے اسے وزیر کہا جاتا ہے اسی لیے متقی لوگ حکومت، قضا اور سلطنت قبول نہ کرتے تھے۔

اور مرد سے سوال ہوگا کہ تو نے اپنی بیوی بچوں کے شرعی حقوق ادا کیے یا نہیں، جن کا خرچہ تیرے ذمہ تھا انہیں خرچ دیا یا نہیں اور جن کی تعلیم تجھ پر لازم تھی انہیں تعلیم دی یا نہیں اور عورت سے سوال ہوگا کہ تو نے اپنے خاوند کی خدمت کی یا نہیں، خاوند کے مال اور اولاد کی خیر خواہی کی یا نہیں، بچوں کا پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے اس لیے ماں پر لازم ہے کہ انکی پرورش اور تربیت اچھی کرے، ماں فاطمہ زہرا جیسی پرہیزگار بنے تاکہ اس کی اولاد حسین جیسی ہونہار ہو اسی لیے اچھی لڑکیوں سے نکاح کرنا اچھا ہے کہ زمین اچھی ہو تو پیداوار بھی اچھی ہوتی ہے۔ شعر

بے ادب ماں با ادب اولاد جن سکتی نہیں　　　معدن زر معدن فولاد بن سکتی نہیں

بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر　　　کہ در آغوش شبیرے بگیری

خادم سے سوال ہوگا کہ تو نے مولیٰ کے مال میں خیانت تو نہیں کی اور اس کی خیر خواہی کی یا نہیں۔

یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ ہر شخص خود اپنے نفس اور اپنے اعضاء کا راعی و ذمہ دار ہے کہ اس سے اپنے اوقات، اپنے حالات، اپنے خیالات، آنکھ ناک کان وغیرہ کا حساب ہوگا کہ کہاں استعمال کیے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ" انسان جو بات بھی منہ سے نکالتا ہے اس کی بھی نگرانی ہوتی ہے۔ شعر

عقل و ہوش و گوش نعتہائے عرش　　　خرچ کردی و چہ آوردی ز فرش

غرضکہ ہر ایک سے اس کی ذمہ داریوں کو متعلق پرسش ہوگی، اللہ تعالیٰ ہی ہم گنہگاروں کا بیڑا پار لگائے پردے رکھے لغزشیں معاف کرے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5،ص585)

(٦٥٧) وَعَنْ اَبِیْ یعلی مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَّسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً، يَمُوْتُ يَوْمَ يَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِّرَعِيَّتِهٖ، اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ـ

وَفِیْ رِوَايَةٍ: "فَلَمْ يَحُطْهَا بِنُصْحِهٖ لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ" .

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "مَا مِنْ اَمِيْرٍ يَلِيْ اَمُوْرَ الْمُسْلِمِيْنَ، ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ لَهُمْ، اِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ" .

◀ ◀ حضرت ابویعلیٰ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس بندے کو اللہ تعالیٰ رعیت پر حاکم بناتا ہے، جب وہ مرجاتا ہے تو اپنی رعایا کو دھوکا دیتے ہوئے مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام فرمادیتا ہے۔(متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: اور وہ ان کو اپنی خیرخواہی میں نہیں لیتا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا' اور مسلم کی ایک روایت میں ہے' جو امیر مسلمانوں کے امور کا والی بنتا ہے پھر ان کے لئے محنت اور خیرخواہی نہیں کرتا تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

## تعارفِ راوی:

آپ کا نام شداد بن اوس اور کنیت ابویعلی ہے، حضرت حسان کے بھتیجے ہیں، شام میں قیام رہا۔(مرآۃ المناجیح جلددوم)

## شرح:

معقل میم کے فتحہ اور عین کے کسرہ سے، آپ شجرہ والے صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے حدیبیہ میں بیعت رضوان کی تھی، بصرہ میں قیام رہا، خواجہ حسن بصری آپ کے شاگرد ہیں۔(اشعہ) امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی۔

یہاں والی(رعایا) سے عام رعایا مراد ہے سلطان ہو یا حاکم، استاذ ہو یا ماں باپ، مسلمان رعایا کا ذکر اتفاقی ہے ورنہ اپنے ماتحت کفار رعایا اور کفار نوکر چاکروں کا بھی حساب ہوگا کہ ان کے شرعی حقوق ادا کیے یا نہیں۔

غاش بنا ہے غش سے بمعنی ملاوٹ وکھوٹ، یہاں غاش سے مراد ہے ان کے حقوق نہ ادا کرنے والا اور یا ان پر حق سے زیادہ بوجھ ڈالنے والا۔) مرقات (اس میں بھاری ٹیکس وغیرہ سب داخل ہیں۔

(اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کردی) لہٰذا وہ نجات پانے والے مؤمنوں کے ساتھ جنت میں نہ جائے گا اور اگر

657: بخاری، رقم الحدیث:6150، مسلم، رقم الحدیث:142

ان جرموں کوحلال جانتا تھا تو کبھی جنت میں نہ جائے گا یا ایسے ظالم کے متعلق اندیشہ ہے کہ اس کا خاتمہ خراب ہو اور وہ دائمی دوزخی بن جائے، یہاں موت کا ذکر فرما کر یہ بتایا کہ مرتے دم تک توبہ کا اسے موقعہ ہے مگر جیسی خیانت ویسی توبہ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص586)

**(٦٥٨) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ فِيْ بَيْتِيْ هٰذَا: "اَللّٰهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَاشْقُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ، فَارْفُقْ بِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .**

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اس گھر میں فرماتے سنا: اے اللہ! جو شخص میری امت کے امور کا والی بنے اور ان پر سختی کرے تو بھی اس پر سختی فرما اور جو میری امت کے امور کا والی بنے اور ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کرے تو بھی اس کے ساتھ نرمی فرما۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

ولی: از، ولایۃً، بمعنی والی ہونا، متصرف ہونا،

## شرح:

یہ اس آقائے دو جہاں کی بددعا ہے جو رحمۃ اللعالمین ہیں، امت پر ظلم سے قلب پاک کو بہت ہی تکلیف ہوتی ہے۔ظالم حاکم کی دنیا بھی برباد آخرت بھی خراب ہے، یہ بددعا دونوں مشقتوں کوشامل ہے۔شعر

پنداشت ستم گر کہ ستم بر ما کرد      بر گردن او بماند و بر ما بگذشت

یہ دعا بھی بہت شاندار ہے رحمدل حاکم کو دین و دنیا میں کامیابی کی دعا ہے۔حکام وسلاطین کو چاہیے کہ اپنے پیارے نبی کی دعا لیں۔شعر

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر      خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص589)

**(٦٥٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَاِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَسَيَكُوْنُ بَعْدِيْ**

---

650: مسلم، رقم الحدیث: 1828

659: احمد، رقم الحدیث: 2/7965، بخاری، رقم الحدیث: 3455، مسلم، رقم الحدیث: 1842، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 2871، ابن حبان، رقم الحدیث: 3555

خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ"، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: "اَوْفُوْا بِبَيْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ، ثُمَّ اَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ، وَاسْاَلُوا اللّٰهَ الَّذِيْ لَكُمْ، فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنو اسرائیل پر انبیاء علیہم السلام حکمرانی کرتے تھے۔ جب ایک نبی دنیا سے پردہ فرماتے تو دوسرے نبی آ جاتے' اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور عنقریب میرے بعد خلفاء ہوں گے اور وہ کثیر تعداد میں ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: پہلے کی بیعت پوری کرو اور پھر جو (اس کے بعد) پہلے ہو اس کی بیعت کرو۔ پھر تم ان کے حقوق ادا کرو' اور اپنے حقوق اللہ تعالیٰ سے طلب کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان خلفاء سے ان کی رعایا کے متعلق سوال کرے گا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

تسوسهم: از، سياسةً، بمعنی سیاست کرنا، امور کی تدبیر و انتظام کرنا۔

## شرح:

تسوس بنا ہے سیاست سے بمعنی ملکی و قومی انتظام جس میں دینی انتظام بھی داخل ہے یعنی بنی اسرائیل میں خود حضرات انبیاء کرام سارے قومی ملکی ملی دینی انتظام فرمایا کرتے تھے، ان کے جانشین امراء و خلفاء نہ ہوتے تھے بلکہ حضرات انبیاء کے خلفاء خود انبیاء ہوتے تھے، موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون سے فرمایا تھا اخلفنی من بعدی۔

(دوسرا نبی اس کے بعد تشریف لاتا) اس سے معلوم ہوا کہ خلافت اسلامیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے شروع ہوئی، اسلامی سلاطین کی بیعت اور حضرات مشائخ کرام کی مریدی اسلام کی خصوصیات سے ہے، پہلے شریعت و ملک کی حفاظت حضرات انبیاء کرام سے ہوتی تھی۔

(میرے بعد کوئی نبی نہیں) یعنی نہ تو میرے زمانہ میں کوئی نبی ہے جو میری موجودگی میں میرا خلیفہ ہو جیسے ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں کچھ روز کے لیے عارضی خلیفہ ہوئے جب موسیٰ علیہ السلام توریت لینے طور پر تشریف لے گئے اور نہ میرے بعد کوئی نبی ہے جو میرا مستقل خلیفہ ہو لہٰذا میرے خلفاء میرے دین کے سلاطین ہیں اور باطنی خلفاء حضرات اولیاء و علماء۔ خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام حضور کے بعد نبی نہیں وہ تو پہلے کے نبی ہیں اور اب بشان نبوت تشریف نہ لائیں گے بلکہ حضور کے امتی ہو کر اور خلیفہ امام مہدی ہی ہوں گے۔

یہاں خلفاء سے مراد ظاہری خلفاء ہیں یعنی اسلامی سلاطین و امراء خلفاء، خلافت تو قریش کے ساتھ خاص ہے اور سلطنت عام ہے، خلافت میں حکومت کے ساتھ نیابت مصطفوی بھی ہوتی ہے، سلطنت میں صرف حکومت ہے اسی لیے خلفاء راشدین کے زمانہ میں مشائخ سے بیعت نہ کی جاتی وہ خلفاء راشدین مشائخ بھی تھے انکی بیعت بیعت ارادت بھی ہوتی تھی اور بیعت حکومت بھی۔ (پھر ہم کیا کریں) یعنی اگر بہت سے خلیفہ بن جائیں تو ہم کیا کریں کس کی بیعت کریں۔

(اگلے پھر اس سے اگلے کی بیعت کرو) یعنی یکے بعد دیگرے خلفاء کی بیعت کرنا جب پہلا خلیفہ فوت ہوجائے تو اب جو خلیفہ بنے اس کی اطاعت کرو بیک وقت دو خلیفہ نہیں ہوسکتے، اگر ہوں تو پہلا خلیفہ ہوگا دوسرا باغی۔ چنانچہ خلافت حیدری میں امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق تھے اور حضرت امیر معاویہ باغی، جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان کے حق میں خلافت سے دست برداری فرمائی تب وہ سلطان برحق ہوئے۔ خیال رہے کہ بیک زمانہ مختلف ملکوں کے بادشاہ بہت ہوسکتے ہیں مگر تمام مسلمانوں کا خلیفہ ایک ہی ہوگا۔ آج پاکستان، ترکی، کابل، ایران اور پاکستان کے صدر یا بادشاہ الگ الگ ہیں مگر ان میں خلیفۃ المسلمین کوئی نہیں، امام مہدی تمام مسلمانوں کے خلیفۃ المسلمین ہونگے۔ اس حدیث کی بنا پر صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ ایک وقت میں دو پیروں کا مرید نہیں ہوسکتا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص576)

(٦٦٠) وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ، فَقَالَ لَهُ: اَىْ بُنَيَّ، اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ" فَاِيَّاكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا: اے میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بے شک سب سے برا حاکم وہ ہے جو سخت اور بے رحم ہو۔ اس لئے تم اس سے بچو کہ تمہارا شمار ان حاکموں میں ہو۔ (متفق علیہ)

(٦٦١) وَعَنْ اَبِىْ مَرْيَمَ الْاَزْدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَاحْتَجَبَ دُوْنَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ، احْتَجَبَ اللّٰهُ دُوْنَ حَاجَتِهِ وَخَلَّتِهِ وَفَقْرِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" فَجَعَلَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا عَلٰى حَوَائِجِ النَّاسِ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

◀ حضرت ابومریم ازدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو شخص مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی بنے اور وہ ان کی ضروریات اور فقر و فاقہ سے چشم

660: مسلم، فی الفازی، احمد

661: ابوداؤد، رقم الحدیث: 2948، الترمذی، رقم الحدیث: 1332، حاکم، رقم الحدیث: 4/4027

پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ضروریات اور فقر و فاقہ سے چشم پوشی فرمائے گا۔ پس یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک شخص کا تقرر کیا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

## حل لغات:

فاحتجب: از، احتجاباً، بمعنی چھپنا، روپوش ہونا،

## شرح:

ظاہر یہ ہے کہ حضرت معاویہ کی دورانِ سلطنت میں گئے یا صرف ملاقات کے لیے اور یہ حدیث تذکرۃً سنا دی یا یہ حدیث ہی سنانے کے لیے، پہلے معنے زیادہ ظاہر ہیں۔

(کسی چیز کا والی بنا دیا) کہ بادشاہ بنا دیا گیا یا حاکم۔ ولّی ماضی مجہول ہے لام کے شد سے یا فقط کسرہ سے یعنی باب تفعیل سے یا باب ضرب یضرب سے۔

مظلوم اور ذی الحاجت کے عموم میں ذمی اور مستامن کفار بھی داخل ہیں کیونکہ بادشاہ و حکام پر تمام رعایا کی داد رسی واجب ہے مسلمان ہوں یا کافر۔ دنیا و آخرت میں، اگر لوگ بادشاہ کے محتاج ہیں تو بادشاہ بھی رب تعالیٰ کا حاجت مند ہے۔

یعنی جب ایسے بادشاہ کو لوگوں کے تعاون کی ضرورت ہوئی تو اللہ اس پر رحمت کے دروازے بند کرلے گا کہ لوگ اس کی مدد نہ کریں گے۔ اس حدیث کا نظارہ کرنا ہے تو موجودہ زمانہ میں الیکشن کے وقت ووٹ کی بھیک مانگنے کا نظارہ کرو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص627)

# ۷۹-بَابُ الْوَالِیَ الْعَادِلِ

## عادل حکمران کا بیان

**والی کا معنی:** مالک، آقا، سردار، حاکم، بادشاہ، دوست، رشتہ دار، حمایتی، مددگار، مربی، سرپرست، محافظ، نگہبان، گورنر، صوبہ دار، حاکم صوبہ، (فیروز اللغات)

**آیت نمبر: 1** :قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ﴾ (النحل: 90) اَلْآیَۃ،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا۔

**آیت نمبر: 2** :وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَاَقْسِطُوا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ○﴾ (الحجرات: 9).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور عدل کرو بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں○

## تشریح:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "دنیا میں جو عدل وانصاف کرتے رہے وہ موتیوں کے منبروں پر رحمٰن عزوجل کے سامنے ہوں گے اور یہ بدلہ ہوگا ان کے عدل وانصاف کا"۔ (مسند احمد:2/159)

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے یہ لوگ ان منبروں پر رحمٰن عزوجل کے دائیں جانب ہوں گے یہ اپنے فیصلوں میں، اپنے اہل وعیال میں اور جو کچھ ان کے قبضہ میں ہے اس میں عدل سے کام لیا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم:18، عمادالدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

**(۶۶۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ: اِمَامٌ عَادِلٌ، وَّشَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبادة اللّٰه تَعَالٰی، وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَیْهِ، وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ، فَقَالَ: اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ، وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔**

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: سات لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سائے میں لے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ (1) عادل حکمران۔(2)اور وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے جوان ہوا۔(3)اور وہ آدمی جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق ہے۔(4)اور وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اسی محبت کی حالت میں اکٹھے ہوتے ہیں' اور اسی حالت میں جدا ہوتے ہیں۔(5) اور وہ شخص جسے صاحب منصب و جمال عورت دعوت گناہ دے تو وہ کہے: میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔(6) اور وہ شخص جو صدقہ کرے' اور صدقے کو اتنا خفیہ رکھے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔(7)اور ایک وہ آدمی جو خلوت میں خدا کو یاد کرے' اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑیں جائے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلداوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**نشاء:** از نشاءۃً، بمعنی نشونما پانا، بڑھنا۔

---

662: احمد، رقم الحدیث:2/6502، مسلم، رقم الحدیث:1827، نسائی، رقم الحدیث:5394، ابن حبان، رقم الحدیث:4484، حاکم، رقم الحدیث:4/7006، بیہقی، رقم الحدیث:88/87/10

## شرح:

اس حدیث کی شرح حدیث نمبر 452 کے تحت گزر چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(٦٦٣) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ: اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَاَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُوْا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عدل کرنے والے اللہ تعالیٰ کے پاس نور کے منبروں پر ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی حکومت، اہل وعیال اور رعایا کے متعلق عدل سے کام لیتے ہیں۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اَلْمُقْسِطِيْنَ: از، اقساطاً، بمعنی عدل ول انصاف کرنا،

## شرح:

مقسط باب افعال کا اسم فاعل ہے، اس کا مادہ قسط ہے بمعنی حصہ مگر اس میں لطف یہ ہے کہ مجرد کا اسم فاعل قاسط بمعنی ظالم آتا ہے یعنی دوسروں کا حصہ ظلماً لے لینے والا اور باب افعال کا اسم فاعل بمعنی عادل آتا ہے یعنی لوگوں کو ان کا حصہ دینے والا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا" بعض شارحین نے فرمایا کہ قسط بمعنی ظلم ہے باب افعال کا ہمزہ سلب کے لیے ہے لہٰذا اقساط کے معنے دفع ظلم مقسط بمعنی دفع ظلم کرنے والا یعنی عادل یا قاسط بنا قسوط بمعنی ظلم سے اور مقسط بنا ہے بمعنی انصاف سے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ "۔ غرضکہ اس کلمہ میں عجیب خوبی ہے۔

(نور کے منبروں پر ہوں گے) منابر جمع ہے منبر کی اور منبر اسم آلہ یا ظرف ہے منبر مصدر کا بمعنی اٹھانا اور چڑھانا، منبر چڑھانے اٹھانے کا آلہ یا اس کی جگہ۔ محشر میں مؤمنوں کے مقامات مختلف ہوں گے کوئی مشک کے ٹیلوں پر کوئی نور کے منبروں پر۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں منبر اپنے حقیقی معنے میں ہے تاویل کی کوئی ضرورت نہیں۔

**حکمهم** سے مراد ہے سلطنت وحکومت وقضاء جس کا تعلق عام رعایا سے ہے اور **اهلهم** سے مراد اپنے بال بچے

663: احمد، رقم الحدیث: 9/24036، مسلم، رقم الحدیث: 1855، ابن حبان، رقم الحدیث: 4589، بیہقی، رقم الحدیث: 158/8

نوکر چاکر ہیں جن کا تعلق گھر سے ہے اور ماولوا سے مراد وہ یتیم بیوگان وغیرہ ہیں جن کی پرورش اس کے ذمہ آن پڑی ہے۔غرضکہ سیاست مدنی اور تدبیر منزل سب میں عدل و انصاف کرتے ہیں، بعض شارحین نے فرمایا کہ ماولوا میں خود اپنی ذات بھی داخل ہے یعنی اپنے متعلق بھی انصاف سے کام لیتے ہیں۔مرقات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی امت کی تین قسمیں فرمائیں: ظالم، مقتصد اور سابق، سابق وہ ہے جو اپنے اندر عدل واحسان دونوں جمع کرے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5،ص590)

(۲۶۴) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ، وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ. وَشِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ، وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ!"، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَفَلَا نُنَابِذُهُمْ؟ قَالَ: "لَا، مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ . لَا، مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَوْلُهُ: "تُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ": تَدْعُوْنَ لَهُمْ .

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔تم ان کے لئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہیں۔تم ان پر لعنت بھیجتے ہو اور وہ تم پر لعنت بھیجتے ہیں۔راوی کہتے ہیں ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم ایسے حکمرانوں سے علیحدگی اختیار نہ کرلیں: آپ نے فرمایا: نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کریں۔ نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کریں۔(مسلم)

## تعارفِ راوی:

مالک بن عوف: بن سعد بن یربوع بن واثلہ بن دھمان بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن، ابوعلی نصری آپ کی کنیت ہے آپ نے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قصیدے میں یوں مخاطب کیا کہ

''میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا تمام لوگوں میں نہ دیکھا نہ سنا وہ جب دیتے ہیں تو بہت عطا کرتے ہیں جب تو چاہے گا تو تجھے کل کی خبر دیں گے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے قبیلہ کے مسلمانوں پر اور ثمالہ، سلمہ قبائل پر امیر مقرر فرمایا۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد ۵، حرف المیم، ص ۳۲۰)

## حلِ لغات:

تصلون علیھم: تم ان کے لئے دعا کرتے ہو۔

شرح:

یہاں آئمہ سے مراد والی ہیں خواہ سلطان ہو یا حکام۔(مرقات) مطلب یہ ہے کہ حکام عادل ہوں تم سے مل جل کر رہیں، تمہاری ان کی آپس میں محبت ہو، تمہارے ساتھ نمازوں میں شریک ہوں ایسے حکام اللہ کی رحمت ہیں جیسے عہد صحابہ میں ہوتا تھا اور بعد میں بھی عادل سلاطین میں رہا۔

(کیا ہم ان کی بیعت توڑ دیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں) جب تک سلاطین و حکام مسلمانوں میں جمعہ وعیدین قائم کریں، مسجدوں کا انتظام کریں، نمازوں کا اہتمام کریں تب تک تم ان کو علیحدہ نہ کرو ان کی بیعت نہ توڑو کیونکہ نمازیں قائم کرنا مؤمن ہونے کی علامت ہے، جو نمازیں قائم کرتا ہے وہ دین کا ضرور خیال رکھے گا، اس میں نماز کی اہمیت کا اظہار ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ"۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص571)

(۶۶۵) وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اَهلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ: ذُوْ سُلْطَانٍ مُّقْسِطٌ مُّوَفَّقٌ، وَّرَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيْفٌ مُّتَعَفِّفٌ ذُوْ عِيَالٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہمیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جنتی تین قسم کے لوگ ہیں: (1) عادل حکمران جو توفیق یافتہ ہے۔(2) رحم کرنے والے اور نرم دل آدمی جو ہر عزیز اور مسلمان سے مہربانی کا سلوک کرتا ہے۔(3) پاکباز اور کسی سے سوال نہ کرنے والا شخص جو عیال دار ہے۔(مسلم)

تعارفِ راوی:

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 605 کے تحت ہو چکا ہے۔

حلِ لغات:

رَقِيْقُ الْقَلْبِ: نرم دل والا۔

مُتَعَفِّفٌ: بچنے والا، (سوال سے بچنے والا)

شرح:

یعنی میری امت میں تین قسم کے لوگ یقیناً جنتی ہیں۔ جسے اللہ حکومت بھی دے تو وہ لوگوں کے ساتھ بھلائی اور سلوک کرے اسے خیر کرنے خیر کرانے کی توفیق ملے کہ حاکم درست ہو جانے سے رعایا خود درست ہو جاتی ہے۔

665: مسلم، رقم الحدیث 2865

دوسرا مہربان آدمی یعنی عوام مسلمانوں پر عموماً اور اپنے عزیز قرابت داروں پر خصوصاً مہربان ہو۔

تیسرا وہ مسلمان جو باوجود عیالدار ہونے کے کسی سے بھیک نہ مانگے گناہ کے قریب نہ جاوے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 7، ص 790)

# ۸۰-بَابُ وُجُوْبِ طَاعَةِ وَلَاةِ الْاَمْرِ فِیْ غَیْرِ مَعْصِیَةٍ وَّتَحْرِیْمِ طَاعَتِهِمْ فِی الْمَعْصِیَةِ

## معصیت کے بغیر حکم میں حکمران کی اطاعت کے واجب ہونے اور معصیت میں ان کی اطاعت کی حرمت کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ﴾ (النساء: 59)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

تشریح:

صحیح بخاری شریف میں بروایت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹے سے لشکر میں عبداللہ بن حذافہ بن قیس کو بھیجا تھا ان کے بارے میں یہ آیت اتری ہے، (صحیح بخاری 4584)

بخاری ومسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جس کی سرداری ایک انصاری رضی اللہ عنہ کو دی ایک مرتبہ وہ لوگوں پر سخت غصہ ہو گئے اور فرمانے لگے کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری فرمانبرداری کا حکم نہیں دیا؟ سب نے کہا ہاں بیشک دیا ہے، فرمانے لگے اچھا لکڑیاں جمع کرو پھر آگ منگوا کر لکڑیاں جلائیں پھر حکم دیا کہ تم اس آگ میں کود پڑو۔ ایک نوجوان نے کہا لوگو سنو آگ سے بچنے کے لیے ہی تو ہم نے دامن رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پناہ لی ہے تم جلدی نہ کرو جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ ہو جائے پھر اگر آپ بھی یہی فرمائیں تو بے جھجک اس آگ میں کود پڑھنا چنانچہ یہ لوگ واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ کہہ سنایا آپ نے فرمایا: "اگر تم اس آگ میں کود پڑتے تو ہمیشہ آگ ہی میں جلتے رہتے۔ سنو فرمانبرداری صرف معروف میں ہے"۔ (صحیح بخاری: 4340 عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

ابوداؤد میں ہے کہ مسلمان پر سننا اور ماننا فرض ہے جی چاہے یا طبیعت رو کے لیکن اس وقت تک کہ (اللہ تعالیٰ اور رسول کی) نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے، جب نافرمانی کا حکم ملے تو نہ سنے نہ مانے۔

(صحیح بخاری: 2955 عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

بخاری ومسلم میں ہے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت

لی کہ کام کے اہل سے اس کام کو نہ چھینیں۔لیکن جب تم ان کا کھلا کفر دیکھو جس کے بارے میں تمہارے پاس کوئی واضح الٰہی دلیل بھی ہو۔ (صحیح بخاری:7056عمادالدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

بخاری شریف میں ہے سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر حبشی غلام امیر بنایا گیا ہو چاہے کہ اس کا سر کشمش ہے۔

(صحیح بخاری:693)

مسلم شریف میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے خلیل یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سننے کی وصیت کی اگرچہ ناقص ہاتھ پاؤں والا حبشی غلام ہی ہو۔ (صحیح مسلم:1837)

مسلم کی ہی اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع کے خطبہ میں فرمایا: "چاہے تم پر غلام عامل بنایا جائے جو تمہیں کتاب اللہ کے مطابق تمہارا ساتھ چاہے تو تم اس کی سنو اور مانو"۔

ایک روایت میں غلام حبشی اعضاء کٹا کے الفاظ ہیں۔ (صحیح مسلم:1838)

ابن جریر میں ہے کہ میرے بعد والے تم سے ملیں گے نیکوں سے نیک اور بدوں سے بدتم ہر ایک اس امر میں جو مطابق ہو ان کی سنو اور مانو کہ میرے بعد نیک سے نیک اور بد سے بدتم کو ملیں گے تم پر ایک میں نے جو حق پر ہو اس کا سننا اور ماننا تم سے اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہو اگر وہ نیکی کریں گے۔ تو ان کے لیے نفع ہے اور تمہارے لیے بھی اور اگر وہ بدی کریں گے تو تمہارے لیے اچھائی ہے اور ان پر گناہوں کا بوجھ ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:9881)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بنو اسرائیل میں مسلسل لگاتار رسول آیا کرتے تھے ایک کے بعد ایک اور میرے بعد کوئی نبی نہیں مگر خلفاء بکثرت ہوں گے"، لوگوں نے پوچھا: پھر اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: "پہلے کی بیعت پوری کرو پھر اس کے بعد آنے والے کی ان کے حق انہیں دے دو اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعیت کے بارے میں سوال کرنے والا ہے"۔ (صحیح بخاری:3455)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو شخص اپنے امیر کا کوئی ناپسندیدہ کام دیکھے اسے صبر کرنا چاہیئے جو شخص جماعت کے بالشت بھر جدا ہو گیا پھر وہ جاہلیت کی موت مرے گا"۔ (صحیح بخاری:7143عمادالدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

ارشاد ہے جو شخص اطاعت سے ہاتھ کھینچ لے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے حجت و دلیل بغیر ملاقات کرے گا اور جو اس حالت میں مرے کہ اس کی گردن میں بیعت نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ (صحیح مسلم:1851)

عبدالرحمن رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں بیت اللہ شریف میں گیا دیکھا تو سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما ہیں اور لوگوں کا ایک مجمع جمع ہے میں بھی اس مجلس میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا اس وقت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی فرمایا ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک منزل میں اترے کوئی اپنا خیمہ ٹھیک کرنے لگا کوئی اپنے نیزے سنبھالنے لگا کوئی کسی اور کام میں مشغول ہو گیا، اچانک ہم نے سنا کہ

منادی والا ندا دے رہا ہے۔ ہم ہمہ تن گوش ہو گئے۔ اور سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمار ہے ہیں: "ہر نبی پر اللہ کی طرف سے فرض ہوتا ہے کہ اپنی امت کو تمام نیکیاں سکھادے اور تمام برائیوں سے جو اس کی نگاہ میں ہیں انہیں آگاہ کر دے۔ سنو میری امت کی عافیت کا زمانہ اول کا زمانہ ہے آخر زمانے میں بڑی بڑی بلائیں آئیں گی اور ایسے ایسے امور نازل ہوں گے جنہیں مسلمان ناپسند کریں گے اور ایک پر ایک فتنہ برپا ہوگا ایک ایسا وقت آئے گا کہ مومن سمجھ لے گا اسی میں میری ہلاکت ہے پھر وہ ہٹے گا۔ تو دوسرا اس سے بھی بڑا آئے گا جس میں اسے اپنی ہلاکت کا کامل یقین ہوگا بس یونہی لگا تار فتنے اور زبردست آزمائشیں اور کامل تکلیفیں آتی رہیں گے پس جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ جہنم سے بچ جانے اور جنت کا مستحق ہو اسے چاہیئے کہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے اور لوگوں سے وہ برتاؤ کرے جو خود اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ سنو جس نے امام سے بیعت کر لی اس نے اپنا ہاتھ اس کے قبضہ میں اور دل کی تمنائیں اسے دے دیں۔ اور اپنے دل کا پھل دے دیا اب اسے چاہیئے کہ اس کی اطاعت کرے اگر کوئی دوسرا اس سے خلافت چھیننا چاہے تو اس کی گردن اڑا دو"۔ عبدالرحمٰن رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں یہ سن کر قریب گیا اور کہا آپ کو میں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا خود آپ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنا ہے؟ تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے کان اور دل کی طرف بڑھا کر فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ان دو کانوں سے سنا اور میں نے اسے اپنے اس دل میں محفوظ رکھا ہے۔ مگر آپ کے چچا زاد بھائی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہمیں اپنے مال باطل سے کھانے اور آپس میں ایک دوسرے سے جنگ کرنے کا حکم دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کاموں سے ممانعت فرمائی ہے، اسے سن کر عبداللہ ذرا سی دیر خاموش رہے پھر فرمایا اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اگر اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں تو اسے نہ مانو۔ (صحیح مسلم:1844، عمادالدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

اس بارے میں حدیثیں اور بھی بہت سی ہیں۔

اسی آیت کی تفسیر میں سدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جس کا امیر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنایا اس لشکر میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ لشکر جس قوم کی طرف جانا چاہتا تھا چلا، رات کے وقت اس کی بستی کے پاس پہنچ کر پڑاؤ کیا ان لوگوں کو اپنے جاسوسوں سے پتہ چل گیا اور چھپ چھپ کر سب راتوں رات بھاگ کھڑے ہوئے۔ صرف ایک شخص رہ گیا اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا انہوں نے اس کا سب اسباب جلا دیا یہ شخص رات کے اندھیرے میں سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آیا اور سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہا ے ابوالیقظان میں اسلام قبول کر چکا ہوں اور گواہی دے چکا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں میری ساری قوم تمہارا آنا سن کر بھاگ گئی ہے صرف میں باقی رہ گیا ہوں تو کیا کل میرا یہ اسلام مجھے نفع دے گا؟ اگر نفع نہ دے تو میں بھی بھاگ جاؤں سیدنا عمار

رضی اللہ عنہ نے فرمایا یقیناً یہ اسلام تمہیں نفع دے گا تم نہ بھاگو بلکہ ٹھہرے رہو۔ صبح کے وقت جب سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے لشکر کشی کی تو سوائے اس شخص کے وہاں کسی کو نہ پایا اسے اس کے مال سمیت گرفتار کر لیا گیا جب سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اسے چھوڑ دیجیے یہ اسلام لا چکا ہے اور میری پناہ میں ہے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کون ہو جو کسی کو پناہ دے سکو؟ اس پر دونوں بزرگوں میں کچھ تیز کلامی ہوگئی اور قصہ بڑھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی پناہ کو جائز قرار دیا اور فرمایا آئندہ امیر کی طرف سے پناہ نہ دینا پھر دونوں میں کچھ تیز کلامی ہونے لگی اس پر سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے حضور سے کہا اس ناک کٹے غلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں کہتے؟ دیکھئے تو یہ مجھے برا بھلا کہہ رہا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خالد، عمار کو برا نہ کہو، عمار کو گالیاں دینے والے کو اللہ گالیاں دے گا، عمار سے دشمنی کرنے والے سے اللہ دشمنی رکھے گا، عمار پر جو لعنت بھیجے گا اس پر اللہ کی لعنت نازل ہوگی"۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ غصہ میں چل دیئے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دوڑ کر ان کے پاس گئے، دامن تھام لیا معذرت کی اور اپنی تقصیر معاف کرائی تب تک پیچھا نہ چھوڑا جب تک کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ راضی نہ ہو گئے، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (تفسیر ابن جریر الطبری ن 9866 عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ فرماتے ہیں اولی الامر سے مراد سمجھ بوجھ اور دین والے ہیں یعنی علماء ظاہر بات تو یہ معلوم ہوتی ہے آگے حقیقی علم اللہ کو ہے کہ یہ لفظ عام ہیں امراء علماء دونوں اس سے مراد ہیں جیسے کہ پہلے گزرا قرآن فرماتا ہے »لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ" (المائدہ:63:5) یعنی "انہیں کیوں نہیں منع کرتے ان کے پادری اور درویش گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے"

صحیح حدیث میں ہے »مَنْ اَطَاعَنِي فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَا اللّٰهَ وَمَنْ اَطَاعَ اَمِيرِي فَقَدْ اَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَ اَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي« میری اطاعت کرنے والا اللہ کی اطاعت کرنے والا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری فرمانبرداری کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی (صحیح بخاری 7137، عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

پس یہ ہیں احکام علماء امراء کی اطاعت کے اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو یعنی اس کی کتاب کی اتباع کرو اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اے اللہ کے رسول! یعنی اس کی سنتوں پر عمل کرو اور حکم والوں کی اطاعت کرو یعنی اس چیز میں جو اللہ کی اطاعت ہو، اللہ کے فرمان کے خلاف اگر ان کا کوئی حکم ہو تو اطاعت نہ کرنی چاہیئے ایسے وقت علماء یا امراء کی ماننا حرام ہے جیسے کہ پہلی حدیث گزر چکی کہ اطاعت صرف معروف میں ہے یعنی فرمان اللہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرے میں۔ مسند احمد میں ہے اس سے

بھی زیادہ صاف حدیث ہے جس میں ہے کسی کی اطاعت اللہ تعالیٰ کے فرمان کے خلاف جائز نہیں۔

(مسند احمد: 426/4؛ عمادالدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت ...)

(٦٦٦) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ، اِلَّا اَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ہر مسلمان شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ حاکم کا حکم سنے اور اس کی اطاعت کرے خواہ وہ حکم اسے پسند ہو یا ناپسند، مگر یہ کہ جب اس کو گناہ کا حکم دیا جائے' اور اگر اس کو گناہ کا حکم دیا جائے تو وہ نہ سنے اور نہ اطاعت کرے۔ (متفق علیہ)

(٦٦٧) وَعَنْهُ، قَالَ: كُنَّا اِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، يَقُوْلُ لَنَا: "فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی اس بات پر بیعت کرتے کہ ہم آپ کا حکم سنیں گے اور آپ کی اطاعت کریں گے تو آپ ہمیں فرماتے: جو تمہاری استطاعت میں ہو۔ (متفق علیہ)

(٦٦٨) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَنْ خَلَعَ يَدًا مِّنْ طَاعَةٍ لَّقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَّاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهِ بَيْعَةٌ، مَّاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ: "وَمَنْ مَّاتَ وَهُوَ مُفَارِقٌ لِّلْجَمَاعَةِ، فَاِنَّهُ يَمُوْتُ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً" ۔

"اَلْمِيتَةُ" بِكَسْرِ الْمِيمِ ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو اطاعت کے بندھن سے آزاد ہو جائے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی اور جو اس حالت میں مرے کہ اس کی گردن میں اطاعت کا طوق نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے: جو شخص اس حالت میں مرے کہ وہ جماعت مسلمین سے علیحدہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

---

666: بخاری، رقم الحدیث: 7144، مسلم، رقم الحدیث: 1839، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2626، ترمذی، رقم الحدیث: 1713، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 2864

667: بخاری، مسلم فی المغازی، ترمذی فی السیر

668: بخاری، رقم الحدیث: 7202، مسلم، رقم الحدیث: 1867، ترمذی، رقم الحدیث: 1593، نسائی، رقم الحدیث: 4198

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اَلْمِيتَةُ: میم کے کسرہ سے ہے، بمعنی موت۔

## شرح:

اس حدیث میں دلیل سے مراد بندے کے ایمان وتقویٰ کی دلیل وثبوت ہے اور بیعت سے اگر خلیفہ و سلطان اسلام کی بیعت مراد ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ جب خلیفہ رسول یا سلطان اسلام موجود ہو پھر یہ اس کی بیعت خلافت نہ کرے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا اور اگر بیعت سے عام بیعت مراد ہے خواہ بیعت خلافت ہو یا بیعت ارادہ تو حدیث مطلق ہے کہ جو بغیر مرشد پکڑے مرجائے اس کی موت کفار کی سی ہے۔صوفیاء فرماتے ہیں جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے، یہ حدیث ان کی دلیل ہے۔خیال رہے کہ بیعت بہت قسم کی ہے: بیعت اسلام، بیعت اطاعت اور بیعت ارادت۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5،ص575)

(٦٦٩) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا، وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، كَاَنَّ رَاْسَهُ زَبِيْبَةٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام حاکم بنادیا جائے جس کا سرخشک انگور جتنا ہو۔(بخاری)

(٦٧٠) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَلَيْكَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيْ عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ، وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ، وَاَثَرَةٍ عَلَيْكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم پر سننا اور اطاعت کرنا ضروری ہے۔آسانی میں بھی اور تنگی میں بھی، تمہاری پسند میں بھی اور ناپسند میں بھی اور اس حالت میں بھی کہ تم پر کسی کو ترجیح دی جائے۔(مسلم)

(٦٧١) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خِبَاءَهُ، وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ، وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِيْ جَشَرِهِ،

669: بخاری کتاب الصلوٰۃ، ابن ماجہ فی الجہاد

670: مسلم، رقم الحدیث: 1836، نسائی، رقم الحدیث: 4166

671: مسلم، رقم الحدیث: 1844، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4248، نسائی، رقم الحدیث: 4202، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3956

اِذْ نَادٰی مُنَادِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَلصَّلٰوةَ جَامِعَةً ۔ فَاجْتَمَعْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ يَّدُلَّ اُمَّتَهُ عَلٰی خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ ۔ وَاِنَّ اُمَّتَكُمْ هٰذِهٖ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِيْ اَوَّلِهَا، وَسَيُصِيْبُ اٰخِرَهَا بَلَاءٌ وَّاُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا، وَتَجِيْءُ فِتْنَةٌ يُّرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَّتَجِيْءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهٖ مُهْلِكَتِيْ، ثُمَّ تَنْكَشِفُ، وَتَجِيْءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهٖ هٰذِهٖ ۔ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ، وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ، فَلْتَاْتِهٖ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، وَلْيَاْتِ اِلَی النَّاسِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُّؤْتٰی اِلَيْهِ ۔ وَمَنْ بَايَعَ اِمَامًا فَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهٖ، وَثَمَرَةَ قَلْبِهٖ، فَلْيُطِعْهُ اِنِ اسْتَطَاعَ، فَاِنْ جَآءَ اٰخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوْا عُنُقَ الْاٰخَرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

قَوْلُهُ: "يَنْتَضِلُ" اَيْ: يُسَابِقُ بِالرَّمْيِ بِالنَّبْلِ وَالنُّشَّابِ ۔ وَ"الْجَشَرُ": بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالرَّاءِ، وَهِيَ: الدَّوَابُّ الَّتِيْ تَرْعٰی وَتَبِيْتُ مَكَانَهَا ۔

◀◀ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سفر پر تھے کہ ہم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ ہم میں سے کوئی اپنا خیمہ درست کرنے لگا، کچھ تیراندازی کا مقابلہ کرنے لگے، اور کچھ لوگ جانوروں کے پاس تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا دی: نماز کی جماعت کھڑی ہونے والی ہے۔ پس ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: مجھ سے پہلے ہر نبی کا یہ فرض تھا کہ وہ اپنی امت کو ان کی بہتری کی ہر وہ چیز بتائے جو وہ جانتا ہے' اور انہیں ہر چیز سے ڈرائے جو اس کے علم میں ان کے لئے بری ہے' اور تمہاری اس امت کی عافیت اس کے ابتدائی حصہ میں رکھ دی گئی ہے' اور اس کے آخر میں آفتیں اور ایسے امور نازل ہوں گے جن کو تم ناپسند کرتے ہو۔ اور فتنے آئیں گے اور ایک فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا: یہ فتنہ مجھے ہلاک کر دینے والا ہے۔ پھر وہ فتنہ گزر جائے گا' اور ایک اور فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا: یہ مجھے ہلاک کر دے گا۔ پس تم میں سے جو چاہتا ہے کہ اسے آگ سے بچا لیا جائے اور اس کو جنت میں داخل کر دیا جائے تو اسے اس حالت میں موت آنی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کو وہی چیز دے جو وہ پسند کرتا ہے کہ اسے ملے اور جو کسی حکمران کی بیعت کرے اپنا ہاتھ بھی اس کے ہاتھ میں دے' اور دل کا خلوص بھی اس کو پیش کرے تو اس کو چاہیے کہ حسب استطاعت اس کی فرمانبرداری کرے' اور اگر کوئی دوسرا اس سے امارت چھیننا چاہے تو اس کی گردن اڑا دو۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 138 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

ينتضل: کا معنیٰ ہے: تیراندازی کا مقابلہ کرنے لگے۔

الجشر: جیم اور شین معجمہ کے فتحہ اور راء کے ساتھ وہ چوپائے جو چرتے ہیں اور اسی جگہ رات گزارتے ہیں۔

## شرح:

اس حدیث کی شرح میں خود امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وَقَوْلُهُ: "يُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا" اَیْ: يُصَيِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا رَقِيْقًا: اَیْ خَفِيْفًا لِعِظَمِ مَا بَعْدَهُ، فَالثَّانِیْ يُرَقِّقُ الْاَوَّلَ ۔ وَقِيْلَ مَعْنَاهُ يُشَوِّقُ بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ بِتَحْسِيْنِهَا وَتَسْوِيْلِهَا، وَقِيْلَ: يُشْبِهُ بَعْضُهَا بَعْضًا ۔

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "یرقق بعضها بعضا: کا معنیٰ ہے: ایک دوسرے کو نرم کردے گا۔ یعنی دوسرے کی شدت اور سختی کی وجہ سے پہلا معمولی نظر آئے گا۔ گویا دوسرا پہلے کو نرم کردے گا' اور بعض نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ایک فتنہ دوسرے کا شوق پیدا کردے گا، کیونکہ وہ اس کو عمدہ اور خوبصورت بنا کر پیش کرے گا' اور بعض نے کہا: ایک فتنہ دوسرے فتنہ سے مشابہ ہوگا۔

(۶۷۲) وَعَنْ اَبِیْ هُنَيْدَةَ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَاَلَ سَلَمَةُ بن يَزِيْدَ الْجُعْفِیُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا نَبِیَّ اللّٰهِ، اَرَاَيْتَ اِنْ قَامَت عَلَيْنَا اُمَرَاءُ يَسْاَلُوْنَا حَقَّهُمْ، وَيَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا، فَمَا تَاْمُرُنَا؟ فَاَعْرَضَ عنه، ثُمَّ سَاَلَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اسْمَعُوا وَاَطِيْعُوْا، فَاِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوْا، وَعَلَيْكُمْ مَا حملتُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ حضرت ابوہنیدہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سلمہ بن یزید الجعفی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا نبی اللہ! اگر ایسے لوگ ہمارے امیر بن جائیں جو ہم سے اپنا حق طلب کریں اور ہمارا حق ہمیں نہ دیں تو اس صورت میں ہمارے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے رخ انور پھیر لیا۔ انہوں نے پھر عرض کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو اور اطاعت کرو کیونکہ ان کی ذمہ داری ان پر ہے' اور تمہاری ذمہ داری تم پر ہے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

وائل ابن حجر: آپ حضرمی ہیں، حضرموت کے سرداروں میں سے آپ بھی سردار تھے آپ کے والد یعنی حجر وہاں کے بادشاہ تھے وائل حضور کی خدمت میں وفد بن کر آئے حضور انور نے آپ کی آمد سے پہلے خبر دیدی کہ وائل ابن حجر دور

672: مسلم، رقم الحدیث: 1846، ترمذی، رقم الحدیث: 2199

دراز زمین حضرموت سے بخوشی و رغبت اللہ رسول کی طرف آرہے ہیں وہ بادشاہوں کی اولاد ہیں جب آپ حضور انور کے پاس پہنچے تو حضور انور نے مرحبا کہا اپنے پاس بلایا ان کے واسطے اپنی چادر شریف بچھادی اس پر انہیں بٹھایا اور دعا کی کہ وائل ان کی اولاد اولاد کی اولاد ان کی اولاد کی اولاد میں برکت دے اور حضرموت کے قبیلوں کا سردار بنایا آپ کے بیٹے عبدالجبار اور علقمہ وغیرہم آپ سے روایات لیتے ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الواؤ، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حلِ لغات:

اعرض: از، اعراضاً، بمعنی روگردانی کرنا،

## شرح:

نبی اکرم نے فرمایا سنو اور مانو) یعنی قولاً سنو اور عملاً ان کی اطاعت کرو یا ظاہراً سنو اور باطناً ان کی اطاعت کرو۔) مرقات (خلاصہ یہ ہے کہ اپنے حقوق کے لیے ملک کو ویران نہ کرو، بغاوت سے ملک کی ویرانی ہوتی ہے، قوم پر اشخاص قربان ہونے چاہیے اور دین پر تن من دھن فدا ہونے لازم ہیں۔

پھر فرمایا ان بادشاہوں اور حکام پر شرعاً عدل و انصاف رعایا پروری ادائے حقوق واجب ہے اور رعایا پر ان کی اطاعت وفرمانبرداری لازم ان سے ان کی ذمہ داریوں کا سوال ہوگا اور تم سے تمہاری ذمہ داریوں کا حساب ہوگا، اگر وہ اپنے فرائض کی ادا میں کوتاہی کرتے ہیں تو تم اپنے فرائض میں کوتاہی کیوں کرو تم کو اپنی قبر میں سونا ہے ان کو اپنی قبر میں سونا۔ علیھم اور علیکم کے مقدم فرمانے سے حصر کا فائدہ حاصل ہوا۔ سبحان اللہ! کیسا ایمان افروز فرمان ہے کہ اپنے حقوق کی فکر کرو دوسروں کی فکر چھوڑو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص۳۷۴)

(۶۷۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِيْ اَثَرَةٌ وَاُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا!" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَيْفَ تَاْمُرُ مَنْ اَدْرَكَ مِنَّا ذٰلِكَ؟ قَالَ: "تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِيْ عَلَيْكُمْ، وَتَسْاَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد ایسی ترجیحات اور ایسے امور پیش آئیں گے جن کو تم ناپسند کرو گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! جو ہم میں سے ایسی صورت حال دیکھے اس کے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: جو حقوق تم پر ہیں وہ تم ادا کرو اور اپنے حقوق کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرو۔ (متفق علیہ)

673: بخاری فی علامات، مسلم فی المغازی، ترمذی فی الفتن

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 38 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

تنکرونھا: از، انکاراً، بمعنی حق کا انکار کرنا،

## شرح:

(میرے بعد خودغرض حکمران ہوں گے) کہ تمہارے حقوق بادشاہ دوسرے کو دیں گے تم کو تمہارے حقوق سے محروم کر دیا کریں گے۔

(تم وہ حق ادا کرو جو تمہارے ذمہ ہے) یعنی محض اپنا حق لینے کے لیے بغاوت نہ کرنا بلکہ ان سلاطین کی جائز اطاعت کیے جانا اور رب تعالیٰ سے دعا کیا کرنا کہ خدایا ان کو ہمارے حقوق ادا کرنے کی توفیق دے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص575)

(۶۷۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ، وَمَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ، وَمَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ (متفق علیہ)

(۶۷۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ کَرِهَ مِنْ اَمِیْرِهٖ شَیْئًا فَلْیَصْبِرْ، فَاِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَّاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے امیر کی کسی چیز کو ناپسند کرتا ہو اسے چاہیے کہ صبر کرے، کیونکہ جو شخص امیر کی اطاعت سے بالشت بھر بھی نکل گیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (متفق علیہ)

---

674: احمد، رقم الحدیث: 3/8513، بخاری، رقم الحدیث: 7137، مسلم، رقم الحدیث: 1835، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2624، ترمذی، رقم الحدیث: 1762، نسائی، رقم الحدیث: 4202، ابن حبان، رقم الحدیث: 4556، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3

675: بخاری، رقم الحدیث: 7053، مسلم، رقم الحدیث: 1849

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

کَرِہ: از، کراھۃً، بمعنی ناپسند کرنا،

شبراً: بالشت سے ناپنا۔

## شرح:

(صبر کرے) یعنی اگر حاکم یا سلطان میں کوئی شرعی یا طبعی یا اخلاقی نقص دیکھے تو صرف اس وجہ سے اس پر خروج نہ کرے اور اس کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کرے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ احسن طریقہ سے اس کی اصلاح بھی نہ کرے۔ جابر حاکم کے سامنے کلمہ حق کہہ دینا تو اعلی درجہ کا جہاد ہے، اصلاح اور چیز ہے خروج کچھ اور۔

(جو بولشت بھر حاکم کی اطاعت سے نکل کر مرا) یعنی جو مسلمانوں کی اس جماعت سے جو کسی سلطان اسلام پر متفق و متحد ہوں تھوڑا سا بھی الگ رہے گا اس کا انجام وہ ہوگا جو آگے مذکور ہے۔ یعنی اس کی موت زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی سی موت ہوگی کہ نہ ان کا کوئی سلطان ہوتا تھا نہ جماعت نہ ان میں تنظیم تھی نہ قومی اتفاق۔ (مرقات) اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کافر ہوگا۔ خیال رہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے یزید پلید کو سلطان اسلام بنانے کا مسئلہ تھا نہ کہ بنے ہوئے سلطان کی اطاعت کا مسئلہ لہٰذا اس عالی جناب کی ذات مقدس اس حدیث کی زد میں نہیں آ سکتی، جیسے فاسق کو امام نماز بنانا مکروہ وممنوع ہے مگر جس مسجد میں فاسق آدمی امام بن جائے تو اس کی وجہ سے جماعت نہ چھوڑے اس کے پیچھے پڑھے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص569)

**(۶۷۶) وَعَنْ اَبِیْ بَکْـرَۃَ رَضِـیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَنْ اَھَانَ السُّلْطَانَ اَھَانَہُ اللّٰہ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔**

◄◄ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو حکمران کی توہین کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کر دیتا ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو بکرہ نفیع ب حارث رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 10 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

676: احمد، رقم الحدیث: 7/20577، ترمذی، رقم الحدیث: 2231

## حلِ لغات:

اَهَانَهُ: از، اهانةً، بمعنی بےعزتی کرنا، گستاخی کرنا،

## شرح:

سبحان اللہ! کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ سلطان اسلام کے وقار سے اسلام کا وقار، مسلمانوں کا رعب، ملک کا انتظام ہے ، جب اس کا وقار ہی ختم ہوگیا تو یہ سب کچھ ختم ہوگیا۔ باریک کپڑے پہننا حرام نہیں مگر وقارِ سلطان بگاڑنا حرام ہے۔

حکایت: حضرت امام جعفر صادق ایک بار نہایت اعلیٰ جبہ پہنے تھے سفیان ثوری نے عرض کیا اے ابن رسول اللہ یہ باس آپ کے لیے موزوں نہیں تو آپ نے سفیان کا ہاتھ اپنی آستین میں ڈالا دیکھا کہ نیچے پشمینہ کا جبہ ہے فرمایا یہ اوپر کا لباس مخلوق کے لیے ہے اور یہ اندرونی لباس خالق کے لیے۔) مرقات (الناس باللباس آج کل اعلیٰ لباس ذریعہ عزت ہے۔

حکایت: فرقہ نجی جو ٹاٹ کے کپڑے پہنتا تھا حضرت امام حسن کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نہایت اعلیٰ جوڑا پہنے تھے، وہ بنظر اعتراض آپ کے کپڑے چھونے لگا تو آپ نے فرمایا کیا دیکھتا ہے مجھ پر جنتیوں کا لباس ہے اور تجھ پر دوزخیوں کا لباس ہے، پھر فرمایا اکثر ٹاٹ پہننے والے دوزخی ہوں گے جن کے جسم پر ٹاٹ ہے دل میں تکبر ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص595)

وَفِی الْبَابِ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَةٌ فِی الصَّحِیْحِ ۔ وَقَدْ سَبَقَ بَعْضُهَا فِیْ اَبْوَابٍ ۔

اس باب کے متعلق صحیح میں بہت سی احادیث موجود ہیں جن میں سے بعض دوسرے ابواب میں گزر چکی ہیں۔

# ۸۱-بَابُ النَّهْیِ عَنْ سُؤَالِ الْاِمَارَةِ وَاخْتِیَارِ تَرْكِ الْوَلَایَاتِ اِذَا لَمْ یَتَعَیَّنْ عَلَیْهِ اَوْ تَدْعُ حَاجَةٌ اِلَیْهِ

## امارت طلب کرنے کی ممانعت اور امارت کو تقاضوں پر پورا نہ کرسکنے یا ضرورت کی صورت میں امارت ترک کردینے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَّالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝﴾ (القصص: 83) .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے ۝

## تشریح:

یہاں پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "جنت اور آخرت کی نعمت صرف انہی کو ملے گی جن کے دل خوف الٰہی سے بھرے ہوئے ہوں اور دنیا کی زندگی تواضع فروتنی عاجزی اور اخلاق کے ساتھ گزار دیں۔ کسی پر اپنے آپ کو اونچا اور بڑا نہ سمجھیں ادھر ادھر فساد نہ پھیلائیں سرکشی اور برائی نہ کریں۔ کسی کا مال ناحق نہ ماریں اللہ کی زمین پر اللہ کی نافرمانیاں نہ کریں"۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جسے یہ بات اچھی لگے کہ اس کی جوتی کا تسمہ اپنے ساتھی کی جوتی کے تسمے سے اچھا ہو تو وہ بھی اسی آیت میں داخل ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب وہ فخر غرور کرے۔ اگر صرف بطور زیبائش کے چاہتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

جیسے صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری تو یہ چاہت ہے کہ میری چادر بھی اچھی ہو میری جوتی بھی اچھی ہو تو کیا یہ بھی تکبر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں نہیں یہ تو خوبصورتی ہے اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ (صحیح مسلم: 147، عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(۶۷۷) وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ، لَا تَسْاَلِ الْاِمَارَةَ؛ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَاِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْاَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا، وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ، فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَاْتِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ابوسعید عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! امارت کا سوال کبھی نہ کرنا، کیونکہ اگر بغیر طلب کئے تجھے امارت دی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر تیرے طلب کرنے پر تجھے امارت دی گئی تو تجھے امارت کے سپرد کر دیا جائے گا (اور تو نصرت خداوندی سے محروم ہو جائے گا) اور جب تو کسی بات پر قسم کھائے اور پھر تو دیکھے کہ دوسرا پہلو اس سے بہتر ہے تو بہتر پہلو پر عمل کرنا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دینا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

عبدالرحمٰن ابن سمرہ: آپ قرشی ہیں، فتح مکہ کے دن ایمان لائے، پھر حضور انور کے ساتھ رہے آپ کا شمار اہل بصرہ سے ہے ۵۱ھ اکیاون میں وہاں ہی وفات پائی ایک خلقت نے آپ سے روایات لیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مراۃ المناجیح جلد ہشتم)

677: بخاری، مسلم، ابوداؤد

## شرح:

قسم کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس ۱۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا اون کو کپڑے پہنانا ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ ان تین باتوں میں سے جو چاہے کرے۔("تبیین الحقائق"، کتاب الایمان، ج ۳، ۴۳۰......)

)یاد رہے! جہاں کفارہ ہے بھی تو وہ صرف آیندہ کے لئے کھائی گئی قسم پر ہے، گزشتہ یا موجودہ کے متعلق کھائی ہوئی قسم پر کفارہ نہیں۔مثلاً کہا: ''خدا کی قسم! میں نے کل ایک بھی گلاس ٹھنڈا پانی نہیں پیا۔'' اگر پیا تھا اور یاد ہونے کے باوجود جھوٹی قسم کھائی تھی تو گنہگار ہوا توبہ کرے، کفارہ نہیں)

(۶۷۸) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "یَا اَبَا ذَرٍّ، اِنِّـیْ اَرَاکَ ضَـعِیْفًا، وَّاِنِّیْ اُحِبُّ لَکَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِی ۔ لَا تَاَمَّرَنَّ عَلٰی اثْنَیْنِ، وَلَا تَوَلَّیَنَّ مَالَ یَتِیْمٍ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! میں تجھے کمزور دیکھتا ہوں اور میں تیرے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔کبھی از خود دو آدمیوں کا بھی امیر نہ بننا اور نہ کبھی یتیم کے مال کا والی بننا۔(مسلم)

(۶۷۹) وَعَنْہُ، قَـالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلَا تَسْتَعْمِلُنِیْ؟ فَضَرَبَ بِیَدِہٖ عَلٰی مَنْکِبِیْ، ثُمَّ قَالَ: "یَـا اَبَـا ذَرٍّ، اِنَّکَ ضَـعِیْفٌ، وَّاِنَّھَـا اَمَـانَۃٌ، وَّاِنَّھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ خِزْیٌ وَّنَدَامَۃٌ، اِلَّا مَنْ اَخَذَھَا بِحَقِّھَا، وَاَدَّی الَّذِیْ عَلَیْہِ فِیْھَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ مجھے عامل نہیں بنا دیتے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس میرے کندھے پر مارا اور فرمایا: اے ابوذر! تم کمزور ہو اور اور وہ (امارت) امانت ہے اور وہ قیامت کے دن رسوائی اور ندامت کا باعث ہوگی مگر اس شخص کے لئے نہیں جو اس کو حق کے ساتھ حاصل کرے اور اس کے تمام حقوق ادا کرے۔(مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر:409 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

مَنْکِبِی: میرا کندھا۔

678: مسلم، رقم الحدیث:1826، ابوداؤد، رقم الحدیث:2868، ابن حبان، رقم الحدیث:5564، بیہقی، رقم الحدیث:129/3

679: مسلم، رقم الحدیث:1825

ضَعِیْفٌ: کمزور۔

## شرح: آسمان سے لٹکنا حکمرانی سے بہتر ہے:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''امراء کے لئے ہلاکت ہے، سرداروں کے لئے ہلاکت ہے، امین بننے والوں کے لئے ہلاکت ہے، قیامت کے دن کچھ لوگ ضرور تمنا کریں گے کہ انہیں ان کے بالوں سے ثریا (ستارے) سے لٹکا دیا جاتا اور زمین وآسمان کے درمیان ملتے رہتے مگر کسی کام کا والی نہ بنایا جاتا۔''

(... المستدرک، کتاب الاحکام، باب قاضیان فی النار وقاض فی الجنۃ، الحدیث: ۷۰۹۹، ج۵، ص۱۲۳، بتغیر۔)

سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عنقریب ایک شخص تمنّا کرے گا کہ وہ ثریا سے گر جاتا لیکن لوگوں کے کسی معاملے کا والی نہ بنتا۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۷۰۹۸، ''لیوشکن'' بدلہ ''لیوشک''۔)

## امارت وحکومت کا سوال نہ کرو:

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن بن سَمُرَہ! امارت کا سوال نہ کرنا کیونکہ اگر وہ تجھے بغیر مانگے دی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر مانگنے پر دی گئی تو تجھے اسی کے سپرد کر دیا جائے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب من لم یسئل الامارۃ اعانۃ اللہ علیہا، الحدیث: ۷۱۴۶، ص۵۹۵۔)

(۶۸۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاِمَارَةِ، وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً یَوْمَ الْقِیٰمَةِ'' رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک تم امارت کی حرص کرو گے اور امارت قیامت کے دن ندامت کا باعث ہوگی۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

سَتَحْرِصُوْنَ: از، حرصاً، بمعنی لالچ کرنا، حرص کرنا،

نَدَامَةً: شرمندہ ہونا، پشیمان ہونا۔

## شرح:

(عنقریب تم حرص کرو گے) اس میں خطاب سارے مسلمانوں سے ہے اور حرص سے مراد نفسانی خواہش ہے حضور

680: بخاری، رقم الحدیث: 7148، احمد، رقم الحدیث: 3/9798، نسائی، رقم الحدیث: 4222، ابن حبان، رقم الحدیث: 4482، بیہقی، رقم الحدیث: 129/3

کی یہ پیشگوئی آج آنکھوں دیکھی جارہی ہے کہ مسلمان صدارت، وزارت، سفارت، ممبری کے لیے سرتوڑکوشش کرتے ہیں اوراس کے لیے ہر جائز ناجائز حربہ استعمال کرتے ہیں۔

(یہ قیامت کے دن شرمندگی کا باعث ہوگی) کیونکہ ایسے سلطان کے ذمہ ہزاروں کے حقوق ومظالم ہوتے ہیں جن کے حساب سے چھوٹنا آسان نہیں ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یارخان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5،ص581)

## ۸۲-بَابُ حَثِّ السُّلْطَانِ وَالْقَاضِیْ وَغَیْرِهِمَا مِنْ وُّلَاةِ الْاُمُوْرِ عَلَی اتِّخَاذِ وَزِیْرٍ صَالِحٍ وَّتَحْذِیْرِهِمْ مِنْ قُرَنَاءِ السُّوْءِ وَالْقَبُوْلِ مِنْهُمْ

## حکمران' قاضی اور دیگر عہدیداروں کو نیک وزیر مقرر کرنے پر ابھارنے اور انہیں بُرے رفقاء اور ان کی باتیں تسلیم کرنے سے ڈرانے کا بیان

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۝﴾ (الزخرف: 67) .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار ۝

(۶۸۱) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِیٍّ، وَّلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِیْفَةٍ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ بِطَانَتَانِ: بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَحُضُّهٗ عَلَیْهِ، وَبِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهٗ عَلَیْهِ، وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◀◀ حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اور جس شخص کو بھی خلیفہ مقرر فرمایا اس کے ساتھ اس کے دو ہمراز ہوئے ہیں۔ایک ہمراز اس کو نیکی کا حکم دیتا اور اس پر ابھارتا ہے' اور دوسرا اس کو بدی کا حکم دیتا اور بدی پر ابھارتا ہے' اور گناہ سے پاک وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ بچالے۔(بخاری)

### تعارفِ راویان:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:22 کے تحت ہو چکا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

681: بخاری، رقم الحدیث:661/1، احمد، رقم الحدیث:4/11342، نسائی، رقم الحدیث:4213، ابن حبان، رقم الحدیث:6192

## حلِ لغات:

بطانة: اہل وعیال، خاص لوگ۔

تحضه: از حضاً بمعنی اکسانا، ابھارنا۔

## شرح:

یہاں یا تو خلیفہ سے مراد حضرات انبیاء کرام ہی ہیں عطف تفسیری، رب تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا: "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" اس سے مراد سلطان ہے، دوسرے خلفاء۔
بطانہ لغت میں استر کو کہتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ" اس کا مقابل ظہارہ بمعنی ابرہ، اصطلاح میں اندرونی یار، دخیل کار، مشیر خاص کو بطانہ کہا جاتا ہے کہ وہ استر کی طرح اس سے ملا رہتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ اچھے اور برے مشیر قدرتی طور پر ہوتے ہیں۔
(بچا ہوا وہی ہے جسے اللہ بچائے) یعنی برے مشیر سے ہم محض اپنی طاقت سے بچ نہیں سکتے ہیں، رب بچائے تو بچ سکتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ اچھے مشیر سے مراد فرشتہ ہے اور برے مشیر سے مراد قرین شیطان۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ فضل کیا کہ حضور کا قرین مسلمان ہو گیا جیسا کہ ترمذی وغیرہ کی روایات میں ہے۔ اصطلاح شریعت میں معصوم صرف حضرات انبیاء کرام ہیں اور فرشتے بعض اولیاء محفوظ ہیں۔ معصوم وہ جو گناہ نہ کر سکے محفوظ وہ جو گناہ نہ کرے، یہاں معصوم لغوی معنے میں ہے جو محفوظ کو بھی شامل ہے۔ ہاروت و ماروت فرشتوں سے گناہ اس لیے ہوا کہ ان میں عارضی طور پر بشریت شامل کر دی گئی تھی لہٰذا ان کے واقعہ سے فرشتوں کی عصمت پر اعتراض نہیں ہو سکتا، رب تعالیٰ فرشتوں کے متعلق فرماتا ہے "لَا یَعْصُوْنَ اللهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ"۔ اس کی نفیس تحقیق ہماری کتاب تفسیر نعیمی کلاں پارہ اول میں دیکھیے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص591)

(۶۸۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِالْاَمِيْرِ خَيْرًا، جَعَلَ لَهٗ وَزِيْرَ صِدْقٍ، اِنْ نَّسِيَ ذَكَّرَهٗ، وَاِنْ ذَكَرَ اَعَانَهٗ، وَاِذَا اَرَادَ بِهٖ غَيْرَ ذٰلِكَ جَعَلَ لَهٗ وَزِيْرَ سُوْءٍ، اِنْ نَّسِيَ لَمْ يُذَكِّرْهُ، وَاِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعِنْهُ"
رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ .

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی امیر کے متعلق بہتری کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے ساتھ ایک مخلص وزیر مقرر کر دیتا ہے کہ اگر وہ بھول جائے تو اس کو

682: ابوداؤد، رقم الحدیث: 2932، نسائی، رقم الحدیث: 4215

یاددلائے' اور اگر اس کو یاد ہو تو اس کی اعانت کرتا ہے' اور جب اللہ تعالیٰ کسی امیر کے متعلق اس سے مختلف ارادہ فرماتا ہے تو ایک براوزیر اس کے ساتھ لگا دیتا ہے کہ اگر امیر بھول جائے تو وہ اسے یاد نہیں دلاتا اور اگر اسے یاد ہو تو وہ اس کی مدد نہیں کرتا۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

ابوداود نے مسلم کی شرائط پر عمدہ اسناد کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔

## حلِ لغات:

وَزِیْرَ صِدْقٍ: مخلص اور سچا وزیر۔

## شرح:

یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بادشاہ کی بھلائی چاہتا ہے کہ دین و دنیا اس کی درست رہے تو اسے اچھے وزیر و مشیر عطا فرماتا ہے۔ وزیر کے معنے ہیں بوجھ اٹھانے والا، وزر کے معنے بوجھ بھی ہیں اور گناہ بھی، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا" اور فرماتا ہے: "یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ" چونکہ وزیر پر سلطنت کا بہت بوجھ ہوتا ہے اس لیے اسے وزیر کہتے ہیں۔

(تو اس کی مدد کرتا ہے) کہ اگر بادشاہ کسی معاملہ میں حکم شرعی بھول جائے تو اسے وزیر بتادے یادشدہ حکم کے جاری کرنے میں بادشاہ کا معاون و مددگار ہو۔ سبحان اللہ! اچھا وزیر رب تعالیٰ کی رحمت ہے، ایسے ہی اچھی بیوی مرد کے لیے اللہ کی بخشش ہے۔

کسی خوشامدی ملحد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ گزشتہ خلافتوں میں فتوحات و خیر بہت ہوئی، آپ کی خلافت میں فتنے زیادہ ہوئے اسکی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فوراً جواب دیا کہ ان خلفاء کے ہم وزیر تھے اور ہم کو وزیر ملے تم۔ تواریخ کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کے مشیروں وزیروں نے بہت ہی پریشان کیا، نہروانیوں نے پہلے خود ہی زور دیا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کو علی مرتضی اپنا حَکم و پنچ بنالیں بعد میں خود ہی بولے کہ علی مشرک ہوگئے کہ انہوں نے ماسویٰ اللہ کو حکم بنالیا، قرآن کریم فرماتا ہے: "اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ" اور پھر حضرت علی سے پھر کر خارجی ہوگئے۔ (دیکھئے کتب تواریخ اور کتاب ہشت بہشت)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص605)

## ۸۳-بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَوْلِيَةِ الْإِمَارَةِ وَالْقَضَاءِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْوَلَايَاتِ لِمَنْ سَأَلَهَا أَوْ حَرَصَ عَلَيْهَا فَعَرَضَ بِهَا

## سوال کرنے والے اور حرص رکھنے والے کو حکمرانی' قضا اور دیگر عہدے دینے کی ممانعت کا بیان

**امارت کا معنی:** دولت مندی، سرداری، حکومت۔(فیروز اللغات)

(۶۸۳) عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِي عَمِّي، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَمِّرْنَا عَلَى بَعْضِ مَا وَلَّاكَ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ -، وقال الْآخَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقَالَ: "إِنَّا وَاللّٰهِ لَا نُوَلِّيْ هٰذَا الْعَمَلَ أَحَدًا سَأَلَهُ، أَوْ أَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄ ◄ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اور میرے چچا زاد بھائیوں میں سے دو آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک نے عرض کیا: یارسول اللہ! جن علاقوں کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو والی بنایا ہے ان میں سے کسی علاقے کا ہمیں بھی امیر بنا دیں اور دوسرے نے بھی یہی عرض کیا: تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم اس کام کا کسی ایسے شخص کو والی نہیں بناتے جو اس کا سوال یا خواہش کرے۔(متفق علیہ)

### تعارفِ راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:9 کے تحت ہو چکا ہے۔

### شرح:

نبوت تو حضور کے لیے خاص ہے کوئی اس کی تمنا کرسکتا ہی نہیں مگر اللہ نے آپ کو سلطان بنایا ہے تو اپنی ماتحتی میں قاضی، حاکم کسی علاقہ کا امیر ہم کو بنا دیجئے۔

یہ سوال پورا نہ فرمانا عطاء سے منع نہیں بلکہ ان دونوں حضرات پر اور مخلوق خدا پر رحم و کرم ہے کیونکہ حکومت کے خواہشمند حکومت پا کر ظلم و ستم کر کے اپنا دین بگاڑ لیتے ہیں اور لوگوں کی دنیا برباد کرتے ہیں اس کی شرح پہلے کی جا چکی ہے کہ حکومت کی طلب کب بری ہے اور کب اچھی۔سوال سے مراد ہے منہ سے مانگنا اور حرص سے مراد ہے منہ سے تو نہ مانگنا مگر اس کی کوشش کرنا۔

پھر فرمایا جو منصب کا دنیا طلبی اور نفسانی خواہش کے لیے طلبگار ہو ہم اس کو والی نہیں بناتے کیونکہ ایسے آدمی کی اللہ تعالیٰ مدد نہیں کرتا جس سے لوگوں پر ظلم کرتا ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5،ص583)

683: بخاری، رقم الحدیث:7149، مسلم، رقم الحدیث:1733

# كِتَابُ الْاَدَبِ

## کتاب الادب

نوٹ: کتاب کا معنی ہم جلد اوّل کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

**ادب کا معنی:** ہر چیز کی حد کو نگاہ رکھنا، حفظ مراتب، کسی بزرگی یا عظمت کا پاس کرنا، تہذیب، شائستگی، تمیز، احترام، زبان کا علم (علم ادب)، (فیروز اللغات)

**ادب کی تعریف:** الادب: عبارة عن معرفة ما يحترز به عن جميع انواع الخطأ"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: اس (چیز) کی معرفت جس کت ذریعے تمام طرح کی خطاؤں سے بچا جا سکے۔

## ۸۴-بَابُ الْحَيَاءِ وَفَضْلِهٖ وَالْحِثِّ عَلَى التَّخَلُّقِ بِهٖ

## حیا اور اس کی فضیلت اور اس سے متصف ہونے کی ترغیب کا بیان

**حیا کا معنی:** شرم، حجاب، لحاظ، غیرت، (فیروز اللغات)

**حیا کی تعریف:**

قَالَ الْعُلَمَاءُ: حَقِيْقَةُ الْحَيَاءِ خُلُقٌ يَبْعَثُ عَلٰى تَرْكِ الْقَبِيْحِ، وَيَمْنَعُ مِنَ التَّقْصِيْرِ فِيْ حَقِّ ذِي الْحَقِّ. وَرَوَيْنَا عَنْ اَبِي الْقَاسِمِ الْجُنَيْدِ رَحِمَهُ اللّٰهُ، قَالَ: الْحَيَاءُ: رُؤْيَةُ الْآلَاءِ - اَيِ النِّعَمِ - وَرُؤْيَةُ التَّقْصِيْرِ، فَيَتَوَلَّدُ بَيْنَهُمَا حَالَةٌ تُسَمّٰى حَيَاءً. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

علماء کہتے ہیں کہ حیاء کی حقیقت وہ خلق ہے جو انسان کو ناپسندیدہ چیز ترک کرنے کی ترغیب دے اور اس کو حقدار کے حق میں کمی کرنے سے روکے۔ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حیا کا مطلب ہے: ''انسان اللہ کی بے پایاں رحمتوں کو تصور میں لائے اور اپنی کوتاہیوں کا بھی تصور کرے، ان دونوں تصورات کے درمیان ایک کیفیت جنم لے گی، اسی کیفیت کا نام حیا ہے''۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

(۶۸۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ

الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعْهُ، فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار میں سے ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء کی تلقین کر رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دے کیونکہ حیا تو ایمان کا حصہ ہے۔ (متفق علیہ)

(۶۸۵) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْحَيَاءُ لَا يَاْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ" اَوْ قَالَ: "اَلْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ" ۔

◀ ◀ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حیاء نہیں لاتا مگر بھلائی۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی روایت میں ہے: حیا سارے کا سارا بھلائی ہے یا یہ الفاظ فرمائے: حیاء سراپا بھلائی ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 24 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ شرعی حیاء کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ کی نعمتوں اور اپنی کوتاہیوں میں غور کر کے شرمندہ و نادم ہو، اس شرمندگی کی بنا پر آئندہ گناہوں سے بچنے، نیکیاں کرنے کی کوشش کرے، جو غیرت نیکیوں سے روک دے وہ عجز ہے حیاء نہیں۔ اس معنی سے یہ حدیث پاک بالکل واضح ہوگئی واقعی یہ حیا تو گویا ایمان ہی ہے خیر ہی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص898)

(۶۸۶) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً: فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

"اَلْبِضْعُ" بِكَسْرِ الْبَاءِ وَيَجُوْزُ فَتْحُهَا: وَهُوَ مِنَ الثَّلَاثَةِ اِلَى الْعَشَرَةِ ۔

وَ"الشُّعْبَةُ": اَلْقِطْعَةُ وَالْخَصْلَةُ ۔ وَ"الْاِمَاطَةُ": اَلْاِزَالَةُ ۔ وَ"الْاَذٰى": مَا يُؤْذِيْ كَحَجَرٍ وَّشَوْكٍ

---

684: موطا، رقم الحدیث: 1679، احمد، رقم الحدیث: 2/4554، بخاری، رقم الحدیث: 24، مسلم، رقم الحدیث: 36، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4795، ترمذی، رقم الحدیث: 2615، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 58، ابن حبان، رقم الحدیث: 610

685: بخاری، رقم الحدیث 6117، مسلم، رقم الحدیث: 37، ابوداؤد، رقم الحدیث: 4796

686: بخاری، مسلم

وَّطِيْنٍ وَرَمَادٍ وَقَذَرٍ وَّنَحوِ ذٰلِكَ

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کے ستر سے کچھ زیادہ یا ساٹھ سے کچھ زیادہ شعبے ہیں۔ان میں سے سب سے افضل شعبہ لا الٰــہ الا اللّٰہ کہنا ہے اور سب سے کم درجے والا شعبہ یہ ہے کہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو اُٹھادیا جائے اور حیا بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔(متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

البضع: باء کے کسرہ کے ساتھ اور فتحہ بھی جائز ہے۔اور یہ تین سے لے کر دس تک بولا جاتا ہے۔

الشعبہ: ٹکڑا۔ خصلت۔

الاماطہ: ہٹا دینا۔دور کر دینا۔

الاذٰی: تکلیف دہ چیز مثلاً پتھر، کانٹا، راکھ اور کوڑا کرکٹ وغیرہ۔

## شرح:

جیسا کہ شادیوں میں دیکھا جاتا ہے کہ کسی کے پاس اگر رقم کم ہے تو صِرف فلمی گانوں کی ریکارڈنگ پر گزارا کرتا ہے، اور جس کے پاس رقم کچھ زیادہ ہے تو وہ شادی کی بے حیائی سے بھرپور تقاریب کی مُووی بھی بنواتا ہے اور اس سے بھی زیادہ رقم والا فنکشن (Function) کا بھی اہتمام کرتا ہے جس میں مرد وعورت مُوسیقی کی دُھنوں اور ڈھولک کے شور میں بے ڈھنگے پن سے ناچتے، گاتے ہیں تماشائی خوب اُودھم مچاتے، بیہودہ فقرے کستے، مزید اس پر ہنستے، قہقہے لگاتے اور زور زور سے تالیاں اور سیٹیاں بجاتے ہیں۔اس قسم کی حرکتوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ گویا شرم وحیاء کا عُنصر بالکل خَتم ہو چکا، نجی مُعاملات ہوں یا اجتِماعی تقریبات، مَحلّہ ہو یا بازار ہر جگہ شرم وحیاء کا قتلِ عام اور بے حیائی کی دھوم دھام ہے، جس کو دیکھو بڑھ چڑھ کر بے حیائی کا شیدائی نظر آ رہا ہے۔ذرا غور فرمایئے! اگر آپ کے گھر کے باہَر ی دروازے پر کوئی جوان لڑکی اور لڑکا آپس میں ناشائستہ حَرَکتیں کر رہے ہوں تو شاید آپ شور مچادیں کہ یہ کیا بے حیائی کر رہے ہو بلکہ انہیں مارنے کو دَوڑ پڑیں! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں آپ کا غصّہ حیاء کی وجہ سے ہے۔لیکن جب آپ نے گھر میں ٹی وی آن کیا جس میں ایک رقّاص اور رقاصہ (Dancers) ناچ رہے ہیں، ایک دوسرے کو اشارے کر رہے ہیں، چُھو رہے ہیں، تب آپ کی حیا کہاں سو جاتی ہے؟ خدا عزوجل کے لئے سوچئے! کیا یہ بے حیائی کا منظر نہیں ہے؟ یہ آپ کی کیسی اُلٹی مَنطِق (مَن۔ طِق) ہے گھر کے باہَر ہو رہا تھا تو آپ نے اسے بے حیائی قرار دیکر احتجاج کیا اور یقیناً وُہی کام گھر کے اندر آپ کی بہو بیٹیوں کی موجودگی میں T......V...... کے پردہ ٔسکرین پر ہو رہا ہے تو گویا بے حیائی نہ رہا! توبہ! توبہ! آپ کے سامنے لڑکا

اور لڑکی ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ناچ رہے ہیں اور آپ ہیں کہ آنکھیں پھاڑ کر مزے سے دیکھے جا رہے ہیں! اور اسکی داد دے رہے ہیں! آخر اس طرح خداعزوجل کے قہر وغضب کو کب تک اُبھارتے رہیں گے؟

کرلے توبہ رب کی رَحمت ہے بڑی قبر میں ورنہ سزا ہوگی کڑی

(٦٨٧) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِهَا، فَاِذَا رَاٰی شَيْئًا يَّكْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِیْ وَجْهِهٖ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ جب آپ کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو ہم اس ناپسندیدگی کے آثار آپ کے چہرہ انور پر پہچان لیتے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اَلْعَذْرَاءِ: باکرہ، کنواری۔

## شرح:

کنواری لڑکی کی جب شادی ہونے والی ہوتی ہے تو اسے گھر کے ایک گوشہ میں بٹھا دیا جاتا ہے اسے اردو میں مایوں بٹھانا کہا جاتا ہے، اس جگہ یعنی گھر کے گوشہ کو مائیں کہتے ہیں عربی میں خدر۔ اور اس زمانہ میں لڑکی بہت ہی شرمیلی ہوتی ہے، گھر والوں سے بھی شرم کرتی ہے، کسی سے کھل کر بات نہیں کرتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شرم اس سے بھی زیادہ تھی، حیاء انسان کا خاص جوہر ہے جتنا ایمان قوی اتنی حیا زیادہ۔

(ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے پہچان لیتے) یعنی دنیاوی باتوں میں سے کوئی بات یا کوئی چیز حضور انور کو ناپسند ہوتی تو زبان مبارک سے نہ فرماتے مگر چہرہ انور پر ناپسندیدگی کے آثار نمودار ہو جاتے تھے خدام بارگاہ پہچان لیتے تھے۔ ایک دعوتِ ولیمہ پر دو تین آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر شریف میں کھانے کے بعد بیٹھے باتیں کر رہے تھے حضور کو ان کے بیٹھنے سے تکلیف ہوئی مگر ان سے نہ فرمایا کہ چلے جاؤ، رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِی النَّبِیَّ فَيَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ" تمہارا یہ عمل ہمارے نبی کی تکلیف کا باعث ہے مگر وہ تم سے حیا فرماتے ہیں رب تعالیٰ نہیں شرماتا، یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج8، ص72)

---

687: بخاری، رقم الحدیث: 3562، مسلم، رقم الحدیث: 2320، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 418

# ۸۵-بَابُ حِفْظِ السِّرِّ

## راز کی حفاظت کرنے کا بیان

سِر کا معنی: بھید، راز، جمع اسرار، (فیروز اللغات)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝ ﴾ (بنی اسرائیل: 34)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور عہد پورا کرو بے شک عہد کے متعلق سوال ہونا ہے ۝

(۶۸۸) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ الرَّجُلَ يُفْضِيْ اِلَى الْمَرْاَةِ وَتُفْضِيْ اِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ ◀ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برے مرتبے والا شخص وہ ہوگا جو اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرے اور وہ اس کے ساتھ ہم بستری کرے اور پھر وہ اپنی بیوی کے راز کی تشہیر کرنے لگ جائے۔ (مسلم)

### تعارفِ راوی:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حلِ لغات:

اشر: زیادہ شریر، برا۔

### شرح:

اگر یہ الرجل، من اشر الناس کی خبر ہو تب تو مطلب واضح ہے کہ قیامت کے دن بدترین شخص یہ ہوگا اور اگر ان اعظم الامانۃ کی خبر ہو تو الرجل سے پہلے خیانۃ پوشیدہ ہے یعنی بدترین خیانت اس شخص کی خیانت ہے بہر حال دونوں معنی درست ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ خیانت صرف مال کی ہی نہیں ہوتی بلکہ مال، راز اور عصمت وغیرہ سب میں ہوتی ہے بلکہ مال میں خیانت سے بدرجہا بدتر راز داری میں خیانت ہے۔

(جو بیوی سے ملے اور بیوی اس سے ملے) یعنی یا تو اپنی بیوی کے خفیہ عیوب لوگوں کو بتائے یا اس کا حسن اس کی خوبیاں لوگوں کو بتائے یا صحبت کے وقت کی گفتگو اس وقت کے حالات لوگوں سے کہتا پھرے جیسا کہ عام آزاد نو جوانوں

688: مسلم، رقم الحدیث: 1437، ابو داؤد، رقم الحدیث: 4870

کا دستور ہے کہ شب اول کی باتیں اپنے دوستوں کو بے تکلف بتاتے ہیں۔ یہاں مرقات نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ کسی کی اپنی بیوی سے جنگ رہتی تھی اس کے ایک دوست نے پوچھا کہ تیری بیوی میں خرابی کیا ہے؟ وہ بولا کہ تم میرے اندرونی معاملات پوچھنے والے کون ہو؟ آخر اسے طلاق دے دی، اس سائل نے کہا کہ اب تو وہ تمہاری بیوی نہ رہی اب بتاؤ اس میں کیا خرابی تھی یہ بولا وہ عورت غیر ہو چکی مجھے کسی غیر کے عیوب بتانے کا کیا حق ہے یہ ہے پردہ پوشی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5،ص111)

(۶۸۹) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰـهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ تَاَيَّمَتْ بِنْتُهُ حَفْصَةُ، قَالَ: لَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ، فَقُلْتُ: اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ؟ قَالَ: سَاَنْظُرُ فِيْ اَمْرِيْ. فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِيْ، فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِيْ اَنْ لَّا اَتَزَوَّجَ يَوْمِيْ هٰذَا. فَلَقِيْتُ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَصَمَتَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَمْ يَرْجِعْ اِلَيَّ شَيْئًا! فَكُنْتُ عَلَيْهِ اَوْجَدَ مِنِّيْ عَلٰى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَنْكَحْتُهَا اِيَّاهُ. فَلَقِيَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ، فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَّ عَلَيَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَيْكَ شَيْئًا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَاِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ اِلَّا اَنِّيْ كُنْتُ عَلِمْتُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَهَا، فَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ تَرَكَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَبِلْتُهَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

"تَاَيَّمَتْ" اَيْ: صَارَتْ بِلَا زَوْجٍ، وَّكَانَ زَوْجُهَا تُوُفِّيَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. "وَجَدْتَّ": غَضِبْتَ.

◄ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جب بیوہ ہو گئیں تو (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور انہیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی پیش کش کی اور کہا: اگر آپ چاہیں' تو حفصہ بنت عمر (رضی اللہ عنہا) کو آپ کے نکاح میں دے دوں۔ کہنے لگے! میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ چند دن انتظار کے بعد پھر وہ مجھے ملے اور کہنے لگے: میں محسوس کرتا ہوں کہ مجھے ان دنوں نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں' تو میں حفصہ بنت عمر (رضی اللہ عنہا) کو آپ کے نکاح میں دے دوں۔ سو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے' اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ مجھے ان کی خاموشی پر اتنا دکھ ہوا کہ اتنا حضرت عثمان کے انکار پر نہیں ہوا تھا۔ میں نے کچھ دن انتظار کیا۔ پھر حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام نکاح دیا تو میں نے حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر

689: بخاری، رقم الحدیث: 5722

دیا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور کہا: شاید آپ کو رنج پہنچا ہو جب آپ نے مجھے حفصہ (رضی اللہ عنہا) کی پیش کش کی اور میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ کہا: ہاں۔ کہنے لگے۔ مجھے تمہاری پیش کش کا جواب دینے میں اس کے سوا کوئی رکاوٹ نہ تھی کہ مجھے علم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) کا ذکر فرمایا ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو افشا نہیں کر سکتا تھا۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے نکاح نہ کرتے تو میں اسے قبول کر لیتا۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

تایمت: کا معنیٰ ہے: بیوہ ہوگئی۔ ان کے خاوند رضی اللہ عنہ انتقال کر گئے تھے۔

وجدت: تمہیں غصہ آیا۔

## شرح:

مسلمانوں کا راز فاش کرنا اس گناہ کے کبیرہ ہونے پر یہ صحیح حدیثِ پاک دلیل ہے کہ حضرت سیّدُنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ مکہ کی طرف پیش قدمی کرنے کی اطلاع دیتے ہوئے مکہ والوں کی طرف خط لکھا، اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرما دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لے جانے والی عورت کی طرف امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور حضرت سیّدُنا مقداد رضی اللہ عنہ کو بھیجا، جب وہ دونوں اُسے لے کر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے حبیب، حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ خط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس) یعنی حاطب بن ابی بلتعہ ( کی گردن مارنے کی اجازت دیجئے۔" مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں قتل کرنے سے منع فرما دیا کیونکہ وہ غزوۂ بدر میں شریک تھے۔" (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الممتحنۃ، الحدیث: ۴۸۹۰، ص ۴۱۹، بتغیر)

مسلمانوں کے راز فاش کرنا اسلام اور اہلِ اسلام کے لئے کمزوری، قتل، قید اور لُوٹ مار کا سبب ہے اور یہ تمام چیزیں بڑے بڑے کبیرہ گناہوں میں سے ہیں کیونکہ ایسا کرنے والے نے زمین میں فساد کی کوشش کی اور کھیتی اور نسل کو ہلاک کیا۔ لہٰذا اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ انتہائی برا ٹھکانا ہے۔ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے نزدیک ایسا کرنے والے کو قتل کرنا ضروری ہے مگر مطلقاً ایسا نہیں جیسا انہوں نے کہا۔

(۶۹۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كُنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ، فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَمْشِيْ، مَا تُخْطِئُ مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

690: بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ

وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَلَمَّا رَاٰهَا رَحَّبَ بِهَا، وَقَالَ: "مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ"، ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهٖ اَوْ عَنْ شِمَالِهٖ، ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا، فَلَمَّا رَاٰى جَزَعَهَا، سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ لَهَا: خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ نِسَآئِهٖ بِالسِّرَارِ، ثُمَّ اَنْتِ تَبْكِيْنَ! فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا: مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِاُفْشِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهٗ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ، لَمَا حَدَّثْتِنِيْ مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ، اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ، وَاَنَّهٗ عَارَضَهُ الْاٰنَ مَرَّتَيْنِ، وَاِنِّيْ لَا اُرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ، فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ، فَاِنَّهٗ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ، فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِيْ رَاَيْتِ، فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِيْ سَارَّنِي الثَّانِيَةَ، فَقَالَ: "يَا فَاطِمَةُ، اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَوْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ؟" فَضَحِكْتُ ضَحِكِي الَّذِيْ رَاَيْتِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں۔ ان کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے ذرہ بھر بھی مختلف نہ تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو انہیں مرحبا کہا اور فرمایا: اے میری بیٹی! خوش آمدید۔ پھر انہیں اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھایا پھر ان کے کان میں کوئی بات کی تو وہ زور سے رونے لگیں۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آہ وزاری کو دیکھا تو دوبارہ ان کے کان میں کچھ فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے ان سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام عورتوں میں سے راز بتانے کے لئے تمہیں منتخب کیا ہے اس کے باوجود تم روتی ہو؟ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو میں نے ان سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشاں کرنے والی نہیں ہوں پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو میں نے ان (فاطمہ رضی اللہ عنہا) سے کہا: میں تمہیں اس حق کی قسم دے کر کہتی ہوں جو میرا تمہارے اوپر ہے کہ تم مجھے وہ بات بتاؤ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے فرمائی تھی۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ اب بتا دیتی ہوں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے بتایا، جبرئیل علیہ السلام میرے ساتھ سال میں ایک مرتبہ یا فرمایا دو مرتبہ قرآن حکیم کا دور کرتے تھے اور اب انہوں نے میرے ساتھ دو مرتبہ دور کیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ میری وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ پس تم اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا۔ میں تمہارے لئے بہترین پیش رو ہوں۔ سو یہ سن کر میں رو دی تھی جس طرح کہ تم نے دیکھا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بے صبری کو دیکھا تو دوبارہ میرے ساتھ سرگوشی کی تو فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا: اس امت کی

عورتوں کی سردار ہو۔ تو میں ہنس پڑی جیسا کہ تم نے دیکھا۔ (متفق علیہ)
اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**جزعھا:** از، جزعاً، بمعنی ڈرنا، گھبرانا۔ اور باب تفعیل سے بے صبری زائل کرنے اور، تسلی دینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

## شرح:

حضور جب فاطمہ زہرا کو آتے دیکھتے تو خوشی میں کھڑے ہوجاتے تھے پیشانی اور ہاتھ کو بوسہ دیتے تھے، اپنی جگہ بٹھا لیتے تھے یہ واقعہ وفات شریف سے بالکل قریب ہی ہوا۔

جناب فاطمہ نے اپنی قوت اجتہادیہ سے معلوم فرمالیا تھا کہ حضور کی حیات شریف میں یہ بات چھپانے کی تھی کیونکہ اس میں حضور کی وفات کی خبر تھی قبل از وقت اس کا اظہار مناسب نہ تھا اب جب کہ وفات شریف ہوچکی وہ راز نہ رہی تو اس گفتگو کا دوسرا حصہ یعنی میری وفات اور میرے درجہ کا اظہار بھی راز نہ رہا اس لیے اب بیان فرمادیا۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تمہاری وفات ہوگی۔ یہاں یہ نہ فرمایا کہ تمہاری وفات ہوگی بلکہ فرمایا سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی۔ اس میں کئی غیبی خبریں ہیں: حضرت فاطمہ زہرا کا وقت وفات آپ کی نوعیت وفات کہ آپ کا خاتمہ ایمان، تقویٰ پرہیزگاری کے اعلیٰ درجہ پر ہوگا آپ کا قبر و حشر میں اول نمبر کامیاب ہونا، آپ کا پل صراط سے بخوبی گزر جانا، آپ کا جنت کی اعلیٰ مقام پر حتیٰ کہ حضور کے ساتھ رہنا یہ ہی علوم خمسہ کی خبریں ہیں۔ خیال رہے کہ فضیلت فاطمہ زہرا کے متعلق چند قول ہیں: ایک یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا دنیا بھر کی تمام عورتوں سے افضل ہیں حتیٰ کہ بی بی مریم جناب عائشہ اور جناب خدیجۃ الکبریٰ سے بھی۔ دوسرے یہ کہ حضرت خدیجہ و عائشہ جناب فاطمہ زہرا سے افضل ہیں۔ تیسرے یہ کہ یہ تینوں حضرات یعنی جناب خدیجۃ الکبریٰ، عائشہ صدیقہ، فاطمہ زہرا ہم رتبہ ہیں کوئی کسی سے افضل نہیں برابر ہیں، ترجیح دوسرے قول کو ہے کہ جناب عائشہ و خدیجہ حضرت فاطمہ زہرا سے افضل ہیں کہ وہ ماں ہیں اور جناب فاطمہ زہرا بیٹی، نیز جنت میں وہ دونوں حضور کے ساتھ ہوں گی حضرت فاطمہ علی کے ساتھ، نیز عائشہ صدیقہ بڑی فقیہہ عالمہ مجتہدہ ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ"۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ طہارت نفس، شرف نسب میں جناب فاطمہ زہرا کی برابر کوئی نہیں ہوسکتا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج8، ص379)

(۶۹۱) وَعَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتٰی عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، فَسَلَّمَ عَلَیْنَا، فَبَعَثَنِیْ اِلٰی حَاجَةٍ، فَاَبْطَاْتُ عَلٰی اُمِّیْ ۔ فَلَمَّا جِئْتُ، قَالَتْ: مَا حَبَسَكَ؟ فَقُلْتُ: بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ، قَالَتْ: مَا حَاجَتُهُ؟ قُلْتُ: اِنَّهَا سِرٌّ ۔ قَالَتْ: لَا تُخْبِرَنَّ بِسِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَدًا، قَالَ اَنَسٌ: وَاللّٰهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِهٖ اَحَدًا لَّحَدَّثْتُكَ بِهٖ یَا ثَابِتُ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّرَوَی الْبُخَارِیُّ بَعْضَهٗ مُخْتَصِرًا ۔

◀◀ حضرت ثابت' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ سو آپ نے ہمیں سلام کیا اور مجھے کسی کام سے بھیج دیا۔ میں اپنی ماں کے پاس دیر سے پہنچا جب میں آیا تو ماں نے پوچھا دیر کس وجہ سے کی' میں نے عرض کیا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کے لئے بھیج دیا تھا۔ انہوں (میری ماں) نے کہا: کیا کام تھا۔ میں نے کہا: وہ راز ہے۔ کہنے لگیں۔ (میری والدہ)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز سے کسی کو آگاہ نہ کرنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں اس کے متعلق کسی کو بتاتا تو اللہ کی قسم! اے ثابت تمہیں بتاتا۔ (مسلم)

اور بخاری نے اس کے بعض حصے کو مختصراً روایت کیا ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

غلمان: یہ غلام کی جمع ہے اس کا معنی غلام، مزدور، نوجوان آتا ہے۔

## شرح:

زبان کی ایک آفت لوگوں کے راز فاش کرنا بھی ہے اور یہ ایک طرح کی خیانت ہے جو کہ ممنوع ہے کیونکہ اس سے اس شخص کو تکلیف پہنچتی ہے جس کا راز فاش کیا جائے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو راز داں بنائیں تو ایک کیلئے دوسرے کا وہ راز فاش کرنا جائز نہیں جسکا فاش ہونا پہلے کو ناگوار گزرے"۔ (شعب الایمان، رقم الحدیث ۱۱۱۹۱، ج ۷، ص ۵۲۰)

# ۸۶- بَابُ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَاِنْجَازِ الْوَعْدِ

## ایفائے عہد اور وعدہ پورا کرنے کے متعلق بیان

**عہد کا معنی:** وقت، زمانہ، سال، قول وقرار، قسم، سوگند، سلطنت کا زمانہ، زمانہ حکومت، وغیرہ (فیروز اللغات)

691: بخاری، مسلم، رقم الحدیث: 2482, 6289

**وفا کا معنیٰ:** ساتھ دینا، نباہ، خیر خواہی، نمک حلالی، وابستگی، عقیدت مندی، تکمیل، تعمیل۔ (فیروز اللغات)

**وعدے کا معنیٰ:** اقرار، قول واقرار، عہد پیمان، ملاقات کا تعین، رقم کی ادائیگی کے لیے ایک مدت مقرر کرنا، مرنے کا دن، موت کا وقت۔ (فیروز اللغات)

**عہد کی تعریف:** العهد حفظ الشئی و مراعاته حالاً بعد حال هذا اصله ، ثم استعمل فی الموثق الذی تلزم مراعاته، هو المراد" (کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: ایک حال کے بعد دوسرے حال میں شے کی حفاظت و رعایت کرنا یہ اس کا اصل معنیٰ ہے پھر یہ اس وعدے میں استعمال ہونے لگا جس کی رعایت کرنا لازم ہے اور یہاں سے یہی مراد ہے۔

**وفا کی تعریف:** الوفاء: هو ملازمة طريق المواساة و محافظة عهود الخلطاء"

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: مساوات کے طریقے کو لازم پکڑنا اور باہم میل جول رکھنا والوں کے عہدوں کی محافظت کرنا۔

**آیت نمبر: 1** :قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝﴾ (بنی اسرائیل: 34)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور عہد پورا کرو بے شک عہد کے بارے سوال ہونا ہے ۝

**آیت نمبر: 2** :وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ ﴾ (النحل: 91)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اللہ کا عہد پورا کرو جب قول باندھو۔

**آیت نمبر: 3** :وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ﴾ (المائدۃ: 1)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو۔

**آیت نمبر: 4** :وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (الصف: 3-2) .

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو ۝

**تشریح:**

بعض حضرات فرماتے ہیں یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو کہیں ہم نے جہاد کیا اور حالانکہ جہاد نہ کیا ہو منہ سے کہیں کہ ہم زخمی ہوئے اور زخمی نہ ہوئے ہوں، کہیں کہ ہم پر مار پڑی اور مار نہ پڑی ہو، منہ سے کہیں کہ ہم قید کئے گئے اور قید نہ کئے گئے ہوں۔

ابن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد منافق ہیں کہ مسلمانوں کی مدد کا وعدہ کرتے لیکن وقت پر پورا نہ کرتے ، زید بن اسلم رحمہ اللہ جہاد مراد لیتے ہیں، مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان کے کہنے والوں میں عبداللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے جب آیت اتری اور معلوم ہوا کہ جہاد سب سے زیادہ عمدہ عمل ہے تو آپ نے عہد کرلیا کہ میں تو اب سے لے کر مرتے دم تک اللہ کی راہ میں اپنے آپ کو وقف کر چکا چنانچہ اسی پر قائم بھی رہے یہاں تک کہ فی سبیل اللہ شہید ہو گئے۔ (عمادالدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(۶۹۲) وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ، وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

زَادَ فِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ" .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منافق کی نشانیاں تین ہیں: جب بات کرے جھوٹ بولے۔ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے سپرد کوئی امانت کی جائے تو خیانت کرے۔ (متفق علیہ)

مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: اگر چہ وہ روزہ رکھے، نماز پڑھے اور گمان کرتا ہو کہ وہ مسلمان ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

خَانَ: از، خیانةً، بمعنی خیانت کرنا،

## شرح:

منافق سے اعتقادی منافق مراد ہیں، یعنی دل کے کافر زبان کے مسلم، یہ عیوب ان کی علامتیں ہیں مگر علامت کے ساتھ علامت والا پایا جانا ضروری نہیں۔ کوے کی علامت سیاہی ہے مگر ہر کالی چیز کوّا نہیں۔

یعنی یہ حدیث میں مذکورہ کام منافقوں کے کام ہیں۔ مسلمان کو اس سے بچنا چاہیے یہ نہیں کہ یہ جرم خود نفاق ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ تینوں جرم کئے تھے مگر وہ نہ منافق ہوئے نہ کافر لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1، ص53)

(۶۹۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

---

692: احمد، رقم الحدیث: 3/9169، بخاری، رقم الحدیث: 33، مسلم، رقم الحدیث: 59، ترمذی، رقم الحدیث: 2631، نسائی، رقم الحدیث: 5036، ابن حبان، رقم الحدیث: 257، بیہقی، رقم الحدیث: 288/6

وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَّمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص کے اندر پائی جائیں وہ خالص منافق ہوتا ہے' اور جس کسی میں ان میں سے ایک خصلت پائی جائے اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت موجود ہوتی ہے جب تک کہ اس خصلت کو ترک نہ کرے۔ جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو خیانت کرے' جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو اس کو توڑ دے' اور جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:110 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

عَاهَدَ: از، معاهدةً، بمعنی معاہدہ کرنا، وعدہ کرنا، عہد کرنا۔

## شرح:

یہ حدیث پچھلی حدیث کے خلاف نہیں ایک چیز کی بہت سی علامتیں ہوتی ہیں کبھی ساری بیان کردی جاتی ہیں کبھی کم و بیش لہٰذا وہ تین بھی نفاق کی علامتیں تھیں اور یہ چار بھی۔

منافق عملی یعنی منافقوں کے سے کام کرنے والا جیسے رب فرماتا ہے:"اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ "یا حضور فرماتے ہیں۔"مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ "یعنی بے نمازی ہونا کفر عملی ہے۔ (کافروں کا سا کام ہے)

اس حدیث سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہئے جن کے ہاں تبرّا اور گلیاں بکنا عبادت بلکہ اصل ایمان ہے اسلام میں شیطان فرعون و ہامان کو بھی گالیاں دینا برا ہے کہ اس میں اپنی ہی زبان گندی ہوتی ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1، ص54)

(۶۹۴) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ قَدْ جَآءَ

693: احمد، رقم الحدیث: 2/6782، بخاری، رقم الحدیث: 34، مسلم، رقم الحدیث: 58، ترمذی، رقم الحدیث: 2632، نسائی، رقم الحدیث: 2038، ابن حبان، رقم الحدیث: 254، بیہقی، رقم الحدیث: 230/9، وابوعوانہ: 20/1

694: بخاری، رقم الحدیث: 2296، مسلم، رقم الحدیث: 2314

مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا" فَلَمْ يَجِيءْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَمَرَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَادٰى: مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ اَوْ دَيْنٌ فَلْيَاْتِنَا، فَاَتَيْتُهُ وَقُلْتُ لَهُ: اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ كَذَا وَكَذَا، فَحَثٰى لِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا، فَاِذَا هِيَ خَمْسُمِئَةٍ، فَقَالَ لِيْ: خُذْ مِثْلَيْهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اگر بحرین کا مال آ گیا تو میں تجھے اتنا، اتنا اور اتنا دوں گا۔ پس بحرین کا مال نہ آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ پھر جب بحرین کا مال آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے منادی نے ندا دی: جس کسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کر رکھا ہو یا جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کچھ قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے' پس میں ان کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ یہ وعدہ فرمایا تھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں بھر کر مجھے رقم دی۔ میں نے انہیں گنا تو وہ پانچ سو تھے۔ سو (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے) مجھ سے فرمایا: اس سے دوگنا اور لے لو۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اَلْبَحْرَيْنِ: یہ ایک مقام کا نام ہے اکثر لوگ اس کو راء کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے ہیں یہ غلط ہے۔

## شرح:

معلوم ہوا کہ حضور کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ کرم تھا کہ حضور انور نے اپنے لپ بھر دینے کا وعدہ فرمایا تھا حضرت صدیق اکبر نے اپنا ہاتھ بھر کر انکی جھولی میں ڈالا تھا۔
آپ نے خود تین لپ بھر کر نہ دیئے تا کہ اصل اور نائب کے لپ میں فرق رہے۔ خیال رہے کہ آپ نے حضرت جابر سے اس وعدہ پر گواہی نہیں مانگی نہ قسم لی کیونکہ معاملات میں گواہی منکر کے مقابل ہوتی ہے یہاں کوئی منکر تھا نہیں اور حضرات صحابہ ثقہ عادل ہیں ان کے قول بغیر قسم قبول ہیں، وہ حضرات حضور سے احادیث روایت کرتے ہیں تو ان پر نہ جرح ہوتی ہے نہ ان سے قسم لی جاوے۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کی تقسیم نہیں ورنہ حضرت جابر جناب فاطمہ زہراہ حضرت عباس سے یہ وعدہ پورا کراتے۔ دوسرے یہ کہ جو ذاتِ کریم

ایسی دیانتدار ہو وہ خلافت جیسی اہم چیز کبھی غصب نہیں کرسکتی حضرت صدیق اکبر خلیفہ برحق ہیں، دیانتدار ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشین اسلام کے پہلے تاجدار ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص708)

## ۸۷-بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلٰى مَا اعْتَادَهُ مِنَ الْخَيْرِ

## اچھی عادت کی محافظت کرنے کا بیان

آیت نمبر:1 :قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾(الرعد: 11)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔

آیت نمبر:2 :وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۝﴾(النحل:92)

وَ"الْاَنْكَاثُ": جَمْعُ نِكْثٍ، وَهُوَ الْغَزْلُ الْمَنْقُوْضُ .

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت مضبوطی کے کاتنے کے بعد ریزہ ریزہ کر کے توڑ دیا۔

اور انکاث: نکث کی جمع ہے۔ٹوٹے ہوئے سوت کو کہتے ہیں۔

تشریح:

مکہ میں ایک عورت تھی جس کی عقل میں فتور تھا سوت کاتنے کے بعد، بالکل صحیح اور مضبوط ہو جانے کے بعد بیوجہ توڑ تاڑ کر پھر ٹکڑے کر دیتی۔ یہ تو اس کی مثال ہے جو عہد کو مضبوط کر کے پھر توڑ دے۔اب واقعتاً کوئی ایسی عورت تھی بھی یا نہیں جو یہ کرتی ہو؟ یہاں تو صرف مثال مقصود ہے۔(عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:3 :وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾(الحدید:16)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان جیسے نہ ہو، جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے۔

آیت نمبر:4 :وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾ (الحدید: 27)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر اسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا۔

(۶۹۵) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا عَبْدَ اللّٰهِ، لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ، كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ" مُتَّفَقٌ

695: بخاری، رقم الحدیث:1152، مسلم، رقم الحدیث:185/1159، نسائی، رقم الحدیث:1762، ابن ماجہ، رقم الحدیث:1331

عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کا قیام ترک کر دیا۔ (متفق علیہ)

**تعارفِ راوی:**

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 110 کے تحت ہو چکا ہے۔

**شرح:**

اس سے معلوم ہوا کہ تہجد گزار کو تہجد چھوڑنا بہت برا ہے۔ اشعۃ اللمعات میں ہے کہ عبداللہ ابن عمرو تمام رات عبادت کرتے تھے ان کے والد اس سے منع کرتے تھے مگر نہ مانتے تھے۔ چنانچہ ان کے والد نے بارگاہ رسالت میں ان کی شکایت کی تب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ مقصد یہ ہے کہ تم سے یہ عبادت نبھ نہ سکے گی اور تم اصل تہجد بھی چھوڑ بیٹھو گے۔ شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ بہت تلاش کے باوجود ان صاحب کا نام نہ ملا جو یہ قیام چھوڑ بیٹھے تھے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص472)

## ۸۸-بَابُ اسْتِحْبَابِ طِيْبِ الْكَلَامِ وَطَلَاقَةِ الْوَجْهِ عِنْدَ اللِّقَاءِ

## عمدہ گفتگو اور بوقتِ ملاقات خندہ پیشانی سے پیش آنے کے مستحب ہونے کا بیان

**آیت نمبر: 1**

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (الحجر: 88)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو ○

**آیت نمبر: 2**

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ﴾ (آل عمران: 159)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اگر آپ تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔

(۶۹۶) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آگ سے بچو خواہ نصف کھجور ہی کے ذریعہ اور جس کو یہ بھی میسر نہ ہو تو وہ ایک اچھی بات ہی کے ذریعہ آگ سے بچنے کی کوشش کرے۔ (متفق علیہ)

696: بخاری، رقم الحدیث: 94، ترمذی، رقم الحدیث: 2723، حاکم، رقم الحدیث: 7716

(۶۹۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "وَالْكَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، وَهُوَ بَعْضُ حَدِیْثٍ تَقَدَّمَ بِطُوْلِهٖ ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اچھی بات صدقہ ہے۔ یہ اس طویل حدیث کا ایک حصہ ہے جو اس سے پہلے تفصیل سے گزر چکی ہے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

یعنی تہذیب اخلاق، تدبیر منزل، سیاست مدنی، لوگوں سے اچھے برتاوے صدقہ ہیں بشرطیکہ رضائے الٰہی کے لیے ہوں، ہر معمولی سے معمولی کام جب ادائے سنت کی نیت سے کیا جائے گا تو وہ بڑا ہو جائے گا کیونکہ منسوب اگرچہ چھوٹا ہے مگر منسوب الیہ جن کی طرف نسبت ہے صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو بڑے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، ص122)

(۶۹۸) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا، وَلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀◀ حضرت ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا: کسی نیک کام کو ہرگز حقیر نہ سمجھنا خواہ وہ تمہارا اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرنا ہی ہو۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

بِوَجْهٍ طَلْقٍ: خندہ پیشانی، ہنس مکھ،

## شرح:

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ کوئی نیکی حقیر جان کر چھوڑ نہ دو کہ کبھی ایک گھونٹ پانی جان بچالیتا ہے اور کوئی گناہ حقیر سمجھ کر کر نہ لو کہ کبھی چھوٹی چنگاری گھر پھونک دیتی ہے، ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ مسلمان بھائی سے خوش ہو کر ملنا اس

---

697: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4839

698: مسلم

کے دل کی خوشی کا باعث ہے اور مؤمن کو خوش کرنا بھی عبادت ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3،ص120)

## ۸۹-بَابُ اسْتِحْبَابِ بَيَانِ الْكَلَامِ وَإِيْضَاحِهِ لِلْمُخَاطِبِ وَتَكْرِيْرِهِ لِيُفْهَمَ إِذَا لَمْ يَفْهَمْ إِلَّا بِذٰلِكَ

## مخاطب کے سامنے بات کی وضاحت اور ضرورت پڑے تو اس کے تکرار کے مستحب ہونے کا بیان جب وہ اس کے بغیر نہ سمجھ جا سکے

(۶۹۹) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَإِذَا أَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات فرماتے تو اس کو تین مرتبہ دہراتے تھے تاکہ اس کی سمجھ آ جائے اور جب آپ کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے۔ (بخاری)

(۷۰۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ كَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ يَسْمَعُهُ ۔ (رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ)

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بڑا واضح ہوتا تھا ہر سننے والا اس کو سمجھ لیتا تھا۔ (ابوداؤد)

### تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حلِ لغات:

كَلَامًا فَصْلًا: فصیح کلام، ایسا کلام جس کا ہر لفظ واضح ہو کہ سننے والے کو دشواری نہ ہو۔

### شرح:

اس زندگی میں ہمیں ہر وقت بات چیت کرنے کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ بلکہ ہم لوگ بلا ضرورت بھی ہر وقت بولتے رہتے ہیں حالانکہ یہ بلاضرورت بولنا بہت بہت ہی نقصان دہ ہے غیر ضروری گفتگو کرنے سے خاموش رہنا افضل

699: بخاری، رقم الحدیث: 94، ترمذی، رقم الحدیث: 2723، حاکم، رقم الحدیث: 4/7716

700: بخاری، رقم الحدیث: 121، مسلم، رقم الحدیث: 65، نسائی، رقم الحدیث: 4142، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3942

ہے۔لہٰذا ہمارے پیارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بات چیت کے سلسلے میں سنتیں اور آداب اور خاموشی کے فضائل وغیرہ یہاں پر بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱)سرکارمدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گفتگو اس طرح دلنشین انداز میں ٹھہر ٹھہر کرفرماتے کہ سننے والا آسانی سے یادکر لیتا چنانچہ اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صاف صاف اور جدا جدا کلام فرماتے تھے، ہر سننے والا اس کو یادکر لیتا تھا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عائشۃ، الحدیث:۲۶۲۶۹، ج۱۰،ص۱۱۵)

(۲)مسکرا کراور خندہ پیشانی سے بات چیت کیجئے۔چھوٹوں کے ساتھ مشفقانہ اور بڑوں کے ساتھ مؤدبانہ لہجہ رکھئے ان شاء اللہ عزوجل دونوں کے نزدیک آپ معزز رہیں گے۔

(۳)چلا چلا کر بات کرنا جیسا کہ آجکل بے تکلفی میں دوست آپس میں کرتے ہیں، معیوب ہے۔

(۴)دوران گفتگو ایک دوسرے کے ہاتھ پر تالی دینا ٹھیک نہیں کیونکہ تالی، سیٹی بجانا محض کھیل کود، تماشہ اور طریقہ کفار ہے۔(تفسیر نعیمی، ج۹،ص۵۴۹)

(۵(بات چیت کرتے وقت دوسرے کے سامنے بار بار ناک یا کان میں انگلی ڈالنا،تھوکتے رہنا اچھی بات نہیں۔ اس سے دوسروں کوگھن آتی ہے۔

(۶)جب تک دوسرا بات کررہا ہو، اطمینان سے سنیں۔اس کی بات کاٹ کراپنی بات شروع نہ کردیں۔

(۷)کوئی ہکلا کر بات کرتا ہوتو اس کی نقل نہ اُتاریں کہ اس سے اس کی دل آزاری ہوسکتی ہے۔

(۸)بات چیت کرتے ہوئے قہقہہ نہ لگائیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کبھی قہقہہ نہیں لگایا) قہقہہ یعنی اتنی آواز سے ہنسنا کہ دوسروں تک آواز پہنچے۔(ماخوذ از مراۃ المناجیح، ج۶،ص۴۰۲)

(۹)زیادہ باتیں کرنے اور بار بار قہقہہ لگانے سے وقار بھی مجروح ہوتا ہے۔

(۱۰)سرکارمدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:"جب تم کسی دنیا سے بے رغبت شخص کو دیکھو اور اُسے کم گو پاؤ تو اس کے پاس ضرور بیٹھو کیونکہ اس پر حکمت کا نزول ہوتا ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الزہد فی الدنیا، الحدیث ۴۱۰۱، ج۴،ص۴۲۲)

(۱۱)حدیثِ پاک میں ہے"جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔"

(شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، فصل فی السکوت عما لایعنیہ، الحدیث ۴۹۸۳، ج۴،ص۲۵۴، جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب نمبر۵(الحدیث ۲۵۰۹، ج۴،ص۲۲۵)

(۱۲)کسی سے جب بات چیت کی جائے تو اس کا کوئی صحیح مقصد بھی ہونا چاہیے۔اور ہمیشہ مخاطب کے ظرف اور

اس کی نفسیات کے مطابق بات کی جائے۔جیسا کہ کہا جاتا ہے، " کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ "یعنی لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو۔(یعنی اس طرح کی باتیں نہ کی جائیں کہ دوسروں کی سمجھ میں نہ آئیں، الفاظ بھی سادہ صاف صاف ہوں، مشکل ترین الفاظ بھی استعمال نہ کئے جائیں کہ اس طرح اگلے پر آپ کی علمیت کی دھاک تو بیٹھ جائے گی مگر مدعا خاک بھی سمجھ نہ آئے گا۔

(۱۳)اپنی زبان کو ہمیشہ بُری باتوں سے روکے رکھیں۔حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نجات کیا ہے؟ فرمایا، "اپنی زبان کو بری باتوں سے روک رکھو۔"

(جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، الحدیث ۲۴۱۴، ج ۴، ص ۱۸۲)

(۱۴)اگر ہم نے زبان کو صحیح استعمال کیا تو اس کا جو کچھ فائدہ ہوگا وہ سارا ہی جسم پائے گا اور اگر یہ سیدھی نہ چلی کسی کو گالی وغیرہ دے دی تو زبان کو کوئی تکلیف ہو یا نہ ہو پٹائی دیگر اعضاء کی ہوگی۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:"جب انسان صبح کرتا ہے تو اس کے اعضاء جھک کر زبان سے کہتے ہیں، " ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر! کیونکہ ہم تجھ سے متعلق ہیں۔اگر تو سیدھی رہے گی، ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگی ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔"(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث ۱۱۹۰۸، ج ۴، ص ۱۹۰)

(۱۵)آپس میں ہنسی مذاق کی عادت کبھی مہنگی پڑ جاتی ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"آپس میں ٹھٹھا مذاق مت کیا کرو کہ اس طرح) ہنسی ہی ہنسی میں (دِلوں میں نفرت بیٹھ جاتی ہے۔اور برے افعال کی بنیادیں دِلوں میں استوار ہو جاتی ہیں۔"(کیمیائے سعادت، رکن سوم مہلکات، باب پیدا کردن ثواب خاموشی، ج ۲، ص ۵۶۳)

(۱۶)بدزبانی اور بے حیائی کی باتوں سے ہر وقت پرہیز کریں، گالی گلوچ سے اجتناب کرتے رہیں اور یاد رکھیں کہ اپنے بھائی کو گالی دینا حرام ہے۔(فتاوٰی رضویہ، ج ۲۱، ص ۱۲۷)

اور بے حیائی کی بات کرنے والے پر جنت حرام ہے۔حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:" اس شخص پر جنت حرام ہے جو فحش گوئی) بے حیائی کی بات (سے کام لیتا ہے۔"

(کیمیائے سعادت، رکن سوم باب فحش، آفتیم گفتن است، ج ۲، ص ۵۶۸)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں گفتگو کرنے کی سنتوں اور آداب پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔"

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

## ۹۰-بَابُ اِصْغَاءِ الْجَلِيْسِ لِحَدِيْثِ جَلِيْسِهِ الَّذِیْ لَيْسَ بِحَرَامٍ وَاسْتِنْصَاتِ الْعَالِمِ وَالْوَاعِظِ حَاضِرِیْ مَجْلِسِهٖ

## ہم نشینوں کی ایسی بات جو حرام نہ ہو توجہ سے سننے اور عالم و واعظ کے لئے حاضرین مجلس کو خاموش رہنے کی تلقین کرنے کا بیان

(۷۰۱) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: "اسْتَنْصِتِ النَّاسَ" ثُمَّ قَالَ: "لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀◀ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: لوگوں سے خاموش رہنے کے لئے کہو اور پھر آپ نے فرمایا: میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ (متفق علیہ)

### تعارفِ راوی:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 173 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حلِ لغات:

اسْتَنْصِتِ: باب استفعال سے بمعنی خاموش کرانا، خاموش رہنے کے لیے درخواست کرنا۔

### شرح:

یہاں کافر سے مراد یا لغوی کافر ہے یعنی ناشکرا یا شرعی کافر، تو مطلب یہ ہے کہ قریب الکفر ہو گیا یا اس نے کافروں کا سا کام کیا۔

## ۹۱-بَابُ الْوَعْظِ وَالْاِقْتِصَادِ فِيْهِ

## وعظ اور اس میں میانہ روی رکھنے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ﴾ (النحل: 125)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔

## تشریح:

اللہ تعالیٰ رب العالمین اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتا ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی مخلوق کو اس کی طرف بلائیں"۔ حکمت سے مراد بقول امام ابن جریر رحمہ اللہ " کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اور اچھے وعظ سے مراد جس میں ڈر اور ترہیب ہو کہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں، اور اللہ کے عذابوں سے بچاؤ طلب کریں"۔ ہاں یہ بھی خیال رہے کہ اگر کسی سے مناظرے کی ضرورت پڑ جائے تو وہ نرمی اور خوش لفظی سے ہو۔

جیسے فرمان ہے آیت »وَلَا تُجَادِلُوا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ « (العنکبوت:29:46) الخ، "اور اے مسلمانو کتابیوں سے نہ جھگڑو مگر بہتر طریقہ پر مگر وہ جنہوں نے ان میں سے ظلم کیا "، الخ۔

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو بھی نرمی کا حکم ہوا تھا۔ دونوں بھائیوں کو یہ کہہ کر فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا کہ »فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى "(طٰہٰ:20:44)

تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ کچھ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔

(۷۰۲) وَعَنْ اَبِي وَائِلٍ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُذَكِّرُنَا فِي كُلِّ خَمِيسٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، لَوَدِدْتُ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ: اَمَا اِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْ ذٰلِكَ اَنِّي اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ، وَاِنِّي اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ، كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

"يَتَخَوَّلُنَا": يَتَعَهَّدُنَا ۔

◄ حضرت ابی وائل شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں ہر جمعرات کو ایک مرتبہ وعظ کیا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں چاہتا ہوں کہ آپ ہر روز ہمیں وعظ کیا کریں تو آپ نے فرمایا: ہر روز وعظ کرنے سے مجھے صرف یہی چیز روکتی ہے کہ میں اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں کہ تمہیں اکتاہٹ میں مبتلا کروں۔ میں تمہارے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جو معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اس خوف سے کہ ہم اکتا نہ جائیں۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 672 کے تحت ہو چکا ہے۔

702: احمد، رقم الحدیث: 2/4060، بخاری، رقم الحدیث: 68، مسلم، رقم الحدیث: 2821، ترمذی، رقم الحدیث: 2855، ابن حبان، رقم الحدیث: 2524

## حلِ لغات:

يَتَخَوَّلُنَا: ہمارے ساتھ معاملہ کرتے تھے۔

## شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال کے لئے دن اور وقت مقرر کرنا شرک یا حرام نہیں سنت صحابہ ہے۔اسی لیے اب دینی مدرسوں کی امتحان و تعطیل کے لئے دن اور مہینے اور تعلیم کے لئے اوقات مقرر کیے جاتے ہیں لہٰذا میلاد شریف،فاتحہ،عرس وغیرہ کے لئے دن مقرر کرنا جائز ہیں اسے حرام کہنا غلطی ہے۔مرقاۃ نے اسی جگہ فرمایا کہ حضرت ابن مسعود نے جمعرات کو وعظ کے لئے اس لیئے منتخب کیا کہ یہ دن جمعہ کا پڑوسی ہے اس کی برکت جمعہ تک پہنچے گی۔بعض لوگ ہر جمعرات کو میلاد شریف اور مُردوں کی فاتحہ کرتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

(میں تم کو اکتاہت میں ڈالنا پسند نہیں) یعنی روزانہ وعظ سے تم اکتا جاؤ گے اور یہ ذوق شوق جاتا رہے گا۔اس سے معلوم ہوا کہ اتنا لمبا وعظ بھی نہ کہا جائے کہ لوگ گھبرا جائیں تاکہ علم و وعظ کی بے قدری نہ ہو۔

(رسول اللہ ﷺ ہمارا خیال رکھتے تھے) یعنی حضور بھی ہمیں ہر وقت اور ہر روز وعظ نہیں سناتے تھے تاکہ ہم اکتا نہ جائیں۔صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ جو عالم یا شیخ لوگوں کے سامنے ہر دم اللہ اللہ ہی کرے وہ مکار ہے۔حضور کی مجلس پاک میں دنیوی تذکرے بھی ہوتے تھے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،ج1،ص205)

(۷۰۳) وَعَنْ اَبِی الْيَقْظَانِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ طُوْلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ، وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ، مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهِ، فَاَطِيْلُوا الصَّلٰوةَ وَاَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"مَئِنَّةٌ" بِمِيْمٍ مَفْتُوْحَةٍ ثُمَّ هَمْزَةٍ مَكْسُوْرَةٍ ثُمَّ نُوْنٍ مُشَدَّدَةٍ، اَیْ: عَلَامَةٌ دَالَّةٌ عَلٰى فِقْهِهِ .

حضرت ابو یقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: بے شک کسی آدمی کی نماز کا لمبا ہونا اور اس کے خطبہ کا مختصر ہونا اس کے فقیہ ہونے کی دلیل ہے۔اس لئے نماز کو لمبا کرو اور خطبہ کو مختصر کیا کرو۔(مسلم)

مـئـنـة: میم مفتوحہ پھر ہمزہ مکسور اور پھر نون مشددہ کے ساتھ کا مطلب ہے۔وہ علامت جو اس کی فقاہت پر دلالت کرتی ہے۔

(۷۰۴) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَا اَنَا اُصَلِّی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

703: مسلم، جامع الصغیر

704: مسلم، رقم الحدیث:537، ابو داؤد، رقم الحدیث:930

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: یَرْحَمُكَ اللّٰہُ، فَرَمَانِی الْقَوْمُ بِاَبْصَارِھِمْ! فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ اُمِّیَاہُ، مَا شَانُكُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلَیَّ؟! فَجَعَلُوْا یَضْرِبُوْنَ بِاَیْدِیْھِمْ عَلٰی اَفْخَاذِھِمْ! فَلَمَّا رَاَیْتُھُمْ یُصَمِّتُوْنَنِیْ لٰکِنِّیْ سَکَتُّ، فَلَمَّا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَبِاَبِیْ ھُوَ وَاُمِّیْ، مَا رَاَیْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ اَحْسَنَ تَعْلِیْمًا مِّنْہُ، فَوَاللّٰہِ مَا کَھَرَنِیْ، وَلَا ضَرَبَنِیْ، وَلَا شَتَمَنِیْ . قَالَ: "اِنَّ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ لَا یَصْلُحُ فِیْھَا شَیْءٌ مِّنْ کَلَامِ النَّاسِ، اِنَّمَا ھِیَ التَّسْبِیْحُ وَالتَّکْبِیْرُ، وَقِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ"، اَوْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ . قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اِنِّیْ حَدِیْثُ عَھْدٍ بِجَاھِلِیَّۃٍ، وَّقَدْ جَآءَ اللّٰہُ بِالْاِسْلَامِ، وَاِنَّ مِنَّا رِجَالًا یَّاْتُوْنَ الْکُھَّانَ؟ قَالَ: "فَلَا تَاْتِھِمْ" قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ یَّتَطَیَّرُوْنَ؟ قَالَ: "ذَاكَ شَیْءٌ یَّجِدُوْنَہٗ فِیْ صُدُوْرِھِمْ فَلَا یَصُدَّنَّھُمْ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

"اَلثُّکْلُ" بِضَمِّ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَۃِ: اَلْمُصِیْبَۃُ وَالْفَجِیْعَۃُ . "مَا کَھَرَنِیْ" اَیْ: مَا نَھَرَنِیْ .

◀ ▶ حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہا تھا کہ نمازیوں میں سے ایک شخص نے چھینک ماری۔ میں نے کہا: یَرْحَمُكَ اللّٰہُ۔ لوگوں نے مجھے گھور کر دیکھنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا: ہائے میری ماں مجھے روئے۔ مجھے اس طرح گھور گھور کر کیوں دیکھ رہے ہو، تو انہوں نے اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنا شروع کر دیئے۔ جب میں نے انہیں دیکھا کہ مجھے خاموش کرا رہے ہیں' تو میں بھی خاموش رہا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' آپ جیسا عمدہ تعلیم دینے والے معلم نہ میں نے آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔۔۔ اللہ کی قسم! آپ نے نہ مجھے جھڑکا، نہ مارا، اور نہ برا بھلا کہا۔ فرمایا: یہ نماز ہے اس میں لوگوں کی طرح گفتگو کرنا صحیح نہیں۔ نماز تو تسبیح وتکبیر اور قرآن حکیم کی تلاوت کا نام ہے' یا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے جاہلیت کی زندگی ترک کئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے' اور اللہ تعالیٰ اسلام کو لے آیا ہے' اور بے شک ہم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم ان کے پاس نہ جایا کرو۔ میں نے عرض کیا: ہم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو برا شگون لیتے ہیں۔ فرمایا: یہ ایک ایسی چیز ہے جسے وہ اپنے سینوں میں محسوس کرتے ہیں۔ لیکن یہ چیز انہیں کسی کام سے نہ روکے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

معاویہ ابن حکم: آپ سلمی ہیں، مدینہ منورہ میں بہت آتے جاتے رہتے تھے ۱۱۷ ایک سو سترہ میں وفات ہوئی آپ سے کثیر اور عطا نے روایات لیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حلِ لغات:

الثکل: ثاء مثلثہ کے پیش کے ساتھ: مصیبت اور آفت کو کہتے ہیں۔

ما کھرنی: یعنی مجھے نہ جھڑکا۔

## شرح:

کسی کو چھینک آئی اس کے جواب میں نمازی نے یَرْحَمُکَ اللہ کہا، نماز فاسد ہوگئی اور خود اسی کو چھینک آئی اور اپنے کو مخاطب کرکے یَرْحَمُکَ اللہ کہا، تو نماز فاسد نہ ہوئی اور کسی اور کو چھینک آئی اس مصلّی نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا، نماز نہ گئی اور جواب کی نیت سے کہا، تو جاتی رہی۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الاول، ج۱، ص۹۸.....)

نماز میں چھینک آئی کسی دوسرے نے یَرْحَمُکَ اللہ کہا اور اس نے جواب میں کہا آمین، نماز فاسد ہوگئی۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل ال؟ول، ج۱، ص۹۸.....)

نماز میں چھینک آئے، تو سکوت کرے اور الحمد للہ کہہ لیا تو بھی نماز میں حرج نہیں اور اگر اس وقت حمد نہ کی تو فارغ ہوکر کہے۔("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الاول، ج۱، ص۹۸.....)

(۷۰۵) وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَةً وَّجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ . . . وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَقَدْ سَبَقَ بِكَمَالِهِ فِيْ بَابُ الْاَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ، وَذَكَرْنَا اَنَّ التِّرْمِذِيَّ، قَالَ: "اِنَّهُ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وعظ فرمایا جس سے دل کانپ اُٹھے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور اس کے بعد راوی نے وہ مکمل حدیث بیان کی جو پہلے "باب الامر المحافظة علیٰ السنه" میں بیان ہوچکی ہے اور ہم نے ذکر کیا تھا کہ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 158 کے تحت ہو چکا ہے۔

705: باب فی الامر

**حلِ لغات:**

وَجِلَتْ: از، وجلاً، و موجلاً، بمعنی ڈرنا، محسوس کرنا،

ذَرَفَت: از، ذرفاً، بمعنی بہنا، آنسو جاری ہونا۔

**شرح:**

حضرتِ سیّدُنا نَضر بن سعد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ کسی کی آنکھ سے خشیّتِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ سے آنسو بہتے ہیں تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے چہرے کو جہنم پر حرام فرمادیتا ہے۔ اگر اس کے رخسار پر بہہ جائے تو قیامت کے دن نہ وہ ذلیل ہوگا اور نہ اس پر کوئی ظلم ہوگا۔ اور اگر کوئی غمگین شخص اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے خوف سے کچھ لوگوں میں روئے تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے رونے کے سبب ان لوگوں پر بھی رحم فرماتا ہے۔ آنسو کے علاوہ ہر عمل کا وزن کیا جائے گا اور آنسوؤں کا ایک قطرہ آگ کے سمندروں کو بجھا دیتا ہے۔ ("موسوعۃ للامام ابن ابی الدنیا، کتاب الرقۃ والبکاء الحدیث ۴۱، ج ۳، ص ۱۷۲)

## ۹۲-بَابُ الْوَقَارِ وَالسَّكِيْنَةِ

## وقار اور طمانیت کا بیان

**وقار کا معنی:** بھاری بھرکم پن، متانت، سنجیدگی، بردباری، قدر و منزلت، جاہ و جلال، (فیروز اللغات)

**سکینہ کا معنی:** آرام، سکون، (فیروز اللغات)

**آیت نمبر: 1**

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا ۝ ﴾ (الفرقان: 63) .

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۝

(۷۰۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى تُرٰى مِنْهُ لَهَوَاتُهُ، اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَللَّهَوَاتُ" جَمْعُ لَهَاةٍ: وَهِيَ اللَّحْمَةُ الَّتِيْ فِيْ اَقْصَى سَقْفِ الْفَمِ .

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اتنے زور سے ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آتا۔ آپ صرف تبسم فرمایا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

706: بخاری، رقم الحدیث: 4828، مسلم، رقم الحدیث: 16/899، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5098

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

الھوات: لھاۃ کی جمع ہے۔ منہ کے اندر اوپر کی جانب والا گوشت (کوّا) ہے۔

## شرح:

یہ تفسیر ہے مستجمعا کی یعنی اس طرح ہنستے نہ دیکھا کہ آپ کا منہ شریف کھل جاتا اور میں آپ کے تالو کا آخری حصہ دیکھ لیتی۔ لہوات جمع ہے لہات کی، لہات وہ پارۂ گوشت جو تالو کی انتہا اور حلق سے متصل ہے حضور انور اس طرح ساری عمر کبھی نہ ہنسے۔

مطلب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے کبھی نہ تھے مسکراتے بہت تھے، ہنسنا قلب میں غفلت پیدا کرتا ہے تبسم خوش اخلاقی ہے اس سے سامنے والے کو خوشی ہوتی ہے۔ شعر

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص582)

# ۹۳-بَابُ النَّدْبِ اِلٰی اِتْیَانِ الصَّلَاۃِ وَالْعِلْمِ وَنَحْوِھِمَامِنَ الْعِبَادَاتِ بِالسَّکِیْنَۃِ وَالْوَقَارِ

## نماز، علم اور دیگر عبادات کی طرف وقار اور سکون کے ساتھ آنے کے مستحب ہونے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ○ ﴾ (الحج: 32).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے ○

(۷۰۷) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ، فَلَا تَاْتُوْھَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ، وَاْتُوْھَا وَاَنْتُمْ تَمْشُوْنَ، وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَۃُ، فَمَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا، وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

زَادَ مُسْلِمٌ فِیْ رِوَایَۃٍ لَّہُ: "فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا کَانَ یَعْمِدُ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَھُوَ فِیْ صَلَاۃٍ".

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب نماز

---

707: بخاری و مسلم

کھڑی ہوجائے تو دوڑ کر نماز کے لئے نہ آیا کرو، بلکہ چلتے ہوئے آیا کرو۔ تمہارے لئے سکون سے آنا ضروری ہے جتنی نماز تم پالو وہ پڑھو اور جو باقی بچے بعد میں مکمل کرلو۔ (متفق علیہ)
اور مسلم نے اس میں ان الفاظ کی زیادتی کی: کیونکہ تم میں سے جب کوئی شخص نماز کا قصد کر لیتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**اقیمت الصلوٰۃ**: نماز کھڑی ہوجائے، از، اقامۃ بمعنی قائم کرنا، ہمیشہ رکھنا۔
**السکینۃ**: وقار، سکون، اطمینان۔

## شرح:

یعنی جماعت کے لئے گھبرا کر دوڑتے نہ آؤ کہ اس میں گرجانے چوٹ کھانے کا اندیشہ ہے۔ خیال رہے کہ رب نے جو فرمایا "فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ" وہاں سعی سے مراد دوڑنا نہیں بلکہ نماز جمعہ کی تیاری کرنا ہے، لہٰذا آیت و حدیث میں مخالفت نہیں۔

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جماعت میں شامل ہونے کے لئے سکون سے آنا مستحب ہے، دوڑنا مستحب کے خلاف ہے حرام نہیں، لہٰذا فاروق اعظم کا ایک دفعہ دوڑ کر رکوع میں شامل ہوجانا ناجائز نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ آخری جزو مل جانے سے جماعت مل جاتی ہے، لہٰذا جو نماز جمعہ کی اَلتَّحِیَّات میں مل جائے وہ جمعہ پڑھے۔ تیسرے یہ کہ جس رکعت میں مقتدی ملے وہ تعداد کے لحاظ سے رکعت اول ہے اور قر؟ ت کے لحاظ سے رکعت آخری۔
جب سے وہ نماز کے ارادے سے گھر سے چلا اسے نماز کا ثواب مل رہا ہے پھر جلدی کیوں کرتا ہے، کیوں گرتا اور چوٹ کھاتا ہے، اطمینان سے آئے جو پائے اس کو ادا کرے۔ خیال رہے کہ اگر تکبیر اولیٰ یا رکوع پانے کے لئے قدرے تیزی سے آئے مگر نہ اتنی کہ چوٹ لگنے گرنے کا اندیشہ ہو تو مضائقہ نہیں جیسا کہ فاروق اعظم کا عمل پہلے بیان ہوا۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، ص 647)

(۷۰۸) وَ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا: اَنَّہٗ دَفَعَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَوۡمَ عَرَفَۃَ فَسَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَرَاءَہٗ زَجۡرًا شَدِیۡدًا وَّضَرۡبًا وَّصَوۡتًا لِّلۡاِبِلِ، فَاَشَارَ بِسَوۡطِہٖ اِلَیۡہِمۡ، وَقَالَ: "یَا اَیُّہَا النَّاسُ، عَلَیۡکُمۡ بِالسَّکِیۡنَۃِ، فَاِنَّ الۡبِرَّ لَیۡسَ بِالۡاِیۡضَاعِ" رَوَاہُ الۡبُخَارِیُّ،

708: بخاری شریف، رقم الحدیث: 1671

وَرَوٰی مُسْلِمٌ بَعْضَهٗ ۔

"اَلْبِرُّ": اَلطَّاعَةُ ۔ وَ"اَلْاِیْضَاعُ" بِضَادٍ مُعْجَمَةٍ قَبْلَهَا یَاءٌ وَّهَمْزَةٌ مَّکْسُوْرَةٌ، وَّهُوَ: اَلْاِسْرَاعُ ۔

◄◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے عرفہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کوچ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے، سخت جھڑکنے، مارنے اور اونٹوں کے بلبلانے کی آوازیں سنیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چابک کے ساتھ ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: اے لوگو! وقار کو اپناؤ کیونکہ نیکی تیز دوڑانے میں نہیں ہے۔

(بخاری)

اور اس حدیث کے کچھ حصہ کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

البر: اطاعت

الایضاع: ضاد معجمہ کے ساتھ اس سے پہلے یاء اور ہمزہ مکسورہ ہے۔ تیز دوڑانے کو کہتے ہیں۔

## شرح:

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "حلم وتدبر اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔" (مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب ماجاء فی الرفق، الحدیث: ۱۲۶۲۱، ج۸، ص۳۴)

# ۹۴-بَابُ اِکْرَامِ الضَّیْفِ

## مہمان کی تعظیم کرنے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ الْمُكْرَمِیْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰۤی اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَیْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝﴾

(الذاریات:27-24)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی ۝ جب وہ اس کے پاس آ کر بولے سلام ۝ کہا سلام ناشناسا لوگ ہیں ۝ پھر اپنے گھر گیا تو ایک فربہ بچھڑا لے آیا ۝ پھر اسے ان کے پاس رکھا کہا: کیا تم کھاتے نہیں ۝

## تشریح:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور دیگر علمائے کرام کی ایک جماعت کہتی ہے کہ مہمان کی ضیافت کرنا واجب ہے۔
حدیث میں بھی یہ آیا ہے اور قرآن کریم کے ظاہری الفاظ بھی یہی ہیں۔ انہوں نے سلام کیا جس کا جواب خلیل اللہ علیہ السلام نے بڑھا کر دیا اس کا ثبوت دوسرے سلام پر دو پیش کا ہونا ہے۔
اور یہی فرمان باری تعالیٰ ہے فرماتا ہے »وَاِذَا حُيِّيْتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا« (النساء:4:86)
یعنی "جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے"۔
پس خلیل اللہ علیہ السلام نے افضل صورت کو اختیار کیا، یہ فرشتے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام تھے۔ جو خوبصورت نوجوان انسانوں کی شکل میں آئے تھے ان کے چہروں پر ہیبت وجلال تھا۔
ابراہیم علیہ السلام اب ان کے لیے کھانے کی تیاری میں مصروف ہو گئے اور چپ چاپ بہت جلد اپنے گھر والوں کی طرف گئے اور ذرا سی دیر میں تیار بچھڑے کا گوشت بھنا بھنایا ہوا لے آئے اور ان کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا "آپ کھاتے کیوں نہیں؟"
اس سے ضیافت کے آداب معلوم ہوئے کہ مہمان سے پوچھے بغیر ہی ان پر شروع سے احسان رکھنے سے پہلے آپ چپ چاپ انہیں خبر کیے بغیر ہی چلے گئے اور بہ عجلت بہتر سے بہتر جو چیز پائی اسے تیار کر کے لے آئے۔ تیار فربہ کم عمر بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لے آئے اور کہیں اور رکھ کر مہمان کی کھینچ تان نہ کی بلکہ ان کے سامنے ان کے پاس لا کر رکھا۔ پھر انہیں یوں نہیں کہتے کہ کھاؤ کیونکہ اس میں بھی ایک حکم پایا جاتا ہے بلکہ نہایت تواضع اور پیار سے فرماتے ہیں: آپ تناول فرمانا شروع کیوں نہیں کرتے؟ جیسے کوئی شخص کسی سے کہے کہ اگر آپ فضل وکرم، احسان وسلوک کرنا چاہیں تو کیجیے۔ (عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

## آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ قَالَ يَا قَوْمِ هٰؤُلَاءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ۝﴾
(ہود:78)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس کے پاس اس کی قوم دوڑتی آئی اور انہیں آگے ہی سے برے کاموں کی عادت پڑی تھی کہا: اے قوم یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لئے ستھری ہیں تو اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں

رسوانہ کرو کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں o

(۷۰۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهُ، وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْیَصِلْ رَحِمَهُ، وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ صلہ رحمی اختیار کرے اور جو تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اگر بولے تو اچھی بات کرے، ورنہ خاموش رہے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

یؤمن: از، امناً و ایماناً، بمعنی امن دینا، تصدیق کرنا مان، لینا،

فلیصل: از، صلةً، صلہ رحمی کرنا، جوڑنا، نیکی کرنا، رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا۔

## شرح:

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا، "جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور بیت اللہ کا حج کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور مہمان کی مہمان نوازی کرے جنت میں داخل ہوگا۔"

(المعجم الکبیر، رقم ۱۲۶۹۲، ج۱۲، ص۱۰۶)

(۷۱۰) وَعَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ خُوَیْلِدِ بْنِ عَمْرٍو الْخُزَاعِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهُ جَائِزَتَهُ" قَالُوْا: وَمَا جَائِزَتُهُ؟ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "یَوْمُهُ وَلَیْلَتُهُ، وَالضِّیَافَةُ ثَلَاثَةُ اَیَّامٍ، فَمَا کَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَیْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ: "لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یُقِیْمَ عِنْدَ اَخِیْهِ حَتّٰی یُؤْثِمَهُ" قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ،

709: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6018

710: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6135

وَ کَیْفَ یُؤْثِمُہٗ؟ قَالَ: "یُقِیْمُ عِنْدَہٗ وَلَا شَیْءَ لَہٗ یُقْرِیْہِ بِہٖ" ۔

◀ ◀ حضرت ابوشریح خویلد بن عمرو الخزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے اور اس کا حق ادا کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا: ایک دن اور ایک رات اور مہمان نوازی کرنا تین دن تک ہے۔ اور جو اس کے علاوہ کرے تو وہ اس پر صدقہ ہے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کے پاس اتنا ٹھہرے کہ اس کو گنہگار کر دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ اس کو گنہگار کیسے کر دے گا۔ فرمایا: یہ کہ وہ اس کے پاس ٹھہرا رہے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو جس سے وہ اس کی مہمان نوازی کرے۔

## تعارفِ راوی:

ابوشریح: آپ کا نام خویلد ابن عمرو ہے، عدوی ہیں، قبیلہ بنی کعب سے ہیں، فتح مکہ کے دن بنی کعب کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا، مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الشین، فصل فی الصحابہ' مرآۃ المناجیح جلد ششم)

## حلِ لغات:

جائزتہ: الجائز کا مونث، عطیہ، انعام، حق، جائز ہونا۔

یؤثمہ: از، اثماً، گناہ کرنا۔

## شرح:

ہمارا مہمان وہ ہے جو ہم سے ملاقات کے لیے باہر سے آئے خواہ اس سے ہماری واقفیت پہلے سے ہو یا نہ ہو۔ جو ہمارے اپنے ہی محلہ یا اپنے شہر میں سے ہم سے ملنے آئے دو چار منٹ کے لیے وہ ملاقاتی ہے مہمان نہیں اس کی خاطر تو کرو مگر اس کی دعوت نہیں ہے اور جو ناواقف شخص اپنے کام کے لیے ہمارے پاس آئے وہ مہمان نہیں جیسے حاکم یا مفتی کے پاس مقدمہ والے یا فتویٰ والے آتے ہیں یہ حاکم کے مہمان نہیں۔

حضرت لیث اس حدیث کی بناء پر فرماتے ہیں کہ مہمان کو ایک شب کھانا کھلانا واجب ہے اگر نہ کھلائے گا تو گنہگار ہوگا۔ جائزہ کے معنی ہیں عطیہ ہدیہ، اس کی جمع ہے جوائز جیسے فاضلہ کی جمع فواضلہ یعنی مہمان کا مضبوط و پختہ حق۔

اور اگر صاحب خانہ خود ہی بخوشی روکے تو رک جانے میں حرج نہیں لیکن اس پر تنگی ہو اور مہمان ڈٹا رہے یہ بے غیرتی بھی ہے اور مسلمان کو تنگ کرنا بھی یہ ممنوع ہے۔ یہ قوانین آج عیسائیوں نے اختیار کر لیے ہیں، انکے ہاں مہمان

پہلے ہی خط لکھ دیتا ہے کہ میں اتنے روز کے لیے آپ کے ہاں آ رہا ہوں، پھر جب وہ دن گزر جاتے ہیں اور یہ مہمان کسی وجہ سے ٹھہرتا ہے تو صاحب خانہ کو ان زائد دنوں کا بل ادا کرتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص91)

## ۹۵-بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْشِيرِ وَالتَّهْنِئَةِ بِالْخَيْرِ

## اچھی بات پر خوش خبری سنانے اور مبارک باد دینے کے استحباب کا بیان

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ﴾(الزمر:18-17)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝﴾ (التوبة: 21)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی اور ان باغوں کی جن میں ان کے لیے دائمی نعمت ہے۝

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ ﴾ (حٰم السجدة: 30)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۝

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝﴾ (الصافات: 101)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عقلمند لڑکے کی۝

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ﴾ (هود: 69)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے۔

آیت نمبر:6

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴾

(هود: 71)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اوراس کی بی بی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی۔

آیت نمبر:7

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى﴾

(آل عمران:39)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا بے شک اللہ آپ کومژدہ دیتا ہے یحییٰ کا۔

آیت نمبر:8

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ﴾

(آل عمران:45) الآیۃ۔

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا: اے مریم! اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی جس کا نام ہے مسیح۔

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ .وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا وَهِيَ مَشْهُوْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ، مِنْهَا:

اس باب سے کے متعلق اور بھی بے شمار آیاتِ کریمہ موجود ہیں۔اور صحیح میں بہت سی عمدہ احادیث مشہورہ موجود ہیں بعض یہ ہیں۔

(۷۱۱) عَنْ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ، وَيُقَالُ: اَبُوْ مُحَمَّدٍ، وَّيُقَالُ: اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَ خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيْهِ، وَلَا نَصَبَ .مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَلْقَصَبُ": هُنَا اللُّؤْلُؤُ الْمُجَوَّفُ .وَ"الصَّخَبُ": الصِّيَاحُ وَاللَّغَطُ .وَ"النَّصَبُ": التَّعَبُ .

◀ ◀ حضرت ابوابراہیم جنہیں ابومحمد بھی اور ابومعاویہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما بھی کیا جاتا ہے سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایک ایسے گھر کی بشارت دی جو ایک ایسے موتی سے بنا ہوگا جو اندر سے خالی ہے۔وہاں نہ شور وغوغا ہوگا اور نہ احساس تھکاوٹ۔ (متفق علیہ)

711: بخاری شریف، رقم الحدیث:3819

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:55 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

القصب: ایسا موتی جو اندر سے خالی ہو۔

الصخب: چیخ و پکار۔

النصب: تھکاوٹ۔

## شرح:

نبی اکرم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت فرماتے تھے ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اللہ کی قسم! خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی جب سب لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اس وقت وہ مجھ پر ایمان لائیں اور جب سب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اس وقت انہوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کے لئے تیار نہ تھا اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا سامان دے دیا اور انہیں کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، حضرت خدیجۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا، ج۴، ص۳۶۳۔ الاستیعاب، کتاب النساء: ۳۳۴۷، خدیجۃ بنت خویلد، ج۴، ص۳۷۹)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب کہ لوگ میری تکذیب کرتے تھے اور انہوں نے اپنے مال سے میری ایسے وقت مدد کی جب کہ لوگوں نے مجھے محروم کر رکھا تھا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، الحدیث ۲۴۹۱۸، ج۹، ص۴۲۴)

مزید تفصیل کے لیے رفیق السالکین شرح ریاض الصالحین کی جلد نمبر 1 کے آخری صفحات کا مطالعہ فرمائیں۔

(ابوالاحمد غفرلہ)

(۷۱۲) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّہٗ تَوَضَّاَ فِیْ بَیْتِہٖ، ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ: لَاَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَلَاَکُوْنَنَّ مَعَہٗ یَوْمِیْ ھٰذَا، فَجَآءَ الْمَسْجِدَ، فَسَاَلَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا وَجَّہَ ھَاھُنَا، قَالَ: فَخَرَجْتُ عَلٰی اَثَرِہٖ اَسْاَلُ عَنْہُ، حَتّٰی دَخَلَ بِئْرَ اَرِیْسٍ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ حَتّٰی قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَاجَتَہٗ وَتَوَضَّاَ، فَقُمْتُ اِلَیْہِ، فَاِذَا ھُوَ قَدْ جَلَسَ عَلٰی بِئْرِ اَرِیْسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّھَا، وَکَشَفَ عَنْ سَاقَیْہِ وَدَلَّاھُمَا فِیْ

---

712: بخاری شریف، رقم الحدیث: 3674

الْبِئْرِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انصَرَفْتُ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ، فَقُلْتُ: لَاكُوْنَنَّ بَوَّابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ، فَجَآءَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَدَفَعَ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: اَبُوْ بَكْرٍ، فَقُلْتُ: عَلٰى رِسْلِكَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هٰذَا اَبُوْ بَكْرٍ يَّسْتَاْذِنُ، فَقَالَ: "ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى قُلْتُ لِاَبِيْ بَكْرٍ: ادْخُلْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَّمِيْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ فِي الْقُفِّ، وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ، ثُمَّ رَجَعْتُ وَجَلَسْتُ، وَقَدْ تَرَكْتُ اَخِيْ يَتَوَضَّاُ وَيَلْحَقُنِيْ، فَقُلْتُ: اِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ - يُرِيْدُ اَخَاهُ - خَيْرًا يَّاْتِ بِهٖ. فَاِذَا اِنْسَانٌ يُّحَرِّكُ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقُلْتُ: عَلٰى رِسْلِكَ، ثُمَّ جِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ: هٰذَا عُمَرُ يَسْتَاْذِنُ؟ فَقَالَ: "ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَجِئْتُ عُمَرَ، فَقُلْتُ: اَذِنَ وَيُبَشِّرُكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُفِّ عَنْ يَّسَارِهٖ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ، فَقُلْتُ: اِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا - يَعْنِيْ اَخَاهُ - يَاْتِ بِهٖ، فَجَآءَ اِنْسَانٌ فَحَرَّكَ الْبَابَ. فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. فَقُلْتُ: عَلٰى رِسْلِكَ، وَجِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: "ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيْبُهُ" فَجِئْتُ، فَقُلْتُ: ادْخُلْ وَيُبَشِّرُكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيْبُكَ، فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ، فَجَلَسَ وِجَاهَهُمْ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ. قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: فَاَوَّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: وَاَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ الْبَابِ. وَفِيْهَا: اَنَّ عُثْمَانَ حِيْنَ بَشَّرَهُ حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

وَقَوْلُهُ: "وَجَّهَ" بِفَتْحِ الْوَاوِ وَتَشْدِيْدِ الْجِيْمِ. اَيْ: تَوَجَّهَ. وَقَوْلُهُ: "بِئْر اَرِيْسٍ" هُوَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِ الرَّاءِ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مُّثَنَّاةٌ مِنْ تَحْتُ سَاكِنَةٌ ثُمَّ سِيْنٌ مُّهْمَلَةٌ وَهُوَ مَصْرُوْفٌ وَمِنْهُمْ مَّنْ مَّنَعَ صَرْفَهُ، وَ"الْقُفُّ" بِضَمِّ الْقَافِ وَتَشْدِيْدِ الْفَاءِ: وَهُوَ الْمَبْنِيُّ حَوْلَ الْبِئْرِ. وَقَوْلُهُ: "عَلٰى رِسْلِكَ" بِكَسْرِ الرَّاءِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ، وَقِيْلَ: بِفَتْحِهَا، اَيْ: ارْفُقْ.

◄ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں وضو کیا اور پھر گھر سے نکلے تو کہا: میں آج کا سارا دن لازماً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہوں گا۔ پھر وہ مسجد میں پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے متعلق دریافت کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ آپ اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ (حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: پس میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ لوگوں سے آپ کے متعلق پوچھتا پوچھتا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ بیرارلیس کے احاطے میں داخل ہو گئے۔ سو میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے، وضو فرمایا: میں اُٹھ کر آپ کی طرف گیا۔ آپ کنویں پر منڈیر کے وسط میں بیٹھ گئے۔ اور آپ نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور انہیں کنویں میں لٹکا دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا' پھر میں لوٹا اور دروازے پر بیٹھ گیا میں نے کہا: آج میں رسول اللہ ﷺ کا دربان ہوں گا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور دروازے کو کھٹکھٹایا تو میں نے کہا: کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: ابوبکر! میں نے عرض کیا: ٹھہریئے۔ میں گیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی سناؤ۔ میں آیا اور سو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آ جاؤ اور رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی دائیں جانب منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں اسی طرح کنویں میں لٹکا لئے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے لٹکا رکھے تھے' اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا لیا۔ پھر میں واپس آیا اور بیٹھ گیا اور میں اپنے بھائی کو وضو کرتا چھوڑ آیا تھا کہ بعد میں مجھے آ ملے گا۔ میں نے جی میں کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں یعنی میرے بھائی کے متعلق بہتری مقدر فرمائی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو لے آئے گا سو اسی وقت مجھے کوئی انسان نظر آیا جو دروازے کو حرکت دے رہا تھا میں نے کہا: یہ کون ہے؟ جواب دیا: عمر بن الخطاب۔ میں نے کہا: ٹھہریئے۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو السلام علیکم کہا اور عرض کیا: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اجازت طلب کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دو اور انہیں جنت کی خوشخبری بھی سناؤ۔ پس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اجازت بھی دی ہے' اور جنت کی خوشخبری بھی سنائی ہے۔ پس وہ اندر گئے اور رسول اللہ ﷺ کے بائیں جانب منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا لئے۔ پھر میں واپس آیا اور بیٹھ گیا اور میں نے دل میں کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں یعنی میرے بھائی کے لئے بہتری مقدر فرمائی ہے تو اس کو لے آئے گا۔ پھر کوئی انسان آیا اور اس نے دروازہ ہلایا۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ جواب ملا۔ عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ)' میں نے کہا: ٹھہریئے اور میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ کو ان کے متعلق بتایا تو آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی سناؤ اور یہ بھی کہ انہیں ایک مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پس میں واپس آیا اور کہا: آ جایئے۔ رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں' اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ تمہیں ایک مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ اندر گئے تو دیکھا کہ منڈیر تو بھر چکی ہے۔ سو وہ دوسری جانب ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے اس کی تاویل یہ کی کہ ان کی قبریں اسی طرح ہوں گی۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر نگاہ رکھنے کا حکم دیا اور اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب خوشخبری سنی تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا' پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات ہی استعانت کے لائق ہے۔

## تعارف راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

وجه: واؤ کے فتحہ اور جیم کی تشدید کے ساتھ کا مطلب ہے: روانہ ہوئے۔

بئر اریس: ہمزہ کے فتحہ، راء کے کسرہ کے ساتھ اس کے بعد یاء ساکن ہے' اور اس کے بعد سین مہملہ ہے۔ یہ منصرف ہے' اور بعض اس کو غیر منصرف کہتے ہیں۔ ایک کنوں کا نام ہے،۔

القف: قاف کے ضمہ اور فاء کی تشدید سے۔ کنویں کے گرد بنائی ہوئی منڈیر کو کہتے ہیں۔

علی رسلك: مشہور راء کے کسرہ کے ساتھ ہے بعض کے نزدیک راء کے فتحہ کے ساتھ بھی ہے۔ مطلب ہے: ٹھہریئے۔

## شرح:

اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق افضل ترین صحابہ سیدنا صدیق اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی اور پھر علی المرتضی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ ان کے بعد دیگر عشرہ مبشرہ، پھر اصحاب بدر واحد اور پھر اہل بیعت رضوان۔

عشرہ مبشرہ: وہ دس صحابہ جن کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں ان کو جنت کی بشارت دی۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضی، حضرت طلحہ بن عُبَیْد اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (فتاوی رضویہ، ج۲۹، ص۳۶۳)

(۷۱۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: کُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَنَا اَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِیْ نَفَرٍ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَیْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَیْنَا، وَخَشِیْنَا اَنْ یُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا، فَکُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَخَرَجْتُ اَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰی اَتَیْتُ حَائِطًا لِلْاَنْصَارِ لِبَنِی النَّجَّارِ،

فَـدُرْتُ بِـهٖ هَـلْ اَجِـدُ لَـهٗ بَـابًـا؟ فَـلَمْ اَجِدْ ! فَاِذَا رَبِيعٌ يَّدْخُلُ فِيْ جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ ـ وَالـرَّبِيْعُ: اَلْجَدْوَلُ الصَّغِيْرُ ـ فَـاحْتَـفَـرْتُ، فَـدَخَـلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَـقَـالَ: "اَبُـوْ هُـرَيْرَةَ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "مَا شَاْنُكَ؟" قُلْتُ: كُنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَـقُـمْـتَ فَـاَبْـطَـاْتَ عَـلَيْنَا، فَخَشِينَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا، فَفَزِعْنَا، فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَاَتَيْتُ هٰذَا الْـحَـائِـطَ، فَـاحْتَـفَـرْتُ كَمَا يَحْتَفِرُ الثَّعْلَبُ، وَهٰـؤُلَاءِ النَّاسُ مِنْ وَّرَائِيْ ـ فَقَالَ: "يَا اَبَا هُرَيْرَةَ" وَاَعْطَانِيْ نَعْلَيْهِ، فَقَالَ: "اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ، فَمَنْ لَّقِيْتَ مِنْ وَّرَآءِ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ . . ." وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ ـ

"اَلـرَّبِـيْـعُ": النَّهْرُ الصَّغِيْرُ، وَهُوَ الْجَدْوَلُ ـ بِفَتْحِ الْجِيْمِ ـ كَـمَـا فَسَّرَهٗ فِي الْحَدِيْثِ ـ وَقَوْلُهٗ: "احْتَفَرْتُ" رُوِيَ بِالرَّاءِ وَبِالزَّا، وَمَعْنَاهُ بِالزَّايِ: تَضَامَمْتُ وَتَصَاغَرْتُ حَتّٰى اَمْكَنَنِي الدُّخُوْلُ ـ

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اردگرد بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابوبکر وعمر اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تھی۔ پس رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان سے اُٹھے۔ آپ نے دیر لگائی تو ہمیں خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں حضور ﷺ ہماری عدم موجودگی میں دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔ سو ہم خوفزدہ ہوگئے۔ سب سے پہلے خوف محسوس کرنے والا میں ہی تھا۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا' حتیٰ کہ میں انصار کے بنونجار قبیلہ کے ایک باغ کے پاس پہنچا۔ پس میں باغ کے اردگرد پھرا کہ کہیں اس کا دروازہ مل جائے لیکن مجھے دروازہ نہ ملا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ بیرونی کنویں سے ایک چھوٹی سی نالی باغ کے اندر داخل ہورہی ہے۔ ربیع: چھوٹی نالی کو کہتے ہیں۔ میں سکڑ کر اس میں سے اندر گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ آپ نے فرمایا: ابوہریرہ ہے! میں نے عرض کیا: جی ہاں، یارسول اللہ! فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا: حضور! آپ ہمارے پاس موجود تھے آپ اُٹھے اور آپ نے واپسی میں تاخیر فرمائی تو ہمیں خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں خدانخواستہ ہماری عدم موجودگی میں دشمن آپ سے تعرض نہ کریں تو ہم خوفزدہ ہوگئے، سب سے پہلے یہ خوف مجھے ہی لاحق ہوا تو میں اس باغ کے پاس آیا اور لومڑی کی طرح سکڑ کر اندر داخل ہوا' اور یہ دوسرے لوگ میرے پیچھے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! اور مجھے اپنے نعلین عطا فرمائے اور فرمایا: میرے یہ نعلین لے جاؤ اور اس باغ کے باہر تمہیں جو بھی ایسا شخص ملے گا جو یہ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اور اس کے دل کو بھی اس پر یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' تو اس کو جنت کی خوشخبری سنادو' اور پھر طویل حدیث بیان کی۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

الربیع: چھوٹی نالی فتحہ کے ساتھ، جس طرح کہ حدیث میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

جدول: جیم کے فتحہ کے ساتھ ہے۔

اختفرت: راء اور زاء دونوں کے ساتھ منقول ہے' اور زاء کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے: میں سمٹا' چھوٹا ہوا حتیٰ کہ میرے لئے اس میں داخل ہونا ممکن ہو گیا۔

## شرح:

اس حدیث کی شرح حدیث نمبر: 427 کے تحت ہو چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۷۱۴) وَعَنْ اَبِیْ شِمَاسَةَ، قَالَ: حَضَرْنَا عَمْرَو بنَ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِیْ سِیَاقَةِ الْمَوْتِ، فَبَكٰی طَوِیْلًا، وَّحَوَّلَ وَجْهَهٗ اِلَی الْجِدَارِ، فَجَعَلَ ابْنُهٗ، یَقُوْلُ: یَا اَبَتَاهُ، اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا؟ اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا؟ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ، فَقَالَ: اِنَّ اَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اِنِّیْ قَدْ كُنْتُ عَلٰی اَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ: لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ وَمَا اَحَدٌ اَشَدُّ بُغْضًا لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنِّیْ، وَلَا اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَكُوْنَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهٗ، فَلَوْ مُتُّ عَلٰی تلك الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الْاِسلامَ فِیْ قَلْبِیْ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فقُلْتُ: اُبْسُطْ یَمِیْنَكَ فَلِاُبَایِعُكَ، فَبَسَطَ یَمِیْنَهٗ فَقَبَضْتُ یَدِیْ، فَقَالَ: "مَا لَكَ یَا عَمْرُو؟" قُلْتُ: اَردتُ اَنْ اَشْتَرِطَ، قَالَ: "تَشْتَرِط مَاذا؟" قُلْتُ: اَنْ یُّغْفَرَ لِیْ، قَالَ: "اَمَا عَلِمْتَ اَن الْاِسلامَ یَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ، وَاَن الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَاَنَّ الْحَجَّ یَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ؟" وَمَا كَانَ اَحدٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا اَجَلَّ فِیْ عَیْنِیْ مِنْهُ وَمَا كُنْتُ اُطِیْقُ اَن اَملاَ عَیْنِیْ مِنْهُ؛ اِجْلَالًا لَّهٗ، وَلَوْ سُئِلْتُ اَنْ اَصِفَه مَا اَطَقْتُ، لِاَنِّیْ لَمْ اَكُنْ اَملَاُ عَیْنِیْ مِنْهُ، وَلَوْ مُتُّ عَلٰی تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ اَن اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ وَلِیْنَا اَشْیَاءَ مَا اَدْرِیْ مَا حَالِیْ فِیْهَا؟ فَاِذَا اَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبَنِّیْ نَائِحَةٌ وَّلَا نَارٌ، فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِیْ، فَشُنُّوْا عَلَیَّ التُّرَابَ شَنًّا، ثُمَّ اَقِیْمُوْا حَوْلَ قَبْرِیْ قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ، وَّیُقْسَمُ لَحْمُهَا، حَتّٰی اَسْتَاْنِسَ بِكُمْ، وَاَنْظُرَ مَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّیْ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

713714: مسلم شریف، رقم الحدیث:121

قَوْلُهُ: "شُنُّوْا" رُوِیَ بِالشِّیْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالْمُهْمَلَةِ، اَیْ: صُبُّوْهُ قَلِیْلًا قَلِیْلًا، وَّاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ۔

◄◄ حضرت ابوشماسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی جان کنی کی حالت میں ان کے پاس موجود تھے۔ وہ کافی دیر روتے رہے' اورانہوں نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف کرلیا، ان کے بیٹے نے کہا: اے ابا جان! کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یہ خوش خبری نہیں دی تھی؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یہ خوش خبری نہیں دی تھی؟ تو انہوں نے اپنا چہرہ سامنے کیا اور فرمایا: جس چیز کو ہم سب سے افضل شمار کرتے ہیں وہ یہ گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ بے شک میں تین حالتوں میں سے گزرا ہوں۔ میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں بھی دیکھا ہے کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کا دشمن نہیں تھا' اور مجھے اس بات سے زیادہ کوئی چیز پسند نہ تھی کہ مجھے موقعہ ملے تو میں آپ کو قتل کر دوں اگر میں اس حالت پر مر جاتا تو یقیناً دوزخیوں میں سے ہوتا' پھر جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا فرمادی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: اپنا دایاں ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں آپ سے بیعت کروں۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ فرمایا: عمرو! تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ایک شرط رکھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: کیا شرط رکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: یہ کہ مجھے معاف کر دیا جائے۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے' اور بے شک ہجرت بھی سابقہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ اور حج بھی سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے' اور اس وقت کوئی شخص مجھے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب نہیں تھا' اور نہ میری آنکھوں میں آپ سے زیادہ کوئی عظیم تھا۔ آپ ﷺ کی تعظیم واجلال کی وجہ سے میں آپ کے رخ انور کو نظر بھر کر دیکھ بھی نہیں سکتا تھا' اور اگر مجھ سے آپ ﷺ کے سراپا کے بارے میں سوال کیا جائے تو میں جواب نہیں دے سکتا، کیونکہ حضور ﷺ کو نظر بھر کر میں دیکھتا ہی نہیں تھا۔ اگر میں اس حالت پر مر جاتا تو مجھے امید ہوتی کہ اہل جنت میں سے ہوں گا۔ پھر ہمیں کچھ امور کا والی بنایا گیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس سلسلہ میں میرا کیا حال ہے؟ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے (جنازے کے) ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی جائے اور نہ آگ، اور جب تم مجھے دفن کر چکو تو مجھ پر تھوڑی تھوڑی مٹی ڈالنا پھر قبر کے اردگرد اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں قربانی کے جانور ذبح کیے جاتے ہیں' اور ان کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے حتیٰ کہ میں تمہارے ساتھ مانوس رہوں اور دیکھوں کہ خدا کے بھیجے ہوئے (فرشتوں) کے سوالوں کے جواب کیا دیتا ہوں۔ (مسلم)

## حلِ لغات:

شنوا: شین معجمہ اور مہملہ دونوں سے مروی ہے، یعنی تھوڑی تھوڑی مٹی ڈال دو۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

حول: از، تحویلاً، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا،

اطباق: طبقہ کی جمع، بمعنی حال، مرتبہ۔

## شرح:

اس حدیث میں محبت رسول ﷺ کا بیان ہوا اسی پر روشنی ڈالنا مناسب سمجھتا ہوں۔

## محبت رسول ﷺ کی انوکھی داستان:

مدینہ کی ایک عورت جو انصار کے قبیلہ کی تھیں ان کو یہ غلط خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ ؟ وسلّم جنگ احد میں شہید ہو گئے ہیں تو یہ بے قرار ہو کر گھر سے نکل پڑیں اور میدان جنگ میں پہنچ گئیں وہاں لوگوں نے ان کو بتایا کہ اے عورت! تیرے باپ اور بھائی اور شوہر تینوں اس جنگ میں شہید ہو گئے یہ سن کر اس نے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ میرے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کا کیا حال ہے؟ جب لوگوں نے بتایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ ؟ وسلّم اگرچہ زخمی ہو گئے ہیں مگر الحمد للہ کہ زندہ سلامت ہیں۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۂ احد، باب شین المراۃ الدیناریۃ، ج ۳، ص ۶۸)

تو بے اختیار اس کی زبان سے اس شعر کا مضمون نکل پڑا کہ۔

تسلی ہے پناہ بیکساں زندہ سلامت ہے ـــ کوئی پروانہیں سارا جہاں زندہ سلامت ہے

اللہ اکبر! ایسی شیر دل اور بہادر عورت کا کیا کہنا؟ باپ اور شوہر اور بھائی تینوں کے قتل ہو جانے سے صدمات کے تین تین پہاڑ دل پر گر پڑے ہیں مگر محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کے نشہ میں اس کی مستی کا یہ عالم ہے کہ زبانِ حال سے یہ نعرہ اس کی زبان پر جاری ہے کہ۔

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا ـــ اے شہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

## محبتِ رسول کی نشانیاں:

واضح رہے کہ محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دعویٰ کرنے والے تو بہت لوگ ہیں۔ مگر یاد رکھئے کہ اس کی چند نشانیاں ہیں جن کو دیکھ کر اس بات کی پہچان ہوتی ہے کہ واقعی اس کے دل میں محبت رسول کا چراغ روشن ہے۔ ان علامتوں میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) آپ کے اقوال و افعال کی پیروی، آپ کی سنتوں پر عمل، آپ کے اوامر و نواہی کی فرمانبرداری، غرض شریعت مطہرہ پر پورے طور سے عامل ہو جانا۔

(۲) آپ کا ذکر شریف بکثرت کرنا، بہت زیادہ درود شریف پڑھنا، آپ کے ذکر کی مجالس مقدسہ مثلاً میلاد شریف اور دینی جلسوں کا شوق اور ان مجالس مبارکہ میں حاضری۔

(۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام ان لوگوں اور ان چیزوں سے محبت اور ان کا ادب و احترام جن کو رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت وتعلق حاصل ہے۔ مثلاً صحابہ کرام، ازواجِ مطہرات، اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، شہر مدینہ، قبر انور، مسجد نبوی، آپ کے آثار شریفہ و مشاہد مقدسہ، قرآن مجید و احادیث مبارکہ، سب کی تعظیم و توقیر اور ان کا ادب واحترام کرنا۔

(۴) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوستوں سے دوستی اور ان کے دشمنوں یعنی بد دینوں، بد مذہبوں سے دشمنی رکھنا۔

(۵) دنیا سے بے رغبتی اور فقیری کو مالداری سے بہتر سمجھنا۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف فقر و فاقہ اس سے بھی زیادہ جلدی پہنچتا ہے جیسے کہ پانی کا سیلاب اپنے منتہٰی کی طرف۔ (ترمذی جلد ۲ ص ۸۵ ابواب الزہد، سیرت مصطفیٰ ﷺ)

## ۹۶-بَابُ وِدَاعِ الصَّاحِبِ وَوَصِيَّتِهِ عِنْدَ فِرَاقِهِ لِسَفَرٍ وَغَيْرِهِ وَالدُّعَاءِ لَهُ وَطَلَبِ الدُّعَاءِ مِنْهُ

## سفر وغیرہ کے لئے ساتھی سے جدا ہوتے وقت اسے الوداع کہنے، نصیحت کرنے اور اس کے لئے دعا کرنے، اور اس سے دعا کرانے کا بیان

**الودع کا معنی:** رخصت، سلامِ رخصت، (فیروز اللغات)

آیت نمبر: ۱

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَوَصّٰى بِهَا اِبْرَاهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يَا بَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ○ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ ○ ﴾ (البقرة:132-133)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اسی دین کی وصیت کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہا کہ اے میرے بیٹو! بے شک اللہ نے یہ دین تمہارے لئے چن لیا تو نہ مرنا مگر مسلمان ○ بلکہ تم خود موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام کو موت آئی جبکہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: میرے بعد کس کی پوجا کرو گے بولے: ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا آپ کے آباء ابراہیم و اسماعیل و اسحاق کا ایک خدا اور ہم اس کے حضور گردن رکھتے ہیں ○

(۷۱۵) وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَمِنْهَا: حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - الَّذِيْ سَبَقَ فِيْ بَابِ اِكْرَامِ

715: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2408

اَهْلِ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْنَا خَطِیْبًا، فَحَمِدَ اللّٰهِ، وَاَثْنٰی عَلَیْهِ، وَوَعَظَ وَذَکَّرَ، ثُمَّ قَالَ: "اَمَّا بَعْدُ، اَلاَ اَیُّهَا النَّاسُ، اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ یُوْشِكُ اَنْ یَاْتِیَ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیبَ، وَاَنَا تَارِكٌ فِیْکُمْ ثَقَلَیْنِ، اَوَّلُهُمَا: کِتَابُ اللّٰهِ، فِیْهِ الْهُدٰی وَالنُّوْرُ، فَخُذُوْا بِکِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِکُوْا بِهٖ"، فَحَثَّ عَلٰی کِتَابِ اللّٰهِ، وَرَغَّبَ فِیْهِ، ثُمَّ قَالَ: "وَاَهْلُ بَیْتِیْ، اُذَکِّرُکُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ ۔

◄ اور احادیث میں سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو "اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام" کے باب میں گزر چکی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور وعظ ونصیحت کی۔ پھر فرمایا: اما بعد: اے لوگو! بلاشبہ میں بھی ایک بشر ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ فرشتہ آئے اور میں اس کی بات قبول کروں' اور میں تمہارے درمیان دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے' اس میں ہدایت بھی ہے' اور نور بھی۔ سو تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لو' اور آپ نے کتاب اللہ (پر عمل کرنے) پر ابھارا اور اس کے متعلق ترغیب دی۔ پھر فرمایا: اور میری اہلِ بیت۔ میں اپنی اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ (مسلم)

یہ طویل حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 349 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**خطیباً:** از **خطبةً،** بمعنی خطبہ دینا، وعظ کرنا، تقریر کرنا۔

**فحث:** از، **حثاً، و تحثیثاً،** اکسانا، ابھارنا، برانگیختہ کرنا۔

## شرح: فرشتوں نے چکی چلائی:

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے اتنی محبت فرماتا ہے کہ بعض اوقات ان کی امداد کے لیے فرشتوں کی ڈیوٹی لگا دیتا ہے چنانچہ:

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لیے ان کے مکان پر بھیجا تو میں نے وہاں یہ دیکھا کہ ان کے گھر میں چکی بغیر کسی چلانے والے کے خود بخود چل رہی ہے۔ جب میں نے بارگاہ رسالت میں اس عجیب کرامت کا تذکرہ کیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر! رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جو زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کی یہ بھی ڈیوٹی فرمادی ہے کہ وہ میری آل کی امداد واعانت کرتے رہیں۔

(ازالۃ الخفاء، مقصد۲، ص۴۷۲، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الرابع فی مناقب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، الفصل التاسع فی ذکر نبذ من فضائلہ، ذکر کراماتہ، ج۲، ص۲۰۲ ملتقطا)

**تبصرہ:**

اس روایت سے یہ سبق ملتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آل پاک کو بارگاہ خداوندی میں اس قدر قرب اور مقبولیت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو ان کی امداد و نصرت اور حاجت برآری کے لئے خاص طور پر مقرر فرمادیا ہے۔ یہ شرف حضرات اہل بیت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت خاصہ کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ سبحان اللہ! سلطان مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عزت و عظمت اور ان کے وقار واقتدار کا کیا کہنا؟ کہ آپ کے گھر والوں کی چکی فرشتے چلایا کرتے تھے۔

(کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم)

(۷۱۶) وَعَنْ اَبِیْ سُلَیْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُّتَقَارِبُوْنَ، فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِیْنَ لَیْلَةً، وَّكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَحِیْمًا رَّفِیْقًا، فَظَنَّ اَنَّا قَدِ اشْتَقْنَا اَهْلَنَا، فَسَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا مِنْ اَهْلِنَا، فَاَخْبَرْنَاهُ، فَقَالَ: "ارْجِعُوْا اِلٰی اَهْلِیْكُمْ، فَاَقِیْمُوْا فِیْهِمْ، وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ، وَصَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِیْ حِیْنِ كَذَا، وَصَلُّوْا كَذَا فِیْ حِیْنِ كَذَا، فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْیُؤَذِّنْ لَّكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْیَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

زَادَ الْبُخَارِیُّ فِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ: "وَصَلُّوْا كَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ"۔

وَقَوْلُهٗ: "رَحِیْمًا رَّفِیْقًا" رُوِیَ بِفَاءٍ وَقَافٍ، وَّرُوِیَ بِقَافَیْنِ۔

◀ ◀ حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم کچھ ہم عمر نوجوان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے ہاں بیس دن ٹھہرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے مہربان اور شفیق تھے۔ آپ نے محسوس کیا ہم اپنے اہل خانہ (سے ملاقات) کے مشتاق ہوگئے ہیں۔ آپ نے ہم سے پوچھا کہ اپنے پیچھے کن لوگوں کو چھوڑ کے آئے ہو تو ہم نے آپ کو بتادیا۔ آپ نے فرمایا: اپنے اہل خانہ کے پاس لوٹ جاؤ اور انہیں کے ساتھ رہو، اور انہیں تعلیم دو اور نیک کاموں کا حکم دو اور فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت میں

716: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6287

پڑھو۔ سو جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک شخص اذان کہے اور جو تم میں سے بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرائے۔ (متفق علیہ)

بخاری نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے: اور نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔

## تعارفِ راوی:

مالک ابن حویرث: آپ لیثی ہیں، حضور انور کی خدمت میں وفد بن کر آئے اور حضور کے پاس بیس دن رہے آخر میں بصرہ میں قیام رہا وہاں ہی ۹۴ چورانوے میں وفات پائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حلِ لغات:

رحیمـا رفیـقا : رفیق فاء اور قاف سے، بھی منقول ہے اور رقیق دونوں قافوں سے بھی منقول ہے۔ رفیق بمعنی ساتھی، دوست، اور رقیق بمعنی نرم دل آدمی آتا ہے۔

## شرح:

قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَهْلِیْکُمْ نَارًا : ترجمہ: کنز الایمان: اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔ "اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "مطلب یہ ہے کہ اپنے گھر والوں کو دین اور آداب سکھاؤ۔"

### گھر والوں پر خرچ کرنا:

ایک روایت میں ہے کہ "بندہ جو کچھ اپنے آپ پر اور اپنے بچوں، اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں پر خرچ کرتا ہے وہ اسکے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے۔" (مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فی نفقۃ الرجل ............ الخ، رقم ۴۶۶۴، ج ۳، ص ۱۰۳)

(۷۱۷) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اسْتَاذَنْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْعُمْرَةِ، فَاَذِنَ، وَقَالَ: "لَا تَنْسَانَا یَا اُخَیَّ مِنْ دُعَائِكَ" فَقَالَ كَلِمَةً مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ لِیْ بِهَا الدُّنْیَا.

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ: "اَشْرِكْنَا یَا اُخَیَّ فِیْ دُعَائِكَ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◄◄ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے مجھے اجازت دے دی اور فرمایا: اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں فراموش نہ کرنا۔

717: سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 1498

آپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) فرماتے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات ایسی ہے کہ اگر مجھے اس کے بدلے ساری دنیا ملتی تو بھی میں خوش نہ ہوتا۔

اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا: میرے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں شریک کرنا۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۷۱۸) وَعَنْ سَالِمِ بنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، كَانَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا: اُدْنُ مِنِّيْ حَتّٰى اُوَدِّعَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَدِّعُنَا، فَيَقُوْلُ: "اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ، وَاَمَانَتَكَ، وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس شخص سے فرمایا کرتے جو سفر کا ارادہ کرتا: میرے قریب ہو جاؤ تا کہ میں تمہیں اس طرح الوداع کروں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں الوداع کرتے تھے پس فرماتے: میں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے اعمال کے انجام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

ادن: از، دنواً، کسی چیز کا قریب ہونا،

اودعك: از ودعاً، رخصت کرنا،

## شرح:

صحابہ کرام سفر کو جاتے وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور اس بارگاہ عالی سے وداع ہوتے تھے اس وقت کا یہاں ذکر ہو رہا ہے، اب بھی زائرین مدینہ منورہ سے چلتے وقت آخری سلام کے لیے روضہ انور پر حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں "الوداع الوداع یارسول اللہ الفراق الفراق یا حبیب اللہ" ہم نے ایک وداعیہ قصیدہ عرض کیا تھا جس کے کچھ شعر یہ ہیں۔ شعر

دور سے آئے تھے پردیسی غلام عرض کرنے کو غلامانہ سلام

718: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 3443

آستانہ سے وداع ہوتے ہیں اب یہ فرماؤ کہ بلواؤ گے کب
چشم رحمت سے نہ تم کریو جدا رکھیو اپنے سایہ میں ہم کو سدا

اس وقت جو دل کا حال ہوتا ہے وہ وداع ہونے والا ہی جانتا ہے۔شعر

بدن سے جان نکلتی ہے آہ سینے سے ترے فدائی نکلتے ہیں جب مدینے سے
روضہ اچھا زائر اچھے، اچھی راتیں، اچھے دن سب کچھ اچھا ایک رخصت کی گھڑی اچھی نہیں

یہ حضور کی بندہ نوازی اور شان کریمانہ ہے کہ غلاموں سے خود ہاتھ نہیں چھوڑاتے ، اب بھی وہ ہم گنہگاروں کو خود نہیں چھوڑتے ،اللہ تعالیٰ ان کے قدموں سے وابستگی عطا کرے۔

(اللہ کے سپرد کرتا ہوں) یعنی خدا تیرے دین وایمان وخاتمہ کی حفاظت کرے،سب کچھ اس کے سپرد ہے۔امانت سے مراد یا تو اعمال شرعیہ ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے:"اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ "الخ یا مسافروں کے آپس کے اخلاق و مالی معاملات، چونکہ سفر میں کبھی آپس میں تلخی ترشی بھی ہو جاتی ہے اس لیے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا۔اس دعا میں لطیف اشارہ اس جانب بھی ہے کہ اے مدینہ میں میرے پاس رہنے والے اب تک تو تو میرے سایہ میں تھا کہ ہر مسئلہ مجھ سے پوچھ لیتا تھا ہر مشکل مجھ سے حل کر لیتا تھا اب تو مجھ سے دور ہو رہا ہے کہ ہر حاجت میں مجھ سے پوچھ نہ سکے گا تو تیرا ہر کام خدا کے سپرد ہے۔کیسی پیاری دعا ہے اور کسی مبارک وداع! آخر عمل سے مراد وقت موت ہے یعنی اگر اس سفر میں تجھے موت آئے تو ایمان پر آئے، تیری زندگی وموت رب کے حوالہ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4،ص52)

(۷۱۹) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوَدِّعَ الْجَيْشَ، قَالَ: "اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ، وَاَمَانَتَكُمْ، وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَغَيْرُهٗ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ ۔

◄ حضرت عبداللہ بن یزید الخطمی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی لشکر کو الوداع کرتے تو فرماتے: میں تمہارے دین، تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کے خاتمے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۷۲۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّيْ اُرِيْدُ سَفَرًا، فَزَوِّدْنِيْ، فَقَالَ: "زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى" قَالَ: زِدْنِيْ قَالَ: "وَغَفَرَ

719: سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:2601

720: جامع ترمذی، رقم الحدیث:3444

ذَنْبَكَ" قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: "وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا ارادہ سفر کرنے کا ہے۔ مجھے زادِراہ (کے طور پر کوئی نصیحت) عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تیرا زادِ راہ بنائے۔ اس نے عرض کیا: مزید عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے گناہ معاف کردے۔ اس نے عرض کیا: مزید عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: تو جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ تیرے لئے نیکی کو آسان کردے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## حلِ لغات:

زودك: توشہ دینا۔

## شرح:

مجھے توشہ عطاء فرمائیں) یعنی میرے لیے ایسے ودعیہ دعا فرمائیے کہ جو توشہ کی طرح سفر دنیا و سفر آخرت میں ساتھ رہے اور مجھے توشہ کی طرح ہر وقت کام آئے۔ زاد وہ زائد کھانا ہے جو مسافر کی موجودہ ضرورت سے بچا ہوا آئندہ کام آوے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى" ۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لیے توشہ دارین سمجھتے تھے اور ہر موقعہ پر آپ سے دعائیں کراتے تھے اپنی دعاؤں پر کفایت نہ کرتے تھے۔

(اللہ تجھے تقویٰ عطاء فرمائے) یعنی تمہیں دنیا میں لوگوں سے غنا دے کہ تم سوال سے بچو اور آخرت کے لیے نیک اعمال کی توفیق بخشے، بہت جامع دعا ہے۔

( کچھ اور عطاء فرمائیں) یعنی ابھی فقیر کی سیری نہیں ہوئی داتا کچھ اور ملے، دنیا میں صبر بہتر، آخرت کے معاملہ میں بے صبری و حرص افضل۔ شعر

حاجتے نیست مرا سیر ازیں آبِ حیات ضاعف اللہ علی کل زمانٍ عطشی

(اللہ تیرے لیے بھلائی کو آسان فرمادے تو جہاں بھی ہو) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں جیتے مرتے، قبر و حشر ایسی بھلائیاں

عطا فرمادے جس سے تمہیں پوری کامیابی نصیب ہو۔حیث ما کنت میں سفر، حضر، زندگی وقبر ہر جگہ داخل ہے۔سبحان اللہ سائل کی جھولی بھردی نہ معلوم ان الفاظ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دے دیا ہو اور سائل نے کیا کچھ لے لیا، یہ تو دینے والے اور لینے والے جانیں۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 4،ص 54)

## ۹۷-بَابُ الْإِسْتِخَارَةِ وَالْمُشَاوَرَةِ

## استخارہ اور مشورہ کا بیان

**استخارہ کا معنیٰ:** طلب خیر، نیکی کی توفیق مانگنا،(فیروز اللغات)

**مشاورت کا معنیٰ:** آپس میں مل کر مشورہ کرنا، باہم اصلاح کرنا،(فیروز اللغات)

**استخارہ کی تعریف:** اصطلاح شرع میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے میں ایک خاص طریقہ پر (جو کہ احادیث میں موجود ہے) اللہ تعالیٰ سے اشارہ چاہنا۔

**آیت نمبر: 1**

**قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:** ﴿ وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ ﴾ (آل عمران: 159)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔

**آیت نمبر: 2**

**وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:** ﴿ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ﴾ (الشوریٰ: 38)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے۔

**تشریح:**

بڑے بڑے امور میں بغیر آپس کی مشاورت کے ہاتھ نہیں ڈالتے۔خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا »وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ« (آل عمران3:159) یعنی ان سے مشورہ کرلیا کرو اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جہاد وغیرہ کے موقعہ پر لوگوں سے مشورہ کرلیا کرتے تاکہ ان کے جی خوش ہو جائیں۔اور اسی بنا پر امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے جب کہ آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا اور وفات کا وقت آ گیا چھ آدمی مقرر کر دیئے کہ یہ اپنے مشورے سے میرے بعد کسی کو میرا جانشین مقرر کریں ان چھ بزرگوں کے نام یہ ہیں۔عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم۔پس سب نے باتفاق رائے سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا امیر مقرر کیا۔

(عمادالدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

اَیْ: یَتَشَاوَرُوْنَ بَیْنَھُمْ فِیْهِ ۔

اس کا مطلب ہے: ہر کام میں وہ ایک دوسرے سے مشورہ کرتے ہیں۔

(۷۲۱) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِی الْاُمُوْرِ کُلِّهَا کَالسُّوْرَةِ مِنَ الْقُرْاٰنِ، یَقُوْلُ: "اِذَا هَمَّ اَحَدُکُمْ بِالْاَمْرِ، فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ مِنْ غَیْرِ الْفَرِیْضَةِ، ثُمَّ لِیَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ" اَوْ قَالَ: "عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ، فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ، ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ ۔ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ" اَوْ قَالَ: "عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ؛ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ، وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ، ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ" قَالَ: "وَیُسَمِّیْ حَاجَتَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام امور میں استخارہ کرنے کی اس طرح تعلیم دیتے تھے جیسے قرآن حکیم کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ فرماتے: جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا قصد کرے تو دو رکعتیں فرض نماز کے علاوہ ادا کرے' اور پھر کہے: اے اللہ! میں تیرے علم کے ساتھ بھلائی طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ساتھ قدرت طلب کرتا ہوں، کیونکہ تجھ میں قدرت ہے' اور میرے پاس قدرت نہیں، تو جانتا ہے' اور میں نہیں جانتا اور' تو غیبوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ بات میرے لئے' میرے دین' میری معیشت، اور میرے انجام کے لحاظ سے بہتر ہے، یا آپ نے یہ الفاظ فرمائے میری دنیا یا میری آخرت کے لحاظ سے تو اس کو میرے لیئے مقدر فرما دے اور اسے میرے لئے آسان کر دے' اور میرے لئے اس میں برکت عطا فرما اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے میرے دین، میری معیشت، اور میرے انجام کے لحاظ سے برا ہے' یا یہ الفاظ فرمائے: میری دنیا یا میری آخرت کے لحاظ سے' تو اس کو مجھ سے دور فرما دے اور مجھے اس سے دور کر دے' اور بھلائی جہاں بھی ہو اسے میرے لئے مقدر فرما دے۔ پھر مجھے اس پر راضی کر دے۔ فرمایا: اور اپنی حاجت کا نام لے۔ (بخاری)

721: بخاری شریف، رقم الحدیث:1109، بخاری شریف، رقم الحدیث:6019، بخاری شریف، رقم الحدیث:6955، ابوداؤد، رقم الحدیث:1538، ترمذی، رقم الحدیث:480، نسائی، رقم الحدیث:3253، مسند امام احمد، رقم الحدیث:14748، ابن حبان، رقم الحدیث:885، سنن الکبریٰ، رقم الحدیث:5581، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث:4700، طبرانی صغیر، رقم الحدیث:524، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:11477، الادب المفرد، رقم الحدیث:703، مسند حمیدی، رقم الحدیث:1089

## تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

الاستخارة: طلب خیر کرنا، طلب خیر کی دعا کرنا۔

عاجل: عجلاً، جلدی کرنا۔

آجله: از، اجلاً دیر کرنا، موت، آخرت۔

## شرح:

مسئلہ: حج اور جہاد اور دیگر نیک کاموں میں نفس فعل کے لیے استخارہ نہیں ہوسکتا، ہاں تعیین وقت کے لیے کرسکتے ہیں۔ ("غنیۃ المتملی"، رکعتا الاستخارۃ، ص۴۳۲......)

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ اس دُعا کے اوّل آخر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور درود شریف پڑھے اور پہلی رکعت میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے اور بعض مشایخ فرماتے ہیں کہ پہلی میں وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ یُعْلِنُوْنَ تک اور دوسری میں وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ آخر آیت تک بھی پڑھے۔

("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی رکعتی الاستخارۃ، ج۲، ص۵۷۰......)

: بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کرے کہ ایک حدیث میں ہے: "اے انس! جب تو کسی کام کا قصد کرے تو اپنے رب) عزوجل (سے اس میں سات بار استخارہ کر پھر نظر کر تیرے دل میں کیا گذرا کہ بیشک اُسی میں خیر ہے۔"

( کنز العمال"، کتاب الصلاۃ، رقم: ۵۳۵۱۲، ج۷، ص۶۳۳......)

اور بعض مشایخ سے منقول ہے کہ دُعائے مذکور پڑھ کر باطہارت قبلہ رُو سورہے اگر خواب میں سپیدی یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور سیاہی یا سُرخی دیکھے تو بُرا ہے اس سے بچے۔

"(ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی رکعتی الاستخارۃ، ج۲، ص۵۷۰......)

استخارہ کا وقت اس وقت تک ہے کہ ایک طرف رائے پوری جم نہ چکی ہو۔

## ۹۸-بَابُ اسْتِحْبَابِ الذَّهَابِ اِلَى الْعِيْدِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَالْحَجِّ وَالْغَزْوِ وَالْجَنَازَةِ وَنَحْوِهَا مِنْ طَرِيْقٍ، وَّالرَّجُوْعِ مِنْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ لِتَكْثِيْرِ مَوَاضِعِ الْعِبَادَةِ

عید، مریض کی تیمارداری، حج، جہاد اور جنازہ وغیرہ کے لئے ایک راستے سے جانے اور دوسرے راستے سے لوٹنے کے مستحب ہونے کا بیان تاکہ عبادات کے مقامات میں اضافہ ہو

نوٹ: عیادت کا معنیٰ ماقبل بیان ہو چکا ہے۔

(۷۲۲)عن جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ .رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

قَوْلُهُ: "خَالَفَ الطَّرِيْقَ" يَعْنِيْ: ذَهَبَ فِيْ طريقٍ، وَرَجَعَ فِيْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ .

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب عید کا دن ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف راستوں سے آتے جاتے۔(بخاری)

خالف الطريق: یعنی ایک راستے سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس آتے۔

(۷۲۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيْقِ الشَّجَرَةِ، وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيْقِ الْمُعَرَّسِ، وَإِذَا دَخَلَ مَكَّةَ، دَخَلَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا، وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "الشجرہ" (یعنی درخت) کے راستے باہر تشریف لے جاتے اور "معرس" کے راستے واپس تشریف لاتے تھے اور جب مکہ میں داخل ہوتے تو اوپر والی گھاٹی سے داخل ہوتے اور مکہ سے باہر نیچے والی گھاٹی کے راستے نکلتے تھے۔(متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اَلْمُعَرَّسِ، : آکر رات میں آرام کرنے کے لیے اترنے کی جگہ۔

## شرح:

اس لیے آپ مختلف راستے اختیار فرماتے کہ زمین کثرت سے ہمارے لیے گواہ بن جائے، لیکن شارحین فرماتے ہیں کہ جاتے ہوئے دراز راستہ اختیار فرماتے اور لوٹتے وقت مختصر راستہ اختیار فرماتے، تا کہ جاتے ہوئے قدم زیادہ پڑے اور ثواب زیادہ ہو۔

## ۹۹-بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيْمِ الْيَمِيْنِ فِيْ كُلِّ مَا هُوَ مِنْ بَابِ التَّكْرِيْمِ

كَالْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ وَالتَّيَمُّمِ، وَلُبْسِ الثَّوْبِ وَالنَّعْلِ وَالْخُفِّ وَالسَّرَاوِيلِ وَدُخُوْلِ الْمَسْجِدِ،

722: بخاری شریف، رقم الحدیث:986

723: بخاری شریف، رقم الحدیث:1533

وَالسِّوَاكِ، وَالْاِكْتِحَالِ، وَتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ، وَقَصِّ الشَّارِبِ، وَنَتْفِ الْاِبْطِ، وَحلْقِ الرَّاْسِ، وَالسَّلَامِ مِنَ الصَّلٰوةِ، وَالْاَكْلِ، وَالشُّرْبِ، وَالْمُصَافَحَةِ، وَاسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ، وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْخَلَاءِ، وَالْاَخْذِ وَالْاِعْطَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا هُوَ فِيْ مَعْنَاهُ ۔ وَيُسْتَحَبُّ تَقْدِيْمُ الْيَسَارِ فِيْ ضِدِّ ذٰلِكَ، كَالْاِمْتِخَاطِ وَالْبُصَاقِ عَنِ الْيَسَارِ، وَدُخُوْلِ الْخَلَاءِ، وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَخَلْعِ الْخُفِّ وَالنَّعْلِ وَالسَّرَاوِيْلِ وَالثَّوْبِ، وَالْاِسْتِنْجَاءِ وَفِعْلِ الْمُسْتَقْذَرَاتِ وَاَشْبَاهِ ذٰلِكَ ۔

## ہر قابل تعظیم کام دائیں ہاتھ سے شروع کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

مثلاً وضو، غسل، تیمّم کرنا، کپڑے، جوتے، موزے اور پاجامہ پہننا اور مسجد میں داخل ہونا، مسواک کرنا، سرمہ لگانا، ناخن تراشنا، مونچھیں کاٹنا، بغل کے بال دور کرنا، سر منڈوانا، نماز میں سلام پھیرنا، کھانا، پینا، مصافحہ کرنا، حجر اسود کو بوسہ دینا، بیت الخلاء سے نکلنا، کسی سے لینا اور کسی کو کوئی چیز دینا اور اسی قسم کی دوسری چیزیں، اور ان کے متضاد کاموں کو بائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے، جیسے ناک صاف کرنا، اور تھوکنا (بائیں جانب) بیت الخلاء میں داخل ہونا، مسجد سے نکلنا، موزہ، جوتا، پاجامہ یا کپڑا اتارنا، استنجا کرنا اور اسی قسم کے دیگر گندگی والے کام وغیرہ۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَاؤُمُ اقْرَاُوْا كِتَابِيَهْ ○ ﴾ (الحاقۃ: 19) الْاٰيَاتِ،

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: تو وہ جو اپنا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا کہے گا لو میرے نامۂ اعمال پڑھو○

وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿ فَاَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا اَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ○ وَاَصْحَابُ الْمَشْئَمَةِ مَا اَصْحَابُ الْمَشْئَمَةِ ○ ﴾ (الواقعۃ: 9-8) .

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: تو داہنی طرف والے کیسے داہنی طرف والے○ اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف والے○

(۷۲۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِيْ شَاْنِهٖ كُلِّهٖ: فِيْ طُهُوْرِهٖ، وَتَرَجُّلِهٖ، وَتَنَعُّلِهٖ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تمام کاموں مثلاً وضو کرنے، کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں دائیں طرف کا استعمال پسند تھا۔ (متفق علیہ)

724: بخاری شریف، رقم الحدیث: 168؛ مسلم شریف، رقم الحدیث: 31

(۷۲۵)وَ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُمْنَى لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ، وَكَانَتِ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ اَذًى. حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَغَيْرُهٗ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا دایاں ہاتھ وضو اور کھانے وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا تھا' اور بایاں ہاتھ بیت الخلاء اور اسی قسم کے دوسرے کاموں میں استعمال ہوتا تھا۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکمِ حدیث:

یہ حدیث صحیح ہے' ابوداؤد وغیرہ نے اس کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

## حلِ لغات:

الخلاء: بمعنی، باتھ روم، لیٹرین، پیشاب کرنا کی جگہ۔

## شرح:

اس حدیث میں کھانے کے آداب بیان ہوئے جن کا ذکر حدیث نمبر:611 کے تحت ہو چکا ہے۔(ابوالاحمد غفرلہ)

(۷۲۶) وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُنَّ فِيْ غَسْلِ ابْنَتِهٖ زَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: "اِبْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا، وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے غسل کے وقت عورتوں سے فرمایا: دائیں طرف سے شروع کرنا اور ان میں سے جو وضو کے مقامات ہیں ان سے شروع کرنا۔(متفق علیہ)

## شرح:

غُسل کے تین جز ہیں اگر ان میں ایک میں بھی کمی ہوئی غُسل نہ ہوگا، چاہے یوں کہو کہ غُسل میں تین فرض ہیں۔

(۱) کُلّی: کہ مونھ کے ہر پُرزے گوشے ہونٹ سے حَلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہ جائے۔ اکثر لوگ یہ جانتے ہیں کہ تھوڑا سا پانی مونھ میں لے کر اُگل دینے کو کُلّی کہتے ہیں اگرچہ زبان کی جڑ اور حَلق کے کنارے تک نہ پہنچے یوں غُسل

725: سنن ابی داود، رقم الحدیث:33

726: بخاری شریف، رقم الحدیث:167

نہ ہوگا، نہ اس طرح نہانے کے بعد نماز جائز بلکہ فرض ہے کہ داڑھوں کے پیچھے، گالوں کی تہہ میں، دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں، زبان کی ہر کروٹ میں، حلق کے کنارے تک پانی بہے۔ (الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص۴۴۳،۴۴۰......)

(۲) ناک میں پانی ڈالنا یعنی دونوں نتھنوں کا جہاں تک نرم جگہ ہے دھلنا کہ پانی کو سونگھ کر اوپر چڑھائے، بال برابر جگہ بھی دھلنے سے رہ نہ جائے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ ناک کے اندر رینٹھ سوکھ گئی ہے تو اس کا چھڑانا فرض ہے۔ نیز ناک کے بالوں کا دھونا بھی فرض ہے۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب فی ابحاث الغسل، ج۱، ص۳۱۲......و"الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص۴۴۲،۴۴۳......)

(۳) تمام ظاہر بدن یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک جسم کے ہر پرزے ہر رونگٹے پر پانی بہ جانا، اکثر عوام بلکہ بعض پڑھے لکھے یہ کرتے ہیں کہ سر پر پانی ڈال کر بدن پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور سمجھے کہ غسل ہو گیا حالانکہ بعض اعضا ایسے ہیں کہ جب تک ان کی خاص طور پر احتیاط نہ کی جائے نہیں دھلیں گے اور غسل نہ ہوگا۔

("الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص۴۴۵......)

## غسل میت:

میت کو نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس چارپائی یا تخت یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اُس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اُسے اتنی بار چارپائی وغیرہ کے گرد پھرائیں اور اُس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی مونھ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابون اسلامی کارخانہ کا بنا ہوا یا بیسن یا کسی اور چیز سے ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے، پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یوہیں کریں اور بیری کے پتے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں وضو و غسل کا اعادہ نہ کریں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اُس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ دیں۔

(الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۵۸، وغیرہ......)

(۷۲۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنٰی، وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ. لِتَكُنِ الْيُمْنٰی اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ،

727: بخاری شریف، رقم الحدیث:5856

وَاٰخِرُهُمَا تُنْزَعُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں پاؤں سے شروع کرےاور جب اتارے تو بائیں پاؤں سے شروع کرے تاکہ دائیں پاؤں میں پہلے جوتا پہنا جائے اور آخر میں اس سے اتارا جائے۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

یہ حکم استحبابی ہے۔اس کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ اچھا و اعلیٰ کام داہنی طرف سے شروع کیا جاوے اور ادنی اور گھٹیا کام بائیں طرف سے، مسجد میں داخل ہو تو داہنا پاؤں پہلے داخل کرے بایاں پاؤں پیچھے، جب نکلے تو اس کے برعکس کرے کہ بایاں پاؤں پہلے نکالے داہنا پاؤں پیچھے اور پاخانہ جاتے وقت بایاں پاؤں پاخانہ میں داخل کرے بعد میں داہنا مگر وہاں سے نکلتے وقت اس کے برعکس۔ جوتے پہننا اعلیٰ کام ہے اور اتارنا ادنی کام لہٰذا یہ حکم دیا گیا۔اس سے معلوم ہوا کہ دونوں جوتے یکدم اوتارنا پہننا بھی سنت کے خلاف ہے، اولاً داہنے پاؤں میں پہنے پھر بائیں میں۔

اسلام میں داہنا حصہ بائیں سے افضل ہے اس لیے یہ حکم دیا گیا حتیٰ کہ وضو میں داہنے ہاتھ پاؤں پہلے دھو لیے جائیں بائیں بعد میں یہ ترتیب بہت جگہ ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص254)

(۷۲۸) وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْعَلُ يَمِيْنَهُ لِطَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ وَثِيَابِهٖ، وَيَجْعَلُ يَسَارَهُ لِمَا سِوٰى ذٰلِكَ . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ .

◄ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دایاں ہاتھ، کھانے پینے اور کپڑے کے لئے استعمال فرماتے تھےاور دیگر کاموں کے لئے بایاں ہاتھ استعمال فرماتے تھے۔(ابوداؤد' ترمذی وغیرہ)

## شرح:

یہ حدیث پچھلی حدیث کے ہم معنی ہے۔

(۷۲۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا لَبِسْتُمْ، وَاِذَا تَوَضَّاْتُمْ، فَابْدَاُوا بِاَيَامِنِكُمْ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب تم کپڑے پہنو یا وضو کرو تو

729: سنن ابی داود، رقم الحدیث: 4141

اپنی دائیں طرف سے شروع کیا کرو۔

یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**بِاَیَامِنِکُمْ**: الایامن ، الایمن کی جمع ہے اس کا معنی داہنی جانب، آتا ہے۔

## شرح:

پہننا کرتا، پائجامہ، جوتا ان سب کو شامل ہے۔اور وضو میں غسل وتیمم بھی داخل ہے۔اَیَامِن ایمن کی جمع ہے جو یمین یا یمن سے بنا بمعنی برکت ومبارک۔ چونکہ اسلام میں داہنا حصہ مبارک مانا گیا کہ قیامت میں نیکوں کے نامۂ اعمال بھی اسی ہاتھ میں ہوں گے اسی لئے اسے ایمن یا یمین کہتے ہیں۔یعنی جب کچھ پہنو تو داہنے ہاتھ پاؤں میں پہلے، بائیں میں بعد میں پہنو اور جب وضو یا غسل وتیمّم کرو تو داہنی جانب سے شروع کرو مگر اتارنے میں اس کے برعکس۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1،ص382)

**(۷۳۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتٰی مِنًی، فَاَتَی الْجَمْرَۃَ فَرَمَاھَا، ثُمَّ اَتٰی مَنْزِلَہٗ بِمِنًی وَنَحَرَ، ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ: "خُذْ" وَاَشَارَ اِلٰی جَانِبِہِ الْاَیْمَنِ، ثُمَّ الْاَیْسَرِ، ثُمَّ جَعَلَ یُعْطِیْہُ النَّاسَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔**

**وَفِیْ رِوَایَۃٍ: لَمَّا رَمَی الْجَمْرَۃَ، وَنَحَرَ نُسُکَہٗ وَحَلَقَ، نَاوَلَ الْحَلَّاقَ شِقَّہُ الْاَیْمَنَ فَحَلَقَہٗ، ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیَّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ، ثُمَّ نَاوَلَہُ الشِّقَّ الْاَیْسَرَ، فَقَالَ: "اِحْلِقْ"، فَحَلَقَہٗ فَاَعْطَاہُ اَبَا طَلْحَۃَ، فَقَالَ: "اَقْسِمْہُ بَیْنَ النَّاسِ" ۔**

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ تشریف لے گئے تو آپ جمرہ کے پاس گئے اور اسے کنکریاں ماریں۔ پھر منیٰ میں اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے اور قربانی کا جانور ذبح کیا اور حجام سے فرمایا: یہ بال کاٹو اور دائیں جانب اشارہ فرمایا اور پھر بائیں جانب اشارہ فرمایا اور پھر لوگوں کو موئے مبارک عطا فرمانے لگے۔(متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: جب آپ جمرے کو کنکریاں مار چکے اور قربانی کر چکے تو آپ نے بال کٹوائے اس طرح کہ پہلے دائیں جانب حجام کے سامنے رکھی اور اس نے اس طرف سے بال کاٹے۔ پھر آپ نے حضرت ابوطلحہ

730: بخاری شریف، رقم الحدیث:171

انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور بال انہیں عطا فرمائے۔ پھر بائیں جانب حجام کے سامنے کی اور فرمایا: اب ان بالوں کو کاٹو۔ اس نے بال کاٹے تو آپ نے وہ بال بھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے اور فرمایا: ان کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

نُسُكَ: قربانی، وہ جانور جو قربان کیا جاتا ہے۔

الشِّقَّ: جانب، حصہ، سائیڈ۔ طرف۔

## شرح:

ان بال مونڈنے والے کا نام معمر ابن عبداللہ قرشی عدوی ہے جو قدیم الاسلام صحابی ہیں، مسند امام احمد میں ہے کہ جب معمر نے داہنے ہاتھ میں استرہ لیا اور مونڈنے لگے تو حضور نے فرمایا اے معمر اس نعمت کی قدر کرو، انہوں نے عرض کیا کہ مجھ پر اللہ کی بڑی نعمت یہ ہے کہ آج میرا ہاتھ حضور کے سر مبارک پر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی بقرعید کے دن پہلے رمی، پھر قربانی، پھر حجامت کرے، ہمارے ہاں یہ ترتیب واجب ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن سو قربانیاں کی تھیں، ۶۳ اپنے دست مبارک سے باقی ۳۷ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کرائیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حجامت میں دایاں حصہ پہلے، بایاں حصہ بعد میں منڈانا چاہیے، امام ابوحنیفہ فرمایا کرتے تھے کہ نائی کا دایاں اور بایاں معتبر ہے کہ فاعل وہ ہے، اس صورت میں مخلوق کا بایاں پہلے منڈے گا دایاں بعد میں مگر یہ حدیث سن کر امام صاحب نے اپنے قول سے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ حدیث قیاس پر مقدم ہے اگر نائی پیچھے کھڑا ہو کر حجامت بنائے تو دونوں کا دایاں بایاں ایک ہی سمت میں ہوگا۔ حجامت کے بعد لب و داڑھی بنوانا، پھر ناخن ترشوانا سنت ہے۔ (مرقات)

اس موقعہ پر حضور انور نے اپنے ناخن شریف بھی لوگوں میں تقسیم کرائے، یہ بال و ناخن تبرک کے لیے ساروں میں تقسیم کیے گئے، ان میں سے بعض حضرات تو یہ تبرکات اپنی قبروں میں لے گئے تا کہ وہاں کی مشکلات آسان ہوں جیسے حضرت امیر معاویہ وعمرو ابن عاص وغیرہم اور بعض حضرات چھوڑ گئے تا کہ قیامت تک مسلمان ان کی زیارت کرتے رہیں۔ چنانچہ آج تک مختلف جگہ یہ بال شریف موجود ہیں اور ان کی زیارتیں ہو رہی ہیں، صحابہ کرام ان بالوں کو پانی میں غوطہ دے کر دواءً پیتے تھے، حضرت شیخ نے یہاں ایک شعر لکھا۔ شعر

مرا از زلف تو موئے سنداست　　　فضولی مے کنم بوئے سنداست

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ انسان کے بال جدا ہوکر بھی پاک ہیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے بعض اجزاء بدن شریف محفوظ رکھے ہیں۔ تیسرے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات خصوصًا حضور کے بال و ناخن شریف سنبھال کر رکھنا، ان کی زیارت کرنا، ان سے شفا حاصل کرنا، ان کے توسل سے دعائیں مانگنا، قبر میں انہیں ساتھ لے جانا سب جائز و بہتر ہے کہ یہ تقسیم انہی مقاصد کے لیے ہوتی تھی، اس کی تحقیق شامی اور ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں ملاحظہ کیجئے اور ان شاء اللہ اس شرح میں بھی اپنے موقعہ پر اس کا ذکر آئے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، ص262)

# کِتَابُ اٰدَابِ الطَّعَامِ

## کھانے کے آداب کا بیان

نوٹ: کتاب کا معنی جلد اوّل کے شروع میں اور آداب کا معنی کتاب الآداب میں ہم بیان کر چکے ہیں (ابوالاحمد غفرلہ)

طعام کا معنی: کھانا، غذا، بھوجن، ہر وہ چیز جس کے ساتھ بھوک مٹائی جاتی ہے۔

## ۱۰۰-بَابُ التَّسْمِیَةِ فِیْ اَوَّلِه وَالْحَمْدُ فِیْ اٰخِرِه

## کھانے کی ابتداء میں بِسْمِ اللّٰہِ اور آخر میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنے کا بیان

تسمیہ کا معنی: تسمیہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو کہتے ہیں۔

الحمد سے مراد: ہر وہ کلمہ جس سے اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو جیسے الحمد للہ، نحمدہ، وغیرہ۔ یہاں مراد وہ دعا ہے جو کھانے کے بعد مانگی جاتی ہے۔

(۷۳۱) وَعَنْ عُمَرَ بِنِ اَبِیْ سَلْمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِیَمِیْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا یَلِیْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀ ◀ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: بسم اللہ پڑھو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (متفق علیہ)

(۷۳۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْیَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰی، فَاِنْ نَسِیَ اَنْ یَّذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْ اَوَّلِه، فَلْیَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے اور اگر کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو یہ

731: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5376

732: ابوداؤد، رقم الحدیث: 3767

الفاظ کہے:بسم اللہ اولہ و اٰخرہ ۔یعنی میں اس ( کھانے ) کے اول اور آخر اللہ کا نام لیتا ہوں۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

اسے ابوداؤداور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## شرح:

اس حدیث میں کھانے کے آداب کا ذکر ہے جن کو ہم تفصیل کے ساتھ حدیث نمبر: 611 میں بیان کر چکے ہیں (ابوالاحمد غفرلہ)

(۷۳۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ، فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهِ، وَعِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ الشَّيْطٰنُ لِاَصْحَابِهِ: لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ، وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهِ، قَالَ الشَّيْطٰنُ: اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ ؛ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ: اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب آدمی گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کرے تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے: یہاں تمہارے لئے نہ رات گزارنے کی جگہ ہے اور نہ رات کا کھانا اور جب آدمی گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہ کرے تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رات گزارنے کے لئے جگہ مل گئی اور اگر کھانا کھاتے وقت بھی وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رات گزارنے کی جگہ بھی مل گئی اور رات کا کھانا بھی۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:4 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اَلْمَبِيْتَ: رات گزارنے کی جگہ۔

وَالْعَشَاءَ: رات کا کھانا۔

---

733: مسلم شریف، رقم الحدیث:2018

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص گھر میں داخل ہوتے وقت پوری بسم اللہ پڑھ کر داہنا قدم پہلے دروازہ میں داخل کرے پھر گھر والوں کو سلام کرتا ہوا گھر میں آئے ، اگر کوئی نہ ہو تو السلام علیک ایھا النبی و رحمة الله و بر کاته کہہ دے۔ بعض بزرگوں کو دیکھا گیا کہ اول دن میں جب پہلی بار گھر میں ہوتے ہیں تو بسم اللہ اور قل ھو اللہ پڑھ لیتے ہیں کہ اس سے گھر میں اتفاق بھی رہتا ہے اور رزق میں برکت بھی۔

شیطان کا یہ خطاب اپنی ذریت سے ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ اس خطاب میں قرین بھی داخل ہو کہ وہ بھی اس بسم اللہ کی برکت سے نہ کھائے اور ہمارے گھر میں رہنے سہنے سے محروم ہو جائے اور اس کے شر سے محفوظ ہو جائے اور اللہ کے ذکر سے غافل اس نعمت سے محروم رہے۔ دوپہر کے کھانے کو غذاء کہتے ہیں اور بعد دوپہر سے رات تک کے کھانے کو عشاء کہا جاتا ہے، یہاں مراد مطلقًا کھانا ہے جو شخص صبح کو یہ عمل کرے تو ناشتہ اور دوپہر کے کھانے سے شیطان محروم ہوگا جو بعد دوپہر یہ عمل کرے تو رات کے کھانے سے وہ محروم رہے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص13)

(۷۳۴) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا اِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا، لَمْ نَضَعْ اَيْدِيَنَا حَتّٰى يَبْدَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعَ يَدَهُ، وَاِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَامًا، فَجَائَتْ جَارِيَةٌ كَاَنَّهَا تُدْفَعُ، فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ، فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهَا، ثُمَّ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ كَاَنَّمَا يُدْفَعُ، فَاَخَذَ بِيَدِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ، وَاِنَّهُ جَآءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا، فَاَخَذْتُ بِيَدِهَا، فَجَآءَ بِهٰذَا الْاَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ، فَاَخَذْتُ بِيَدِهِ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، اِنَّ يَدَهُ فِيْ يَدِيْ مَعَ يَدَيْهِمَا'' ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَكَلَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے تو ہم اپنے ہاتھ کھانے میں نہ ڈالتے جب تک کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست اقدس کھانے میں نہ ڈالتے ، ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے میں شریک تھے کہ ایک لڑکی کی آواز آئی گویا کہ اس کو دھکیل کر لایا جا رہا تھا وہ اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک اعرابی آیا گویا اس کو بھی دھکیل کر لایا جا رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر

734: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2017

کھانے پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے تو شیطان اس کھانے کو اپنے لئے حلال سمجھتا ہے اور وہ اس لڑکی کو لے کر آیا تاکہ اس کے ذریعے کھانے کو حلال کرے تو میں نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ پھر وہ اس اعرابی کو لایا کہ اس کے ذریعے کھانے کو اپنے لئے حلال کرے تو میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس شیطان کا ہاتھ بھی ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔ پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور کھانا تناول فرمایا۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

تدفع: از، دفعاً، بمعنی ہٹانا، دور کرنا۔

## شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی بزرگ کے ساتھ دسترخوان پر حاضر ہو تو ان سے پہلے کھانا شروع نہ کرے کہ اس میں بے ادبی ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ سارے کھانے والے بالغ ہوں، ان میں ایک بزرگ باقی خدام لیکن اگر کھانے والے میں کوئی ناسمجھ بچہ بھی ہو تو وہ پہلے کھانا شروع کر سکتا ہے بلکہ اس کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اور کھانا کھا چکنے پر اس کے ہاتھ پیچھے دھلائے جائیں کیونکہ بچے آہستہ آہستہ کھاتے ہیں، دیر تک کھاتے ہیں اور کھانا سامنے آنے پر زیادہ صبر نہیں کر سکتے۔ یہ تمام احکام عالمگیری وغیرہ میں مطالعہ کرو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص85)

(۷۳۵) وَعَنْ اُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا، وَرَجُلٌ يَّاْكُلُ، فَلَمْ يُسَمِّ اللّٰهَ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهٖ اِلَّا لُقْمَةٌ، فَلَمَّا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ، قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: "مَا زَالَ الشَّيْطٰنُ يَاْكُلُ مَعَهٗ، فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ اسْتَقَاءَ مَا فِيْ بَطْنِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

◄◄ حضرت امیہ بن مخشی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی حتیٰ کہ اس کے کھانے سے صرف ایک لقمہ باقی رہ گیا تھا اور جب اس نے وہ لقمہ اپنے منہ کی طرف اُٹھایا تو یہ الفاظ کہے: بسم اللہ اولہ واٰخرہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا، پھر ارشاد فرمایا: شیطان مسلسل اس کے ساتھ کھاتا رہا سو جب اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو شیطان کے پیٹ

735: سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 3768

میں جو کچھ تھا اس نے قے کر کے نکال دیا۔ (ابوداؤد و نسائی)

## تعارفِ راوی:

آپ کی کنیت ابوعبید ہے، امیہ تصغیر سے ہے اور مخشی میم کے فتح شین کے کسرہ ی کی شد سے ہے، آپ صحابی ہیں، خزاعی اسدی ہیں، بصرہ میں قیام رہا، آپ سے صرف یہ ہی ایک حدیث مروی ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الالف ،فصل فی الصحابہ' مرقات و اشعہ، مرآۃ المناجیح جلد ششم)

## حلِ لغات:

اِسْتَقَاءَ: پیٹ میں جو کچھ ہے اسے قصداً قے کر کے نکال دینا، قے کرنا،

## شرح:

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں حقیقت میں چھپی مخلوق کو بھی ملاحظہ فرماتی ہیں اور حدیث بالکل اپنے ظاہری معنی پر ہے کہ کسی تاویل کی ضرورت نہیں جیسے ہمارا معدہ مکھی والا کھانا ہضم نہیں کرسکتا ایسے شیطان کا معدہ بسم اللہ والا کھانا ہضم نہیں کرتا اگرچہ اس کا قے کیا ہوا کھانا ہمارے کام نہیں آتا مگر مردود تو بیمار بھی پڑ جاتا ہے اور بھوکا بھی رہ جاتا ہے اور ہمارے کھانے کی فوت شدہ برکت لوٹ آتی ہے۔ غرضیکہ اس میں ہمارا فائدہ ہے اس کے دو نقصان اور ممکن ہے کہ وہ مردود آئندہ ہمارے ساتھ بغیر بسم اللہ والا کھانا بھی ڈر کے سبب نہ کھائے کہ شاید یہ بیچ میں بسم اللہ پڑھ لے اور مجھے قے کرنی پڑے۔ غالبًا یہ شخص اکیلا کھا رہا تھا اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھاتا ہوتا تو بسم اللہ نہ بھولتا وہاں تو حاضرین بسم اللہ بلند آواز سے کہتے تھے اور ساتھیوں کو بسم اللہ کہنے کا حکم کرتے تھے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص53)

(۷۳۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ طَعَامًا فِيْ سِتَّةٍ مِّنْ أَصْحَابِهٖ، فَجَآءَ أَعْرَابِيٌّ، فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَا إِنَّهُ لَوْ سَمّٰى لَكَفَاكُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور سارا کھانا دو لقموں میں کھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اگر یہ شخص بسم اللہ پڑھتا تو یہ کھانا تمہیں کافی ہو جاتا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

736: جامع ترمذی، رقم الحدیث:1858

(۷۳۷) وَعَنْ اَبِی اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَفَعَ مَائِدَتَہُ، قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ، غَیْرَ مَکْفِیٍّ، وَّلَا مُوَدَّعٍ، وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

◀ ◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا دسترخوان لپیٹتے تو پڑھتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ، غَیْرَ مَکْفِیٍّ، وَّلَا مُوَدَّعٍ، وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا"

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں بہت زیادہ تعریفیں: عمدہ، مبارک نہ اس میں کفایت کی گئی ہے اور نہ اس سے استغناء ممکن ہے، اے ہمارے رب! (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

مَائِدَۃٌ: دسترخوان، وہ کپڑا جس پر کھانا رکھ کر کھایا جاتا ہے، کھانا۔

## شرح:

یہ تینوں لفظ اسم مفعول ہیں مکفی۔ مودع اور مستغنی اور ہوسکتا ہے کہ غیر پر فتح ہو اور یہ حمدًا کی صفت یا حال ہو یعنی ہم رب کی ایسی حمد کرتے ہیں جو نہ تو کفایت کی جاچکی ہے اور بس ہو چکی اور نہ آخری حمد ہے اور نہ ہم آئندہ کے لیے اس حمد سے بے نیاز ہو چکے ہم پھر بھی اپنے رب کی حمد کرتے رہیں اس کی نعمتوں کے گن گاتے رہیں اور ہوسکتا ہے کہ مکفی، مودع اور مستغنی تینوں اسم فاعل ہوں اور یہ عبارت نحمدہ کے مفاعل سے حال ہو تب معنی ہوں گے کہ ہم اتنی حمد پر کفایت ہی نہ کریں آئندہ بھی حمد کریں نہ حمد کی وداع کریں نہ آئندہ حمد الٰہی سے مستغنی و بے نیاز ہو جائیں مگر پہلی توجیہ ظاہر بھی ہے قوی بھی اور موقعہ کے مناسب بھی کہ کھانا کھا چکنے پر یہ دعا ہے تو کھانے کے متعلق ہونی چاہیے۔ ربنا مرفوع بھی ہوسکتا ہے منصوب بھی مجرور بھی۔ انت ربنا یا ربنا یہ اللہ کا بدل ہے تو مجرور ہے۔ (مرقات وغیرہ)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص49)

(۷۳۸) وَعَنْ معاذِ بن اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَکَلَ طَعَامًا، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا، وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ، غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ"

---

737: بخاری، رقم الحدیث: 5458

738: سنن ابی داود، رقم الحدیث: 4023

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت معاذ بن انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جوشخص کھانا کھائے اور یہ الفاظ کہے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری کسی محنت وقوت کے بغیر مجھے یہ رزق عطا کیا، تو اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

## تعارفِ راوی:

معاذ ابن انس: آپ جہنی ہیں اہل مصر سے ہیں، آپ کے بیٹے سہل نے آپ سے احادیث لیں۔

لیکن صاحب مرقاۃ نے یوں فرمایا۔

حضرت سہل کے والد معاذ ابن انس جہنی ہیں، اہل مصر میں آپ کا شمار ہے، تابعی ہیں، سہل ابن معاذ کو یحییٰ ابن معین نے ضعیف کہا مگر ابن حبان نے آپ کی توثیق کی۔ خیال رہے کہ حضرت سہل بھی تابعی ہیں اور آپ کے والد معاذ ابن انس بھی تابعی، مشکوۃ شریف کے بعض نسخوں میں بجائے سہل ابن معاذ کے سعد ابن معاذ ہے وہ غلط ہے کیونکہ حضرت سعد ابن معاذ تو صحابی ہیں اور معاذ ابن انس تابعی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم فصل فی الصحابہ، مرقات، واللہ اعلم)

## حکم حدیث:

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## شرح:

یعنی زبان سے یہ کلمات کہے اور دل میں عقیدہ رکھے کہ مجھے جو کچھ مل رہا ہے میرے علم وعقل کا نتیجہ نہیں صرف میرے رب کا فضل ہے ورنہ مجھ سے اچھے اچھے مارے مارے پھر رہے ہیں بڑی مصیبتوں میں ہیں تو ان شاء اللہ مغفرت ہوگی۔

حاکم نے مستدرک میں بروایت عائشہ صدیقہ مرفوعاً روایت کی، فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی ایک یا آدھے دینار کا کپڑا خریدے اس پر رب تعالیٰ کی حمد کرے تو یہ کپڑا اس کے گھٹنوں پر پیچھے پہنچے گا گناہ پہلے بخش دیئے جائیں گے۔ (مرقات) اس کی مثل طبرانی نے حضرت ابوامامہ سے روایت کی کچھ فرق کے ساتھ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص189)

## ۱۰۱-بَابٌ لَّا یَعِیْبُ الطَّعَامَ وَاسْتِحْبَابِ مَدْحِهٖ

## کھانے میں عیب نہ نکالنے اور اس کی تعریف کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

(۷۳۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا عَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ، اِنِ اشْتَهَاهُ اَکَلَهٗ، وَاِنْ کَرِهَهٗ تَرَکَهٗ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر پسند فرماتے تو کھالیتے اور اگر نہ پسند فرماتے تو چھوڑ دیتے۔ (متفق علیہ)

(۷۴۰) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَ اَهْلَهُ الْاُدْمَ، فَقَالُوْا: مَا عِنْدَنَا اِلَّا خَلٌّ، فَدَعَا بِهٖ، فَجَعَلَ یَاْکُلُ، وَیَقُوْلُ: "نِعْمَ الْاُدْمُ الْخَلُّ، نِعْمَ الْاُدْمُ الْخَلُّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل خانہ سے سالن طلب فرمایا تو انہوں نے عرض کیا: ہمارے پاس سرکے کے سوا کچھ نہیں۔ پس آپ نے وہی منگوا کر کھانا شروع کیا اور آپ فرماتے رہے: سرکہ کتنا اچھا سالن ہے، سرکہ کتنا اچھا سالن ہے!! (مسلم)

### تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حلِ لغات:

اَلْاُدْمُ: سالن، ہر وہ چیز جس کے ساتھ روٹی کھائی جاتی ہے

### شرح:

سرکہ طبی رو سے بہت مفید ہے سادہ ارزاں غذا ہے، حضرات انبیاء کرام نے عموماً سرکہ کھایا ہے۔ اس کے بہت فضائل حدیث شریف میں آئے ہیں۔ عرب میں عموماً کھجور کا سرکہ ہوتا ہے، ہمارے ملک میں رس انگور کا سرکہ ہوتا ہے گنے کے رس کا سرکہ بہت مروج ہے۔ اس حدیث کی بنا پر بعض فقہاء نے فرمایا کہ سرکہ بھی سالن ہے جو کوئی سالن نہ کھانے کی قسم کھالے وہ سرکہ کھانے سے حانث ہو جائے گا اور اس پر قسم کا کفارہ لازم ہوگا مگر خیال رہے کہ قسم کا مدار

739: بخاری شریف، رقم الحدیث: 3563، مسلم شریف، کتاب الاشربہ، رقم الحدیث: 5264، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3763، ترمذی، رقم الحدیث: 2031، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3259، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 10216، ابن حبان، رقم الحدیث: 6436، بیہقی، رقم الحدیث: 14398، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 6214

740: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2057

عرف پر بھی ہوتا ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص33)

## ۱۰۲-بَابُ مَا يَقُوْلُهُ مَنْ حَضَرَ الطَّعَامَ وَهُوَ صَائِمٌ اِذَا لَمْ يُفْطِرْ

### روزہ دار کھانے میں حاضر ہو اور اس نے ابھی روزہ افطار نہ کیا ہو تو اسے کیا کہے؟

(۷۴۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ، فَاِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ، وَاِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنٰى "فَلْيُصَلِّ": فَلْيَدْعُ، ومعنٰى "فَلْيَطْعَمْ": فَلْيَاْكُلْ ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ دعوت قبول کرے، اگر روزہ دار ہو تو دعا کرے اور اگر روزے سے نہ ہو تو کھانا کھالے۔(مسلم)

### تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حلِ لغات:

فلیصل: کا معنی ہے: دعا کرے

فلیطعمه: کا معنی ہے: کھانا کھالے۔

### شرح:

اس طرح کہ دعوت قبول ہی نہ کرے یا اس طرح کہ قبول کرلے اور پہنچ بھی جائے مگر وہاں کھائے نہیں یہ عذر کر دے، دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔خیال رہے کہ نفلی روزے کا چھپانا بہتر ہے مگر چونکہ یہاں چھپانے سے یا صاحب خانہ کے دل میں عداوت پیدا ہوگی یا رنج و غم، مسلمان کے دل کو خوش کرنا بھی عبادت ہے اس لیے روزے کے اظہار کا حکم دیا گیا۔

دعا کا حکم تو استحبابی ہے کہ وہیں نفل پڑھ کر یا بغیر نفل پڑھے دعا کر دینا بہتر ہے اور کھانے کا حکم وجوبی بھی ہو سکتا ہے اور استحبابی بھی جیسا دعوت دینے والا اور جیسا موقعہ ویسا حکم۔(مرقات) لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں دعوت کے موقعہ پر روزہ توڑنے کا حکم ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، ص305)

741: مسلم شریف، رقم الحدیث:1431، ابوداؤد، رقم الحدیث:2460، ابن ماجہ، رقم الحدیث:1751، مسند امام احمد، رقم الحدیث:5766، ابن حبان، رقم الحدیث:5306، بیہقی، رقم الحدیث:14316، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:6036

## ۱۰۳-بَابُ مَا یَقُوْلُهٗ مَنْ دُعِیَ اِلٰی طَعَامٍ فَتَبِعَهٗ غَیْرُهٗ

## جس شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے تو دوسرا شخص بھی اس کے ساتھ چل دے تو وہ کیا کہے؟

(۷۴۲) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: دَعَا رَجُلُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ لَهٗ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ، فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ، قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ هٰذَا تَبِعَنَا، فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَاْذَنَ لَهٗ، وَاِنْ شِئْتَ رَجَعَ" قَالَ: بَلْ اٰذَنُ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◀ ◀ حضرت ابومسعود البدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی تھی جو اس نے آپ کے لیے بنایا تھا' جس میں آپ پانچویں تھے۔ ایک اور آدمی بھی آپ کے پیچھے ہولیا۔ جب اس شخص کے دروازے پر پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: یہ شخص ہمارے پیچھے چلا آیا ہے۔ اگر تم چاہو تو اس کو اجازت دے دو اور چاہو تو یہ واپس چلا جائے۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اس کو بھی اجازت دیتا ہوں۔ (متفق علیہ)

### حلِ لغات:

تبعه: از، تبعاً، تباعاً، پیچھے چلنا، ساتھ چلنا۔

### شرح:

اس سے دعوت کے متعلق بہت سے مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ کوئی شخص بغیر بلائے دعوت میں نہ جائے۔ دوسرے یہ کہ بلایا ہوا آدمی بھی اپنے ساتھ کسی ناخواندہ کو نہ لے جائے الا بالعرف چنانچہ بادشاہ کی دعوت میں اس کا باڈی گارڈ عملہ جاسکتا ہے کہ اب اس پر عرف قائم ہے، تیسرے یہ کہ ناخواندہ شخص کے لیے اجازت لی جائے۔ چوتھے یہ کہ ناخواندہ بغیر اجازت داعی کے گھر میں داخل نہ ہو، پانچویں یہ کہ مہمان کھاتے وقت کسی آجانے والے آدمی کو آرڈر نہ کرے کہ آؤ کھانا کھالو کیونکہ مہمان کھانے کا مالک نہیں، چھٹے یہ کہ دستر خوان والا دوسرے دستر خوان والے کو کوئی چیز اس دستر خوان کی نہ دے ہاں ایک دستر خوان کے لوگ ایک دوسرے کو جو چاہیں دیں، بعض فقہاء تو فرماتے ہیں کہ مہمان اجنبی کتے کو ہڈی بھی نہیں ڈال سکتا، اگر مالک کا کتا ہے تو اس کو ڈالے۔) از مرقات، وشامی وغیرہ مع زیادت (بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر مہمان کسی وجہ سے خود کھانا نہ کھائے تو اپنا حصہ دوسرے کو بغیر اجازت کھلا سکتا ہے۔ واللہ اعلم! (مرقات) (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج5، ص140)

742: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5434

## ۱۰۴-بَابُ الْاَكْلِ مِمَّا يَلِيْهِ وَوَعْظِهٖ وَتَأْدِيْبِهٖ مَنْ يُّسِيْءُ اَكْلَهٗ

## اپنے سامنے سے کھانا اور جو صحیح طریقے سے نہ کھائے اسے تنبیہ و تلقین کرنے کا بیان

(۷۴۳)عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ يَدِیْ تَطِيْشُ فِی الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا غُلَامُ، سَمِّ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

قَوْلُهٗ: "تَطِيْشُ" بِكَسْرِ الطَّاءِ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ تَحْتُ، مَعْنَاهُ: تَتَحَرَّكُ وَتَمْتَدُّ اِلٰى نَوَاحِی الصَّحْفَةِ ۔

◀◀ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر کفالت تھا اور میرا ہاتھ کھانے کے برتن میں گھومتا رہتا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (متفق علیہ)

### تعارفِ راوی:

عمر ابن ابی سلمہ: آپ کے والد ابو سلمہ کا نام عبداللہ ابن عبدالاسد ہے، آپ مخزومی قرشی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتیلے بیٹے ہیں یعنی جناب ام سلمہ کے فرزند آپ حبشہ میں پیدا ہوئے ،۲ ہجری میں حضور انور کی وفات کے وقت نو سال کے تھے عبدالملک ابن مروان کی حکومت میں ۸۳ھ تراسی میں وفات پائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین ،فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

### حلِ لغات:

تطیش: طاء کے کسرہ کے ساتھ۔ اس کے بعد یاء ہے یعنی حرکت کرتا رہتا ہے' اور برتن کے اطراف کی طرف بڑھتا رہتا تھا۔

### شرح:

اس حدیث کی شرح کے لیے حدیث نمبر: 611 کا مطالعہ فرمائیں۔

(۷۴۴) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

---

743: بخاری شریف، رقم الحدیث:5376

744: مسلم شریف، رقم الحدیث:2021

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ، فَقَالَ: "كُلْ بِيَمِيْنِكَ" قَالَ: لَا اَسْتَطِيْعُ ۔ قَالَ: "لَا اسْتَطَعْتَ"! مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ! فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا: میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپ نے فرمایا: تجھے استطاعت نہ ہو۔ اس نے صرف تکبر کی وجہ سے دائیں ہاتھ سے کھانے سے انکار کیا تھا۔ سو پھر اس کا دایاں ہاتھ کبھی منہ کی طرف نہ اُٹھ سکا۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 160 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**لا استطعت**: از، **استطاعۃ** بمعنی طاقت، اور "لا" کی وجہ سے غیر طاقت کے معنی میں استعمال ہوا۔

## شرح:

زمانہ جاہلیت میں سردار لوگ الٹے ہاتھ سے کھاتے تھے معمولی آدمی داہنے ہاتھ سے یہ شخص کوئی سردار تھا جو اس متکبرانہ عادت سے الٹے ہاتھ سے کھا رہا تھا۔

اس نے شرمندگی مٹانے کے لیے کہا کہ میرا داہنا ہاتھ بیمار ہے منہ تک نہیں پہنچتا۔ اسی پر یہ جواب ارشاد ہوا یعنی اب تک تو منہ تک آتا تھا اب نہ آ سکے گا۔ معلوم ہوا کہ لوگوں کے اعضاء بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر فرمان ہیں۔ وہ شخص علاج کرتے کرتے تھک گیا مگر اس کا ہاتھ منہ تک نہ اٹھ سکا۔ شعر

قسم خدا کی نہ وہ اٹھ سکا قیامت تک ۔۔۔ کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج8، ص161)

## ۱۰۵-بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقِرَانِ بَيْنَ تَمْرَتَيْنِ وَنَحْوِهِمَا اِذَا اَكَلَ جَمَاعَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ رُفْقَتِهٖ

## جب جماعت کے ساتھ مل کر کھانا کھا رہا ہو تو دوستوں کی اجازت کے بغیر اکٹھی دو کھجوریں اور اسی طرح کی دوسری چیز کھانا منع ہے

(۷۴۵) عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، قَالَ: اَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ؛ فَرُزِقْنَا تَمْرًا، وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ

745: بخاری شریف، رقم الحدیث:2455، مسلم، کتاب الاشربۃ، رقم الحدیث:، دارمی، رقم الحدیث:2059، مسند امام احمد، رقم الحدیث:5435، بیہقی، رقم الحدیث:14410

بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَمُرُّ بنا وَنَحْنُ نَاکُلُ، فَیَقُوْلُ: لا تُقَارِنُوْا، فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْقِرَانِ، ثُمَّ یَقُوْلُ: اِلَّا اَنْ یَّسْتَاْذِنَ الرَّجُلُ اَخَاهُ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◀ ◀ حضرت جبلہ بن سحیم سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی معیت میں قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا تو ہمیں کھجوریں دی گئیں۔ہم کھا رہے ہوتے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرتے اور فرماتے: دو کھجوریں ملا کر نہ کھاؤ۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ پھر فرماتے: ہاں! مگر اس صورت میں کہ کسی شخص کو اس کا بھائی اس کی اجازت دے دے۔ (متفق علیہ)

## حلِ لغات:

القران: جمع کرنا، ملانا، اکٹھا کرنا۔

## شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ہم کسی اجتماعی دسترخوان پر ہوں تو اپنے حق ہی کھانا چاہیے۔

# ۱۰۶-بَابُ مَا یَقُوْلُهٗ وَیَفْعَلُهٗ مَنْ یَّاْکُلُ وَلَا یَشْبَعُ

## جو کھائے اور سیر نہ ہو وہ کیا کہے اور کیا کرے؟

(۷۴۶) عَنْ وَحْشِیِّ بْنِ حَرْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّا نَاْکُلُ وَلَا نَشْبَعُ؟ قَالَ: "فَلَعَلَّکُمْ تَفْتَرِقُوْنَ" قَالُوْا: نَعَمْ ۔ قَالَ: "فَاجْتَمِعُوْا عَلٰی طَعَامِکُمْ، وَاذْکُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ، یُبَارَکْ لَکُمْ فِیْهِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ ۔

◀ ◀ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم کھاتے ہیں' اور سیر نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا: شاید تم اکیلے اکیلے کھانا کھاتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: اکٹھے کھانا کھانا کرو' اور بسم اللہ پڑھا کرو' اس میں تمہارے لئے برکت ہوگی۔ (ابوداؤد)

## تعارفِ راوی:

وحشی ابن حرب: حبشی ہیں، مکہ کے سوڈانی ہیں، جبیر ابن مطعم کے غلام آپ نے غزوہ احد میں حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا اس زمانہ میں آپ کافر تھے پھر غزوہ طائف کے بعد ایمان لائے خلافت صدیقی میں غزوہ یمامہ میں آپ شریک ہوئے، مسیلمہ کذاب کو آپ نے ہی قتل کیا آپ کہا کرتے تھے میں نے اس نیزہ سے خیر الناس اور شر الناس دونوں کو قتل کیا ہے شام میں رہے حمص میں وفات پائی آپ سے آپ کے بیٹے اسحاق اور حرب نے روایات لیں۔ مترجم کہتا ہے کہ

746: سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 3764

حضورانور نے ان سے فرمایا تھا کہ تمہارا ایمان تو ہم نے قبول فرمالیا مگر آئندہ ہمارے سامنے نہ آنا تم کو دیکھ کر مجھے مظلوم شہید حمزہ یاد آتے ہیں، چنانچہ آپ گوشہ نشین ہوگئے اور حضورانور کی وفات کے بعد نکلے ایک آن کے صحابی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الواؤ، فصل فی الصحابہ، مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حلِ لغات:

تفترقون: از، تفارقاً، بمعنی ایک ایک ہونا، جدا جدا ہونا۔

## شرح:

یہ ہے ان حکیم مطلق صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج فرمانا کہ جمع ہوکر ایک ساتھ کھانے میں برکت ہے۔ خیال رہے کہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ

"لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا"

یعنی تم پر گناہ نہیں مل کر کھاؤ یا الگ الگ کیونکہ آیت کریمہ میں الگ الگ کھانے کے جواز کا ذکر ہے اور اس حدیث پاک میں مل کر کھانے کے استحباب کا تذکرہ ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص100)

# ۱۰۷-بَابُ الْاَمْرِ بِالْاَکْلِ مِنْ جَانِبِ الْقَصْعَةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْاَکْلِ مِنْ وَسَطِهَا

فِيهِ: قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ كَمَا سَبَقَ .

## پیالے کی ایک طرف سے کھانے کا حکم اور درمیان سے کھانے کی ممانعت کا بیان

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان: اپنے سامنے سے کھا" ہے جیسا کہ گزر چکا (متفق علیہ)

(۷۴۷)وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْبَرَكَةُ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ؛ فَكُلُوْا مِنْ حَافَتَيْهِ، وَلَا تَاْكُلُوْا مِنْ وَسَطِهِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: برکت کھانے کے درمیان میں نازل ہوتی ہے۔ اس لئے تم اس کو کناروں سے کھایا کرو اور درمیان سے نہ کھایا کرو۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبد بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

747: سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 3772

## حکم حدیث:

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## حلِ لغات:

**حافتيه:** تثنیہ، گوشہ، کنارہ۔

## شرح:

یعنی ہر شخص اپنے سامنے والے کنارہ سے کھائے بیچ پیالے سے نہ کھائے، درمیان پیالہ نزول رحمت کی جگہ ہے درمیان پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

یہاں بھی نیچے سے مراد اپنے سامنے والا کنارہ ہے اور اوپر سے مراد پیالہ کا درمیانی حصہ ہے مطلب وہ ہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا۔ درمیانی پیالہ حد مشترک ہے اور پیالہ کے کنارے ہر کھانے والے کا حق ہے۔ بیچ سے کھانا حرص کی علامت ہے، حریص رحمت الٰہی سے محروم ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے کھانے کے وقت بھی رحمت باری کا نزول ہوتا ہے خاص کر جب کہ سنت کی نیت سے کھایا جائے۔

نیچے سے مراد برتن کے کنارے ہیں جہاں سے کھانے والے کھائیں گے اور اوپر سے مراد درمیان برتن ہے، چونکہ یہ درمیانی جگہ قدر مشترک ہے اس لیے برکت کا وہاں ہی نزول مناسب ہے۔ اس فرمان عالی میں برکت اور رحمت کو اس پانی سے تشبیہ دی گئی جو اوپر یعنی اونچی جگہ میں اترے اور وہاں سے چوطرفہ کناروں میں پہنچ جائے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص59)

(۷۴۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ يُقَالُ لَهَا: الْغَرَّاءُ يَحْمِلُهَا اَرْبَعَةُ رِجَالٍ ؛ فَلَمَّا اَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحٰى اُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ ؛ يَعْنِيْ وَقَدْ ثُرِدَ فِيْهَا، فَالْتَفُّوا عَلَيْهَا، فَلَمَّا كَثُرُوْا جَثَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ: مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِيْ عَبْدًا كَرِيْمًا، وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا عَنِيْدًا"، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُلُوْا مِنْ حَوَالَيْهَا، وَدَعُوْا ذِرْوَتَهَا يُبَارَكْ فِيْهَا" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ .

"ذِرْوَتُهَا": اَعْلَاهَا بِكَسْرِ الذَّالِ وَضَمِّهَا .

◀◀ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بڑا طشت تھا جس کو "الغراء" کہا جاتا تھا۔ اسے چار آدمی اُٹھاتے تھے۔ پس جب چاشت کا وقت ہوتا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز چاشت

748: سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 3773

ادا کر لیتے تو وہ طشت لایا جاتا، اور اس میں ثرید تیار ہوتا' سو تمام لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے۔ پس جب آدمی زیادہ ہوجاتے تو رسول اللہ ﷺ دوزانو ہو کر بیٹھ جاتے۔ ایک اعرابی نے پوچھا: یہ بیٹھنے کا انداز کیسا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے منکسر المزاج بندہ بنایا ہے متکبر اور سرکش نہیں بنایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے اطراف سے کھاؤ اور اوپر یعنی درمیان والا حصہ رہنے دو۔ اس میں برکت نازل ہوگی۔

اسے ابوداؤد نے عمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 108 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**ذروتها:** اوپر والا حصہ' ذال کے کسرہ اور ضمہ کے ساتھ۔

## شرح:

ثرید بنا ہے ثرد سے بمعنی بھگونا اور تر کرنا۔ اصطلاح میں ثرید یہ ہے کہ روٹی کے ٹکڑے شوربے میں بھگوئے جائیں، ثرید حضور انور کو پسند تھا، طبی لحاظ سے بھی ثرید زود ہضم اور مفید ہے حضور کی یہ ادا حکمت سے پُر ہے۔ قصعہ وہ بڑا پیالہ ہے جس سے چند آدمی بیک وقت کھا سکیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے کھانا نہ کھاتے تھے جماعت کے ساتھ کھاتے تھے۔ کسی نے کیا خواب کہا ہے۔

خوردہ ہماں بہ کہ بہ سنہا خوری حیف براں خوردہ کہ شبہا خوری

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص59)

# ۱۰۸-بَابُ كَرَاهِيَةِ الْاَكْلِ مُتَّكِئًا

## تکیہ لگا کر کھانا کھانے کی کراہت کا بیان

(۷۴۹) عَنْ اَبِیْ جُحَيْفَةَ وَهْبِ بن عبد الله رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا آكُلُ مُتَّكِئًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

◀ ◀ حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔ (بخاری)

749: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5398

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:149 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

متکیٔ: ٹیک لگانے والا۔ سہارا لینے والا۔

## شرح:

امام نووی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح خود فرماتے ہیں کہ۔

"قَالَ الْخَطَّابِيُّ: اَلْمُتَّكِءُ هاهُنَا: هُوَ الْجالِسُ مُعْتَمِدًا عَلٰى وِطَاءٍ تحته، قَالَ: وَاَرَادَ اَنَّهُ لَا يَقْعُدُ عَلَى الْوِطَاءِ وَالْوَسَائِدِ كَفِعْلِ مَنْ يُّرِيْدُ الْاِكْثَارَ مِنَ الطَّعَامِ، بَلْ يَقْعُدُ مُسْتَوْفِزًا لَّا مُسْتَوْطِئًا، وَّيَاْكُلُ بُلْغَةً. هٰذَا كَلَامُ الْخَطَّابِيِّ، وَّاَشَارَ غَيْرُهُ اِلٰى اَنَّ الْمُتَّكِءَ هُوَ الْمَائِلُ عَلٰى جَنْبِه، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

ترجمۃ: خطابی کہتے ہیں: یہاں متکیٔ سے مراد وہ شخص ہے جو بچھونا بچھا کر کسی چیز کا سہارا لے کر بیٹھے۔ اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ بچھونوں اور تکیوں وغیرہ پر نہیں بیٹھتے جس طرح کہ ایک زیادہ کھانے والا شخص بیٹھتا ہے بلکہ آپ ہوشیار ہو کر بیٹھتے اور بچھونا لگا کر نہ بیٹھتے' اور بقدر کفایت تناول فرماتے۔ یہ خطابی کا قول ہے۔

اور دیگر علماء نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ 'المتکیٔ' سے مراد وہ شخص ہے: جو ایک طرف جھک کر بیٹھے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

(۷۵۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا مُقْعِيًا يَّاْكُلُ تَمْرًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الْمُقْعِي": هُوَ الَّذِيْ يُلْصِقُ اَلْيَتَيْهِ بِالْاَرْضِ، وَيَنْصِبُ سَاقَيْهِ.

◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ سرین کے بل بیٹھ کر کھجوریں تناول فرما رہے تھے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

750: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2044

## حلِ لغات:

**المقعی:** وہ شخص جو سرین کو زمین پر ٹیک دے اور اپنی پنڈلیاں کھڑی کر دے۔

## شرح:

اقعاء اس بیٹھک کو کہتے ہیں کہ چوتڑ زمین پر لگے ہوں دونوں پنڈلیاں کھڑی ہوں یعنی اوکڑوں۔ یہ بیٹھک نماز میں مکروہ ہے کھاتے وقت بہتر کیونکہ یہ بیٹھک جلدی کے اظہار کے لیے ہوتی ہے نماز میں سکون کا اظہار چاہیے نہ کہ جلدی اور تیزی کا، کھانے میں جلدی اور تیزی تا کہ اس سے جلد فارغ ہوکر عبادت یا اور کسی دینی کام میں مشغول ہو جائیں۔ مطیع فرمانبردار غلام اوکڑوں بیٹھ کر کھاتے ہیں کہ منہ میں نوالہ ہے کان لگے ہیں آقا کی آواز کی طرف کہ کب وہ بلائے اور کب یہ فوراً اٹھ کر جائے، نیز اوکڑوں بیٹھ کر کھانے سے زیادہ کھانا نہیں کھایا جاتا۔ غرضیکہ کہ کھانے کی اس نشست میں بہت حکمتیں ہیں۔

کھانے میں یہ تیزی اور جلدی یا تو سخت بھوک کی وجہ سے تھی یا کسی کام کی جلدی تھی یا وہ ہی حکمت تھی کہ جلد کھا کر دوسرے کام میں مشغول ہو جائیں کھانا مقصود للغیر ہے عبادت مقصود بالذات۔ (مرقات واشعہ) غرضیکہ اس جلدی میں بھی حکمتیں تھیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص59)

اس حدیث مبارکہ میں بیان ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے کھجور تناول فرمائی ہم یہاں پر نبی اکرم ﷺ کی مختلف غذاؤں کا اختصار کے ساتھ ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا اور اس کی نشو ونما کے لئے مختلف حلال وطیب رزق کا اہتمام بھی فرمایا۔ یہ رزق ہمیں اناج اور پھل کے ذریعے بھی میسر آیا اور مختلف جانوروں اور پرندوں کے ذریعے بھی ملا۔ لیکن اُن کو کھانے کے طریقے مختلف النوع غذاؤں میں استعمال کے طریقے اور اُن غذاؤں کی تاثیر کے بارے ارشادات ہمیں دربار رسالت ﷺ سے ملے۔

جیسے نبی کریم ﷺ نے مختلف اشیاء کا استعمال کیا چند اشیاء کا یہاں پر بھی ذکر کرتے ہیں۔

**روٹی:** حضور ﷺ نے اکثر جو کی روٹی تناول فرمائی اور کبھی کبھی گندم کی بھی، مگر کبھی بھی میدہ کی روٹی تناول نہیں فرمائی۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا گیا کہ کبھی حضور نبی اکرم ﷺ نے میدہ کی روٹی تناول فرمائی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اخیر عمر تک آپ ﷺ کے حضور کبھی میدہ نہیں پیش کیا گیا۔ پھر سائل نے پوچھا کہ اس زمانہ میں چھانیاں تھیں؟ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں سائل نے پوچھا کہ پھر جو کی روٹی کیسے پکاتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جَو کے آٹے میں پھونک مارلیا کرتے تھے جو (موٹے موٹے) تنکے ہوتے اڑ جاتے۔ باقی گوندھ کر پکا لیتے تھے۔ (بخاری شریف)

حضرت یوسف بن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور عالم حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے جَو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس پر کھجور رکھی اور فرمایا: یہ اس کا سالن ہے اور تناول فرمالیا۔ (ابوداؤد)

**گوشت:** 1۔ حضور نبی کریم ﷺ کو گوشت بہت پسند تھا۔ آپ ﷺ نے گوشت کھانوں کا سردار فرمایا۔ حضور اکرم ﷺ نے شوربے والا اور بھنا ہوا گوشت شوق سے تناول فرمایا گوشت کھانے کے بارے میں چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر بھنا گوشت کھایا ہے۔ (شمائل شریف) حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک عورت نے دو چپاتیاں اور تھوڑا سا پکا ہوا گوشت ہدیۃً پیش کیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پیالے میں رکھ کر کسی چیز سے ڈھانپ دیا اور تاجدار عرب وعجم حضور اکرم ﷺ کے حضور پیغام بھیجا۔ حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے وہ پیالہ اٹھا کر دیکھا تو وہ گوشت اور روٹی سے لبالب بھرا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا حیران رہ گئیں اور سمجھ گئیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: ھومن عند اللہ ان اللہ یرزق من یشآء بغیر حساب۔ ''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیاری بیٹی! اللہ تعالیٰ نے تجھے حضرت مریم علیہا السلام کے مشابہ بنایا ہے۔ ان کی بھی یہی کیفیت تھی کہ جب کوئی ان سے پوچھتا کہ یہ شے کہاں سے آئی؟ تو وہ یہی جواب دیتیں۔ پھر آپ ﷺ، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت فاطمۃ الزہرہ، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم نے وہ گوشت اور روٹی سیر ہو کر تناول فرمائی۔ مگر پیالہ میں گوشت (اور روٹی) بدستور موجود رہا۔ پھر سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے وہ کھانا ہمسایوں میں تقسیم فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کھانے میں خیر کثیر اور برکت عطا فرمادی۔ (خصائص کبریٰ)

2۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں کہیں سے (بکری کا) گوشت آیا۔ اس میں سے دست کا گوشت خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔ کیونکہ دست کا گوشت آپ ﷺ کو پسند بھی تھا اور آپ ﷺ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا۔ (شمائل ترمذی)

3۔ حضرت ابو عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے ہانڈی کی چونکہ دست کا گوشت حضور نبی کریم ﷺ کو زیادہ پسند تھا۔ اس لئے میں نے ایک دستی پیش کی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔ پھر دوسری طلب فرمائی۔ میں نے خدمت اقدس میں پیش کردی۔ پھر آقائے نامدار ﷺ نے اور دست طلب فرمایا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بکری کے دو ہی بازو ہوتے ہیں۔ تو تاجدار عرب وعجم سید عالم ﷺ فرمانے لگے۔ ''مجھے قسم ہے اس ذات مقدسہ کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تو چپ رہتا، تو ہنڈیا سے جب تک میں مانگتا رہتا۔ یونہی نکلتی رہتیں۔'' (ترمذی)

4۔حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین گوشت پیٹھ کا ہے۔''
(ترمذی شریف)

**مرغی کا گوشت:** حضور ﷺ نے مرغی کا گوشت بھی کھایا ہے۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مرغی کا گوشت تناول فرمارہے تھے۔(مسلم و بخاری)

**مچھلی:** حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ''جیس خبط'' کا جہاد کیا ہم پر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ امیر مقرر کیے گئے۔ہم کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔سمندر نے ایک مچھلی (کنارے پر) پھینکی۔ہم نے ایسی مچھلی کبھی نہ دیکھی تھی۔اس کو ''عنبر'' کہا جاتا تھا۔ہم اسے نصف ماہ تک کھاتے رہے۔(ایک دن) حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اُس مچھلی کی ایک ہڈی پکڑی (اور اسے زمین پر رکھا، وہ ہڈی اتنی بڑی تھی کہ) اُونٹ سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔جب ہم واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ سے ہم نے اس واقعے کو عرض کیا، تو سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: کھاؤ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔اگر تمہارے پاس اس مچھلی کا گوشت ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس مچھلی کا گوشت بارگاہِ مصطفےٰ ﷺ میں پیش کیا اور تاجدار انبیاء ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔(بخاری شریف)

**خرگوش کا گوشت:** نبی کریم ﷺ نے خرگوش کا گوشت بھی کھایا ہے۔اس کا جواز آپ ﷺ کی یہ حدیث ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک خرگوش کو (اُس کے مقام سے) نکالا۔لوگ اس کے پیچھے بھاگتے بھاگتے تھک گئے۔مگر میں نے اسے پکڑ ہی لیا اور اسے حضرت ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کے رانیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت انور میں بھیج دیں۔حضور نبی کریم ﷺ نے اسے قبول فرمالیا۔(صحیح بخاری شریف)

**حباریٰ:** حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حباریٰ کا گوشت کھایا۔حباریٰ بیٹ کو کہا جاتا ہے۔(ترمذی)

**نیل گائے کا گوشت:** حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک نیل گائے کو دیکھا اور اس کو شکار کیا۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (اے قتادہ) اس کے گوشت میں سے کچھ تمہارے پاس ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اس کا پاؤں ہمارے پاس ہے۔حضور اکرم ﷺ نے اسے پکڑا اور تناول فرمایا۔(صحیح بخاری و مسلم شریف)

**گھی، مکھن، پنیر:** حضرت اُمّ اوس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے گھی گرم کر کے ایک برتن میں بھر لیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا۔آپ ﷺ نے قبول فرمالیا اور برتن میں تھوڑا سا گھی چھوڑ کر پھونک ماری اور برکت کی دعا فرمائی اور (اصحاب سے) فرمایا کہ اُمِ اوس کا برتن واپس کر دو۔صحابہ کرام نے برتن واپس کر دیا۔تو وہ گھی سے بھرا ہوا تھا۔حضرت اُم اوس رضی اللہ عنہا نے خیال کیا کہ شاید حضور اکرم ﷺ نے گھی قبول نہیں فرمایا۔

حضرت ام اوس رونے کے انداز میں بات کرتی ہوئی حاضر خدمت ہوئیں اور عرض کرنے لگیں: ''یا رسول اللہ ﷺ میں نے گھی اس لئے گرم کیا تھا کہ آپ ﷺ تناول فرمالیں گے۔'' آپ ﷺ اُمِ اوس کی بات سے سمجھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اُمّ اوس سے کہہ دو کہ (ہم نے گھی قبول فرمالیا اور تناول بھی فرمالیا ہے) اب خوب یہ گھی کھائیں۔ اُم اوس نے وہ گھی حضور سرورِ کائنات ﷺ کے وصال مبارکہ کے بعد حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت تک کھایا۔ اُس برتن سے مسلسل گھی نکلتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت علی المرتضٰی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کا جھگڑا ہوا یعنی اس وقت برکت جاتی رہی اور گھی ختم ہو گیا۔ (خصائص الکبریٰ)

ایک صحابی سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے ہم نے (آپ ﷺ کے تناول فرمانے کے لئے) مکھن اور کھجوریں پیش کیں۔ حضور اکرم ﷺ مکھن اور کھجوروں کو پسند فرماتے تھے۔ (ابی داؤد) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کی خدمت فیض درجات میں پنیر کا ایک ٹکڑا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے بسم اللہ شریف پڑھ کر (تناول فرمانے کے لئے) اُسے کاٹا۔ (سنن ابی داؤد)

**کھجور وجو کا آٹا:** کھجور اہل عرب عموماً خوراک کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کھجور کی بڑی تعریف فرمائی خصوصاً عجوہ کھجور کی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُم المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کھجور اور ستو کے ساتھ کیا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت اُمّ منذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ ہمارے ہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے (میری درخواست کرنے پر) حضور اکرم ﷺ ان میں سے تناول فرمانے لگے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے وہ بھی تناول فرمانے لگے تو انہیں روک دیا اور فرمایا کہ تم ابھی بیماری سے اُٹھے ہو۔ تم مت کھاؤ وہ رک گئے۔ سید الانبیاء ﷺ تناول فرماتے رہے حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر میں نے تھوڑے سے جَو لئے اور چقندر کے ساتھ پکا کر حاضر خدمت کیے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! یہ کھاؤ، کیونکہ یہ تمہارے لئے مناسب ہے۔ (ترمذی شریف)

**روغن زیتون:** حضور تاجدار انبیاء ﷺ نے روٹی کو روغن زیتون سے چوپڑ کر تناول فرمایا ہے اور بڑا پسند فرمایا ہے۔ حضرت عمر و ابو اسید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''زیتون کا تیل کھاؤ اور مالش میں استعمال کرو۔ اس لئے کہ وہ مبارک درخت سے پیدا ہوتا ہے۔'' (ترمذی)

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن بن علی المرتضٰی، حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمائش کی کہ رسول اللہ ﷺ کو جو کھانا پسند تھا اور رغبت سے

تناول فرماتے تھے۔ وہ ہمیں پکا کر کھلاؤ۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پیارے بیٹو! آج وہ کھانا (تمہیں شاید) پسند نہیں آئے گا۔ انہوں نے فرمایا: "ضرور پسند آئے گا۔" چنانچہ وہ اٹھیں تھوڑے سے جو لے کر آئیں، انہوں نے باریک کیا اور ہانڈی میں ڈال دیئے، پھر اس پر تھوڑا سا روغن زیتون ڈالا، پھر کچھ مرچیں اور زیرہ وغیرہ ڈالا اور پکا کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت سلمٰی نے فرمایا کہ یہ کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا۔ (ترمذی)

**سرکہ**: حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف کہ تناول فرمایا: بلکہ اس کی تعریف بھی فرمائی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سرکہ بھی کیسا بہترین سالن ہے۔" (ترمذی شریف)

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا: کیا تیرے پاس (کھانے کے لئے) کوئی شے ہے؟ میں نے عرض کیا سوکھی ہوئی روٹی اور سرکہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہی لے آؤ وہ گھر سالن سے خالی نہیں جس گھر میں سرکہ ہو۔ (شمائل ترمذی)

**کدو شریف**: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سبزیوں میں کدو شریف بہت پسند تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا اور دعوت دی۔ میں بھی ساتھ ہی تھا۔ اُس درزی نے جو کی روٹی اور شوربا پیش خدمت کیا، جس میں کدو شریف اور خشک گوشت کے ٹکڑے تھے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیالے کے کناروں سے کدو شریف تلاش فرما کر تناول فرما رہے تھے۔ میں اس روز کے بعد ہمیشہ کدو شریف کو پسند کرنے لگا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

حضرت جابر بن طارق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ کدو شریف کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے جا رہے ہیں میں نے عرض کیا کہ "ان کا کیا بنے گا؟" فرمایا: "سالن میں اضافہ کیا جائے گا۔" (ترمذی شریف) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو شریف بہت پسند تھا۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی دعوت میں تشریف لے گئے۔ کھانا حاضر خدمت کیا گیا۔ اُس کھانے میں کدو شریف تھا۔ چونکہ مجھے معلوم تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو شریف مرغوب ہے اس لئے میں اس کے قتلے ڈھونڈ ڈھونڈ کر سامنے کر دیتا تھا اور سرکارِ دو عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تناول فرما لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

**قدید**: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز قدید تناول فرما رہے تھے کہ ایک بدزبان عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے بھی قدید عنایت فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قدید سامنے رکھا تھا۔ اُس میں سے اسے بھی عطا فرمایا۔ اس عورت نے عرض کیا کہ اپنے منہ سے نکال کر دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ سے نکال کر اُسے عطا فرمایا اور وہ کھا گئی۔ اُس روز کے بعد کبھی بھی اس کے منہ سے قبیح اور فحش کلام سننے میں نہ آیا۔ (خصائص کبریٰ)

قدید کا مطلب خشک کیا ہوا گوشت ہے جو پانی میں بھگو کر پکایا جاتا ہے۔

**ثرید**: روٹی کو شوربے میں پکانا یا گوشت کے شوربے میں توڑ کر بھگونا تا کہ اچھی طرح گل جائے ثرید کہلاتا ہے ثرید آپ کو بہت پسند تھا اسے آپ ﷺ بڑی چاہت سے تناول فرماتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضو رنبی کریم ﷺ کا محبوب ترین کھانا روٹی کا ثرید تھا۔ (ابو داؤد شریف) ثرید کی پسندیدگی کا اندازہ ترمذی شریف کی اس روایت سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔'' (شمائل ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ثرید سے بھرا ہوا ایک پیالہ لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے کناروں سے کھاؤ۔ درمیان سے نہ کھاؤ۔ کیونکہ درمیان میں برکت کا نزول ہوتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

**متفرق کھانے**: مدارج النبوۃ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جَو کی روٹی کے ساتھ چقندر تناول فرمایا۔ حدیث میں ہے کہ رسول مقبول ﷺ حلوہ (شیرینی) کو بھی بہت پسند فرماتے تھے۔ مواہب الدنیہ نے ثعلبی سے نقل فرمایا کہ وہ حلوہ (شیرینی) جسے حضور انور ﷺ پسند فرماتے تھے۔ اس کا نام مجمع تھا کہ ایک قسم کی کھجور تھی۔ جسے دودھ کے خمیر کے ساتھ تیار کیا جاتا تھا۔ روایات میں ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ایک تجارتی قافلہ آیا۔ جس کے ساتھ شہد اور آٹا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے آٹا، گھی، میدہ اور شہد تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے تھوڑا تھوڑا خدمت اقدس میں پیش کیا۔ سرور کائنات ﷺ نے ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر دیگچی منگوائی اور ان اشیاء سے حلوہ تیار کروایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اسے کھاؤ۔ یہ وہ چیز ہے جسے اہل فارس حیص کہتے ہیں۔

- مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے بھنا ہوا جگر بھی تناول فرمایا: حافظ ابی نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ شاہ روم کی طرف سے خدمت اقدس میں سونٹھ کے مربہ کا بھرا ہوا برتن ارسال کیا گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام میں تقسیم بھی فرمایا اور خود بھی تناول فرمایا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور کھانا پیش کیا جاتا۔ تو آپ ﷺ اس میں سے تناول فرمالیتے اور جو بچتا۔ اسے میری طرف بھیج دیتے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص لہسن یا پیاز کھائے۔ اسے چاہیے کہ وہ ہم سے جدا رہے یا فرمایا کہ ہماری مساجد سے دور رہے یا فرمایا کہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے بے شک نبی کریم ﷺ کے پاس ہنڈیا لائی گئی جس میں مختلف قسم قسم کی سبزیاں تھیں۔ حضور اکرم ﷺ نے بو محسوس کی، تو فرمایا: اسے فلاں فلاں (صحابہ) کے پاس لے جاؤ اور (ہدیہ پیش کرنے والے سے فرمایا) تو کھالے اس لئے کہ جن سے میں سرگوشی کرتا ہوں، تم ان سے سرگوشی نہیں کرتے۔ (بخاری و مسلم)

**نئے پھل کو پسند فرمایا**: پھل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بہترین نعمت ہیں۔ حضور انور ﷺ

نے بقدر خواہش پھلوں کو بھی تناول فرمایا۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بازار میں کوئی نیا پھل دیکھتے تو خرید کر بارگاہ نبوی (ﷺ) میں پیش کر دیتے تا کہ پھل پہلے حضور سرور کائنات ﷺ تناول فرمائیں۔(شاید اسی لئے آج بھی نیا پھل بزرگوں سے شروع کروایا جاتا ہے۔)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام جس کسی نئے پھل کو دیکھتے (تو خود کھانے سے) پہلے اسے خدمت اقدس میں پیش کرتے اور جب آپ ﷺ اس پھل کو پکڑتے تو بارگاہ رب العزت میں عرض کرتے کہ اے اللہ تعالیٰ ہمارے پھلوں میں اور ہمارے مدینہ میں برکت فرما۔ہمارے صاع اور مد میں برکت نازل فرما۔اے اللہ تعالیٰ بے شک ابراہیم علیہم السلام تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے۔بے شک میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ﷺ ہوں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تجھ سے شہر مکہ کے لئے دعا کی تھی اور میں تجھ سے شہر مدینہ کے لئے وہی دعا کرتا ہوں، جو انہوں نے مکہ معظمہ کے لئے کی تھی۔ بلکہ اس سے دوگنی دعا کرتا ہوں۔(ترمذی شریف)

حضرت ابوعسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شام رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے۔آپ ﷺ جب میرے پاس سے گزرے،تو مجھے آواز دی۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑا۔پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے،تو ان کو بھی ساتھ لے لیا۔پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے،تو اُن کو بھی ساتھ ملا لیا۔یہاں تک کہ ہم ایک انصاری صحابی کے باغ میں پہنچے۔حضور نبی کریم ﷺ نے باغ کے مالک سے فرمایا،ہمیں نیم پختہ کھجوریں کھلاؤ۔وہ خوشہ لے آیا اور سامنے رکھ دیا۔حضور اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے (یعنی ہم نے جو ساتھ تھے) کھایا۔پھر سرور کائنات ﷺ نے ٹھنڈا پانی منگوا کر نوش جان فرمایا۔پھر ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ان نعمتوں کا تم سے ضرور سوال ہو گا۔حضرت ابوعسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوشہ پکڑا اور زمین پر مارا تو کچی کھجوریں بکھر گئیں۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ان کے متعلق بھی ہم سے پوچھا جائے گا۔؟ فرمایا ہاں! البتہ تین چیزیں ہیں جن کے متعلق سوال نہ ہوگا۔(1) وہ کپڑا جس سے انسان اپنا ستر ڈھانپے۔(2) وہ روٹی کا ٹکڑا جس سے اپنی بھوک مٹالے۔(3) وہ مکان جس میں گرمی یا سردی سے بچنے کے لئے داخل ہو۔

(رواہ احمد وبیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ)

حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ہمارے ہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے (میری گزارش پر) آپ ﷺ نے ان میں سے تناول فرمایا۔(ترمذی شریف)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ایک انصاری عورت کے ہاں تشریف لے گئے۔میں بھی ہمراہ تھا۔انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک بکری ذبح کی۔آپ ﷺ نے اس میں سے تھوڑا سا تناول فرمایا۔پھر ایک برتن میں کچھ کھجوریں لائیں گئیں۔آپ ﷺ نے ان میں سے بھی کچھ تناول فرمائیں۔پھر ظہر کی نماز کے لئے تشریف لے گئے اور

وضو کر کے نماز ظہر ادا کی۔ پھر واپس تشریف لائے تو اس عورت نے (دوبارہ) بچا ہوا گوشت پیش کیا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے (تھوڑا سا) تناول فرمایا اور دوبارہ وضو فرمائے بغیر (یعنی پہلے ہی وضو سے) نماز عصر ادا فرمائی۔ (ترمذی شریف)

مزید تفصیل کے لیے سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، جلد نمبر: 8 کا مطالعہ فرمائیں۔ (ابوالاحمد غفرلہ)

## ۱۰۹-بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاَكْلِ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ وَاسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْاَصَابِعِ، وَكَرَاهَةِ مَسْحِهَا قَبْلَ لَعْقِهَا وَاسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْقَصْعَةِ وَاَخْذِ اللُّقْمَةِ الَّتِيْ تَسْقُطُ مِنْهُ وَاَكْلِهَا وَمَسْحِهَا بَعْدَ اللَّعْقِ بِالسَّاعِدِ وَالْقَدَمِ وَغَيْرِهِمَا

## تین انگلیوں سے کھانا کھانے اور انگلیاں چاٹنے کے مستحب ہونے اور چاٹنے سے پہلے انہیں پونچھنے کی کراہت اور پیالے کو چاٹنے' گر جانے والے لقمہ کو اٹھانے' اور کھا لینے کے مستحب ہونے' اور چاٹنے کے بعد انگلیوں کو کلائی یا پنڈلی کے ساتھ پونچھ لینے کا بیان

(۷۵۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا، فَلَا يَمْسَحْ اَصَابِعَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو وہ انگلیوں کو چاٹنے سے پہلے ہرگز نہ پونچھے۔ (متفق علیہ)

(۷۵۲) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ، فَاِذَا فَرَغَ لَعِقَهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت کعب بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا کہ آپ تین انگلیوں سے کھانا کھاتے اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو انہیں چاٹ لیتے۔ (مسلم)

### تعارفِ راوی:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 23 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حلِ لغات:

لَعِقَهَا: از، لعقاً بمعنی چاٹنا،

751: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5456

752: مسلم شریف، 2032

## شرح:

اس حدیث کی شرح حدیث نمبر: 611 میں ہو چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۷۵۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَۃِ، وَقَالَ: "اِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیِّ طَعَامِکُمُ الْبَرَکَۃُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں اور کھانے کے پیالے کو چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

(۷۵۴) وَعَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَۃُ اَحَدِکُمْ، فَلْیَاْخُذْھَا فَلْیُمِطْ مَا کَانَ بِھَا مِنْ اَذیً، وَّلْیَاْکُلْھَا، وَلَا یَدَعْھَا لِلشَّیْطٰنِ، وَلَا یَمْسَحْ یَدَہُ بِالْمِنْدِیْلِ حَتّٰی یَلْعَقَ اَصَابِعَہُ، فَاِنَّہُ لَا یَدْرِیْ فِیْ اَیِّ طَعَامِہِ الْبَرَکَۃُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو وہ اس کو اُٹھائے اور اس کے ساتھ جو گرد وغبار وغیرہ لگ گیا ہو اسے جھاڑے اور کھالے اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے اور انگلیوں کو چاٹ لینے سے پہلے ہاتھ کو رومال سے صاف نہ کرے، کیونکہ اس کو نہیں معلوم کہ اس کے کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

فَلْیُمِطْ: جدا کرنا، دور کرنا،

## شرح:

کھاتے پیتے وقت، پیشاب پاخانہ، نماز و دعا حتیٰ کہ اپنی بیوی سے صحبت کرتے وقت بھی قرینی شیطان انسان کے ساتھ رہتا ہے ساتھ ہی کھاتا پیتا حتیٰ کہ ساتھ ہی صحبت کرتا ہے جس سے کھانے میں بہت بے برکتی ہوتی ہے اور اولاد بے ادب سرکش ہوتی ہے، اگر ان اوقات میں بسم اللہ پڑھ لی جائے تو کھانوں میں برکت ہوتی ہے اولاد نیک وصالح اور باادب پیدا ہوتی ہے، اگر پاخانہ جاتے وقت بسم اللہ پڑھ لی جائے تو شیطان اس کا ستر نہیں دیکھ سکتا۔

اگر گرے ہوئے لقمہ میں مٹی وغیرہ پاک چیز لگ گئی ہے تو اسے صاف کرکے لقمہ کھائے اور اگر نجاست لگ گئی ہے تو

753: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2033

754: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2023

دھوکر کھالے، اگر دھل نہ سکے تو کتے بلی کو کھلا دے یوں ہی نہ چھوڑ دے کہ اسمیں مال ضائع کرنا ہے اور رب تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص19)

(۷۵۵) وَعَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ شَاْنِهٖ، حَتّٰى يَحْضُرَهٗ عِنْدَ طَعَامِهٖ، فَاِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى، ثُمَّ لِيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطٰنِ، فَاِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ اَصَابِعَهٗ، فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک شیطان تم میں سے ہر شخص کے ہر کام میں حاضر ہوتا ہے حتیٰ کہ اس کے کھانا کھانے کے وقت بھی وہ موجود ہوتا ہے۔ پس اگر تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ لقمے کو اُٹھا کر اس سے گرد جھاڑے اور اس کو کھالے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہو تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لے کیونکہ اس کو نہیں معلوم کہ اس کے کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔(مسلم)

(۷۵۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا، لَعِقَ اَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ، وَقَالَ: "اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا، وَلْيُمِطْ عَنْهَا الْاَذٰى، وَلْيَاْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطٰنِ" وَاَمَرَنَا اَنْ نَّسْلُتَ الْقَصْعَةَ، وَقَالَ: "اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھاتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیتے۔ اور آپ نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ لقمے کو اُٹھائے اس سے گردوغبار جھاڑ لے اور اسے کھالے، اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم کھانے کے پیالے کو پونچھ لیا کریں اور آپ نے فرمایا: تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔(مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

نَّسْلُتَ: از، سلتاً، بمعنی چاٹنا، پونچھنا۔

---

755: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2033

756: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2034

## شرح:

اس حدیث کی شرح حدیث نمبر: 611 میں ہو چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۷۵۷) وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ: اَنَّهُ سَاَلَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، فَقَالَ: لَا، قَدْ كُنَّا زَمَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ الطَّعَامِ اِلَّا قَلِيْلًا، فَاِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ، لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيْلُ اِلَّا اَكُفَّنَا، وَسَوَاعِدَنَا، وَاَقْدَامَنَا، ثُمَّ نُصَلِّيْ وَلَا نَتَوَضَّأُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت سعید بن حارث سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا ایسی چیز کے استعمال کے بعد جس کو آگ نے چھوا ہو وضو کرنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد اقدس میں اس قسم کا کھانا میسر آتا تو ہمارے پاس اپنی ہتھیلیوں، کلائیوں اور ٹانگوں کے سوا رومال وغیرہ نہیں ہوتے تھے۔ پھر ہم نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

مَسَّتِ: از، مساً، و مسیساً، بمعنی چھونا، پہنچنا، ہاتھ لگانا۔

## شرح:

آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا یہاں وضو لغوی معنی میں ہے، وضاءۃ سے مشتق ہے، بمعنی صفائی۔ شرعی معنی مراد نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آگ کی پکی چیز کھا کر ہاتھ دھونا اور کلی کرنا بہتر ہے۔ پھل فروٹ کھانے کے بعد اس کی ضرورت نہیں، جیسا کہ اگلی احادیث سے ظاہر ہو رہا ہے، نیز ایک بار حضور علیہ السلام نے گوشت کھا کر ہاتھ دھوئے، کلی کی اور فرمایا آگ کی پکی چیز کا وضو یہ ہے، اس صورت میں یہ حدیث منسوخ نہیں، کھانا کھا کر ہاتھ دھونا مستحب ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1، ص292)

# ۱۱۰- بَابُ تَكْثِيْرِ الْاَيْدِيْ عَلَى الطَّعَامِ

## زیادہ لوگوں کو کھانے میں شریک کرنے کا بیان

(۷۵۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "طَعَامُ

---

757: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5457

اَلِاثْنَیْنِ کَافِی الثَّلَاثَةِ، وطَعَامُ الثَّلَاثَةِ کَافِی الْاَرْبَعَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لئے کافی ہے اور تین آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لئے کافی ہے۔(متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

اس کی شرح گزر چکی ہے اور کچھ اگلی حدیث میں آرہی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)۔

(۷۵۹) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "طَعَامُ الْوَاحِدِ یَکْفِی الْاِثْنَیْنِ، وَطَعَامُ الْاِثْنَیْنِ یَکْفِی الْاَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ یَکْفِی الثَّمَانِیَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لئے کافی ہے اور دو آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لئے کافی ہے اور چار آدمیوں کا کھانا آٹھ آدمیوں کے لئے کافی ہے۔(مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

یکفی: از، کفایةً بمعنی کافی ہونا۔

## شرح:

یہ زیادہ نازک حالات کے لیے ہے جب کہ کھانے میں بہت ہی کمی ہو جائے، ان ہنگامی حالات میں آدھا پیٹ کھانا چاہیے اتنے کھانے سے بھی انسان مرتا نہیں کام چل جاتا ہے بلکہ ارزانی کے زمانہ میں بھی مسلمان کو چاہیے کہ کبھی روزہ رکھے کبھی کم کھائے تاکہ مصیبت پڑنے پر بھوک برداشت کر سکے۔ ہر ماہ میں تین روزے سنت ہیں اس کی ایک حکمت یہ بھی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ کھانا الگ نہ کھاؤ مجتمع ہو کر کھاؤ جماعت میں برکت ہے۔(مرقات) حضور

758: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5392

759: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2059

صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جماعت کے ساتھ کھانا کھاتے تھے جیسا کہ روایات میں ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص28)

## ۱۱۱-بَابُ اَدَبِ الشُّرْبِ وَاسْتِحْبَابِ التَّنَفُّسِ ثَلَاثًا خَارِجَ الْإِنَاءِ وَكَرَاهَةِ التَّنَفُّسِ فِيْنَاءِ وَاسْتِحْبَابِ اِدَارَةِ الْإِنَاءِ عَلَى الْاَيْمَنِ فَالْاَيْمَنِ بَعْدَ الْمُبْتَدِيءِ

## پینے کے آداب' برتن سے باہر تین مرتبہ سانس لینے کے مستحب ہونے اور برتن کے اندر سانس لینے کی مکروہ ہونے اور پہلے آدمی کے بعد برتن کو دائیں جانب سے گھمانے کا بیان

**اناء کا معنی:** اناء کا معنی برن ہے یہاں مراد ہر وہ چیز ہے جس میں پیا جائے چاہے کوئی برتن ہو یا چلّو یا کوئی اور چیز۔

(۷۶۰)عن اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا ـ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ـ يَعْنِيْ: يَتَنَفَّسُ خَارِجَ الْإِنَاءِ ـ

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔یعنی برتن کے باہر سانس لیتے تھے۔(متفق علیہ)

### تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حلِ لغات:

یتنفس: سانس لینا۔

### شرح: پانی پینے کا طریقہ:

پانی بسم اللہ کہہ کر دہنے ہاتھ سے پیے اور تین سانس میں پیے، ہر مرتبہ برتن کو منھ سے ہٹا کر سانس لے۔پہلی اور دوسری مرتبہ ایک ایک گھونٹ پیے اور تیسری سانس میں جتنا چاہے پی ڈالے۔اس طرح پینے سے پیاس بجھ جاتی ہے اور پانی کو چوس کر پیے، غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیے، جب پی چکے الحمد للہ کہے۔

اس زمانہ میں بعض لوگ بائیں ہاتھ میں کٹورا یا گلاس لے کر پانی پیتے ہیں خصوصاً کھانے کے وقت دہنے ہاتھ سے پینے کو خلافِ تہذیب جانتے ہیں ان کی یہ تہذیب تہذیبِ نصاریٰ ہے۔اسلامی تہذیب دہنے ہاتھ سے پینا ہے۔

آجکل ایک تہذیب یہ بھی ہے کہ گلاس میں پینے کے بعد جو پانی بچا اسے پھینک دیتے ہیں کہ اب وہ پانی

---

760: بخاری شریف، رقم الحدیث:5631

جھوٹا ہوگیا جو دوسرے کونہیں پلایا جائے گا، یہ ہندوؤں سے سیکھا ہے اسلام میں چھوت چھات نہیں، مسلمان کے جھوٹے سے بچنے کے کوئی معنی نہیں اور اس علت سے پانی کو پھینکنا اسراف ہے۔ (بہارشریعت)

(۷۶۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَشْرَبُوْا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيْرِ، وَلٰكِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰى وَثُلَاثَ، وَسَمُّوْا اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ، وَاحْمَدُوْا اِذَا اَنْتُمْ رَفَعْتُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اونٹ کی طرح ایک ہی مرتبہ نہ پی جایا کرو بلکہ دو یا تین بار پیا کرو اور جب پینے لگو تو "بسم اللہ" پڑھا کرو اور جب پی چکو تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہا کرو۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

رفعتم: از، رفعاً بمعنی اُٹھانا۔

## شرح:

یعنی بہتر تو یہ ہی ہے کہ تین سانسوں میں پیو دو سانسیں درمیان میں لو ایک آخر میں یا دو سانسوں میں پیو کہ ایک سانس پینے کے بیچ میں لو دوسری آخر میں مگر ہر سانس برتن کو منہ سے الگ کر کے لو۔

یعنی جب پینے لگو تو بسم اللہ پڑھو اور جب پی چکو تو الحمدللہ کہو۔ احیاء العلوم میں امام غزالی فرماتے ہیں بسم اللہ پڑھ کر پینا شروع کرے پہلی سانس لینے پر کہے الحمدللہ، دوسری سانس لینے پر کہے الحمدللہ رب العالمین، تیسری سانس پر کہے الرحمٰن الرحیم۔ (اشعۃ اللمعات) اس کے متعلق اور دعا میں بھی منقول ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص126)

(۷۶۲) وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

يَعْنِيْ: يَتَنَفَّسُ فِيْ نَفْسِ الْإِنَاءِ۔

---

761: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 1885

762: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5630

◀ ◀ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔

(متفق علیہ)

(۷۶۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَاءٍ، وَّعَنْ يَّمِيْنِهٖ اَعْرَابِيٌّ، وَّعَنْ يَّسَارِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَشَرِبَ، ثُمَّ اَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ، وَقَالَ: "اَلْاَيْمَنَ فَالْاَيْمَنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

قَوْلُهٗ: "شِيْبَ" اَيْ: خُلِطَ ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی ملا دودھ پیش کیا گیا تو آپ کے دائیں جانب ایک بدو بیٹھا تھا' اور بائیں جانب حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ۔ سوآپ نے دودھ پیا اور پھر برتن اعرابی کو دے دیا اور ارشاد فرمایا: دایاں پھر دایاں۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

شیب کا معنٰی ہے: ملا ہوا۔

## شرح:

ان خوش نصیب بدوی کا نام معلوم نہ ہوسکا بہرحال مدینہ کے چاند بیچ میں جلوہ گر تھے اور یہ تارے داہنے بائیں تھے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت عمر اس وقت حضورانور کے سامنے تھے آپ نے بطورِ مشورہ یہ عرض کیا کیونکہ جناب صدیق افضل، اعلم، اکمل، اقدم اعلٰی تھے۔ آپ کا منشاء تھا کہ سید المرسلین کی پس خوردہ لسی سید المسلمین نوش کریں۔

معلوم ہوا کھانے پینے کی ترتیب میں قرب مرتبہ کا اعتبار نہیں قرب مکان کا لحاظ ہے اور داہنا شخص بائیں سے قریب تر ہوتا ہے۔ نماز کی امامت میں اعلٰی و افضل و اعلم کو مقدم رکھا جاتا ہے، یہ ترتیب عقل کے بھی مطابق اور قرین قیاس ہے۔ دائرہ کی گردش داہنی طرف سے ہوتی ہے طواف کعبہ میں سنگِ اسود چومنے کے بعد داہنے چلتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص121)

(۷۶۴) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ

---

763: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5612

764: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5620

بِشَـرابٍ، فَشَرِبَ مِنهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ، وَعَنْ يَسَارِهِ اَشْيَاخٌ، فَقَالَ لِلغُلَامِ: "اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُعْطِيَ هـؤُلاءِ؟" فَـقَـالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللّٰهِ، لَا اُوْثِرُ بِنَصِيبِيْ مِنْكَ اَحَدًا ۔ فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهِ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

قَوْلُهُ: "تَلَّهُ" اَيْ وَضَعَهُ ۔

◀ ◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی مشروب پیش کیا گیا تو آپ نے اس سے پیا اور آپ کے دائیں جانب ایک لڑکا بیٹھا تھا' اور بائیں جانب بزرگ لوگ بیٹھے تھے۔آپ نے لڑکے سے فرمایا: کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ مشروب ان لوگوں کو دے دوں؟ تو اس لڑکے نے عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم! میں آپ کی طرف سے ملنے والے حصے میں کسی کو اپنے آپ پر ترجیح نہیں دوں گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن لڑکے کے ہاتھ پر رکھ دیا۔(متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

تله کا معنی ہے: رکھ دیا۔

## شرح:

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں وہ لڑکا جس نے اپنے حصے پر کسی کو ترجیح نہ دی۔

وَهٰذَا الْغُلَامُ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ۔

اور وہ لڑکے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حکم اور مشورہ میں فرق ہے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس کو حکم نہ دیا تھا بلکہ مشورہ فرمایا تھا کہ اگر تم اجازت دو تو ہم یہ تمہارا حق دوسرے کو دے دیں، حضرت ابن عباس نے مشورہ قبول نہ کیا بلکہ نہایت ادب و احترام اور اچھی معذرت سے اپنا حق خود لے لیا۔اس سے بہت سے مسائل شریعت و طریقت کے حل ہوتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص122)

## ۱۱۲-بَابُ كَرَاهَةِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ وَنَحْوِهَا وَبَيَانِ اَنَّهُ كَرَاهَةُ تَنْزِيْهٍ لَا حَرَامٌ

## مشکیزے وغیرہ کے منہ سے منہ لگا کر پینے کی کراہت کا بیان اور یہ کہ یہ کراہت تنزیہی ہے تحریمی نہیں

**مکروہ تحریمی اور تنزیہی کی تعریف:** المکروہ: ما هو راجع الترك ، فان كان الى الحرام اقرب تكون كراهته تحريمة، و ان كان الى الحل اقرب تكون تنزيهية، ولا يعاقب على فعله"

(کتاب التعریفات للشریف جرجانی علیہ الرحمۃ ،مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان)

ترجمہ: جس کا ترک راجع ہو اگر وہ حرام کے قریب ہو تو کراہت تحریمی ہوگی اور حلال کے قریب ہو تو کراہت تنزیہی ہوگی اور اس (کراہت تنزیہی) کے کرنے پر عقاب نہیں ہوتا۔

(۷۶۵) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عن اِخْتِنَاثِ الْاَسْقِیَةِ ۔ یَعْنِیْ: اَنْ تُکْسَرَ اَفْوَاھُھَا، وَیُشْرَبَ مِنْھَا ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◀ ◀ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے کے منہ موڑ نے سے منع فرمایا ہے۔ یعنی اس طرح کہ اس کے منہ کو موڑ کر اس سے پانی پیا جائے۔ (متفق علیہ)

### تعارفِ راوی:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حلِ لغات:

**اختناث:** از، خنثا، بمعنی مشکیزہ کے سر کو پھاڑ کر باہر کی طرف موڑ دینا، ہیجڑا ہونا۔

### شرح:

اس ممانعت میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ ممکن ہے کہ مشکیزے میں کوئی زہریلا کیڑا ہو جو اس طرح پینے سے منہ کے ذریعہ پیٹ میں چلا جائے، ممکن ہے کہ مشکیزہ کا منہ چوڑا ہو پانی زیادہ گرے کپڑے بھیگ جاویں، نیز پھر مشکیزہ کا پانی استنجے کے قابل نہ رہے کیونکہ پس خوردہ پانی سے استنجا کرنا منع ہے۔ جن روایات میں ہے کہ حضور اقدس نے مشکیزے کے منہ سے پانی پیا وہاں مشکیزہ چھوٹا تھا اور اس کا منہ بہت چوڑا نہ تھا اور خبر تھی کہ پانی صاف ہے لہٰذا یہ حدیث اس سے متعارض نہیں یا وہ حدیث بیان جواز کے لیے ہے اور یہ حدیث بیان استحباب کے لیے۔ مرقات میں اس جگہ ہے کہ ایک

---

765: بخاری، رقم الحدیث: 5625، مسلم شریف، کتاب الاشربۃ، رقم الحدیث: 5155، ابوداؤد، رقم الحدیث: 3719، ترمذی، رقم الحدیث: 1890، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3418، دارمی، رقم الحدیث: 2119، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 11040، ابن حبان، رقم الحدیث: 5317، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 2552، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 7212

شخص نے بطورِ آزمائش مشکیزے کے منہ سے پانی پیا تو اس کے منہ میں سانپ چلا گیا یا مقصد یہ ہے کہ اس طرح ہمیشہ پینا ممنوع ہے کبھی اتفاقاً پی لینا جائز ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص112)

(٧٦٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِيِّ السِّقَاءِ اَوِ الْقِرْبَةِ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک یا مشکیزے کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔(متفق علیہ)

(٧٦٧) وَعَنْ اُمِّ ثَابِتٍ كَبْشَةَ بِنْتِ ثَابِتٍ اُخْتِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ مِنْ فِيِّ قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا، فَقُمْتُ اِلٰى فِيْهَا فَقَطَعْتُهُ ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" ۔

◀ ◀ حضرت ام ثابت کبشہ بنت ثابت رضی اللہ عنہا جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں' سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میرے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے کھڑے ہو کر مشک منہ سے لگا کر پانی پیا جو لٹک رہی تھی۔ سو میں نے اُٹھ کر اس مشک کے منہ کو کاٹ لیا۔

## حکمِ حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## حلِ لغات:

فِي: بمعنی منہ۔

## شرح:

اس حدیث مبارکہ کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ خود فرماتے ہیں کہ

وَاِنَّمَا قَطَعَتْهَا: لِتَحْفَظَ مَوْضِعَ فَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَتَبَرَّكَ بِهِ، وَتَصُوْنَهُ عَنِ الْاِبْتِذَالِ ۔ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مَحْمُوْلٌ عَلٰى بَيَانِ الْجَوَازِ، وَالْحَدِيْثَانِ السَّابِقَانِ لِبَيَانِ الْاَفْضَلِ وَالْاَكْمَلِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ۔

ترجمہ: حضرت ام ثابت رضی اللہ عنہا نے مشک کا منہ اس لئے کاٹ لیا تھا تا کہ اس چیز کو محفوظ کر لیں جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک لگا تھا' اور اس سے برکت حاصل کریں اور اس کو عام استعمال سے بچا سکیں۔

---

766: بخاری شریف، رقم الحدیث:5627

767: جامع ترمذی، رقم الحدیث:1892

یہ حدیث جواز کے بیان پر محمول ہے اور پہلی دونوں حدیثوں میں اعلیٰ اور اکمل صورت کا بیان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

## ۱۱۳-بَابُ كَرَاهَةِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ

## مشروب میں پھونک مارنے کی کراہت کا بیان

**فائدہ:** یہاں شراب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو پی جاتی ہے. جیسے پانی، دودھ، لسی، چائے، شربت وغیرہ۔

(۷۶۸) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ ﻨِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ، فَقَالَ رَجُلٌ: اَلْقَذَاةُ اَرَاهَا فِي الْاِنَاءِ؟ فَقَالَ: "اَهْرِقْهَا" . قَالَ: اِنِّيْ لَا اَرْوٰى مِنْ نَّفَسٍ وَّاحِدٍ؟ قَالَ: "فَاَبِنِ الْقَدَحَ اِذًا عَنْ فِيْكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروب میں پھونک مارنے سے منع فرمایا؛ تو ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں برتن میں تنکے وغیرہ دیکھوں تو؟ آپ نے فرمایا: انہیں نیچے گرادو۔ اس نے عرض کیا: میں ایک سانس میں سیراب نہیں ہوسکتا؟ آپ نے فرمایا: تو پیالے کو اپنے منہ سے علیحدہ کر (سانس لے سیراب ہوجائے گا)

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

### تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حلِ لغات:

**اهرقها:** از، اهراقاً، بمعنی بہانا، گرانا۔

### شرح:

پھونک مارنا پانی میں ہو یا دودھ میں یا کسی اور پینے کی چیز میں، پھر خواہ ٹھنڈا کرنے کے لیے ہو یا تنکا وغیرہ دور کرنے کے لیے اور خواہ پانی میں پھونک مارے یا کھانے میں سب ممنوع ہے۔ چنانچہ طبرانی کی روایت میں ہے عن النفخ فی الطعام والشراب۔

یعنی اگر برتن میں کوڑا تنکا نظر آئے تو میں کیا کروں وہ تو پھونک سے ہی دفع ہوسکتا ہے اور آپ حضور پھونک سے

768: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 1887

منع فرماتے ہیں۔ جواب حدیث میں بیان ہو چکا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص127)

(۷۶۹)وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نهى اَن يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ اَوْ يُنْفَخَ فِيْهِ ۔ رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" ۔

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ برتن کے اندر سانس لیا جائے یا اس میں پھونکا جائے۔

**تعارفِ راوی:**

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

**حکم حدیث:**

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**شرح:**

برتن میں سانس لینا جانوروں کا کام ہے، نیز سانس کبھی زہریلی ہوتی ہے اس لیے برتن سے الگ منہ کرکے سانس لو۔ گرم دودھ یا چائے کو پھونکوں سے ٹھنڈا نہ کرو بلکہ کچھ ٹھہرو قدرے ٹھنڈی ہو جائے پھر پیو، اگر پانی میں تنکا وغیرہ ہو تو کچھ گرادو پھونک سے الگ نہ کرو۔ بعض لوگوں کو گندہ دہنی کی بیماری ہوتی ہے انکی پھونک سے پانی میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اس لیے ہر شخص ان دونوں سے پرہیز کرے برتن میں سانس لینے اور اس میں پھونک مارنے سے، حضور کے احکام میں صدہا حکمتیں ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص125)

## ۱۱۴-بَابُ بَيَانِ جَوَازِ الشُّرْبِ قَائِمًا وَّبَيَانِ اَنَّ الْاَكْمَلَ وَالْاَفْضَلَ الشُّرْبُ قَاعِدًا فِيْهِ

## کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز اور یہ کہ بیٹھ کر پانی پینا کمال وفضیلت کا باعث ہے

حَدِيْثُ كَبْشَةَ السَّابِقُ

اس موضوع کی حدیث حضرت کبشہ والی ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔

(۷۷۰)وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَقَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ،

769: جامع ترمذی، رقم الحدیث:1888

770: بخاری شریف، رقم الحدیث:1637، ترمذی، رقم الحدیث:182، نسائی، رقم الحدیث:1361، ابن ماجہ، رقم الحدیث:3422، مسند امام احمد، رقم الحدیث:1222، ابن حبان، رقم الحدیث:3838، بیہقی، رقم الحدیث:9080، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:2634، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:12574

فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آب زم زم پیش کیا تو آپ نے اسے کھڑے ہوکر پیا۔(متفق علیہ)

(۷۷۱) وَعَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتٰى عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَابَ الرَّحْبَةِ، فَشَرِبَ قَائِمًا، وَّقَالَ: اِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ فَعَلْتُ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

◀ ◀ حضرت نزال بن سبرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ''رحبہ'' کے دروازے پر آئے اور آپ نے کھڑے ہوکر پانی پیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے کرتے (یعنی پیتے) دیکھا ہے۔(بخاری)

## تعارفِ راوی:

نزال بن سبرہ: ہلالی، کوفی، ابن سعد نے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے دارقطنی کا قول ہے بہت بڑے تابعی ہیں، علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔(واللہ اعلم)

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد ۶، حرف النون، ص ۳۱۳)

## حلِ لغات:

الـرَّحْبَةِ: کشادہ زمین جس پر بکثرت گھاس ہو اور بہت لوگ آتے ہوں۔ مکانوں کے درمیان کھلی جگہ، کوفہ میں موجود ایک مقام کا نام یہاں یہی مراد ہے۔

## شرح:

یعنی لوگ سمجھتے ہیں پانی کھڑے ہوکر مطلقاً ممنوع ہے حالانکہ میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے وضو کا پانی کھڑے ہوکر پیا۔ معلوم ہوا کہ وضو کا پانی کھڑے ہوکر پینا سنت ہے یا یہ مطلب ہے کہ کھڑے ہوکر پینا مطلقاً ممنوع نہیں بلکہ جائز ہے میں نے حضور انور کو کھڑے ہوکر پانی پیتے دیکھا ہے مگر پہلے معنی زیادہ موزوں ہیں۔ ابھی ہم نے عرض کردیا کہ پانی کھڑے ہوکر پینا حرام نہیں، ہاں بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر پیے اور چند پانیوں کا کھڑا ہوکر پینا مستحب ہے: ایک آبِ زمزم، دوسرے بعض وضو کا بچا ہوا پانی، تیسرے بزرگوں کا پس خوردہ پانی۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضرت علی، سعد ابن ابی وقاص، ابن عمر، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اجمعین کھڑے ہوکر پانی پینا درست فرماتے ہیں مگر حق یہ ہے کہ تمام فقہاء وہی جائز کہتے ہیں صرف مستحب یہ ہے کہ بیٹھ کر پیئے۔

771: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5615

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص117)

(۷۷۲)وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: کُنَّا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَاکُلُ وَنَحْنُ نمشِیْ، وَنَشْرَبُ ونَحْنُ قِیامٌ.

رَوَاہُ التِّرمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم چلتے چلتے کھالیتے تھے اور کھڑے ہوکر پی لیتے تھے۔

## حکمِ حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۷۷۳) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ اَبِیْہ، عَنْ جَدِّہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَشْرَبُ قَائِمًا وقَاعِدًا. رَوَاہُ التِّرمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀◀ حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوکر بھی پیتے دیکھا اور بیٹھ کر بھی۔

## تعارفِ راوی:

عمرو ابن شعیب: ابن محمد ابن عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سہمی ہیں، آپ نے اپنے والد شعیب، ابن مسیب، طاؤس وغیرہم سے روایت لی بخاری مسلم نے ان کی کوئی حدیث نہ لی کیونکہ ان کی روایات میں عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم آتا ہے خبر نہیں ہوئی کہ جدہ سے ان کے اپنے دادا محمد مراد ہیں یا والد یعنی شعیب کے دادا ابن عمرو ابن عاص مراد ہیں محمد تابعی ہیں اور عبداللہ ابن عمرو صحابی ہیں تو پتہ نہیں لگتا کہ حدیث متصل ہے یا مرسل نیز شعیب نے اپنے دادا عبداللہ ابن عمرو سے ملاقات نہیں کی لہٰذا ان کی احادیث میں تدلیس ہے اس وجہ سے بخاری مسلم نے انکی احادیث نہ لیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مراۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حکمِ حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## حلِ لغات:

**قائما: از، قیاماً بمعنی کھڑا ہونا،**

---

772: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 1880

773: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 1883

## شرح:

کھڑے ہوکر پینا ضرورت کے موقعہ پر تھا یا زمزم یا وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے کھڑے پیا باقی پانی بیٹھ کر پیئے یا کھڑے ہوکر پینا بیان جواز کے لیے تھا بیٹھ کر پینا بیان استحباب کے لیے لہٰذا دونوں عمل درست ہی ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص124)

(۷۷۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّهُ نَهٰى اَن يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا ۔ قَالَ قَتَادَةُ: فَقُلْنَا لاَنَسٍ: فَالْاَكْلُ؟ قَالَ: ذٰلِكَ اَشَرُّ - اَوْ اَخْبَثُ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آدمی کو کھڑے ہوکر پینے سے منع فرمایا۔حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس سے کھانے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ (یعنی کھڑے ہوکر) اس سے بھی برا ہے۔یا فرمایا اس سے بھی زیادہ گندہ ہے۔(مسلم)

اور مسلم کی روایت میں ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پینے سے سختی سے منع کیا۔

(۷۷۵) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لاَ يَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ قَائِمًا، فَمَنْ نَّسِيَ فَلْيَسْتَقِيءْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ہرگز کھڑے ہوکر نہ پیئے اور جو بھول جائے اس کو چاہیے کہ وہ قے کردے۔(مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

فَلْيَسْتَقِيءْ: از، استقاءً، بمعنی بتکلف قے کرنا، جان بوجھ کر قے کرنا،

## شرح:

یہ حکم استحبابی ہے جو کھڑے ہوکر پانی یا کوئی چیز پی لے تو یہ بہتر ہے کہ قے کردے یہ حکم منسوخ نہیں۔) مرقات (یہ حکم اس لیے ہے کہ لوگ اس سے بچیں۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص115)

---

774: مسلم، رقم الحدیث:2024

775: مسلم شریف، رقم الحدیث:2026

## ۱۱۵-بَابُ اسْتِحْبَابِ كَوْنِ سَاقِي الْقَوْمِ اٰخِرَهُمْ شُرْبًا

## پلانے والے کے لئے خود سب کے بعد پینا مستحب ہے

(۷۷٦) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "سَاقِيَ الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: قوم کا پلانے والا سب کے آخر میں پینے والا ہوتا ہے۔

### حکمِ حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

### حلِ لغات:

ساقی: (فاعل) جمع سقاۃ و ساقون وسقاء، پلانے والا۔

### شرح:

یعنی قانون یہ ہے کہ پلانے والا پیچھے پیئے، کھلانے والا پیچھے کھائے ہم ہیں پلانے والے اس لیے ہم تمہارے بھی بعد پئیں گے۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ کی طرف سے قاسم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور تا قیامت ہیں اور حضور انور کی طرف سے قاسم حضرت ابوقتادہ تھے حقیقتًا پلانے والے حضور انور تھے ظاہری ساقی ابوقتادہ لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ساقی تو حضرت ابوقتادہ تھے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج8، ص168)

## ۱۱٦-بَابُ جَوَازِ الشُّرْبِ مِنْ جَمِيْعِ الْاَوَانِيْ الطَّاهِرَةِ غَيْرِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَجَوَازِ الْكَرْعِ -وَهُوَ الشُّرْبُ بِالْفَمِ مِنَ النَّهْرِ وَغَيْرِهٖ بِغَيْرِ اِنَاءٍ وَّلَا يَدٍ - وَتَحْرِيْمِ اسْتِعْمَالِ اِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فِي الشُّرْبِ وَالْاَكْلِ وَالطَّهَارَةِ وَسَائِرِ وُجُوْهِ الْاِسْتِعْمَالِ

## سونے اور چاندی کے سوا تمام پاک برتنوں سے اور "کرع" کے ساتھ اور یہ نہر وغیرہ سے ہاتھ کے بغیر پینا ہے اس کے جواز اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے' پینے' طہارت کرنے اور انہیں ہر قسم کے استعمال میں لانے کی حرمت کا بیان

776: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 1894

(۷۷۷) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ مَن كَانَ قَرِيبَ الدَّارِ اِلٰى اَهْلِهِ، وبَقِيَ قَوْمٌ، فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَخْضَبٍ مِّنْ حِجَارَةٍ، فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ اَنْ يَّبْسُطَ فِيهِ كَفَّهُ، فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ ـ قَالُوْا: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَمَانِينَ وزيادة ـ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، هٰذِهِ رِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ ـ

وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُ وَلِمُسْلِمٍ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِاِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ، فَاُتِيَ بقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِيهِ شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ، فَوَضَعَ اَصابعَهُ فِيهِ ـ قَالَ اَنَسٌ: فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَى الْمَآءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهِ، فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّاَ مَا بَيْنَ السَّبْعِينَ اِلَى الثَّمَانِينَ ـ

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نماز کا وقت ہوا تو وہ لوگ جن کے گھر قریب تھے گھروں کی طرف چلے گئے (وضو کے لئے) کچھ لوگ باقی رہ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پتھر کا بنا ہوا ایک برتن لایا گیا۔ وہ برتن اتنا چھوٹا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اپنی ہتھیلی نہیں پھیلا سکتے تھے' سو اسی برتن سے تمام لوگوں نے وضو کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: تم کتنے آدمی تھے؟ فرمایا: اسّی یا اس سے زیادہ۔ (متفق علیہ)

اور یہ روایت بخاری کی ہے' اور ان کی اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا برتن منگوایا، تو آپ کی خدمت میں ایک کم گہرائی والا کھلا پیالہ پیش کیا گیا' جس میں کچھ پانی تھا۔ آپ نے اپنی انگلیاں اس میں رکھ دیں۔ حضرت انس فرماتے ہیں: سو میں دیکھنے لگا کہ پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پھوٹ رہا ہے۔ سو میں نے اندازہ لگایا تو اس پانی سے وضو کرنے والوں کی تعداد ستر اور اسّی کے درمیان تھی۔

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

بِمَخْضَبٍ: کپڑے دھونے یا رنگنے کا برتن،

فَحَزَرْتُ: اندازہ کرنا،

## شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کا ایک معجزہ بیان ہوا، چند مزید ملاحظہ ہوں۔

777: بخاری شریف، رقم الحدیث: 195، مسلم شریف، کتاب الفضائل، رقم الحدیث: 5822، ترمذی، رقم الحدیث: 978، نسائی، رقم الحدیث: 78، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1623، دارمی، رقم الحدیث: 28، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 24401، ابن حبان، رقم الحدیث: 6544، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 3731، بیہقی رقم الحدیث: 116، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 4510، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 3121، دار قطنی، رقم الحدیث: 1

## معجزاتِ دستِ نبوی ﷺ:

(1)،،أن ابیض بن حمّال کان بوجهه حزازة وهي القوباء فالتقمت انفه فمسح النبيّ صلّى الله عليه وسلم على وجهه فلم يمس ذلك اليوم وفيه اثر .

حضرت ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ کے چہرے پر داد تھا۔جس سے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا ایک دن حضور ﷺ نے ان کو طلب فرمایا اور ان کے چہرے پر اپنا دستِ شفا پھیرا شام سے پہلے پہلے داد اور اس کا نشان بھی جاتا رہا۔

حوالہ:(امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ،الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ،تذکرۃ ابیض بن حمّال،ج۱،ص۱۷۷)

(2)،،قال: اتيت النبي صلّى الله تعالىٰ عليه وعلى آله وسلم وبكفي سلعة فقلت: يا رسول اللّٰه إن هذه السّلعة قد آذتني تحول بيني وبين قائم السيف فقال: ادن فدنوت فوضع يده على السّلعة فما زال يطحنها بكفه حتى رفع . وما ادري اين اثرها .

حضرت شرحبیل بن عبدالرحمٰن الجعفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں آیا میری ہتھیلی میں ایک گلٹی تھی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ہاتھ میں یہ گلٹی ہے جس کی وجہ سے میں تلوار کا قبضہ اور گھوڑے کی باگ نہیں پکڑ سکتا حضور ﷺ نے فرمایا قریب آؤ تو میں قریب ہوا تو آپ ﷺ اپنی ہتھیلی سے اس گلٹی کو رگڑا،تو اس کا نشان تک نہ رہا۔

حوالہ:(امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ،الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ،تذکرۃ شرحبیل بن عبدالرحمٰن الجعفی،ج۳،ص۲۶۸)

(3)،،وعن ابن عباس قال: إن امرأة جائت بابن لها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت: يا رسول الله إن ابني به جنون وإنه ليأخذه عند غدائنا وعشائنا فمسح رسول الله صلى الله عليه وسلم صدره فثع ثعة وخرج من جوفه مثل الجرو الاسود يسعى“

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کہ اس کو جنون ہے۔اور صبح اور شام کے وقت اس کو دورا پڑتا ہے حضور ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مبارک پھیرا،لڑکے نے قے کی اور اس میں سے ایک کالے کتے کا پلا نکلا اور وہ بچہ فوراً ٹھیک ہو گیا۔

حوالہ:(احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک القسطلانی،متوفی ۹۲۳ھ،مواہب الدنیۃ،باب حدیث القصہ،ج۲،ص۲۹۸)

(4)،،عن قتادة بن النعمان انه اصيبت عينه يوم بدر فسالت حدقته على وجنته فأرادوا ان يقطعوها فقالوا: لا حتى نستأمر رسول الله صلّى الله عليه وآله وسلم فاستأمروه فقال: لا ثم

دعا به فوضع راحته على حدقته ثم غمزها فكان لا يدرى اى عينيه ذهب ۔"

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی آنکھ مبارک کو بدر کے دن صدمہ پہنچا اور آنکھ مبارک کا ڈیلا رخسار پر آ گیا لوگوں نے کہا کہ اس کو کاٹ دیا جائے۔ پھر کہا جتنی دیر تک حضور ﷺ سے پوچھ نہ لیں یہ کام نہیں کریں گے جب حضور ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو پھر ان کو بلایا اور ڈیلے کو اپنے دست مبارک سے اس کی جگہ پر رکھ دیا، آنکھ ایسی درست ہوگئی کہ کوئی بھی نہ بتا سکتا تھا کہ دونوں آنکھوں میں سے کون سی کو صدمہ پہنچا تھا۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ قتادۃ بن نعمان، ج ۵، ص ۳۱۸)

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت قتادہ فرماتے تھے کہ مجھے دوسری آنکھ کی نسبت اس آنکھ سے زیادہ نظر آتا تھا جس کو حضور ﷺ نے ٹھیک کیا تھا۔

(5) ,,فقال: يا رسول الله امسح وجهي وادع لي بالبركة قال: ففعل فكان وجهه يزهو ۔"

حضرت عائذ بن سعید جسری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ میرے چہرے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیر دیں اور میرے لیے برکت کی دعا فرمادیں حضور ﷺ نے اسی طرح کیا تو اس وقت سے حضرت عائذ رضی اللہ عنہ کا چہرا ہمیشہ تروتازہ اور نورانی رہا کرتا تھا۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ عائذ بن سعید، ج ۳، ص ۴۹۳)

(6) ,,مسح النبيّ صلّى الله عليه وآله وسلم وجه قتادة بن ملحان ثم كبر فبلى منه كلّ شيء غير وجهه"

رسول اللہ ﷺ نے حضرت قتادۃ بن ملحان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا جب وہ عمر رسیدہ ہو گئے تو ان کے تمام جسم پر بڑھاپے کے آثار نمایاں تھا لیکن چہرہ بالکل تروتازہ تھا۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ قتادۃ بن ملحان، ج ۵، ۳۱۷)

(7) ,,قال قيس: فاجلسني النبيّ صلّى الله عليه وآله وسلم بين يديه ومسح على رأسي ودعا لي وقال: بارك الله فيك يا قيس ۔ ثم قال: انت ابو الطّفيل "

فهلك قيس وهو ابن مائة سنة ورأسه ابيض واثر يد رسول الله صلّى الله عليه وآله وسلم فيه اسود ۔"

حضرت قیس بن زید بن حباب جذامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت ڈالے تم ابو طفیل ہو حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے سو

برس کی عمر میں وفات پائی ان کے سر کے بال مبارک سفید ہو گئے تھے مگر جس جگہ حضور ﷺ نے ہاتھ مبارک رکھا تھا اُس جگہ کے بال سیاہ ہی تھے۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ قیس بن زید الجذامی، ج ۵، ص ۳۵۷)

(8)،، وفد عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اقرع فمسح عَلَى رأسه فنبت شعره "

حضرت ہلب طائی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ اقرع (گنجے) تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اس وقت بال اُگ آئے (اسی وجہ سے ان کو ہلب (زیادہ بالوں والا) کہا جاتا تھا۔)

حوالہ: (یوسف بن عبد اللہ النمری القرطبی، متوفی ۴۶۳ء، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، تذکرہ ہلب طائی، ج ۴، ص ۱۵۴۹

(9)،، روت عَنهُ ابنته عمرة أَنَّهُ قَالَ: مسح رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عَلىٰ رأسي وكساني بردين وأعطاني سيفا قالت: فما شاب رأس ابي حَتّٰى لقي الله عَزَّ وَجَلَّ "

حضرت یسار بن از یہر رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی عمرہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھے دو چادریں پہنا دیں اور ایک تلوار بھی عطاء فرمائی۔ حضرت یسار کی صاحبزادی حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میرے باپ کے سر میں سفید بال نہ آئے یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گی۔ حوالہ: (امام ابن اثیر، متوفی ۶۳۰ھ، اُسد الغابہ، تذکرہ یسار بن از یہر الجہنی، ج ۵، ص ۴۷۷)

(10)،، قال ابو عمر: كان سهل قد خرج بابنته عميرة وبصاعين من تمر فقال: يا رسول الله إن لي إليك حاجة . قال: وما هي قال: تدعو الله لي ولا بنتي . وتمسح رأسها فإنه ليس لي ولد غيرها قالت: عميرة: فوضع كفه عليّ فأقسم بالله لكان برد كفّ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على كبدي بعد ."

ابو عمر فرماتے ہیں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ دو صاع کھجوریں بطور زکوۃ اور اپنی بیٹی عمیرہ کو لے کر رسول ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے آپ ﷺ سے کام ہے فرمایا کیا کام ہے؟ عرض کیا کہ آپ ﷺ میرے حق اور میری بیٹی کے حق میں دعا فرمائیں، اور اس بیٹی کے سر پر اپنا ہاتھ پھیر دیں میری اس کے علاوہ اور کوئی اولاد نہیں حضرت عمیرہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتی ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی ٹھنڈک اس کے بعد بھی میرے کلیجے (سینے) میں رہی۔

حوالہ: (امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، تذکرۃ عمیرہ بنت سہل بن رافع، ج ۸، ص ۲۵۰)

(11)،،عَن عَبدِ اللّٰهِ بنِ مَسعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كُنتُ فِي غَنَمٍ لآلِ اَبِي مُعَيطٍ ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ اَبُو بَكرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ ، فَقَالَ: يَا غُلَامُ ، عِندَكَ لَبَنٌ ، فَقُلتُ: نَعَم ، وَلٰكِنِّي مُؤتَمَنٌ قَالَ: فَهَل عِندَكَ شَاةٌ لَم يَنزُ عَلَيهَا الفَحلُ ، قُلتُ: نَعَم ، فَأَتَيتُهُ بِشَاةٍ شَطُورٍ ، فَمَسَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَكَانَ الضَّرعِ ، وَمَا لَهَا ضَرعٌ ، فَإِذَا ضَرعٌ حَافِلٌ مَملُوءٌ لَبَنًا ، فَأَتَيتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِصَخرَةٍ مَنقُورَةٍ ، فَحَلَبَ ، ثُمَّ سَقَى اَبَا بَكرٍ وَسَقَانِي ، ثُمَّ قَالَ لِلضَّرعِ اقلُص فَرَجَعَ كَمَا كَانَ ، فَأَنَا رَأَيتُ هٰذَا مِن رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ، فَقُلتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، عَلِّمنِي فَمَسَحَ رَأسِي ، وَقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ ، فَإِنَّكَ غُلَامٌ مُعَلَّمٌ فَأَسلَمتُ "

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا ایک روز رسول ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے لڑکے کیا تیرے پاس دودھ ہے؟؟

میں نے کہا کہ ہاں لیکن میں امین ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس پر نر نہ کودا ہو؟؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں پس میں نے ایک بکری پیش کی جس کے تھن نہ تھے آپ ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ مبارک مارا اچانک دودھ سے بھرا ہوا ایک تھن ظاہر ہوا آپ ﷺ نے دودھ دوہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور مجھ کو پلایا۔

پھر تھن کو ارشاد فرمایا کہ سکڑ جا تو وہ ایسا ہی ہو گیا جیسا پہلے تھا یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے تعلیم دیں آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا برکت دے کر فرمایا کہ تو تعلیم یافتہ لڑکا ہے پس میں اسلام لے آیا۔

حوالہ: (امام ابوالقاسم سلمان بن ایوب، الطبرانی، المعجم الصغیر الطبرانی، باب من اسمہ عمر، ج ا، ص ۳۱۰، حدیث ۵۱۳)

(۷۷۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْرَجْنَا لَهُ مَاءً فِيْ تَوْرٍ مِّنْ صُفْرٍ فَتَوَضَّاَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

"الصُّفْرُ": بِضَمِّ الصَّادِ، وَيَجُوْزُ كَسْرِهَا، وَهُوَ النُّحَاسُ، وَ"التَّوْرُ": كَالْقَدَحِ، وَهُوَ بِالتَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقٍ .

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم

778: بخاری شریف، رقم الحدیث:197

نے آپ کے لئے تانبے کا ایک پیالہ نکالا اور آپ نے اس سے وضوفرمایا۔ (بخاری)

**حلِ لغات:**

الصفر: صاد کے ضمہ کے ساتھ اور کسرہ بھی جائز ہے۔ اس سے مراد ہے: تانبا۔

التور: پیالے کی طرح کا برتن۔ تاءمثناۃ کے ساتھ ہے۔

**شرح:**

تانبے کے برتن سے وضوکرنا، اُس میں کھانا پینا، سب بلاکراہت جائز ہے، وضو میں کچھ نقصان نہیں آتا۔ ہاں قلعی کے بعد چاہیے بے قلعی برتن میں کھانا پینا مکروہ ہے کہ جسمانی ضرر کا باعث ہے اور مٹی کا برتن تانبے سے افضل ہے۔ علماء نے وضو کے آداب ومستحبات سے شمار فرمایا کہ مٹی کے برتن سے ہو اور اس میں کھانا پینا بھی تواضع سے قریب تر ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد، 1، ص336، رضافاونڈیشن لاہور)

(۷۷۹) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ، وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَّهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِیْ شَنَّةٍ وَّاِلَّا كَرَعْنَا" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔ "اَلشَّنُّ": اَلْقِرْبَةُ۔

◀◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار میں سے ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ ایک صحابی بھی تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تمہارے پاس ایسا پانی ہو جو آج رات بھر مشکیزے میں رہا ہو تو لے آؤ ورنہ ہم کسی نہر وغیرہ سے منہ لگا کر پانی پی لیں گے۔ (بخاری)

**تعارفِ راوی:**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 4 کے تحت ہو چکا ہے۔

**حلِ لغات:**

الشن: مشکیزہ کو کہتے ہیں۔

**شرح:**

وہ صحابی حضرت ابوبکر صدیق تھے اور باغ والے ابوالہیثم تھے یا کوئی اور انصاری۔ عربی میں کرع اس طرح پینے کو کہتے ہیں کہ اس میں ہاتھ استعمال نہ ہو یعنی نالی یا نہر سے منہ لگا کر پی لینا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص118)

779: بخاری شریف، رقم الحدیث:5613

(۷۸۰) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيْرِ، وَالدِّيْبَاجِ، وَالشُّرْبِ فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَقَالَ: "هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا، وَهِيَ لَكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ریشم و دیباج کے کپڑے پہننے اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع فرمایا' اور آپ نے فرمایا: یہ چیزیں کافروں کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں۔ (متفق علیہ)

(۷۸۱) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ، اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "اِنَّ الَّذِيْ يَاْكُلُ اَوْ يَشْرَبُ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ" ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ: "مَنْ شَرِبَ فِيْ اِنَاءٍ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ، فَاِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهِ نَارًا مِّنْ جَهَنَّمَ" ۔

◀ ◀ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی روایت میں ہے: بے شک جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے' اور انہی کی ایک روایت میں ہے: جس نے سونے یا چاندی کے برتن میں پیا تو بے شک وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کر رہا ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 82 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

يُجَرْجِرُ: غٹ غٹ اتارنا، غٹ غٹ پینا، ۔ پینا۔

## شرح:

مسئلہ: سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا اور ان کی پیالیوں سے تیل لگانا یا ان کے عطردان سے عطر لگانا یا ان کی انگیٹھی سے بخور کرنا منع ہے اور یہ ممانعت مرد و عورت دونوں کے لیے ہے۔ عورتوں کو ان کے زیور پہننے کی اجازت ہے۔

780: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5632

781: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5310، مسلم شریف، رقم الحدیث: 5269، ترمذی، کتاب اللباس، رقم الحدیث: 5269، ترمذی، رقم الحدیث: 2817، نسائی، رقم الحدیث: 5149، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3413، امام مالک، رقم الحدیث: 1649، دارمی، رقم الحدیث: 2129، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 24706، ابن حبان، رقم الحدیث: 5342، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 7402، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 2711، طبرانی، رقم الحدیث: 12046

زیور کے سوادوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مردوعورت دونوں کے لیے ناجائز ہے۔

("الدرالمختار"و"ردالمختار"،کتاب الحظر وال?باحۃ،ج۹،ص۵۶۵......)

مسئلہ: سونے چاندی کے چمچے سے کھانا،ان کی سلائی یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا،ان کے آئینہ میں مونھ دیکھنا،ان کی قلم دوات سے لکھنا،ان کے لوٹے یا طشت سے وضوکرنا یاان کی کرسی پر بیٹھنا،مردعورت دونوں کے لیے ممنوع ہے۔

("الدرالمختار"و"ردالمختار"،کتاب الحظر والاباحۃ،ج۹،ص۵۶۵......)

# كِتَابُ اللِّبَاسِ

## لباس کا بیان

فائدہ: کتاب کا معنی شروع کتاب میں گزر چکا ہے۔

**لباس کا معنی:** پوشاک، جامہ، کپڑے، روپ، شکل، بھیس وغیرہ ہیں (فیروز اللغات) لیکن یہاں مراد ہر وہ چیز ہے جس کو جسم پر پہنایا اوڑھا جائے جیسے قمیص، تہبند، عمامہ، وغیرہ۔

## ۱۱۷-بَابُ اسْتِحْبَابِ الثَّوْبِ الْاَبْيَضِ، وَجَوَازِ الْاَحْمَرِ وَالْاَخْضَرِ وَالْاَسْوَدِ، وَجَوَازِهٖ مِنْ قُطْنٍ وَّكَتَّانٍ وَّشَعْرٍ وَّصُوْفٍ وَّغَيْرِهَا اِلَّا الْحَرِيْرَ

## سفید کپڑا پہننے کے مستحب ہونے اور سرخ' سبز' زرد اور سیاہ رنگ کا کپڑا پہننے کے جواز اور ریشم کے سوا' سوت' کتان' بالوں اور اون کا کپڑا پہننے کے جواز کا بیان

**قطن کا معنی:** کپاس، روئی (فیروز اللغات)

**کتّان کا معنی:** السی، ایک قسم کا باریک کپڑا جس کی نسبت مشہور ہے کہ چاندنی رات میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے، (فیروز اللغات)

**شعر کا معنی:** شَعْرٌ عربی میں بال کو کہتے ہیں یہاں مراد بالوں سے بنا ہوا لباس ہے۔

**صوف کا معنی:** اُون، نمدہ، کمل، ایک قسم کا دبز پشمینے کا کپڑا، وہ کپڑا جو دوات میں سیاہی کے ساتھ رکھا جاتا ہے اس کو بھی صوف کہتے ہیں، یہاں مراد وہ کپڑا ہے جو اُون کا بنا ہو (ابوالاحمد غفرلہ)

**حریر کا معنی:** حریر کا معنی ریشم ہے یہاں ریشم اور ریشمی کپڑا دونوں مراد ہیں دونوں کا استعمال مرد کو جائز نہیں۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ يَا بَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَّلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ﴾ (الاعراف: 26)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے آدم کی اولاد! بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں

چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو اور پرہیز گاری کا لباس وہ سب سے بھلا ہے۔

## تشریح:

یہاں اللہ تعالیٰ اپنا احسان یاد دلاتا ہے کہ اس نے لباس اتارا اور ریش بھی۔ لباس تو وہ ہے جس سے انسان اپنا ستر چھپائے اور ریش وہ ہے جو بطور زینت، رونق اور جمال کے پہنا جائے۔ اول تو ضروریات زندگی سے ہے اور ثانی زیادتی ہے۔ ریش کے معنی مال کے بھی ہیں اور ظاہری پوشاک کے بھی ہیں اور جمال، خوش لباسی کے بھی ہیں۔

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے نیا کرتہ پہنتے ہوئے جبکہ گلے تک وہ پہن لیا فرمایا» اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِھَا عَوْرَتِیْ وَ اَتَجَمَّلُ بِھَا فِیْ حَیَاتِیْ « پھر فرمانے لگے: میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص نیا کپڑا پہنے اور اس کے گلے تک پہنچتے ہی یہ دعا پڑھے، پھر پرانا کپڑا راہ خدا میں دے دے تو وہ اللہ کے ذمہ میں، اللہ کی پناہ میں اور اللہ کی حفاظت میں آ جاتا ہے۔ زندگی میں بھی اور بعد از مرگ بھی۔ (سنن ابن ماجہ: 3557)

مسند احمد میں ہے: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان سے ایک کرتہ تین درہم کا خریدا اور اسے پہنا - جب پہنچوں اور ٹخنوں تک پہنچا تو آپ نے یہ دعا پڑھی» اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی رَزَقَنِی مِنَ الرِّیَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِہٖ فِی النَّاسِ وَاُوَارِی بِہٖ عَوْرَتِی « یہ دعا سن کر آپ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ اسے کپڑا پہننے کے وقت پڑھتے تھے یا آپ از خود اسے پڑھ رہے ہیں؟ فرمایا: میں نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ (مسند احمد: 1/158)

»لِبَاسُ التَّقْوَیٰ « کی دوسری قرات »لِبَاسَ التَّقْوَیٰ « سین کے زبر سے بھی ہے- رفع سے پڑھنے والے اسے مبتدا کہتے ہیں اور اس کے بعد کا جملہ اس کی خبر ہے- عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس سے مراد قیامت کے دن پرہیز گاروں کو جو لباس عطا ہوگا، وہ ہے۔" (عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

ابن جریج کا قول ہے: "لباس تقویٰ ایمان ہے۔" سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "عمل صالح ہے اور اسی سے ہنس مکھ ہوتا ہے۔"

عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "مراد اس سے مشیت ربانی ہے۔" عبدالرحمٰن کہتے رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اللہ کے ڈر سے اپنی ستر پوشی کرنا لباس تقویٰ ہے۔"

یہ کل اقوال آپس میں ایک دوسرے کے خلاف نہیں بلکہ مراد یہ سب کچھ ہے اور یہ سب چیزیں ملی جلی اور آپس میں ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں۔

ایک حدیث میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو منبر نبوی پر

کھلی گھنڈیوں کا کرتا پہنے ہوئے کھڑا دیکھا۔ اس وقت آپ کتوں کے مار ڈالنے اور کبوتر بازی کی ممانعت کا حکم دے رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: لوگو اللہ سے ڈرو! خصوصاً اپنی پوشیدگیوں میں۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ قسم کھا کر بیان فرماتے تھے کہ جو شخص جس کام کو پوشیدہ سے پوشیدہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اسی کی چادر اس پر اعلانیہ ڈال دے گا۔ اگر نیک ہے تو نیک اور اگر بد ہے تو بد۔ پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔ اور فرمایا اس سے مراد خوش خلقی ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:14451)

## آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ﴾ (النحل: 81)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تمہارے لئے کچھ پہناوے بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں۔

(۷۸۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ ؛ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

◀ ◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ وہ تمہارے کپڑوں میں سے بہترین ہیں' اور اپنے مردوں کو سفید کپڑوں کا ہی کفن پہنایا کرو۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 12 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## حلِ لغات:

اِلْبَسُوْا: از، لبساً، کپڑا پہننا۔

## شرح:

یہ حکم استحبابی ہے کہ زندوں اور مُردوں کے لیے سفید کپڑا مستحب ہے ورنہ عورت میت کے لیے ریشمی، سوتی، سرخ، پیلا ہر طرح کا کفن جائز ہے اگرچہ بہتر سفید اور سوتی ہے۔
(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص862)

782: سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:4061

(۷۸۳) وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِلْبَسُوْا الْبَيَاضَ ؛ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ، وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ" رَوَاهُ النِّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ" .

◀ ◀ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو' اس لئے کہ وہ پاکیزہ اور عمدہ ہوتے ہیں' اور انہی میں اپنے مردوں کو کفن دیا۔

اس کو نسائی اور حاکم نے بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(۷۸۴) وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوعاً، وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد درمیانہ تھا' اور میں نے آپ کو سرخ حلہ زیب تن کئے ہوئے دیکھا۔ میں نے آپ سے حسین تر چیز کبھی نہیں دیکھی۔ (متفق علیہ)

(۷۸۵) وَعَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ لَّهُ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ، فَخَرَجَ بِلَالٌ بِوَضُوْئِهِ، فَمِنْ نَّاضِحٍ وَّنَائِلٍ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وعليه حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ سَاقَيْهِ، فَتَوَضَّاَ وَاَذَّنَ بِلَالٌ، فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُ فَاهُ هَاهُنَا وَهَاهُنَا، يَقُوْلُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا: حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، ثُمَّ رُكِزَتْ لَهُ عَنَزَةٌ، فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ لَا يَمْنَعُ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَلْعَنَزَةُ" بِفَتْحِ النُّوْنِ: نَحْوَ الْعُكَازَةِ .

◀ ◀ حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں دیکھا۔ آپ وادی ابطح میں سرخ رنگ کے چمڑے کے بنے ہوئے ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے وضو کا پانی لے کر آئے تو کسی کو تھوڑا پانی ملا اور کسی کو زیادہ۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ نے سرخ حلہ پہن رکھا تھا۔ گویا میں اب بھی آپ کی کلائیوں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور آذان پڑھی۔ جب انہوں نے "حی علی الصلوٰۃ" اور" حی علی الفلاح" پڑھا تو میں ان کے منہ کی جانب دیکھنے لگا انہوں نے دیکھا اور بائیں جانب پھر آپ کے لئے ایک نیزہ گاڑ دیا گیا آپ

783: سنن نسائی، رقم الحدیث: 1897

784: بخاری شریف، رقم الحدیث: 3551

785: بخاری شریف، رقم الحدیث: 376

آگے تشریف لائے اور نماز پڑھی۔ آپ کے سامنے سے کتے اور گدھے وغیرہ گزرتے رہے لیکن ان کو روکا نہیں جاتا تھا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 149 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**العنزہ:** نون کے فتحہ کے ساتھ۔ نیزہ کو کہتے ہیں۔

## شرح:

ابطح یہ جگہ جنت معلٰی سے کچھ آگے منی کی جانب ہے جسے وادی مُحَصَّب اور بطحا بھی کہا جاتا ہے، اسی نسبت سے حضور کو بطحی کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے، ابطح کے معنی ہیں بجری والا میدان جہاں بارش میں سیلاب آجاتا ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ میں وضو کیا، غسالہ ایک لگن میں گرا حضرت بلال وہ پانی کا لگن باہر صحابہ کے پاس لائے تاکہ صحابہ اس سے برکتیں حاصل کرلیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس غسالہ شریف پر ٹوٹ پڑے۔

تاکہ اسے حاصل کریں اور برکت لیں کیوں کہ وہ پانی حضور کے اعضاء سے لگ کر نورانی بھی ہوگیا اور نور گر بھی۔ پھول سے لگی ہوئی ہوا دماغ مہکا دیتی ہے، حضور کے جسم اطہر سے لگا ہوا پانی روح و ایمان مہکا دے گا۔

اس لیے اسے اپنے سر اور منہ پر مل لیا۔ مرقات میں اسی جگہ ہے کہ حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ نے حضور کی فصد لی اور خون بجائے پھینکنے کے پی لیا۔ خیال رہے کہ ہمارا فضلہ وضو کا پینے کے قابل نہیں کہ وہ ہمارے گناہ لے کر نکلا ہے، حضور کا غسالہ متبرک ہے کیونکہ وہ نور لے کر نکلا۔ بعض مرید اپنے مشائخ کا جوٹا پانی تعظیم سے استعمال کرتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

سرخ جوڑے سے مراد خالص سرخ رنگ میں رنگا ہوا کپڑا نہیں ہے کہ یہ تو مرد کے لیے منع ہے بلکہ سرخ خطوط سے مخطط کپڑا مراد ہے یا سرخ سُوت سے بنا ہوا کپڑا۔ لہٰذا یہ حدیث ممانعت کی حدیث کے خلاف نہیں۔ پھر آپ ﷺ کے لیے سترہ گاڑا گیا کیونکہ امام کا سُترہ ساری جماعت کا سترہ ہوتا ہے اس کے آگے سے گزرنا جائز ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص2)

(۷۸۶) وَعَنْ اَبِیْ رِمْثَةَ رِفَاعَةَ التَّيْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

◀ ◀ حضرت ابورمثہ رفاعہ تیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو آپ

786: سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 4206

نے دوسبز کپڑے پہن رکھے تھے۔اسے ابوداؤداور ترمذی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۷۸۷) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◀◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔(مسلم)

(۷۸۸) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَمْرِو بْنِ حُرَیْثٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ، قَدْ اَرْخٰی طَرَفَیْھَا بَیْنَ کَتِفَیْہِ ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔
وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ، وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ ۔

◀◀ حضرت ابوسعید عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ ہے اور اس کے دونوں سروں کو آپ نے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رکھا ہے۔(مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

## حلِ لغات:

اَرْخٰی: از، ارخاءً، بمعنی نرم کرنا، ڈھیلا کرنا، لٹکانا۔

## شرح:

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: کہ ایک یہ کہ خطبہ ونماز عمامہ سے بہتر ہے۔ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ عمامہ کی نماز ستر نمازوں سے افضل ہے۔دوسرے یہ کہ سیاہ عمامہ بھی سنت ہے۔تیسرے یہ کہ بغیر شملہ کا عمامہ سنت کے خلاف ہے،شملہ ضرور چاہیئے۔چوتھے یہ کہ عمامہ کے دو شملے ہونا افضل ہیں اور دونوں پشت پر پڑے ہوں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ سات ہاتھ کا تھا اور شملہ ایک بالشت سے کچھ زیادہ،امیر معاویہ اور حضرت ابودرداء اکثر سیاہ عمامہ باندھتے تھے،اسی سنت کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمان ابن عوف کے سیاہ عمامہ باندھا تھا یہ واقعہ جو یہاں مذکور ہوا آپ کے مرض وفات کے خطبہ کا ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،ج2،ص636)

(۷۸۹) وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا، قَالَتْ: کُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ثَلَاثَۃِ

---

787: مسلم شریف،رقم الحدیث:1358

788: مسلم شریف،رقم الحدیث:1359

789: بخاری شریف،رقم الحدیث:1216،مسلم شریف،رقم الحدیث:2072،ابن ماجہ،رقم الحدیث:1469،بیہقی،رقم الحدیث:6469،طبرانی کبیر،رقم الحدیث:1038

أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَّلاَ عِمَامَةٌ ـ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

"اَلسَّحُوْلِيَّةُ" بِفَتْحِ السِّيْنِ وَضَمِّهَا وَضَمِّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَتَيْنِ: ثِيَابٌ تُنْسَبُ اِلٰى سَحُوْلٍ: قَرْيَةٌ بِالْيَمَنِ "وَالْكُرْسُفُ": اَلْقُطْنُ ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام سحول کے بنے ہوئے سفید رنگ کے تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا' ان میں نہ قمیص تھی اور نہ عمامہ۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

**السحولیہ:** سین مہملہ کے فتحہ اور ضمہ کے ساتھ اور حاء مہملہ کے ضمہ کے ساتھ۔ مقام سحول کی طرف منسوب کپڑے کو کہتے ہیں' جو یمن کا ایک گاؤں ہے۔

**الکرسف:** روئی کو کہتے ہیں۔

## شرح:

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سوتی یعنی سفید کپڑے کا کفن دیا گیا یہی سنت ہے، اونی یا ریشمیں کفن سنت کے خلاف ہے بلکہ مرد کے لیے ریشمیں کفن حرام ہے۔ یہاں قمیص سے سلی ہوئی قمیص مراد ہے جو زندگی میں پہنی جاتی ہے کفن کی قمیص مراد نہیں کہ وہ تو سنت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل کے وقت قمیص اتار لی گئی تھی، لہٰذا یہ حدیث حضرت جابر ابن سمرہ کی اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا: قمیص، ازار اور لفافہ کہ وہاں کفن کی قمیص مراد ہے۔ عمامہ کے متعلق بعض علماء نے اس کے معنی کیے ہیں کہ ان تین میں عمامہ نہ تھا بلکہ عمامہ ان کے علاوہ تھا، اس بناء پر مشائخ، علماء، صوفیاء کے کفن میں عمامہ دینا مستحب ہے۔ واللہ اعلم!

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص859)

(۷۹۰) وَعَنْهَا، قَالَتْ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ، وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

"الْمِرْطُ" بِكَسْرِ الْمِيْمِ: وَهُوَ كِسَاءٌ وَّ"الْمُرَحَّلُ" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ: هُوَ الَّذِي فِيهِ صُوْرَةُ رِحَالٍ

790: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2018، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 369، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2813، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 653، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 24427، ابن حبان، رقم الحدیث: 2329، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 768، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 4707، بیہقی، رقم الحدیث: 2680

الْاِبِلِ، وَھِیَ الْاَکْوَارُ ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپ کے اوپر سیاہ بالوں کی بنی ہوئی ایک چادر تھی۔ جس پر کجاووں کی تصویریں تھیں۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

المرط: میم کے کسرہ کے ساتھ۔ چادر کو کہتے ہیں۔

المرحل: حاء مہملہ کے ساتھ۔ وہ کپڑا جس کے اندر اونٹوں کے کجاووں کی تصویریں بنی ہوں۔ رحال اور اکوار ہم معنی ہیں۔

## شرح:

اون اور بالوں کے کپڑے انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ سب سے پہلے سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ کپڑے پہنے۔ حدیث میں ہے کہ اون کے کپڑے پہن کر اپنے دلوں کو منور کرو کہ یہ دنیا میں مذلت ہے اور آخرت میں نور ہے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس، ج۵، ص۳۳۲......)

اور صوف یعنی اون کے کپڑے، اولیائے کاملین اور بزرگانِ دین نے پہنے اور ان کو صوفی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ صوف یعنی اون کے کپڑے پہنتے تھے۔ اگر چہ ان کے جسم پر کالی کملی ہوتی، مگر دل مخزن انوارِ الٰہی اور معدن اسرارِ نامتناہی ہوتا، مگر اس زمانے میں اون کے کپڑے بہت بیش قیمت ہوتے ہیں اور ان کا شمار لباسہائے فاخرہ میں ہوتا ہے، یہ چیزیں فقرا اور غربا کو کہاں ملیں، انھیں تو امرا و رؤسا استعمال کرتے ہیں۔

(۷۹۱) وَعَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فِیْ مَسِیْرٍ، فَقَالَ لِیْ: "اَمَعَکَ مَاءٌ؟" قُلْتُ: نَعَمْ، فَنَزَلَ عَنْ رَّاحِلَتِہٖ فَمَشٰی حَتّٰی تَوَارٰی فِیْ سَوَادِ اللَّیْلِ، ثُمَّ جَآءَ فَاَفْرَغْتُ عَلَیْہِ مِنَ الْاِدَاوَۃِ، فَغَسَلَ وَجْھَہٗ وَعَلَیْہِ جُبَّۃٌ مِّنْ صُوْفٍ، فَلَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یُّخْرِجَ ذِرَاعَیْہِ مِنْھَا حَتّٰی اَخْرَجَھُمَا مِنْ اَسْفَلِ الْجُبَّۃِ، فَغَسَلَ ذِرَاعَیْہِ وَمَسَحَ بِرَاْسِہٖ، ثُمَّ اَھْوَیْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّیْہِ، فَقَالَ: "دَعْھُمَا فَاِنِّیْ اَدْخَلْتُھُمَا طَاھِرَتَیْنِ" وَمَسَحَ عَلَیْھِمَا ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

---

791: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5798

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: وَعَلَیْہِ جُبَّۃٌ شَامِیَّۃٌ ضَیِّقَۃُ الْکُمَّیْنِ ۔
وَفِیْ رِوَایَۃٍ: اَنَّ ھٰذِہِ الْقَضِیَّۃَ کَانَتْ فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک رات سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تیرے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! تو آپ اپنی سواری سے نیچے اتر آئے اور چل دیئے حتیٰ کہ رات کی تاریکی میں نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ پھر آپ واپس تشریف لائے تو میں نے برتن سے آپ پر پانی ڈالا اور آپ نے اپنا چہرہ انور دھویا اور آپ کے اوپر اون کا ایک جبہ تھا۔ آپ اس سے اپنی کلائیاں باہر نہ نکال سکے تو آپ نے کلائیوں کو جبے کے نیچے سے باہر نکالا اور پھر آپ نے کلائیوں کو دھویا اور سر کا مسح کیا پھر میں جھکا کہ آپ کے موزے اتاروں تو آپ نے فرمایا: انہیں رہنے دو، کیونکہ میں نے پاؤں پاک کر کے موزے پہنے تھے' اور آپ نے ان پر مسح فرمایا۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: آپ نے تنگ آستینوں والا شامی جبہ پہن رکھا تھا' اور ایک روایت میں ہے کہ یہ واقعہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر پیش آیا۔

## تعارفِ راوی:

مغیرہ ابن شعبہ: آپ ثقفی ہیں، خندق کے سال ایمان لائے پھر مہاجر ہوکر مدینہ منورہ حاضر ہوئے، آخر میں کوفہ میں رہے ستر سال عمر ہوئی ۵۰ پچاس میں وفات ہوئی، امیر معاویہ کی طرف سے حاکم رہے آپ کا مزار کوفہ میں ہے مشہور صحابی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف المیم ،فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حلِ لغات:

تواری: توریاً، تواریاً، بمعنی چھپنا، چھپانا۔

## شرح:

دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "بے شک زمین اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ریا کے طور پر اونی لباس پہننے والوں کے بارے میں فریاد کرتی ہے۔" (جامع الاحادیث، الحدیث: ۵۷۹۴، ج۲، ص۹۱۲)

حضرت سیِّدُنا زید بن اسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ٹوکری تھی جس میں ایک اونی جبہ اور طوق ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے مکان کے درمیان ایک کمرہ مخصوص تھا جہاں آپ رضی اللہ عنہ نماز ادا کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اس کمرے میں کوئی داخل نہ ہوتا تھا۔ جب رات

کا آخری وقت ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ ٹوکری کو کھولتے اور جُبّہ پہن کر طوق اپنی گردن میں ڈال لیتے اور طلوعِ فجر تک بارگاہِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ میں مناجات اور گریہ وزاری میں مشغول رہتے۔ پھر اس جُبّہ اور طوق کو ٹوکری میں رکھ دیتے۔ ساری زندگی آپ رضی اللہ عنہ کا یہی معمول رہا۔" (حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبدالعزیز، الحدیث ۸۶۲۷، ج ۵، ص ۳۲۳)

## ۱۱۸-بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقَمِيْصِ

## قمیص پہننے کے مستحب ہونے کا بیان

(۷۹۲)عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ اَحَبُّ الثِّيَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيص ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀ ◀ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کپڑا قمیص تھا۔ اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

### تعارفِ راوی:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 82 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حلِ لغات:

اَلْقَمِيص: کُرتا، قمیص (پنجابی میں)۔

### شرح:

ثیاب جمع ہے ثوب کی، پہننے کے کپڑے کو ثوب کہا جاتا ہے خواہ سلا ہوا ہو یا بغیر سلا لہٰذا بے سلا تہبند بھی ثوب ہے اور سلا ہوا پائجامہ کرتا بھی ثوب۔

قمیص سے مراد سوتی قمیص ہے حریر ریشم تو مرد کو حرام ہے اور حضور انور نے کبھی اونی قمیص نہیں پہنی کہ یہ بدن میں چبھتی ہے اور پسینہ میں بو دیتی ہے۔ قمیص کے پسند ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ یہ بدن سے چمٹی رہتی ہے بدن سے سرکتی نہیں، نماز میں اسے بار بار چڑھانا نہیں پڑتا جیسا کہ چادر اوڑھنے کی حالت میں ہوتا ہے۔ حضور کی قمیص میں گریبان نہ ہوتا تھا بلکہ دو طرفہ کندھوں پر چاک کھلے ہوتے تھے جیسے کہ احادیث میں وارد ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص173)

---

792: سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 4025

## ١١٩-بَابُ صِفَةِ طُوْلِ الْقَمِيْصِ وَالْكُمِّ وَالْإِزَارِ وَطَرْفِ الْعِمَامَةِ وَتَحْرِيْمِ إِسْبَالِ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ عَلٰى سَبِيْلِ الْخُيَلَاءِ وَكَرَاهَتِهِ مِنْ غَيْرِ خُيَلَاءَ

## قمیص، آستین، تہ بند اور عمامہ کے سرے کی لمبائی کی کیفیت ان میں سے کس چیز کو از راہِ تکبر لٹکانے کی حرمت اور تکبر کے بغیر لٹکانے کی کراہت کا بیان

(۷۹۳) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدِ الْاَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ كُمُّ قَمِيْصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الرُّسْغِ . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀ ◀ حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی آستین گٹوں تک لمبی ہوتی تھی۔ اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۷۹۴) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ اِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَّفْعَلُهُ خُيَلَاءَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ بَعْضَهُ .

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے بطور تکبر اپنا کپڑا لٹکایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا تہبند بے خیالی میں لٹک جاتا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔ (بخاری)

### تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حلِ لغات:

خُيَلَاءَ: تکبر، غرور، اکڑ۔

### شرح:

کپڑے سے مراد تہبند یا پائجامہ ہے اور نیچے سے مراد ٹخنوں کے نیچے ہے۔ تکبرًا فرما کر اشارہ کیا گیا کہ فیشن یا فخر

793: سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 4027

794: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5784

کے لیے یہ حرکت مکروہ تحریمی ہے، بے خیالی میں نیچے ہو جانا اتنا سخت ممنوع نہیں جیسا کہ حدیث کے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص214)

(۷۹۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَاره بَطَرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند گھسیٹتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھیں گے۔(متفق علیہ)

(۷۹۶) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِي النار" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ڈالا جائے گا۔(بخاری)

(۷۹۷) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "ثَلَاثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" قَالَ: فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ: خَابُوْا وَخَسِرُوْا! مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ: "الْمُسْبِلُ اِزَارَهٗ" ۔

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن نہ اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، اور نہ انہیں پاک کرے گا، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ تکبر سے اپنے کپڑے کو لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسموں سے اپنے مال کو ترقی دینے والا۔(مسلم)

اور ان ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اپنے تہبند کو لٹکانے والا۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

795: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5788، مسلم شریف، رقم الحدیث: 5345، ترمذی، رقم الحدیث: 2491، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 6152، بیہقی، رقم الحدیث: 3134، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 4302، طبرانی، رقم الحدیث: 13331

796: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5787

797: مسلم شریف، رقم الحدیث: 106

## حلِ لغات:

**اَلْمُسْبِلُ**: از، اسبالاً بمعنی کپڑا لٹکانا۔

**وَالْمَنَّانُ**: بہت زیادہ احسان جتانے والا۔

**سِلْعَةٌ**: سامان، سودا، سامان، تجارت۔

## شرح:

کلام سے مراد محبت کا کلام ہے، دیکھنے سے مراد کرم کا دیکھنا ہے اور پاک فرمانے سے مراد گناہ بخشنا ہے یعنی دوسرے مسلمانوں پر یہ تینوں کرم ہوں گے مگر ان تین قسم کے لوگ ان تینوں عنایتوں سے محروم رہیں گے لہٰذا ان سے بچتے رہو۔

یعنی جو فیشن کے لیے ٹخنوں سے نیچا پاجامہ تہبند استعمال کریں جیسے آجکل جاہل چودھریوں کا طریقہ ہے اور جو کسی کو کچھ صدقہ و خیرات دے کر ان کو طعنے دیں، احسان جتائیں، لوگوں میں انہیں بدنام کر دیں کہ فلاں آدمی ہمارا دستِ نگر رہ چکا ہے اور جو جھوٹی قسم کھا کر دھوکا دے کر مال فروخت کریں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4،ص401)

(۷۹۸)وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الْاِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ، وَالْقَمِيْصِ، وَالْعِمَامَةِ، مَنْ جَرَّ شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اسبال (لٹکانا) تہبند، قمیص اور پگڑی سبھی میں ہے اور جو شخص تکبر کی وجہ سے کسی چیز کو لٹکائے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھیں گے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

798: ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 4094

## شرح: اِسْبال کی تعریف:

تہبند یا پائنچے کا ٹخنوں سے نیچے خصوصاً زمین تک پہنچتے رکھنا اسبال کہلاتا ہے۔(ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۲، ص۶۷۳)

اسبال یعنی کپڑا حدِ معتاد سے بافراط دراز رکھنا منع ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب نماز پڑھو تو لٹکتے کپڑے کو اٹھا لو کہ اس میں سے جو شے زمین کو پہنچے گی، وہ نار میں ہے۔" اس حدیث کو بُخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے کبیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ دامنوں اور پائچوں میں اسبال یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور آستینوں میں انگلیوں سے نیچے اور عمامہ میں یہ کہ بیٹھنے میں دبے۔(بہار شریعت، حصہ سوم)

(۷۹۹) وَعَنْ اَبِیْ جُرَیٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَیْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَیْتُ رَجُلًا یَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَّاْیِهٖ، لَا یَقُوْلُ شَیْئًا اِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ . قُلْتُ: عَلَیْكَ السَّلَامُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - مرّتین - قَالَ: "لَا تَقُلْ: عَلَیْكَ السَّلَامُ، عَلَیْكَ السَّلَامُ تَحِیَّةُ الْمَوْتٰی، قُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ" قَالَ: قُلْتُ: اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ: "اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِیْ اِذَا اَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهٗ كَشَفَهٗ عَنْكَ، وَاِذَا اَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهٗ اَنْبَتَهَا لَكَ، وَاِذَا كُنْتَ بِاَرْضٍ قَفْرٍ اَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ، فَدَعَوْتَهٗ رَدَّهَا عَلَیْكَ" قَالَ: قُلْتُ: اعْهَدْ اِلَیَّ . قَالَ: "لَا تَسُبَّنَّ اَحَدًا" قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهٗ حُرًّا، وَّلَا عَبْدًا، وَّلَا بَعِیْرًا، وَّلَا شَاةً، "وَلَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا، وَّاَنْ تُكَلِّمَ اَخَاكَ وَاَنْتَ مُنْبَسِطٌ اِلَیْهِ وَجْهُكَ، اِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ، وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰی نِصْفِ السَّاقِ، فَاِنْ اَبَیْتَ فَاِلَی الْكَعْبَیْنِ، وَاِیَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِیْلَةِ . وَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمَخِیْلَةَ ؛ وَاِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَیَّرَكَ بِمَا یَعْلَمُ فِیْكَ فَلَا تُعَیِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِیْهِ، فَاِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَیْهِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ، وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ" .

◄◄ حضرت ابوجری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ لوگ اس کی رائے کو صحیح تسلیم کرتے تھے۔ وہ جو بات کہتا ہے لوگ مان لیتے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے عرض کیا: علیك السلام یارسول الله میں نے یہ دومرتبہ کہا تو آپ نے فرمایا: "علیك السلام نہ کہو کیونکہ علیك السلام مردوں کا سلام ہے، بلکہ السلام علیك کہو۔ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں! فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس اللہ کا کہ اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے اور تو اس کو پکارے تو وہ تیری تکلیف دور کردے اور اگر تو قحط سالی میں مبتلا ہو اور اس سے دعا کرے تو وہ تیرے لئے

799: ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 4084

نباتات اگادے اور اگر تو کسی بے آب و گیاہ صحرا میں ہو اور تیری سواری گم ہو جائے اور تو اللہ سے دعا کرے تو وہ تیری سواری تجھے واپس لوٹا دے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: مجھے نصیحت فرمائیے۔ فرمایا: کسی کو ہرگز گالی نہ دینا۔ راوی کہتے ہیں۔ میں نے اس کے بعد کسی آزاد یا غلام شخص یا کسی اونٹ یا بکری کو گالی نہیں دی۔ (آپ نے یہ بھی فرمایا:) کسی نیک کام کو معمولی نہ سمجھنا اور اپنے کسی بھائی سے بات کرو تو خندہ پیشانی سے بات کرنا بے شک یہ بھی نیکی ہے اور اپنے تہبند کو نصف پنڈلی تک اونچا رکھنا اور اگر اتنا نہیں تو زیادہ سے زیادہ ٹخنوں تک رکھنا اور تہبند کو لٹکانے سے پرہیز کرنا، کیونکہ یہ تکبر میں سے ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا اور اگر کوئی شخص تجھے گالی دے یا تیری کسی ایسی کمزوری پر تجھے عار دلائے جسے وہ جانتا ہے تو تو اسے اس کی کمزوری پر عار نہ دلانا جسے تو جانتا ہے۔ کیونکہ اس کا وبال اسی پر ہوگا۔

## تعارفِ راوی:

صحیح یہ ہے کہ آپ کا نام جابر ابن سلیم ہے، بعض نے سلیم ابن جابر بھی کہا ہے مگر یہ غلط ہے، صحابی ہیں مگر بہت ہی کم احادیث آپ سے مروی ہیں، دیہات کے رہنے والے تھے، کام کے لیے کبھی مدینہ پاک آتے تھے اس بار جو آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملاقات نصیب ہوا جس کا واقعہ یہاں مذکور ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکاۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الجیم، فصل فی الصحابہ'' مرأۃ المناجیح جلدسوم)

## حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا صحیح اسناد کے ساتھ اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## حلِ لغات:

**یصدر:** از، صدارًا، متوجہ ہونا۔

**اَلْمِخِیْلَۃِ:** تکبر، غرور۔

## شرح:

(تو اس کو ایسی بات سے عیب والا نہ کہہ) یہ انتہائی حسن اخلاق کی تعلیم ہے کہ اگر کوئی تمہارے عیب کھولے تو تم اس کے عیب نہ کھولو کسی نے کیا مزے کا شعر کہا۔ شعر

بدی را بدی سہل باشد جزاء ۔۔۔ اگر مردے اَحْسِنُ اِلیٰ مَنْ اَسَاء

مگر یہ اپنے ذاتی معاملات میں ہے اور وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ اگر کوئی بدنصیب اللہ کے محبوبوں کو عیب لگائے تو اس کے سارے چھپے عیب کھول دینا سنت الٰہیہ ہے، دیکھو ولید ابن مغیرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون کہا تو رب

تعالیٰ جو ستار عیوب ہے سورۂ نون میں اس کے دس عیب کھولے حتیٰ کہ اخیر میں فرمایا: "عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ" کہ وہ حرام کا تخم ہے لہٰذا یہ حدیث ان آیات کے خلاف نہیں۔ اپنے دشمن کو معافی دینا کمال ہے اور دین کے دشمنوں سے بدلہ لینا کمال۔

خیال رہے کہ ذاتی معاملات میں کسی مسلمان کے عیب کھولنا سخت جرم ہے جس کا وبال بہت ہے مگر دینی معاملات میں خود مسلمان کے عیب کھولنا عبادت ہے۔ محدثین حدیث کے راویوں کے عیوب بیان کر جاتے ہیں غیبت یا عیب لگانے کے لیے نہیں بلکہ حدیث کا درجہ معین کرنے کے لیے کہ اس کے راویوں میں چونکہ فلاں عیب ہے لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے فضائل اعمال میں کام آئے گی، احکام میں کام نہ دے گی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، ص144)

(۸۰۰) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُّصَلِّيْ مسبلٌ اِزَارَهُ، قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اذْهَبْ فَتَوَضَّاْ" فَذَهَبَ فَتَوَضَّاَ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: "اذْهَبْ فَتَوَضَّاْ" فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا لَكَ اَمَرْتَهُ اَنْ يَّتَوَضَّاَ ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ؟ قَالَ: "اِنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَهُ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُّسْبِلٍ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص اپنا تہبند لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: جاؤ اور وضو کرو۔ سو وہ گیا اور اس نے وضو کیا پھر واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جاؤ اور وضو کرو۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا بات ہے کہ آپ نے اس کو وضو کرنے کا حکم دیا اور پھر آپ نے اسی سے سکوت فرمایا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ کسی ایسے آدمی کی نماز قبول نہیں کرتا جس نے کپڑا لٹکا رکھا ہو۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

ابو داؤد نے اس کو مسلم کی شرط پر صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

## حلِ لغات:

سَکَتَّ عَنْہُ: از، سکتاً، و سکوتاً، اعراض کرنا، چپ رہنا۔

800: ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 4086

شرح:

یعنی فیشن اور تکبر کے طریقہ پر اس کا تہبند ٹخنوں سے نیچے تھا جیسا کہ آج کل چوہدریوں کا پہناوا ہے یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اگر فیشن سے نہ ہوتو مضا ئقہ نہیں، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق سے منقول ہے کہ آپ کے پیٹ پر تہبند رکتا نہ تھا ڈھلک جاتا تھا جس سے ٹخنوں کے نیچے ہو جاتا تا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا فرمایا تم فیشن والے متکبرین میں سے نہیں ہو، لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔

تہبند لٹکانے سے وضو واجب نہیں ہوتا یہاں وضو کا دینا یا اس لئے تھا کہ اس کی وجہ سے اس شخص کو یہ واقعہ یاد رہے اور آئندہ کبھی نیچا تہبند نہ پہنے کیونکہ قدرے سزا دے دینے سے بات یاد رہتی ہے یا اس لیے کہ ان کے دل میں فیشن اور تکبر تھا، ظاہری طہارت کے ذریعہ باطنی طہارت نصیب ہو، ہاتھ پاؤں دھلنے سے دل غرور وتکبر سے دھل جائے۔ بعض صوفیاء فرماتے ہیں پاک کپڑوں میں رہنا، پاک بستر پر سونا ہمیشہ باوضو رہنا دل کی صفائی کا ذریعہ ہے۔ اس کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1، ص718)

(۸۰۱) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ بِشْرِ التَّغْلِبِيِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ - وَكَانَ جَلِيْسًا لِّاَبِي الدَّرْدَاء - قَالَ: كَانَ بِدَمَشْقَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ سَهْلُ بْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، وَكَانَ رَجُلًا مُّتَوَحِّدًا قَلَّمَا يُجَالِسُ النَّاسَ، اِنَّمَا هُوَ صَلَاةٌ، فَاِذَا فَرَغَ فَاِنَّمَا هُوَ تَسْبِيْحٌ وَّتَكْبِيْرٌ حَتّٰى يَاتِيَ اَهْلَهُ، فَمَرَّ بِنَا وَنَحْنُ عِنْدَ اَبِي الدَّرْدَاء، فَقَالَ لَهُ اَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ . قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَقَدِمَتْ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَجَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ الَّذِيْ يَجْلِسُ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِرَجُلٍ اِلٰى جَنْبِهِ: لَوْ رَاَيْتَنَا حِيْنَ الْتَقَيْنَا نَحْنُ وَالْعَدُوُّ، فَحَمَلَ فُلَانٌ وَّطَعَنَ، فَقَالَ: خُذْهَا مِنِّيْ، وَاَنَا الْغُلَامُ الْغِفَارِيُّ، كَيْفَ تَرٰى فِيْ قَوْلِهٖ؟ قَالَ: مَا اَرَاهُ اِلَّا قَدْ بَطَلَ اَجْرُهُ . فَسَمِعَ بِذٰلِكَ اٰخَرُ، فَقَالَ: مَا اَرٰى بِذٰلِكَ بَاسًا، فَتَنَازَعَا حَتّٰى سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "سُبْحَانَ اللّٰهِ؟ لَا بَاسَ اَنْ يُّؤْجَرَ وَيُحْمَدَ" فَرَاَيْتُ اَبَا الدَّرْدَاء سُرَّ بِذٰلِكَ، وَجَعَلَ يَرْفَعُ رَاْسَهُ اِلَيْهِ، وَيَقُوْلُ: ءَ اَنْتَ سَمِعْتَ ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ، فَمَا زَال يُعِيْدُ عَلَيْهِ حَتّٰى اِنِّيْ لَاَقُوْلُ لَيَبْرُكَنَّ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، قَالَ: فَمَرَّ بِنَا يَوْمًا اٰخَرَ، فَقَالَ لَهُ اَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمُنْفِقُ عَلَى الْخَيْلِ، كَالْبَاسِطِ يَدَهُ بِالصَّدَقَةِ لَا يَقْبِضُهَا"، ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا اٰخَرَ، فَقَالَ لَهُ اَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

801: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4089

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَیْمُ الْاَسَدِیُّ! لَوْلَا طُوْلُ جُمَّتِهٖ وَاِسْبَالُ اِزَارِهٖ!" فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَیْمًا فَعَجَّلَ، فَاَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهٗ اِلٰی اُذُنَیْهِ، وَرَفَعَ اِزَارَهٗ اِلٰی اَنْصَافِ سَاقَیْهِ. ثُمَّ مَرَّ بِنَا یَوْمًا اٰخَرَ فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَآءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِنَّكُمْ قَادِمُوْنَ عَلٰی اِخْوَانِكُمْ، فَاَصْلِحُوْا رِحَالَكُمْ، وَاَصْلِحُوْا لِبَاسَكُمْ حَتّٰی تَكُوْنُوْا كَاَنَّكُمْ شَامَةٌ فِی النَّاسِ؛ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ، اِلَّا قَیْسُ بْنَ بِشْرٍ فَاخْتَلَفُوْا فِیْ تَوْثِیْقِهٖ وَتَضْعِیْفِهٖ، وَقَدْ رَوٰی لَهٗ مُسْلِمٌ.

◀◀ قیس بن بشر تغلبی سے مروی ہے کہ مجھے اپنے والد نے بتایا جو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے ہم نشین تھے۔ انہوں نے فرمایا: دمشق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی تھے جن کا نام حضرت سہل ابن حنظلیہ تھا۔ وہ تنہائی پسند تھے اور لوگوں کے ساتھ کم ہی بیٹھتے تھے اور وہ نماز میں محو رہتے تھے' جب نماز سے فارغ ہوتے تو تسبیح و تکبیر میں مشغول ہو جاتے حتیٰ کہ اپنے اہل خانہ کے پاس تشریف لے جاتے۔ ہم حضرت ابوالدرداء کے پاس بیٹھے تھے کہ وہ ہمارے پاس سے گذرے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ہمیں ایک ایسی بات بتا دیجئے جس سے ہمیں فائدہ پہنچے اور آپ کو اس سے نقصان نہ ہو تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ روانہ فرمایا جب وہ لوگ واپس آئے تو ان میں سے ایک شخص آیا اور اس مجلس میں بیٹھ گیا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے۔ اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے ایک شخص سے کہا: اگر تم دیکھتے کہ جب ہم نے دشمن سے مقابلہ کیا تو فلاں آدمی نے حملہ کیا، نیزہ پھینکا اور کہا: اسے میری طرف سے وصول کر اور میں ایک غفاری لڑکا ہوں۔ اس کے اس قول کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اس شخص نے جواب دیا: میرا تو یہی خیال ہے کہ اس کا اجر ضائع ہو گیا۔ ایک اور آدمی نے یہ بات سنی تو کہا: مجھے اس میں کوئی حرج نظر نہیں آتا۔ سو وہ دونوں آپس میں جھگڑ پڑے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو فرمایا: سبحان اللہ! اس میں کوئی حرج نہیں کہ (آخرت میں) اس کو اجر دیا جائے اور (دنیا میں) اس کی تعریف کی جائے۔ سو میں نے دیکھا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو اس سے مسرت ہوئی اور انہوں نے اپنا سر اوپر اُٹھایا اور کہنے لگے: کیا تم نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ وہ فرمانے لگے: ہاں! اور وہ اس بات کو دہراتے رہے حتیٰ کہ میں (دل میں یہ) کہنے لگا کہ یہ گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں گے۔ فرمایا: ایک دن پھر وہ ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ایک بات بتایئے جو ہمیں فائدہ دے' اور تمہیں اس سے کوئی نقصان نہ ہو۔ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: (جہاد کے) گھوڑے پر خرچ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ صدقہ کے لئے ہاتھ کھولنے والا کہ اس کو بند نہیں کرتا' پھر وہ ایک دن ہمارے پاس سے گزرے تو

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ہمیں ایک بات بتائیں جو ہمیں فائدہ پہنچائے اور آپ کو اس سے نقصان نہ ہو۔ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خریم اسدی اچھا آدمی ہے۔ اگر اس کے بال لمبے نہ ہوں اور وہ اپنے تہبند کو نہ لٹکائے۔ یہ بات حضرت خریم کو پہنچی تو انہوں نے جلدی سے ایک استرا لیا اور اپنے بالوں کو کانوں تک کاٹ لیا' اور اپنے تہبند کو نصف پنڈلی تک بلند کر لیا۔ پھر وہ ایک دن ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ہمیں ایک بات بتائیں جس سے ہمیں فائدہ ہو' اور آپ کو اس سے نقصان نہ ہو، تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تم اپنے بھائیوں کی طرف لوٹنے والے ہو۔ تم اپنی سواریوں اور اپنے لباسوں کی اصلاح کر لو حتیٰ کہ تم ایسے نظر آ ؤ جیسے تم دوسرے لوگوں کے درمیان تل کی طرح ہو' بے شک اللہ تعالیٰ فحش کو اور بالتکلف فحش اختیار کرنے کو پسند نہیں فرماتا۔

## حکم حدیث:

اسے ابوداؤد نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا۔ سوائے قیس بن بشر کے کہ اس کی تضعیف وتوثیق میں اختلاف ہے' اور مسلم نے بھی اس سے روایت کیا ہے۔

## حلِ لغات:

متوحدا: تنہا رہنے والا، گوشہ نشینی اختیار کرنے والا۔

لیبر کن: از، بروکاً، بیٹھنا۔

## شرح:

خیال رہے کہ مردوں کے لیے دونوں حکم ہیں یعنی سر کے بال کٹوانا تہبند اونچا پہننا، عورتوں کو یہ دونوں کام حرام ہیں عورتیں اپنے سر کے بال خود دراز رکھیں ہرگز نہ کٹوائیں تہبند نیچا باندھیں، ہاں احرام سے فارغ ہونے پر عورتیں بالوں کی نوکیں ایک پورا کٹوادیں۔) مرقات (یہ بھی خیال رہے کہ مرد کو لمبے بال رکھنا ان میں عورتوں کی سی مانگ چوٹی کرنا حرام ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص302)

(۸۰۲) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِزْرَۃُ الْمُسْلِمِ اِلٰی نِصْفِ السَّاقِ، وَلَا حَرَجَ - اَوْ لَا جُنَاحَ - فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْکَعْبَیْنِ، فَمَا کَانَ اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ فَھُوَ فِی النَّارِ، وَمَنْ جَرَّ اِزَارَہٗ بَطَرًا لَّمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ ۔

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کا تہبند

802: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4093

نصف پنڈلی تک ہوتا ہے اور نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان تک ہو تو اس میں حرج نہیں یا فرمایا کوئی گناہ نہیں اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ڈالا جائے گا اور جو اپنے تہبند کو تکبر کی وجہ سے گھسیٹتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔

## حکم حدیث:

ابوداؤد نے اس کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۸۰۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَرَرْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ اِزَارِيْ اِسْتِرْخَاءٌ، فَقَالَ: "يَا عَبْدَ اللّٰهِ، ارْفَعْ اِزَارَكَ" فَرَفَعْتُهُ ثُمَّ قَالَ: "زِدْ" فَزِدْتُ، فَمَا زِلْتُ اَتَحَرَّاهَا بَعْدُ ۔ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: اِلٰى اَيْنَ؟ فَقَالَ: اِلٰى اَنْصَافِ السَّاقَيْنِ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو میرا تہبند لٹکا ہوا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! اپنا تہبند اونچا کرو۔ سو میں نے اس کو اونچا کرلیا۔ پھر فرمایا کہ اور زیادہ کرتو میں نے اور اونچا کرلیا۔ پس اس کے بعد میں ہمیشہ اپنے تہبند کا خیال رکھتا ہوں۔ کسی شخص نے عرض کیا: کہاں تک؟ تو فرمایا: نصف پنڈلیوں تک۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

استرخاء: ڈھیلا پن، لٹکا ہونا،

## شرح:

فرمایا اور زیادہ اٹھا میں نے اٹھایا حتیٰ کہ آدھی پنڈلی تک اٹھ گیا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ کہ اس فرمان عالی کے بعد میں نے جب بھی تہبند باندھا آدھی پنڈلی تک باندھا۔ یہ حدیث بہت طریقہ سے مروی ہے۔ بہتر یہ ہی ہے کہ مرد آدھی پنڈلی تک تہبند رکھے اگرچہ ٹخنوں کے اوپر تک بھی جائز ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص213)

(۸۰۴) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ: فَكَيْفَ تَصْنَعُ النِّسَآءُ بِذُيُوْلِهِنَّ؟ قَالَ: "يُرْخِيْنَ شِبْرًا" قَالَتْ:

---

803: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2086، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 9550، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 1843

804: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4117

اِذًا تَنْکَشِفُ اَقْدَامُهُنَّ . قَالَ: "فَیُرْخِیْنَهٗ ذِرَاعًا لَّا یَزِدْنَ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ" .

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: عورتیں اپنی چادروں کے کناروں کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ایک بالشت لٹکالیں۔ انہوں نے عرض کیا: اس سے اگران کے قدم کھلے رہیں' تو؟ فرمایا: تو پھر ایک ہاتھ لمبا کرلیں۔ اس سے زیادہ نہیں کریں۔ اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

بِذُیُوْلِهِنَّ: ذیول جمع ذیل کی ہے، بمعنی دامن، چیز کا آخری حصہ۔

## شرح:

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا کہ مؤمن کے تہبند آدھی پنڈلی تک رہنے چاہئیں تب حضرت ام سلمہ نے یہ سوال پیش کیا۔ کہ مؤمن تو عورت بھی ہے اگر اس کا تہبند آدھی پنڈلی تک رہے تو اس کی نماز کیسے درست ہوگی اور اس کی پنڈلی ستر ہے اس کا کھلا رکھنا اسے ممنوع ہے۔

تو آپ نے فرمایا کہ عورت بمقابلہ مرد کے ایک بالشت اپنا تہبند زیادہ رکھے۔ مطلب یہ ہے کہ نصف پنڈلی سے ایک بالشت زیادہ لٹکائے تا کہ ٹخنے بھی ڈھکے رہیں۔

پھر ام المومنین نے سوال کیا کہ ایک بالشت زیادہ رکھنے میں اگر چہ بیٹھنے کی حالت میں تو اس کا ستر چھپا رہے گا مگر چلنے کی حالت میں اس کے قدم ضرور کھلیں گے یا بے احتیاطی میں پنڈلی بھی کھل جائے گی لہٰذا ایک بالشت زیادہ ہونے سے بھی ستر حاصل نہ ہوگا۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک گز لٹکالیں، گز سے شرعی گز مراد ہے یعنی ایک ہاتھ یا دو بالشت جو کہ ڈیڑھ فٹ یا اٹھارہ انچ ہوتے ہیں شریعت میں اسی گز کا اعتبار ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دو بالشت زیادہ رکھے اس سے زیادہ نہ کرے ورنہ زمین پر گھسیٹے گا اور نجس ہوتا رہے گا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص180)

# ۱۲۰-بَابُ اسْتِحْبَابِ تَرْكِ التَّرَفُّعِ فِي اللِّبَاسِ تَوَاضُعًا

## بطورِ تواضع شاندار لباس ترک کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

قَدْ سَبَقَ فِي بَابِ فَضْلِ الْجُوْعِ وَخُشُوْنَةِ الْعَيْشِ جُمَلٌ تَتَعَلَّقُ بِهٰذَا الْبَابِ .

بھوک اور سخت زندگی کے باب میں کچھ ایسی چیزیں گزر چکی ہیں جن کا تعلق اس باب سے ہے۔

(۸۰۵) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ، وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ، دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ اَيِّ حُلَلِ الْاِيْمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀ ◀ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قدرت کے باوجود محض تواضع کے طور پر عمدہ لباس پہننا ترک کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو تمام لوگوں کے سامنے بلائیں گے اور اس کو اختیار دیں گے کہ وہ ایمان کا جو حلہ چاہے پہن لے۔

### تعارفِ راوی:

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 738 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حکم حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

### حلِ لغات:

اَلْخَلَائِقِ: تمام مخلوق۔

### شرح:

پرہیزگار بندے کو چاہیے کہ لوگوں کی طرف اشارے نہ کرے، خلافِ شرع بات نہ کرے، علمِ شریعت کو مضبوطی سے تھامے رکھے، سخت محنت اور جانفشانی سے احکامِ شرعیہ کی پابندی کرے، لوگوں سے دور بھاگے، لباسِ شہرت (یعنی نمود و نمائش والا لباس) نہ پہنے، خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرے، توکل کو اپنا شعار بنائے، فقر اختیار کرے، ہر وقت ذکر الٰہی عَزَّ وَجَلَّ میں مشغول رہے، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی محبت کو لوگوں سے چھپائے، دوستوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے، اپنی نگاہوں کو اَمرَدوں کے دیکھنے سے بچائے، عورتوں کے ساتھ میل جول نہ رکھے، ہمیشہ درسِ قرآن دیتا رہے (یعنی قرآنِ کریم کے ذریعے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرتا رہے۔)

805: ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2481

حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیّاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: "اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم میں سے کوئی صبح میں ایک لباس پہنے گا اور شام میں دوسرا لباس پہنے گا، اس کے سامنے (کھانے وغیرہ کا) ایک پیالہ رکھا جائے گا اور دوسرا اٹھایا جائے گا۔ اور تم اپنے گھروں پر اس طرح پردے لٹکاؤ گے جس طرح کعبہ معظّمہ پر پردہ ہے۔" صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی: "یا رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم! ان دنوں ہم آج کی بنسبت بہتر ہوں گے کیونکہ عبادت کے لئے (زیادہ) فارغ ہوں گے اور ہم تفکرات کی تکلیف سے آزاد ہوں۔" تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: "نہیں۔ تم اُس دن کی بنسبت آج بہتر حال میں ہو۔

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب حدیث علی.................الخ، الحدیث: ۲۴۷۶، ص۱۰۹۱)

## ۱۲۱-بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّوَسُّطِ فِي اللِّبَاسِ وَلَا يَقْتَصِرُ عَلٰى مَا يُزْرِیْ بِهٖ لِغَيْرِ حَاجَةٍ وَّلَا مَقْصُوْدٍ شَرْعِيٍّ

## لباس میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان اور یہ کہ ضرورت اور مقصود شرعی کے بغیر عیب ناک لباس نہ پہنا جائے

(۸۰۶) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّرٰى اَثَرُ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔

### تعارفِ راوی:

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 773 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حکم حدیث:

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

### حلِ لغات:

**اثر:** نشان، علامت۔

806: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 2819

شرح:

یعنی جسے رب تعالیٰ نے مال دیا ہے تو وہ بخل کی بنا پر بہت ہلکے کپڑے نہ پہنے بلکہ کبھی اچھے کپڑے پہنے تا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہو اور فقراء اسے غنی سمجھ کر اس سے کچھ مانگ بھی سکیں، اگر اللہ نے عالم دین بنایا ہے تو عالمانہ لباس پہنے تا کہ حاجتمند لوگ اس سے مسئلے پوچھ سکیں، رب کی نعمت کا اظہار بھی شکر ہے اس کی نعمت چھپانا کفران ہے۔ یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ معمولی کپڑے پہننا ایمان سے ہے۔ وہاں تکبر تکلف کی ممانعت تھی یہاں شکر اور اظہارِ نعمت الہی کا حکم ہے، ایک ہی چیز ایک نیت سے بری ہوتی ہے دوسری نیت سے اچھی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص195)

## ۱۲۲-بَابُ تَحْرِيْمِ لِبَاسِ الْحَرِيْرِ عَلَى الرِّجَالِ، وَتَحْرِيْمِ جُلُوْسِهِمْ عَلَيْهِ وَاسْتِنَادِهِمْ اِلَيْهِ وَجَوَازِ لُبْسِهٖ لِلنِّسَاءِ

## مردوں کے لئے ریشم کا لباس پہننے، اس پر بیٹھنے اور اس کے ساتھ تکیہ لگانے کی حرمت اور عورتوں کے لئے اس کے پہننے کے جواز کا بیان

(۸۰۷) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ ؛ فَاِنَّ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ریشم کا لباس نہ پہنا کرو، کیونکہ جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں ریشم نہیں پہن سکے گا۔ (بخاری)

(۸۰۸) وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: "مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ" .

قَوْلُهٗ: "مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ" اَيْ: لَا نَصِيْبَ لَهٗ

◀ ◀ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بے شک ریشم وہی پہنتا ہے جو بے نصیب ہے۔

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

---

807: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5834

808: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5841، مسلم شریف، کتاب اللباس، رقم الحدیث: 5294

**تعارفِ راوی:**

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 1 کے تحت ہو چکا ہے۔

**حلِ لغات:**

من لا خلاق له: کا معنی ہے: جس کو کوئی حصہ نہیں۔

**شرح:**

یعنی جو مسلمان ناجائز ریشم پہنے وہ اولاً ہی جنت میں نہ جاسکے گا کیونکہ ریشم کا لباس ہر جنتی کو ملے گا وہاں پہنچ کر رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ"۔ بعض صورتوں میں اور بعض ریشم مرد کو حلال ہیں ان کے پہننے پر سزا نہیں۔ خیال رہے کہ کیڑے کا ریشم مرد کو حرام ہے، دریائی ریشم یا سن سے بنا ہوا نقلی ریشم حلال ہے کہ وہ ریشم نہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص163)

(۸۰۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ لَّبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں ریشم نہیں پہن سکے گا۔ (متفق علیہ)

**تعارفِ راوی:**

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

**حلِ لغات:**

اَلْحَرِيْر: ریشم، ریشم کا بنا ہوا کپڑا۔

**شرح:**

یہ حدیث ماقبل کے ہم معنی ہے اور اُس کی شرح ابھی گزری ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۸۱۰) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِيْرًا، فَجَعَلَهُ فِيْ يَمِيْنِهِ، وَذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِيْ شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ: "اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

---

809: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5832

810: ابوداود، رقم الحدیث: 4057

◀ ◀ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ریشم کو اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا اور سونے کو اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑا پھر فرمایا: یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

## حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

## حلِ لغات:

اَلْحَرِیْر: ریشم، ریشم کا بنا ہوا کپڑا۔

## شرح:

چونکہ ان دونوں چیزوں کو مستقل طور پر حرام فرمانا تھا اس لیے حرام واحد ارشاد فرمایا حرامان تثنیہ نہ فرمایا ورنہ احتمال یہ ہوتا کہ ریشم و سونا مل کر تو حرام ہے اکیلے اکیلے حرام نہیں اس لیے ارشاد فرمایا حرام۔ ان میں سے ہر ایک چیز مستقل حرام کہ ریشم بھی حرام ہے سونا بھی حرام ہے مگر مردوں پر ہیں عورتوں کے لیے یہ دونوں چیزیں حلال ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ حرام مصدر ہے جو واحد، تثنیہ، جمع سب کے لیے استعمال ہوسکتا ہے یہاں دو کے لیے ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص238)

(۸۱۱) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِیْرِ وَالذَّهَبِ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ، وَاُحِلَّ لِاِنَاثِهِمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ریشم اور سونا پہننا میری امت کے مردوں کے لئے حرام کیا گیا ہے اور ان کی عورتوں کے لئے حلال کیا گیا ہے۔

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۸۱۲) وَعَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهَانَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّشْرَبَ فِیْ اٰنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَاَنْ نَّاْکُلَ فِیْهَا، وعَنْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ وَالدِّیْبَاجِ، وَاَنْ نَّجْلِسَ عَلَیْهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀ ◀ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ہم سونے اور

811: ترمذی، رقم الحدیث:1720

812: بخاری شریف، رقم الحدیث:5837

چاندی کے برتنوں میں کھائیں پئیں اور اس سے کہ ہم ریشم واطلس کالباس پہنیں یا اس پر بیٹھیں۔ (بخاری)

**تعارفِ راوی:**

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلداوّل حدیث نمبر:102 کے تحت ہو چکا ہے۔

**حلِ لغات:**

اٰنِیَۃ: الاناء، برتن جمع، آنیۃ، اور جمع الجمع ، اوان، آتی ہے۔

**شرح:**

سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا مردوعورت سب کوحرام ہے،عورتوں کوسونے چاندی کا زیور پہننا حلال ہے مردکوحرام ہے۔

مردوں کوریشم پہننا بھی حرام ہے اور ریشمی بستر پر سونا ریشمی لحاف اوڑھنا بھی حرام ہے،عورتوں کو یہ سب درست ہے حتیٰ کہ ریشم کی ڈوری گھڑی میں باندھنا، ریشم کا کمر بند استعمال کرنا یہ سب مردوں کوممنوع عورتوں کوحلال ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح ،ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ، ج6،ص165)

## ۱۲۳-بَابُ جَوَازِ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِمَنْ بِهٖ حِكَّةٌ

## خارش زدہ کے لئے ریشم پہننے کے جواز کا بیان

(۸۱۳) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحَكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت دی اس لئے کہ ان دونوں کو خارش کی شکایت تھی۔ (متفق علیہ)

**تعارفِ راوی:**

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلداوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

**حلِ لغات:**

رخص: از، رخصۃ، بمعنی اجازت دینا،ممانعت کے بعداجازت دینا۔

---

813: بخاری شریف،رقم الحدیث:5839،مسلم شریف،رقم الحدیث:5313،ابوداؤد،رقم الحدیث:4056،ترمذی،رقم الحدیث:1722،نسائی شریف،رقم الحدیث:5310،ابن ماجہ،رقم الحدیث:3592،مسند امام احمد،رقم الحدیث:12252،ابن حبان،رقم الحدیث:5430،بیہقی،رقم الحدیث:5867،مسند ابویعلی،رقم الحدیث:2880

لِحَکَّةٍ: خارش۔

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دے رکھا ہے کہ کسی چیز کو حرام فرمائیں یا کسی کے لیے حلال جیسے خارش زدہ کو ریشم پہننے کی اجازت عطاء فرمائی ایک اور حدیث میں آتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریشم پہننے کی ممانعت فرمائی، مگر اتنا۔ اور رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو انگلیاں بیچ والی اور کلمہ کی انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا۔"

("صحیح مسلم"، کتاب اللباس، باب تحریم استعمال اناء الذھب، الحدیث:۲۱۔(۲۰۶۹)، ص۱۱۴۸.....)

## ۱۲۴-بَابُ النَّهْيِ عَنِ افْتِرَاشِ جُلُوْدِ النُّمُوْرِ وَالرُّكُوْبِ عَلَيْهَا

## چیتے کا چمڑہ نیچے بچھانے یا اس پر سوار ہونے کی حرمت کا بیان

(۸۱۴) عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لاَ تَرْكَبُوا الْخَزَّ وَلاَ النِّمَارَ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ .

◀◀ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ریشم یا چیتے کے چمڑے پر سوار نہ ہوا کرو۔ یہ حدیث حسن ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۸۱۵) وَعَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ، عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنِّسَائِيُّ بِاَسَانِيْدَ صِحَاحٍ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ: نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ اَنْ تُفْتَرَشَ .

◀◀ حضرت ابوملیح اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ اس کو ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ نے درندوں کے چمڑے نیچے بچھانے سے منع فرمایا۔

حلِ لغات:

جُلُوْد: جلد کی جمع بمعنی کھال۔

شرح:

یعنی ان درندوں کی کھال پر بیٹھنے، سوار ہونے، پہننے سے منع فرمایا اور ممانعت تنزیہی ہے۔

814: ابوداؤد، رقم الحدیث:4129 815: ابوداؤد، رقم الحدیث:4132

پکانے سے پہلے، کیونکہ وہ نجس ہے اس کی بیع جائز نہیں یا پکانے کے بعد بھی۔اس صورت میں یہ ابوالملیح کا اپنا مذہب ہے۔تمام آئمہ کے نزدیک جائز ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح،از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1، ص476)

## ۱۲۵-بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا لَبِسَ ثَوْبًا جَدِیْدًا اَوْ نَعْلًا اَوْ نَحْوَهٗ

## جب نیا کپڑا یا جوتا وغیرہ پہنے تو کیا کہے؟

(۸۱۶) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهٖ - عِمَامَةً، اَوْ قَمِيْصًا، اَوْ رِدَاءً - يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ، اَسْاَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀ ◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام رکھتے' یعنی پگڑی، قمیص یا چادر وغیرہ اور فرماتے: اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں' تو نے ہی مجھے یہ پہنایا ہے۔ میں تجھ سے اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے' اور میں اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس چیز کے شر سے بھی جس کے لئے اس کو بنایا گیا ہے۔

### تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حکمِ حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

### حلِ لغات:

اِسْتَجَدَ: نیا پانا، از، تجدد، نیا ہونا۔

### شرح:

حضورِ انور حق الامکان نیا کپڑا جمعہ کو پہنتے تھے اور نیا کپڑا پہن کر پرانا خیرات فرما دیتے تھے۔(مرقات) پھر پہلے اس کا نام معین فرماتے کہ یہ چادر اوڑھتا ہوں یا قمیص پہنتا ہوں یا تہبند پھر اسے زیب تن فرماتے، ان کی ہر ہر ادا پر کروڑوں درود۔

کپڑے کی خیر یہ ہے کہ کپڑا پہن کر نیک اعمال کی توفیق ملے اور کپڑے کی شر یہ ہے کہ کپڑے پہن کر گناہ کرے،

816: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4020

کپڑے پہن کرنماز پڑھنا خیر ہے اور کپڑے پہن کر چوری کرنا اس کی شر ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ ہی کے کرم سے خیر کر سکتا ہے شر سے بچ سکتا ہے، نیز کپڑا پہن کر حمد وشکر کرنا کپڑے کی خیر ہے اس پر فخر کرنا اس کپڑے کی شر۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص188)

## ۱۲۶-بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِبْتِدَاءِ بِالْیَمِیْنِ فِی اللِّبَاسِ

## لباس پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

هٰذَا الْبَابُ قَدْ تَقَدَّمَ مَقْصُوْدُهُ وَذَكَرْنَا الْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةَ فِيْهِ ۔

اس باب کا مقصود پہلے گزر چکا ہے اور وہاں ہم نے اس میں صحیح احادیث بیان کردی ہیں۔

# كِتَابُ آدَابِ النَّوْمِ

## نیند کے آداب کا بیان

فائدہ: کتاب اور آداب کے معانی گزر چکے ہیں اور ''نوم'' کا معنی نیند ہے۔

## ۱۲۷-وَالْاِضْطِجَاعِ وَالْقعُوْدِ وَالْمَجْلِسِ وَالْجَلِيْسِ وَالرُّؤْيَا

## سونے، لیٹنے، بیٹھنے، مجلس، ہم مجلس اور خواب کے آداب کا بیان

(۸۱۷)عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ، ثُمَّ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ، وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ، رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ، لَا مَلْجَاً وَلَا مَنْجَاً مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ، اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِهٰذَا اللَّفْظِ فِيْ كِتَابِ الْاَدَبِ مِنْ صَحِيْحِهٖ.

◀ ◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو دائیں پہلو کے بل لیٹتے اور پھر پڑھتے: "اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ، وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ، رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ، لَا مَلْجَاً وَلَا مَنْجَاً مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ، اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ" اے اللہ! میں اپنی جان تیرے سپرد کرتا ہوں' اور میں اپنے چہرے کو تیری طرف متوجہ کرتا ہوں۔ اپنا معاملہ تیرے سپرد کرتا ہوں' اور اپنی پشت کو تیری پناہ میں دیتا ہوں' تیری محبت اور تیرے خوف کی وجہ سے تیرے سوا نہ کوئی پناہ گاہ ہے نہ جائے نجات۔ میں ایمان لایا تیری اس کتاب پر جو تو نے نازل فرمائی' اور تیرے اس نبی پر جس کو تو نے مبعوث فرمایا ہے۔ اسے بخاری نے ان الفاظ کے ساتھ اپنی صحیح میں کتاب الادب میں روایت کیا ہے۔

**تعارف راوی:**

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:80 کے تحت ہو چکا ہے۔

817: بخاری شریف، رقم الحدیث:6315

## حلِ لغات:

اَوٰی: ، اواءً، ازبمعنی ٹھکانالینا، پناہ لینا، اترنا۔

فَوَّضْتُ: از، تفوضاً، بمعنی سپرد کرنا، بغیرحق مہر کے نکاح کرنا۔

## شرح:

نفس سے مراد ذات یا جان ہے اور وجہ سے مراد چہرہ یا توجہ یا دل کا رخ یا ان دونوں جملوں میں اپنے ظاہر و باطن کیطرف اشارہ ہے یعنی الٰہی میرا باطن بھی تیرے مطیع ہے کہ اس میں ریاء (شرک) سرکشی نہیں اور میرا ظاہر بھی تیرا فرمانبردار کہ میرا کوئی عضو باغی نہیں، غرضکہ میرا اپنا کچھ نہیں، سب کچھ تیرا ہے سوتے وقت یہ کلمات اس لیے عرض کیے تاکہ معلوم ہوا کہ میرا سونا بھی تیرے حکم کے ماتحت ہے۔ (لمعات وغیرہ)

کتاب سے مراد قرآن شریف ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ الفاظ ہماری تعلیم کے لیے ہیں ورنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے کہ میں اپنی رسالت پر ایمان لایا، نیز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات یعنی نبوت و رسالت وغیرہ کا علم حضور کے لیے علم حضوری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو لوگوں کے لیے عین ایمان ہیں جیسے اللہ تعالیٰ اپنی توحید وصفات کو جانتا تو ہے مگر اسے موحد یا مؤمن اس معنے سے نہیں کہہ سکتے، یونہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت و رسالت کو جانتے تو ہیں مگر اس جاننے کو ایمان نہیں کہا جائے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے قرآن کے مؤمن ہیں نہ کہ اپنے اسی لیے رب تعالیٰ نے فرمایا: "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ" یہ نہ فرمایا: "امن الرسول برسالتہ" ہاں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا قرآن پر ایمان ہے اور قرآنی آیات میں حضور کی رسالت کی بھی آیات ہیں حضور ان کے مصداق ہیں اسی لحاظ سے اپنے بھی مؤمن۔ (ازمرقات مع زیادۃ)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، ص4)

(۸۱۸) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَتَیْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّاْ وُضُوْئَكَ لِلصَّلٰوةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّكَ الْاَیْمَنِ، وَقُلْ وذَكَرَ نَحْوَهٗ، وَفِیْهِ: "وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◀◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جب تم بستر پر جانے کا ارادہ کرو تو وضو کرو جس طرح نماز کے لئے وضو کرتے ہو اور پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹو اور یہ الفاظ پڑھو۔

818: بخاری شریف، رقم الحدیث: 244، بخاری شریف، رقم الحدیث: 5952-5956-750، مسلم شریف، رقم الحدیث: 2710، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5046، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 3394، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 3876، دارمی شریف، رقم الحدیث: 2638، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 18538، ابن حبان، رقم الحدیث: 5536، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 216، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث: 10609، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 1668، طبرانی صغیر، رقم الحدیث: 3، طبرانی اوسط، رقم الحدیث: 52

اوراس کے بعد گزشتہ حدیث والے الفاظ بیان فرمائے اوراس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ یہ الفاظ (سونے سے پہلے) تمہارے آخری الفاظ ہوں۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلداوّل حدیث نمبر:80 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

مَضْجَعَكَ: المضجع، خواب گاہ، بستر۔

## شرح:

بعض روایات میں انہی براء ابن عازب سے ہے کہ میں نے دوبارہ یہ ہی دعا حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی تو بجائے بنبی کے برسول کہہ دیا تو حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں یہ ہی کہوں بنبی۔معلوم ہوا کہ وظیفے کے الفاظ بالکل نہ بدلے ورنہ تاثیر نہ ہوگی۔علماء فرماتے ہیں کہ اگر حدیث کے الفاظ یاد ہوں تو روایت بالمعنی نہ کرے، حدیث کی روایت بالمعنی جب درست ہے جب کہ الفاظ یاد نہ رہے ہوں، یونہی قرآن کریم کے الفاظ، شد، مد، مخارج، طریقۂ ادا میں حتی الامکان تبدیلی نہ ہونے دے۔اس حدیث میں وعدہ فرمایا گیا کہ سوتے وقت یہ پڑھنے والا ان شاء اللہ ایمان پر مرے گا، اسلام وتقویٰ پر جیئے گا، بڑی ہی مجرب دعا ہے، فقیر بفضلہٖ تعالیٰ اس پر عامل ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، ص4)

(۸۱۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، فَإِذَا طَلَعَ الفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَجِيءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهُ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت نماز نفل پڑھتے تھے اور جب فجر طلوع ہو جاتی تو دو مختصر رکعتیں پڑھتے۔ پھر آپ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے حتیٰ کہ موذن آتا اور آپ کو نماز کے وقت کی اطلاع دیتا۔ (متفق علیہ)

(۸۲۰) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: "اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا" وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ:

---

819: بخاری شریف، رقم الحدیث:6310، مسلم شریف، رقم الحدیث:1615

820: بخاری، رقم الحدیث:6314، مسلم شریف، رقم الحدیث:6760، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:5049، ترمذی شریف، رقم الحدیث:3417، نسائی شریف، رقم الحدیث:2366، مسند امام احمد، رقم الحدیث:21404، ابن حبان، رقم الحدیث:5532

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔

◀◀ حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو بستر پرتشریف لے جاتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور پڑھتے :اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا ۔ اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ ہی مرتا اور جیتا ہوں۔(یعنی سوتا اور جاگتا ہوں )اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو پڑھتے :اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر ہم نے جانا ہے۔(بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:102 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

خَدِّہٖ: الخد، بمعنی رخسار،

## شرح:

آپ کا بستر شریف قبر کے رُخ بچھایا جاتا ہے کہ قبلہ کے داہنے سر مبارک ہوتا اور قبلہ کے بائیں پاؤں شریف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سیدھی کروٹ پر لیٹتے ، داہنا ہاتھ داہنے رخسارہ کے نیچے رکھتے تھے۔قبر میں میت کی ہیئت بھی یہ ہی ہوتی ہے، چونکہ نیند موت کا نمونہ ہے اسی لیے حضور علیہ السلام کا بستر قبر کے نمونہ کا ہوتا تھا تاکہ لیٹنے کے وقت موت یاد آئے کہ کبھی قبر میں بھی لیٹنا ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح،ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،ج4،ص2)

(۸۲۱) وَعَنْ یَعِیْشَ بْنِ طِخْفَةَ الْغِفَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: قَالَ اَبِیْ: بَیْنَمَا اَنَا مُضْطَجِعٌ فِی الْمَسْجِدِ عَلٰی بَطْنِیْ اِذَا رَجُلٌ یُحَرِّکُنِیْ بِرِجْلِہٖ، فَقَالَ: "اِنَّ ھٰذِہٖ ضِجْعَةٌ یُبْغِضُھَا اللّٰہُ"، قَالَ: فَنَظَرْتُ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ ۔

◀◀ حضرت یعیش بن طخفہ الغفاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا: میں مسجد میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ کسی آدمی نے مجھے اپنے پاؤں کے ساتھ ہلایا اور کہا: اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔راوی کہتے ہیں: سو میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔اس کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۸۲۲) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ

821:ابی داؤد،رقم الحدیث:5040

822:ابوداؤد،رقم الحدیث:4856

قَعَدَ مَقْعَدًا لَّمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ، كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى تِرَةٌ، وَّمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَّا يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ، كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

"اَلتِّرَةُ": بِكَسْرِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقُ، وَهِيَ: النَّقْصُ، وَقِيْلَ: التَّبْعَةُ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: جوشخص کسی جگہ بیٹھا اوراس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ہوگا اور جو بستر پر لیٹا اوراس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ہوگا۔ابوداؤد نے اس کوحسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلداوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

الترہ: تاءمثناۃ کے کسرہ کے ساتھ۔اس کا معنی نقصان ہے۔

اوربعض نے اس کا مطلب کام کا انجام (یعنی برے کام پرعذاب اوراچھے پرثواب) بتایا ہے۔

## شرح:

اس حدیث میں مجلس سے مراد ہر جائز مجلس ہے جو کہ گندگی وغیرہ سے خالی ہو لہٰذا قضائے حاجت کی مجلس، اسی طرح شراب خوروں کی مجلس اس سے مستثنیٰ ہے ان موقعوں پر خدا تعالیٰ کا نام لینا بے ادبی ہے۔مطلب یہ ہے کہ جب کسی دینی یا دنیاوی مجلس میں بیٹھو اور جب بھی سونے کے لیے بستر پر دراز ہو تو اللہ کا ذکر ضرور کرلو ورنہ کل قیامت میں ان اوقات کے ضائع ہو جانے پر کفِ افسوس ملو گے۔بعض لوگ ہر وقت درود شریف پڑھتے رہتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث ہے، مؤمن کی کوئی حالت ذکر اللہ سے خالی نہ چاہیئے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح،ازمفتی احمد یارخان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3،ص496)

# ۱۲۸-بَابُ جَوَازِ الْاِسْتِلْقَاءِ عَلَى الْقَفَا وَوَضْعِ اِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عَلَى الْاُخْرٰى اِذَا لَمْ يَخَفِ انْكِشَافَ الْعَوْرَةِ وَجَوَازِ الْقُعُوْدِ مُتَرَبِّعًا وَّمُحْتَبِيًا

## چت لیٹنے پر ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہوتو ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھنے' چارزانو ہوکر بیٹھنے اور اس طرح بیٹھنا کہ پیٹھ اور پنڈلیوں کو عمامہ وغیرہ کے ساتھ اکٹھا باندھ دیا جائے' کے جواز کا بیان

(۸۲۳)عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّهُ رایٰ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا اِحْدٰی رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰی ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا اس حال میں کہ آپ نے اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا۔ (متفق علیہ)

(۸۲۴) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِيْ مَجْلِسِهٖ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ ۔ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِاَسَانِيْدٍ صَحِيْحَةٍ ۔

◀ ◀ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز فجر سے فارغ ہو جاتے تو مجلس میں چارزانو بیٹھ جاتے حتیٰ کہ سورج اچھی طرح روشن ہو کر نکل آتا۔

## تعارفِ راوی:

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، قبیلہ بنی عامر سے ہے، سعد ابن ابی وقاص کے بھانجے ہیں، صحابی اور صحابی زادہ ہیں، کوفے میں رہے ۷۴ھ میں وفات ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الجیم، فصل فی الصحابہ "مرآۃ المناجیح جلداول)

## حکم حدیث:

یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

## حلِ لغات:

تَرَبَّعَ: چارزانو ہو کر بیٹھنا، چوکڑی مار کر بیٹھنا۔ گوٹھ مار کر بیٹھنا، (پنجابی)

## شرح:

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نماز فجر کے بعد اشراق تک مصلے پر بیٹھا رہنا سنت ہے۔ دوسرے یہ کہ اس وقت تلاوت قرآن کرنا بہتر نہیں، جن اوقات میں سجدہ حرام ہے ان اوقات میں تلاوت قرآن افضل نہیں کہ اس وقت سجدۂ تلاوت نہ کر سکے گا۔ تیسرے یہ کہ نفلی معتکف کو مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا جائز ہے یہ حضرات بہ نیت اعتکاف

823: بخاری، رقم الحدیث:475

824: صحیح مسلم شریف، رقم الحدیث:670: ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:4850، ترمذی شریف، رقم الحدیث:585، نسائی شریف، رقم الحدیث:1358، مسند امام احمد، رقم الحدیث:20877، ابن حبان، رقم الحدیث:2028، بیہقی، رقم الحدیث:13116، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:1885، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:1927

وہاں بیٹھتے تھے۔ چوتھے یہ کہ مسجد میں جائز اشعار پڑھنا جائز بلکہ نعت شریف پڑھنا سنت صحابہ ہے۔ پانچویں یہ کہ آخرت کی چیزیں کوئی اپنی عقل سے معلوم نہیں کرسکتا یہ صرف نبوت کے نور سے ہی معلوم ہوتی ہیں، دیکھو حضرات صحابہ کرام اب بعد اسلام اپنے زمانہ جاہلیت کی باتوں پر خود ہنستے تھے کہ ہم اس وقت کیسے نا سمجھ تھے اب حضور کے صدقہ سے سمجھ بوجھ میسر ہوئی۔ چھٹے یہ کہ حضور انور بڑے ہی اخلاق کے مالک تھے کہ اپنے کو اپنے خدام کے ساتھ رکھتے تھے ان کے ہر کام میں شریک ہوجاتے تھے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص584)

(۸۲۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدَيْهِ هٰكَذَا، وَوَصَفَ بِيَدَيْهِ الْاِحْتِبَاءَ، وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے صحن میں اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اس طرح احتباء کیے دیکھا اور انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ احتباء کی کیفیت بتائی (احتباء کا مطلب یہ ہے کہ آدمی سرین کے بل بیٹھے اور اپنی دونوں پنڈلیوں کو دونوں ہاتھوں کے حلقے میں لے لے)۔ (بخاری)

(۸۲۶) وَعَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَاعِدُ الْقُرْفُصَاءَ، فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ الْمُتَخَشِّعَ فِي الْجِلْسَةِ اُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ .

◀ ◀ حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی پنڈلیوں کو دونوں ہاتھوں کے حلقے میں لے کر بیٹھے تھے اور جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے میں خشوع دیکھا تو میں خوف سے کانپ اٹھی۔ (ابوداؤد ترمذی)

## تعارفِ راوی:

قیلہ بنت مخرمہ: آپ صحابیہ ہیں، آپ سے آپ کی دو پوتیوں صفیہ حبیبہ بنت علیہ نے روایات لیں غالبًا یہ وہی قیلہ ہیں جو جمعہ کے دن کچھ لپٹا ساپکا کر بیٹھ جاتی تھیں صحابہ کرام آکر کھاتے تھے، فرماتے ہیں کہ ہم کو جمعہ کے دن کا انتظار ہوتا تھا قیلہ کے اس کھانے کی وجہ سے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف القاف، فصل فی الصحابیات، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

---

825: بخاری، رقم الحدیث: 6272

826: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4847

## حلِ لغات:

**اَلْمُتَخَشِّعَ:** عاجزی کرنے والا، از، خشوعاً، بمعنی عاجزی کرنا،

## شرح:

قرفصاء ایک خاص بیٹھک کا نام ہے۔اس کی صورت یہ ہے کہ اپنی پنڈلیاں زمین سے لگائے اور دونوں ران پنڈلیوں سے پیٹ رانوں سے ملا ہوا ہو اور دونوں ہاتھ پنڈلیوں پر ہوں یہ بیٹھک انتہائی عاجزی اور تواضع کی ہے، قرفصاء کی اور صورتیں بھی بیان کی گئیں ہیں۔(مرقات و اشعہ)اشعہ نے فرمایا کہ یہ بیٹھک عرب کے چرواہوں اور غریب لوگوں کی ہے یا ان لوگوں کی جو کسی خاص اہم کام میں غور وفکر کر رہے ہوں بہرحال اس بیٹھک میں عجز وانکسار یا فکر کا اظہار ہے۔

جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عاجزی کے خالت میں دیکھا تو خوف سے کانپ گئی کیونکہ میں نے یہ خیال کیا کہ جب سید المرسلین امام الاولین والاخرین کی یہ نشست ہے اور آپ کے انکسار کا یہ حال ہے تو ہم لوگ کس شمار میں ہیں یہ خیال کر کے مجھ پرلرزہ طاری ہوگیا۔

پیش او گیتی جبین فرسودہ است　　خویشتن را عبدہ فرمودہ است

بوریا ممنوں خواب راحتش　　تاج کسریٰ زیر پائے امتش

اپنی تواضع کا یہ حال ہے اور دنیا ان کے آستانہ کی خاک چاٹ رہی ہے ان کی چوکھٹ پر پیشانی رگڑ رہی ہے۔

(مراٰۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح،ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص551)

(۸۲۷) وَعَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا جَالِسٌ هٰكَذَا، وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِيَ الْيُسْرٰى خَلْفَ ظَهْرِيْ، وَاتَّكَأْتُ عَلٰى اَلْيَةِ يَدِيْ، فَقَالَ: "اَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ؟!"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

◄◄ حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے تو میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے اپنا بایاں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے رکھا ہوا تھا' اور میں ہاتھ کی پشت پر ٹیک لگائے ہوئے تھا، تو آپ نے فرمایا: کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا؟

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

---

827: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4848

**تعارفِ راوی:**

حضرت شرید کا نام مالک ابن سوید ہے حضور انور نے آپ کو شرید کا لقب دیا، شرید کے معنیٰ ہیں بھاگ آنے والا، چونکہ آپ اپنی قوم کے ایک شخص کو قتل کر کے مکہ معظمہ بھاگ آئے مسلمان ہو گئے اس لیے آپ کو یہ لقب دیا گیا، ثقفی ہیں، حضر موت میں قیام رہا۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الشین، فصل فی الصحابہ" اشعہ، مرأۃ المناجیح جلد پنجم)

**حلِ لغات:**

أَلیۃ: انگوٹھے کی جڑ میں چکتی نما گوشت۔

**شرح:**

الیۃ سرین یعنی چوتڑ کو کہتے ہیں مگر یہاں اس سے مراد ہتھیلی کا وہ گوشت ہے جو انگوٹھے کی جڑ سے آخری کنارہ تک ہے۔

یعنی اس طرح یہود بیٹھا کرتے ہیں اور یہود پر اللہ کا غضب ہے تو یہ بیٹھک اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے تم مؤمن انعام والے بندے ہو تم ان سے تشبیہ کیوں کرتے ہو۔ خیال رہے کہ ایک ہاتھ پیٹھ پر رکھنا دوسرے ہاتھ پر ٹیک لگانا مطلقاً ممنوع ہے خواہ داہنا ہاتھ پیٹھ پر بایاں زمین پر یا برعکس (اشعہ) بلکہ دونوں یا ایک ہاتھ کوکھ پر رکھنا یا پیٹھ سے لگانا ہی ممنوع ہے یوں ہی دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے کھڑے کرنا ان پر ٹیک لگانا ممنوع ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص567)

## ۱۲۹-بَابُ فِیْ اٰدَابِ الْمَجْلِسِ وَالْجَلِیْسِ

## مجلس اور ہم مجلس کے آداب کا بیان

(۸۲۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا یُقِیْمَنَّ اَحَدُکُمْ رَجُلًا مِّنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ یَجْلِسُ فِیْهِ، وَلٰکِنْ تَوَسَّعُوْا وَتَفَسَّحُوْا" وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا قَامَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنْ مَّجْلِسِهٖ لَمْ یَجْلِسْ فِیْهِ . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ہرگز کسی دوسرے کو مجلس سے اٹھا کر اس کی جگہ خود نہ بیٹھے بلکہ تم مجلس میں وسعت اور گنجائش پیدا کیا کرو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے جب کوئی شخص مجلس سے اُٹھتا تو آپ اس کی جگہ پر نہیں بیٹھتے تھے۔ (متفق علیہ)

828: بخاری، رقم الحدیث: 6269

(۸۲۹) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَّجْلِسٍ، ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهِ، فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مجلس سے اُٹھے اور پھر واپس آئے تو اس جگہ کا وہی زیادہ مستحق ہے۔ (مسلم)

(۸۳۰) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَلَسَ اَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِىْ . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِىُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀◀ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ہم میں سے جسے جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتا۔اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر:823 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

حَيْثُ: ظرف مکان مبنی برضمہ، اور کبھی ظرف زمان کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

ينتهي: از انتهاءً، بمعنی چیز کا آ کری مرتبہ، یا کنارہ۔

## شرح:

یعنی جب ہم میں سے کوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتا تو کنارہ مجلس پر بیٹھتا تھا لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر درمیان پہنچنے کی کوشش نہ کرتا تھا یہ آداب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص566)

(۸۳۱) وَعَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ سَلْمَانَ الْفَارِسِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ، اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّىْ مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ

---

829: مسلم، رقم الحدیث:2179

830: ابوداؤد، رقم الحدیث:4825

831: بخاری شریف، رقم الحدیث:883، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:3160، ترمذی شریف، رقم الحدیث:498، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث:1088، مسند امام احمد، رقم الحدیث:9480، ابن حبان، رقم الحدیث:1231، ابن خزیمہ، رقم الحدیث:1818، مستدرک حاکم، رقم الحدیث:1040، بیہقی، رقم الحدیث:5657، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:7740

الْإِمَامُ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت ابوعبداللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، اور حسب اطاعت طہارت حاصل کرے، اور تیل لگائے اور اگر گھر میں خوشبو ہو تو وہ لگائے پھر وہ نکلے (جمعہ کے لئے) اور دو آدمیوں کو علیحدہ علیحدہ کر کے خود وہاں نہ بیٹھے، پھر وہ نماز ادا کرے جو اس پر فرض کی گئی ہے جب امام خطبہ پڑھے تو خاموش رہے، تو اس شخص کے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان تک کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

سلمان فارسی: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، آپ حضور انور کے آزاد کردہ ہیں، آپ فارسی النسل رام ہرمز کی اولاد سے ہیں، فارس کے شہر اصفہان کے علاقہ کے رہنے والے تھے، تلاش دین میں دیس چھوڑ پردیسی بنے، پہلے عیسائی بنے ان کی کتابیں پڑھیں بہت مصیبتیں جھیلیں حتیٰ کہ انہیں بعض عربیوں نے غلام بنالیا اور یہود کے ہاتھ فروخت کردیا ان کے آقا نے انہیں مکاتب کردیا، حضور انور نے ان کا مال کتابت ادا کر کے آزاد کردیا، آپ دس سے زیادہ آقاؤں کے پاس پہنچے حتیٰ کہ حضور انور تک پہنچ گئے، حضور انور نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں، جنت ان کی مشتاق ہے ، بڑی عمر پائی ڈھائی سو بلکہ ساڑھے تین سو سال عمر ہوئی، ہمیشہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا صدقہ کیا، مدائن میں وفات ہوئی وہاں ہی مزار ہے، ۵۳ھ میں وفات ہے۔ مترجم (مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ) کہتا ہے کہ مدائن کا نام اب سلمان پاک ہے یہ جگہ بغداد شریف سے ۳۰ تیس میل ہے، ان کے ساتھ حذیفہ ابن یمان اور جابر کے مزارات ہیں، فقیر نے زیارت کی ہے۔ مدینہ منورہ کے عوالی میں سلمان کا باغ ہے اس میں دو کھجور کے درخت حضور کے لگائے ہوئے ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف السین، فصل فی الصحابہ" مرآۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حلِ لغات:

یُنْصِتُ: از ، نصتاً، بمعنی خاموش رہنا، خاموش کرنا،

## شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر میں خوشبو عطر وغیرہ رکھنا اور کبھی ملتے رہنا خصوصاً جمعہ کو ملنا سنت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی۔

دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہ کرے اس طرح کہ نہ تو لوگوں کی گردنیں پھلانگے اور نہ ساتھیوں کو چیر کر ان کے درمیان بیٹھے بلکہ جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے۔ بعض لوگ مسجد میں پیچھے پہنچتے ہیں اور پہلی صف میں پہنچنے کی کوشش

کرتے ہیں وہ اس سے سبق لیں۔

پھر حسب توفیق تحیۃ المسجد کے نفل یا سنت جمعہ پڑھے، پہلے معنی زیادہ قوی ہیں کیونکہ جمعہ کی پہلی چار سنتیں گھر میں پڑھنا بہتر ہے۔ غرضکہ اس سے جمعہ کے فرض مراد نہیں کیونکہ آیندہ خطبہ سننے کا ذکر ہے فرض جمعہ خطبہ کے بعد ہوتے ہیں۔

اس حدیث سے دو مسئلے یہ بھی معلوم ہوئے: ایک یہ کہ خطبہ کے وقت خاموش رہنا فرض ہے، لہٰذا اس وقت نفل پڑھنا، بات کرنا، کھانا پینا سب حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ جس تک خطبہ کی آواز نہ پہنچتی ہو وہ بھی خاموش رہے کیونکہ یہاں خاموشی کو سننے پر موقوف نہ فرمایا۔

دوسرے جمعہ سے مراد آیندہ جمعہ ہے یا گزشتہ، دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ ابن خزیمہ بلکہ ابوداوٗد کی روایات میں ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض نیکیاں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ"۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص609)

(۸۳۲) وَعَنْ عمرو بن شُعَیب، عَنْ اَبِیۡہِ، عَنْ جَدِّہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یُّفَرِّقَ بَیْنَ اثْنَیْنِ اِلَّا بِاِذْنِھِمَا" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِاَبِیْ دَاوٗدَ: "لَا یُجْلَسُ بَیْنَ رَجُلَیْنِ اِلَّا بِاِذْنِھِمَا"۔

◀◀ حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی آدمی کے لئے حلال نہیں کہ وہ دو بیٹھنے والوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر علیحدگی کرے۔

اور ابوداوٗد کی روایت میں ہے: دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 773 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکمِ حدیث:

اس کو ابوداوٗد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## حلِ لغات:

یُفَرِّقُ: از، تفریقاً، بمعنی جدا کرنا، فرق کرنا۔

---

832: ابوداوٗد، رقم الحدیث: 4845

## شرح:

اس کی وجہ وہ ہی ہے جو ابھی (ماقبل حدیث کی شرح میں) عرض کی گئی۔ خیال رہے کہ رجل فرمانا اس لیے ہے کہ عورتیں مردوں کے حکم میں ہیں ان پر احکام شرعیہ مردوں کی طرح جاری ہوتے ہیں، رب تعالیٰ نے نماز روزے وغیرہ کے احکام مردوں کو ہی دیئے مگر عورتوں پر بھی یہ عبادات فرض ہیں لہٰذا حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مرد تو یہ حرکت نہ کریں عورتیں کرلیا کریں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص541)

(۸۳۳) وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ جَلَسَ وَسَطَ الْحَلْقَةِ ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ ۔وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ: اَنَّ رَجُلًا قَعَدَ وَسَطَ حَلْقَةٍ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ لَعَنَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ مَنْ جَلَسَ وَسَطَ الْحَلْقَةِ ۔ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" ۔

◄◄ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو ملعون قرار دیا جو حلقۂ مجلس کے وسط میں بیٹھ جائے۔ اس کو ابوداؤد نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

اور ترمذی نے ابومجلز سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی حلقۂ مجلس کے وسط میں بیٹھ گیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ملعون قرار دیا گیا ہے۔ یا فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے لعنتی قرار دیا ہے' جو مجلس کے وسط میں بیٹھے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 102 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## حلِ لغات:

وَسَطَ: از، وسطاً، بیچ میں بیٹھنا، درمیان۔

## شرح:

اس فرمان عالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ جو کوئی کسی جلسہ میں آخر میں آوے اور لوگوں کی گردنیں

833: ابی داود، رقم الحدیث: 8426

پھلانگتا ہوا بیچ میں پہنچے وہ لعنتی ہے چاہیے کہ اگر کنارہ پر جگہ ملے تو وہاں ہی بیٹھ جاوے۔ دوسرے یہ کہ یہ شخص درمیان میں بیٹھا ہو اور لوگ اس کے اردگرد دست بستہ کھڑے ہوں یہ عمل متکبرین کا ہے بڑا آدمی بھی لوگوں کے ساتھ حلقہ میں بیٹھے۔) مرقات واشعہ (بعض لوگ مذاق دل لگی کرنے کے لیے کسی کو درمیان حلقہ میں بٹھا کر اسے مذاق کا نشانہ بناتے ہیں وہ ہر طرف کے لوگوں سے مذاق کرتا ہے وہ بھی لعنتی ہے۔ (اشعہ)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص559)

(۸۳۴) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الخدریّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "خَیْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُھَا" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ ۔

◀◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بہترین مجلس وہ ہیں جو وسیع ہو۔ اس کو ابوداؤد نے بخاری کی شرط پر صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۸۳۵) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ جَلَسَ فِیْ مَجْلِسٍ، فَکَثُرَ فِیْہِ لَغَطُہٗ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْمَ مِنْ مَّجْلِسِہٖ ذٰلِکَ: سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ، اِلَّا غُفِرَ لَہٗ مَا کَانَ فِیْ مَجْلِسِہٖ ذٰلِکَ"

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ" ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور وہاں بکثرت فضول باتیں کرے، اور مجلس سے اُٹھنے سے پہلے یہ کہہ دے: سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ، اے اللہ! تیری ذات پاک ہے، تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری ہی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ تو اس کے اس مجلس کے تمام گناہ معاف کردیے جائیں گے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکمِ حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

---

834: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4820

835: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 3433

حلِ لغات:

لَغَطُهُ: از، لغطاً بمعنی شور کرنا،شور۔

شرح:

لغو سے مراد بے فائدہ گفتگو جس میں وقت ضائع ہو کہ یہ بھی نقصان دہ چیز ہے۔بعض نے فرمایا کہ بے ہودہ گفتگو غلط ہے جس میں حق اللہ ضائع ہو۔غرضکہ فریب، جھوٹ، غیبت اس سے خارج ہیں کہ یہ چیزیں حقوق العباد میں سے ہیں بغیر معاف کرائے معاف نہ ہوں گی۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4،ص50)

(۸۳۶) وَعَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِاٰخَرَةٍ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقُوْمَ مِنَ الْمَجْلِسِ: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ" فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّكَ لَتَقُوْلُ قَوْلًا مَا كُنْتَ تَقُوْلُهُ فِيْمَا مَضٰى؟ قَالَ: "ذٰلِكَ كَفَّارَةٌ لِمَا يَكُوْنُ فِي الْمَجْلِسِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ، وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ 'الْمُسْتَدْرَكِ' مِنْ رِّوَايَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَقَالَ: "صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ".

◀ ◀ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات ظاہری کے آخری حصہ میں جب مجلس سے اُٹھنے کا ارادہ فرماتے تو یہ الفاظ فرماتے:"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ" اے اللہ! تو پاک ہے تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔تو ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ وہ الفاظ پڑھتے ہیں جو آپ پہلے نہیں پڑھا کرتے تھے۔فرمایا: یہ اس کا کفارہ ہے جو کچھ مجلس میں ہوتا ہے۔(ابوداؤد)

حکم حدیث:

امام حاکم ابوعبداللہ نے اس کو مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح اسناد والی ہے۔

شرح:

یعنی اس اضاعت وقت کے قصور اور تیری نعمت زبان کو غلط استعمال کرنے کی غلطی سے توبہ کرتا ہوں، میں قصور مند بندہ ہوں تو غفور رحیم رب ہے معافی دے دے۔سبحان اللہ! کیسی پاکیزہ دعا ہے۔

836: ابوداؤد، رقم الحدیث:4859

بخشش سے وہ ہی مراد ہے جو ابھی اوپر عرض کیا گیا کہ جیسے مال برباد کرنا گناہ ہے ایسے ہی وقت برباد کرنا بھی گناہ، وقت مال سے زیادہ لائق قدر ہے اسی گناہ کی معافی مانگی گئی۔

خیال رہے کہ آپ ﷺ کی یہ دعا تعلیم امت کے لیے ہے ورنہ نبی اکرم ﷺ تو غلطی و گناہ سے پاک ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے ماقبل حدیث میں اپنے غیر کو مخاطب فرمایا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، ص50)

(۸۳۷)وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتّٰى يَدْعُوَ بِهٰؤُلاءِ الدَّعَوَاتِ: "اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ، وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا، اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا، وَاَبْصَارِنَا، وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، وَلاَ تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا، وَلاَ تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلاَ مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلاَ تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ بہت کم ایسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کسی مجلس سے اُٹھ کر تشریف لے گئے ہوں اور آپ نے یہ دعائیں نہ کی ہوں: ''اے اللہ! ہمیں اپنے خوف سے اتنا حصہ عطا فرما جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان رکاوٹ بن جائے اور اپنی اطاعت سے اتنا حصہ عطا فرما کہ اس کے سبب تو ہمیں جنت میں پہنچادے اور ہمیں اتنا یقین عطا کر جس کے سبب ہمارے لئے مصائب دنیا آسان ہو جائیں۔ اے اللہ! جب تک تو ہمیں زندہ رکھے ہمیں ہمارے کانوں، آنکھوں اور قوت سے فائدہ مند رکھ اور اس کو ہمارا وارث بنادے، اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اسی سے انتقام لیں جو ہم پر ظلم کرے، اور جو ہم سے دشمنی کرے اس کے خلاف ہماری مدد فرما اور ہمیں دین کی مصیبت میں مبتلا نہ کرنا اور دنیا کو ہی ہمارا منتہائے مقصود نہ بنانا اور دنیا تک ہی ہمارے علم کو محدود نہ رکھنا اور ہم پر کسی ایسے شخص کو مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کرے''۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:13 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

837: جامع ترمذی، رقم الحدیث:3502

## حلِ لغات:

تَحَوُّلُ: از، حولاً، ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلنا۔

## شرح:

یعنی اکثر کسی مجلس سے اٹھتے وقت سرکار یہ دعا مانگ لیتے تھے اور یہ سب کچھ صحابہ کرام کی اوران کے ذریعہ ہماری تعلیم کے لیے تھا۔خیال رہے کہ حضور علیہ السلام کی جن دعاؤں میں مغفرت کی طلب یا گناہوں کا اقرار ہے ان سب میں تعلیم اُمت مقصود ہے ورنہ سرکار خود معصوم ہیں بلکہ ارادۂ گناہ سے محفوظ ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج4، ص108)

(۸۳۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ قَوْمٍ يَّقُوْمُوْنَ مِنْ مَّجْلِسٍ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ، اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِّثْلِ جِيْفَةِ حِمَارٍ، وَّكَانَ لَهُمْ حَسْرَةٌ"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو جماعت بھی کسی مجلس سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیے بغیر اُٹھتی ہے تو گویا وہ مردار گدھے پر سے اُٹھتے ہیں: اور یہ ان کے لئے باعث حسرت ہوگی۔

اس کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۸۳۹) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا لَّمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ، وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ فِيْهِ، اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةٌ ؛ فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ، وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو جماعت بھی کسی مجلس میں بیٹھی اور انہوں نے وہاں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور نہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں ہیں۔ پس اگر وہ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو انہیں بخش دے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

838: ابوداؤد، رقم الحدیث: 4855

839: جامع ترمذی، رقم الحدیث: 3380

## حکم حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## حلِ لغات:

تِرَةٌ: تاوان، ناراضگی۔

## شرح:

اگر چہ ذکر اللہ میں درود شریف بھی داخل تھا مگر چونکہ درود شریف ذکر اللہ کی بہترین قسم ہے اس لیے اس کا ذکر خصوصیت سے کیا گیا کیونکہ درود پاک میں اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچہ بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی آل اولاد کو دعائیں بھی۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عموما مجلسوں میں جھوٹ غیبت وغیرہ گناہ ہوجاتے ہیں، اگر ان میں حمد وصلوۃ وغیرہ بھی ہوتی رہے تو اس کی برکت سے یہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور اگر مجلس ان خیر ذکروں سے خالی ہو تو گناہ تو پایا گیا، کفارہ نہ ادا ہوا لہٰذا اب پکڑ اور سزا کا سخت اندیشہ ہے۔ مرقات نے فرمایا کہ اس جملہ میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے: "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوا اَنْفُسَهُمْ "الایہ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی معافی گناہ کا ذریعہ ہے اس جملہ سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مجلس میں اللہ رسول کا ذکر ہو تو اس کے گناہ یقیناً بخشے جائیں گے رب تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، ص498)

(۸۴۰) وَعَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَّمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ، وَّمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَّا يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ .

وَقَدْ سَبَقَ قَرِيْبًا، وشَرَحْنَا "اَلتِّرَةُ" فِيْهِ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو اس کو اس فعل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ملے گی اور جو شخص بستر پر لیٹا اور اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا تو اس کو اس فعل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ملے گی۔ (ابوداؤد)

یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور وہاں ہم نے ''ترۃ'' کی تشریح کردی ہے۔

840: ابی داؤد، رقم الحدیث: 4856

**تعارفِ راوی:**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

**شرح:**

اس حدیث میں مجلس سے مراد ہر جائز مجلس ہے جو کہ گندگی وغیرہ سے خالی ہو لہٰذا قضائے حاجت کی مجلس، اسی طرح شراب خوروں کی مجلس اس سے مستثنیٰ ہے ان موقعوں پر خدا تعالیٰ کا نام لینا بے ادبی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب کسی دینی یا دنیاوی مجلس میں بیٹھو اور جب بھی سونے کے لیے بستر پر دراز ہو تو اللہ کا ذکر ضرور کرلو ورنہ کل قیامت میں ان اوقات کے ضائع ہو جانے پر کفِ افسوس ملو گے۔ بعض لوگ ہر وقت درود شریف پڑھتے رہتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث ہے، مؤمن کی کوئی حالت ذکر اللہ سے خالی نہ چاہیئے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج3، ص496)

## ۱۳۰-بَابُ الرُّؤْيَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

## خواب اور اس کے متعلقات کا بیان

**آیت نمبر: 1**

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَمِنْ اٰيَاتِهٖ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ﴾ (الروم: 23) .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس کی نشانیوں میں ہے رات اور دن کو تمہارا سونا۔

**تشریح:**

نیند بھی قدرت کی ایک نشانی ہے جس سے تھکان دور ہو جاتی ہے راحت وسکون حاصل ہوتا ہے اس کے لیے قدرت نے رات بنادی۔ کام کاج کے لیے دنیا حاصل کرنے کے لیے کمائی دھندے کے لیے تلاش معاش کے لیے اللہ نے دن کو پیدا کر دیا جو رات کے بالکل خلاف ہے۔ یقیناً سننے سمجھنے والوں کے لیے یہ چیزیں نشانِ قدرت ہیں۔ (عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(۸۴۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ" قَالُوْا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: نبوت سے کوئی

841: بخاری، رقم الحدیث: 6990

شے باقی نہیں رہ گئی سوائے مبشرات کے۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: مبشرات سے کیا مراد ہے۔فرمایا: اچھے خواب۔ (بخاری)

(۸۴۲) وَعَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ، وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْئًا مِّنَ النُّبُوَّةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا، اَصْدَقُكُمْ حَدِيْثًا" .

◄ ◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب زمانہ قریب ہوجائے گا تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا'اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔(متفق علیہ)
اور ایک روایت میں ہے: تم سے زیادہ صحیح خواب اس کے ہوں گے جو تم میں سب سے زیادہ سچی بات کرنے والا ہوگا۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلداوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

لَمْ تَكَدْ: از کوداً، بمعنی کام کرنے قریب ہونا اور نہ کرنا۔یہاں لم یرا ھا کے معنی میں ہے۔

## شرح:

قربِ زمان میں کئی احتمال ہیں: قریبِ قیامت، موت کے قریب کا زمانہ یعنی بڑھاپا وہ مہینے جن میں دن رات برابر ہوتے ہیں۔حضرت امام مہدی کے ظہور کا زمانہ جب کہ لوگوں میں عیش وعشرت بہت ہوگا، سال گزرے گا مہینہ کی طرح، مہینہ ہفتہ کی طرح، ہفتہ ایک دن کی طرح وہ زمانہ جب لوگوں کی عمریں گھٹ جائیں گی یا شروفساد کا زمانہ جب لوگ ایک دوسرے سے گتھ جائیں قتل وخون کے لیے قریب ہوں گے۔(اشعہ) مرقات میں اس کے اور بہت سے معنی کیے گئے ہیں مثلاً یاجوج ماجوج کے خروج کا زمانہ۔
یعنی ان زمانوں میں اہلِ اسلام کی اکثر خوابیں صحیح ہوا کریں گی ان تمام موقعوں پر خوابیں درست ہونے کی وجہیں مرقات ولمعات وغیرہ نے بہت دراز بیان فرمائی ہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح،ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص450)

842: بخاری شریف، رقم الحدیث:7017، مسلم شریف، رقم الحدیث:5791، ابوداؤد، رقم الحدیث:5018، ترمذی شریف، رقم الحدیث:2270، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث:3893، موطا مالک، رقم الحدیث:1713، دارمی، رقم الحدیث:2137، مسند امام احمد، رقم الحدیث:2896، ابن حبان، رقم الحدیث:6040، مستدرک حاکم، رقم الحدیث:8175، مسندابویعلی، رقم الحدیث:1335، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:9057

(٨٤٣) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقَظَةِ - اَوْ کَاَنَّمَا رَاٰنِیْ فِی الْیَقَظَةِ - لَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطٰنُ بِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا۔ یا فرمایا: گویا اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔ شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔ (متفق علیہ)

(٨٤٤) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ رُؤْیَا یُحِبُّهَا، فَاِنَّمَا هِیَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی، فَلْیَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَیْهَا، وَلْیُحَدِّثْ بِهَا

وَفِیْ رِوَایَةٍ: فَلَا یُحَدِّثْ بِهَا اِلَّا مَنْ یُّحِبُّ وَاِذَا رَاٰی غَیْرَ ذٰلِكَ مِمَّا یَکْرَهُ، فَاِنَّمَا هِیَ مِنَ الشَّیْطٰنِ، فَلْیَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا، وَلَا یَذْکُرْهَا لِاَحَدٍ ؛ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◄ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اگر تم میں سے کوئی شخص کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس لئے اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے اور وہ خواب لوگوں کو بتادے۔ اور ایک روایت میں ہے صرف اسی شخص کو اپنا خواب سنائے جس سے وہ محبت کرتا ہو اور اگر اس کے برعکس خواب دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے اسے چاہیے کہ اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور اس کا ذکر کسی سے نہ کرے، کیونکہ وہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

وَلْیُحَدِّثْ: از تحدیثاً بمعنی بیان کرنا، ذکر کرنا،

## شرح:

اچھے خواب کو رؤیا کہتے ہیں اور برے خواب کو حلم، اسی سے ہے اضغاث احلام اسی سے بنا ہے احتلام، اگرچہ ساری

843: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6993، مسلم شریف، رقم الحدیث: 5801، ابوداؤد، رقم الحدیث: 5023، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2659، ابن ماجہ، رقم الحدیث: 30، دارمی، رقم الحدیث: 231، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 326، ابن حبان، رقم الحدیث: 31، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 380، بیہقی، رقم الحدیث: 20782، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 259، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 204

844: بخاری، رقم الحدیث: 6993

خوابیں رب تعالٰی کی طرف سے ہوتی ہیں مگر بارگاہِ الٰہی کا ادب یہ ہے کہ بُری اور ڈراونی خوابوں کو شیطان کی طرف سے نسبت دے کیونکہ مسلمان کی بری خوابوں سے بہت خوش ہوتا ہے۔) مرقات( بہرحال اچھی خواب رب کی بشارت ہے تاکہ مسلمان اللہ کی رحمت کا منتظر اور شکر میں مشغول ہوجائے بری خواب مایوس کن ہے اور مایوسی شیطانی عمل ہے۔

یعنی اچھی خواب ضرور بیان کرے تاکہ اس کا ظہور ہوجائے مگر بیان کرے ایسے عالم معتبر سے جو اس کا دوست و خیرخواہ ہوتا کہ وہ تعبیر خراب نہ دے اچھی تعبیر دے خواب کی پہلی تعبیر ہی پر خواب کا ظہور ہوتا ہے۔

یہ عمل بہت مجرب ہے کیسی ہی خطرناک خواب دیکھو یہ عمل کرلو ان شاء اللہ اس کا ظہور کبھی نہ ہوگا، اچھی خواب اللہ کی نعمت ہے اس کا چرچہ کرو "وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ "اور بری خواب بلا وامتحان ہے اس پر صبر کرو کسی سے نہ کہو رب سے عرض کرو ان شاء اللہ دفع ہوجائے گی۔ چونکہ حضور کے خطرناک خواب بھی رب کی طرف سے ہوتے تھے اس لیے حضور لوگوں سے انکا ذکر فرمادیتے پھر ان کا ظہور بھی ہوتا تھا جیسے حضور نے خواب میں تلوار ٹوٹی دیکھی اس کا ظہور غزوہ احد کی تکالیف کی شکل میں نمودار ہوا، ہاتھوں پر بھاری کنگن دیکھے ان کا ظہور مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی سے ہوا لہٰذا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان حضور کے اس عمل شریف کے خلاف نہیں۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص448)

(۸۴۵) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ - وَفِیْ رِوَايَةٍ: الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ - مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطٰنِ، فَمَنْ رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ شِمَالِهٖ ثَلَاثًا، وَّلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطٰنِ ؛ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَلنَّفْثُ": نَفْخٌ لَّطِيْفٌ لَّا رِيْقَ مَعَهُ .

◀ ◀ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھے خواب، اور ایک روایت میں ہے عمدہ خواب اللہ تعالٰی کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہیں اور جو شخص کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے اور شیطان سے اللہ تعالٰی کی پناہ مانگے (اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھے) تو بے شک وہ اس کو نقصان نہیں دے گا۔ (متفق علیہ)

## حلِ لغات:

النفث: آہستہ سے پھونکنا جس میں تھوک نہ ہو۔

## شرح:

یہ حدیث ماقبل حدیث کے ہم معنی ہے اس کی شرح گزر چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

845: بخاری، رقم الحدیث: 6995

(۸۴۶) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یَکْرَهُهَا، فَلْیَبْصُقْ عَنْ یَسَارِهٖ ثَلَاثًا، وَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ ثَلَاثًا، وَلْیَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے اور تین مرتبہ شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور جس پہلو پر لیٹا ہوا تھا اس سے دوسرے پہلو پر پلٹ جائے۔ (مسلم)

(۸۴۷) وَعَنْ اَبِی الْاَسْقَعِ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرٰی اَنْ یَّدَّعِیَ الرَّجُلُ اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ، اَوْ یُرِیْ عَیْنَهٗ مَا لَمْ تَرَ، اَوْ یَقُوْلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ یَقُلْ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◀ حضرت ابوالاسقع واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرے۔ یا اپنی آنکھوں سے ایسی چیز دیکھنے کا دعویٰ کرے جو اس نے نہیں دیکھی' یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات منسوب کرے جو آپ نے نہیں فرمائی۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

واثلہ ابن اسقع: آپ لیثی ہیں، جب حضور انور غزوہ تبوک کی تیاری فرما رہے تھے تب آپ ایمان لائے، مشہور یہ ہے کہ آپ نے تین سال حضور انور کی خدمت کی صفہ والوں سے تھے پہلے بصرہ میں رہے پھر شام میں آپ کا گھر دمشق سے تین کوس دور بلاء میں تھا پھر بیت المقدس چلے گئے وہاں ہی وفات پائی سو برس عمر ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الواؤ فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حلِ لغات:

الفِرٰی: از، فریاً، بمعنی جھوٹ، تہمت، کسی پر جھوٹ باندھنا۔ افتراء،

## شرح:

صحیح حدیث شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو نسب میں اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے کو نسبت کرے اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور آدمیوں، سب کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول

846: مسلم، رقم الحدیث: 2262

847: بخاری، رقم الحدیث: 3509

کرے نہ نفل "۔(" صحیح مسلم "، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ ..................الخ، الحدیث:۱۳۷۰، ص۷۱۲......)

اور بعض سُفہائے بے عقل جن کا باپ شیخ یا اور قوم سے ہے، صرف ماں کے سیدانی ہونے پر سید بن بیٹھتے ہیں اور اس بناء پر اپنے آپ کو سیّد کہتے کہلاتے ہیں یہ بھی محض جہالت ومعصیت اور وہی دوسرے باپ کو اپنا باپ بنانا ہے۔شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے نہ کہ ماں سے۔

# كِتَابُ السَّلَامِ

## کتاب السلام

فائدہ: کتاب کا معنی گزر چکا ہے۔

سلام کا معنی: سلامی، تسلیم، آداب، رخصت کرنا، الوداع، بس جائیے، معاف کیجیے، خاتمہ نماز پر دائیں بائیں پھرنا، غزل کے انداز پر وہ نظم جس میں واقعات کربلا کا ذکر ہو، کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنا، (فیروز اللغات)

سلام کی تعریف: نفس کا دارین (دنیا اور آخرات) میں تنگی وتکلیف سے بچے رہنا یہاں مراد دارین میں امن وسلامتی کی دعا دینا یعنی "السلام علیکم" کہنا ہے، (ابوالاحمد غفرلہ)

سلام کے لغوی معنی ہیں آفات یا عیوب سے سلامتی، اسی سے ہے تسلیم۔ اللہ تعالیٰ کا نام ہے سلام بمعنی تمام عیوب سے پاک، اپنے بندوں کو سلامتی وامن دینے والا، اسی سے ہے مسلم بمعنی صلح وصفائی، یہاں سلام سے مراد سلام کا جواب ہے جو آتے جاتے وقت کہا جاتا ہے یعنی السلام علیکم کہنا اور اس کا جواب دینا۔

لطیفہ: علماء فرماتے ہیں کہ السلام علیکم کے معنی ہیں کہ تم پر سلامتی وامان نازل ہو۔ علیکم سے پہلے نازلۃ پوشیدہ ہے اور یہ دعائیہ جملہ ہے، مگر صوفیاء فرماتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں سلام یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال، احوال، افعال، اقوال کا نگران ہے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے، ان کے ہاں سلام نام ہے اللہ تعالیٰ کا اور علیکم سے پہلے رقیب پوشیدہ ہے بمعنی نگران۔ (اشعۃ اللمعات) وہ جو حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور انور نے تیمّم فرما کر سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ سلام اللہ کا نام ہے اس لیے بغیر وضو یہ نام نہ لیا وہ حضرات صوفیاء کے معنی کی تائید کرتا ہے۔

دوسرا لطیفہ: مسلمان کو سلام کرنا سنت اور سلام کا جواب دینا فرض ہے مگر ثواب زیادہ ہے سلام کرنے کا یعنی اس سنت کا ثواب اس فرض سے زیادہ ہے جیسے وقت پر قرض ادا کرنا فرض ہے اور وقت سے پہلے ادا کرنا سنت مگر ثواب اس کا زیادہ ہے کہ وعدے سے پہلے ادا کرے یا جیسے محتاج مقروض کو ڈھیل دینا مہلت دینا فرض ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَیْسَرَةٍ" معاف کر دینا سنت ہے مگر معاف کر دینے کا ثواب زیادہ ہے بہرحال بعض سنتوں کا ثواب بعض فرضوں سے زیادہ ہے۔

# ۱۳۱-بَابُ فَضْلِ السَّلَامِ وَالْاَمْرِ بِاِفْشَائِهٖ

## سلام کی فضیلت اور اس کو عام کرنے کے حکم کا بیان

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰی اَهْلِهَا ﴾ (النور: 27)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو۔

تشریح:

شرعی ادب بیان ہورہا ہے کہ " کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت مانگو، جب اجازت ملے، جاؤ پہلے سلام کرو، اگر پہلی دفعہ کی اجازت طلبی پر جواب نہ ملے تو پھر اجازت مانگو۔ تین مرتبہ اجازت چاہو اگر پھر بھی اجازت نہ ملے تو لوٹ جاؤ"۔

صحیح حدیث میں ہے کہ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ تین دفعہ اجازت مانگی، جب کوئی نہ بولا تو آپ رضی اللہ عنہ واپس لوٹ گئے۔ تھوڑی دیر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا! دیکھو عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ آنا چاہتے ہیں، انہیں بلا لو لوگ گئے، دیکھا تو وہ چلے گئے ہیں۔ واپس آ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی۔ دوبارہ جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ واپس کیوں چلے گئے تھے؟ جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ تین دفعہ اجازت چاہنے کے بعد بھی اگر اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جاؤ۔ (عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً ﴾ (النور: 61)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ۔

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا ﴾ (النساء: 86)

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو۔

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرَاهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ ﴾ (الذاریات:25-24) .

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی جب وہ اس کے پاس آ کر بولے: سلام کہا: سلام!

(۸۴۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: "تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اسلام کی کون سی چیز سب سے بہتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ کہ تم کھانا کھلاؤ اور سلام کہو ہر شخص کو خواہ تم اس کو جانتے ہو یا نہیں جانتے۔ (متفق علیہ)

(۸۴۹) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰٓئِكَ نَفَرٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ ؛ فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ . فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَزَادُوْهُ: وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہیں حکم دیا کہ جاؤ اور فرشتوں کی اس بیٹھی ہوئی جماعت کو سلام کرو اور غور سے سنو کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں، کیونکہ وہی تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہے۔ تو انہوں (حضرت آدم علیہ السلام) نے (فرشتوں سے) کہا: السلام علیکم۔ تو انہوں نے جواب دیا: السلام علیک ورحمۃ اللہ اور انہوں نے "ورحمۃ اللہ" کا اضافہ کیا۔ (متفق علیہ)

---

848: بخاری، رقم الحدیث:12

849: بخاری، رقم الحدیث:6227

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

یُحَیُّوْنَكَ ؛ از تحیة، سلام کرنا،

## شرح:

جلوس یا تو مصدر ہے تو اس سے پہلے ذو پوشیدہ ہے یا جمع ہے جالس کی جیسے قاعدہ کی جمع ہے قعود اور راکع وساجد کی جمع ہے رکوع وسجود یعنی وہ جماعت ملائکہ جو بیٹھی ہوئی ہے انہیں سلام کرو، اعلیٰ سے ادنی کو سلام کرایا، مسجود سے ساجدین کو تحیۃ کرائی غالبًا یہ واقعہ سجدہ آدم کے بعد کا ہے۔

اس ارشاد فرمانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سلام جواب کا علم نہ تھا بلکہ اسے سنت ملائکہ قرار دینے کے لیے کہا تا کہ اولادِ آدم کو یہ معلوم ہو جائے کہ سلام کرنا سنت آدم علیہ السلام ہے اور اعلیٰ جواب دینا سنت ملائکہ، رب تعالیٰ انہیں تمام چیزوں کا علم پہلے ہی دے چکا تھا۔

معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کے الفاظ سے سلام کرنے کا طریقہ پہلے ہی سے معلوم تھا اس لیے رب تعالیٰ نے آپ کو سلام کے الفاظ نہ بتائے سب کچھ پہلے ہی بتا دیا سمجھا دیا گیا ہے۔

اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جواب سلام میں السلام علیکم کہنا بھی جائز اگرچہ وعلیکم السلام کہنا افضل ہے۔ دوسرے یہ کہ جواب میں کچھ زیادہ الفاظ کہنا بہتر ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص463)

**(۸۵۰) وَعَنْ اَبِیْ عُمَارة الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَمرنا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ: بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَنَصْرِ الضَّعِيْفِ، وَعَوْنِ الْمَظْلُوْمِ، وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، هٰذَا لَفْظُ اِحْدٰى رِوَايَاتِ الْبُخَارِيِّ .**

◀◀ حضرت ابی عمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کا حکم دیا: (1) مریض کی بیمار پرسی کرنا۔ (2) جنازوں کے ساتھ جانا۔ (3) چھینکنے والے کی چھینک کا جواب یَرْحَمُكَ اللّٰهُ سے دینا۔ (4) کمزوروں کی مدد کرنا۔ (5) سلام کو پھیلانا۔ (7) اور قسم کھانے والے کی قسم کو پورا کرنا۔ (متفق علیہ)

---

850: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6235

یہ الفاظ بخاری کی روایت کے ہیں۔

## تعارفِ راوی:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:80 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ: از براءً، بمعنی بری کرنا، یہاں مراد قسم کھانے والے کا قسم کے حق کو پورا کرنا۔

## شرح:

یعنی اگر کوئی شخص آئندہ کے متعلق کسی ایسے کام کی قسم کھائے جو تم کر سکتے ہو تو ضرور کردو تا کہ اس کی قسم پوری ہو جائے اور کفارہ واجب نہ ہو، مثلاً کوئی کہے کہ خدا کی قسم جب تک تم فلاں کام نہ کرلو میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں یا خدا کی قسم کل تم میرے پاس ضرور آؤ گے یا اگر تم فلاں کام نہ کرو تو میری بیوی کو طلاق، ان سب صورتوں میں تم وہ کام ضرور کرلو، بشرطیکہ وہ کام ناجائز نہ ہو۔ لمعات ومرقات میں ہے کہ مظلوم مسلمان ہو یا کافر ذمی یا مستامن حتی المقدور اس کی ضرور مدد کی جائے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2، ص751)

(۸۵۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لاَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا، وَلاَ تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوا، اَوَلاَ اَدُلُّكُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوا السَّلاَمَ بَیْنَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تم کو ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جس پر تم عمل کرو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ اپنے درمیان سلام کو پھیلایا کرو۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اَفْشُوا: از ، افشاءً بمعنی پھیلانا، ظاہر کرنا،

---

851: مسلم شریف، رقم الحدیث:54

شرح:

یعنی کمال ایمان مسلمانوں کی آپس کی محبت سے نصیب ہوتا ہے، آپس کی عداوتیں بہت سے گناہ بلکہ کبھی کفر کا موجب ہوجاتی ہیں۔

سلام پھیلانے کے یہ معنی ہیں کہ ہر مسلمان کو سلام کرے جان پہچان والا ہو یا انجان۔ تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ مسلمانوں کے دلوں کی عداوت مٹانے محبت پیدا کرنے کے لیے سلام مصافحہ ایک اکسیر ہے حضور کا فرمان بالکل ٹھیک ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص468)

(۸۵۲) وَعَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "یَا اَیُّهَا النَّاسُ، اَفْشُوا السَّلَامَ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْاَرْحَامَ، وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِیَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀ ◀ حضرت ابو یوسف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اے لوگو! سلام کو عام کرو۔(مسکینوں کو) کھانا کھلاؤ۔ صلۂ رحمی کرو اور نماز پڑھو جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔ تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔

تعارف راوی:

آپ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے، یہود کے بڑے عالم تھے، انہیں حضور انور نے جنت کی خوشخبری دی، آپ کی وفات ۴۳ھ تینتالیس میں مدینہ منورہ میں ہوئی، قرآن مجید میں جہاں اہل کتاب کی تعریف آتی ہے وہاں اکثر آپ ہی مراد ہوتے ہیں، بڑے فضائل وخوبیوں کے مالک ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف العین، فصل فی الصحابہ، مراۃ المناجیح جلد ہشتم)

حکم حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حلِ لغات:

نِیَامٌ: از نوماً بمعنی سونا، نیند کرنا،

شرح:

یہ حدیث ماقبل حدیث کے ہم معنی ہے،

852: جامع ترمذی، رقم الحدیث:2485

(۸۵۳) وَعَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: اَنَّهُ كَانَ يَاْتِیْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، فَيَغْدُوْا مَعَهُ اِلَى السُّوْقِ، قَالَ: فَاِذَا غَدَوْنَا اِلَى السُّوْقِ، لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰه عَلٰى سَقَّاطٍ وَّلاَ صَاحِبِ بَيْعَةٍ، وَّلاَ مِسْكِيْنٍ، وَّلاَ اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ، قَالَ الطُّفَيْلُ: فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْماً، فَاسْتَتْبَعَنِيْ اِلَى السُّوْقِ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا تَصْنَعُ بِالسُّوْقِ، وَاَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ، وَلاَ تَسْاَلُ عَنِ السِّلَعِ، وَلاَ تَسُوْمُ بِهَا، وَلاَ تَجْلِسُ فِیْ مَجَالِسِ السُّوْقِ؟ وَاَقُوْلُ: اجْلِسْ بِنَا هاهُنَا نَتَحَدَّث، فَقَالَ: يَا اَبَا بَطْنٍ - وَكَانَ الطفَيْلُ ذَا بَطْنٍ - اِنَّمَا نَغْدُوْا مِنْ اَجْلِ السَّلاَمِ، فنُسَلِّمُ عَلٰى مَنْ لَّقِيْنَاهُ ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ فِی الْمُوطَّاَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ ۔

◀ ◀ حضرت طفیل بن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس جاتے تو وہ ان کو ساتھ لے کر بازار کی طرف چل پڑتے۔ راوی کہتے ہیں: جب ہم چل پڑتے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جس ردّی فروش، دکاندار یا مسکین کے پاس سے گزرتے اس کو سلام کہتے۔ حضرت طفیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ایک دفعہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے ساتھ بازار چلنے کو کہا: میں نے عرض کیا: بازار جا کر کیا کریں گے؟ وہاں آپ نہ تو خریداری کے لئے رکتے ہیں نہ سامان کے متعلق پوچھتے ہیں، نہ بھاؤ کرتے ہیں اور نہ بازار کی مجلس میں بیٹھتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ یہیں ہمارے پاس تشریف رکھیں۔ ہم باتیں کریں گے فرمایا: اے بڑے پیٹ والے! اور حضرت طفیل کا پیٹ بڑا تھا۔ ہم صرف سلام کی غرض سے جاتے ہیں ہم جس سے ملتے ہیں اس کو ہم سلام کہتے ہیں۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 13 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں اس کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

## حلِ لغات:

فَاسْتَتْبَعَنِیْ: پیچھے چلنے کو کہنا، از تبعاً، پیچھے چلنا،

## شرح:

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارا بازار جانا بھی عبادت ہے کہ ہم وہاں عملی تبلیغ کے لیے جاتے

853: الموطا، رقم الحدیث: 1844

ہیں، سلام کی اشاعت کرنا لوگوں کو سلام کرنے کی عادت ڈالنا۔ معلوم ہوا کہ لوگوں کو سنت کا عادی بنانا بھی بہترین عبادت ہے، علماء اگر لوگوں کے پاس جا کر انہیں تبلیغ کریں تو بہت ہی اچھا ہے، گھر بلا کر تبلیغ کرنا اور لوگوں کے گھر جا کر تبلیغ کرنا دونوں ہی سنت ہیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص501)

## ۱۳۲-بَابُ كَيْفِيَّةِ السَّلَامِ

## سلام کی کیفیت کا بیان

يُسْتَحَبُّ اَنْ يَّقُوْلَ الْمُبْتَدِءُ بِالسَّلَامِ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ . فَيَاتِ بِضَمِيْرِ الْجَمْعِ، وَاِنْ كَانَ الْمُسَلَّمُ عَلَيْهِ وَاحِدًا، وَّيقُوْلُ الْمُجِيْبُ: وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَيَاتِيْ بِوَاوِ الْعَطْفِ فِيْ قَوْلِهٖ: وَعَلَيْكُمْ

مستحب یہ ہے کہ پہلے کہنے والا کہے: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ تو جمع ضمیر استعمال کرے خواہ جس کو وہ سلام کر رہا ہے ایک ہی ہو اور جواب دینے والا کہے: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اپنے قول وعلیکم میں واوِ عطف کا استعمال کرے۔

(۸۵۴) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَشْرٌ" ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ: "عِشْرُوْنَ" ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ: "ثَلَاثُوْنَ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀◀ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: السلام علیکم۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا پھر وہ شخص بیٹھ گیا۔ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دس (یعنی اس شخص کے لئے دس نیکیاں ثابت) ہو گئیں۔ پھر ایک شخص آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا پس وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: بیس (یعنی اس کو بیس نیکیاں ملیں گی) پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو آپ نے سلام کا جواب دیا: سو وہ بیٹھ گیا۔ تو آپ نے فرمایا: تیس (یعنی اس کو تیس نیکیاں ملیں گی)

### تعارفِ راوی:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 24 کے تحت ہو چکا ہے۔

854: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5195

## حکمِ حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## حلِ لغات:

فَرَدَّ: از رداً بمعنی لوٹانا، پھیرنا، سلام کا جواب دینا۔

## شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص کو بھی سلام کرے تو علیکم جمع سے کہے کہ اس میں ان فرشتوں کو سلام ہو جاتا ہے جو انسان کے ساتھ رہتے ہیں محافظین اور کاتبین اعمال وغیرہم اگر چہ علیک واحد کہنا بھی جائز ہے۔
عشر فاعل ہے ثبت لہ پوشیدہ کا یا نائب فاعل ہے کتب فعل مجہول کا یعنی اس کو دس نیکیوں کا ثواب حاصل ہوا یا اس کے لیے دس نیکیاں لکھی گئیں۔
معلوم ہوا کہ سلام کے ہر کلمہ پر دس نیکیاں ملتی ہیں جتنے کلمات زیادہ ہوں اتنی نیکیاں اسی حساب سے زیادہ ہوں گی جواب دینے والا زیادہ اچھا جواب دے یعنی سلام کے کلمات پر کچھ کلمات بڑھا کر جواب دے۔
(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص481)

(۸۵۵) وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا، قَالَتْ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "ھٰذَا جِبْرِیْلُ یَقْرَأُ عَلَیْكِ السَّلاَمَ" قَالَتْ: قُلْتُ: وَعَلَیْہِ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ . مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .
وَھٰکَذَا وَقَعَ فِیْ بَعْضِ رِوَایَاتِ الصَّحِیْحَیْنِ: "وَبَرَکَاتُہُ" وَفِیْ بَعْضِھَا بِحَذْفِھَا، وَزِیَادَةُ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ .

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جبریل ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (متفق علیہ)
اور صحیحین کی بعض روایات میں لفظ "وبرکاتہ" بھی مروی ہے، اور بعض میں اس کو حذف کیا گیا ہے۔ اور ثقہ راوی کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 2 کے تحت ہو چکا ہے۔

---

855: بخاری شریف، رقم الحدیث: 3217

## شرح:

اس حدیث کی بناء پر بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہ جناب عائشہ صدیقہ سے افضل ہیں کہ جناب عائشہ کو تو جبریل امین نے سلام کیا اور جناب خدیجہ کو حضرت جبریل نے رب تعالٰی کا سلام پہنچایا۔ (مرقات، لمعات)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھتے تھے اور باوجودیکہ حضرت جبریل میرے گھر میں بلکہ میرے بستر میں میرے پاس ہی حضور انور کی خدمت میں آتے تھے مگر میں انہیں نہ دیکھتی تھی، نور کو دیکھنے کے لیے نور کی آنکھیں چاہئیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کسی کا سلام پہنچائے تو اگرچہ یہ کہنا افضل ہے کہ علیک وعلیہ السلام مگر یہ کہنا بھی درست ہے وعلیہ السلام۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یارخان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج8، ص428)

(۸۵۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا تکلم بِکَلِمَةٍ اَعَادَھَا ثَلَاثًا حَتّٰی تُفھَمَ عَنْہُ، وَاِذَا اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ سلم عَلَیْھِمْ ثَلَاثًا ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کلام فرماتے تو اس کو تین مرتبہ دہراتے تھے تاکہ لوگ آپ کی بات سمجھ سکیں اور جب کسی جماعت کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں سلام کہتے تو تین مرتبہ سلام کہتے تھے۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اَعَادَھَا: از، عادۃً، دہرانا،

## شرح:

لفظ سے مراد پوری بات ہے، یعنی مسائل بیان کرتے وقت ایک ایک مسئلہ تین تین بار فرماتے تاکہ لوگوں کے ذہن میں اتر جائے ہر کلام مراد نہیں۔

ایک سلام اجازت حاصل کرنے کا، دوسرا ملاقات کا، تیسرا رخصت کا، لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضور بوقت ملاقات ایک سلام کرتے تھے کیونکہ وہاں صرف ملاقات کا سلام مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھر میں داخلے کی اجازت کے لئے شور نہ مچائے، بہت دروازہ نہ پیٹے، بلکہ صرف یہ کہے السلام علیکم آجاؤں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آنے اور

856: بخاری شریف، رقم الحدیث: 95

جانے والا سلام کرے اگر چہ بڑا ہو۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج2،ص206)

امام نووی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

وَھٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰی مَا اِذَا کَانَ الْجَمْعُ کَثِیْرًا

ترجمہ:اور یہ حکم اس صورت حال پر محمول ہے جب اجتماع زیادہ ہو۔

(۸۵۷) وَعَنِ الْمِقْدَادِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ حَدِیْثِہِ الطویل، قَالَ: کُنَّا نَرْفَعُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَصِیْبَہُ مِنَ اللَّبَنِ، فَیَجِیْءُ مِنَ اللَّیْلِ، فَیُسَلِّمُ تَسْلِیْمًا لَّا یُوْقِظُ نَائِمًا، وَّیُسْمِعُ الْیَقْظَانَ، فَجَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ کَمَا کَانَ یُسَلِّمُ ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ▶ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اپنی طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کا دودھ رکھ دیتے تھے۔ آپ رات کو تشریف لاتے تو سلام کہتے یوں کہ آپ سونے والوں کو نہ جگاتے اور جو جاگ رہے ہوتے ان کو سلام کے الفاظ سناتے پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے اسی طرح سلام کہا جس طرح کہ آپ سلام کہا کرتے تھے۔(مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر:395 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

- نَرْفَعُ: از رفعاً، بمعنی اٹھانا، لینا۔

## شرح:

کھانا کھانے والے، استنجا کرنے والے، سوتے ہوئے کو سلام کرنا منع ہے کیونکہ وہ جواب نہیں دے سکتے تو جو جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع ہے اگر مردے نہ سنتے ہوتے تو قبرستان جاتے وقت انہیں سلام نہ کیا جاتا اور نماز میں حضور کو سلام نہ ہوتا۔

ضروری ہدایت: زندگی میں لوگوں کی سننے کی طاقت مختلف ہوتی ہے بعض قریب سے سنتے ہیں جیسے عام لوگ اور بعض دور سے بھی سن لیتے ہیں جیسے پیغمبر اور اولیاء۔ مرنے کے بعد یہ طاقت بڑھتی ہے گھٹتی نہیں لہٰذا عام مردوں کو ان کے قبرستان میں جا کر پکار سکتے ہیں دور سے نہیں لیکن انبیاء و اولیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو دور سے بھی پکار سکتے ہیں کیونکہ وہ جب زندگی میں دور سے سنتے تھے تو بعد وفات بھی سنیں گے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہر جگہ سے سلام عرض کرو مگر دوسرے مردوں کو صرف قبر پر جا کر دور سے نہیں۔

857: مسلم شریف، رقم الحدیث:2055

دوسری ہدایت: اگرچہ مرنے کے بعد روح اپنے مقام پر رہتی ہے لیکن اس کا تعلق قبر سے ضرور رہتا ہے کہ عام مردوں کو قبر پر جا کر پکارا جاوے تو سنیں گے مگر اور جگہ سے نہیں۔ جیسے سونے والا آدمی کہ اس کی ایک روح نکل کر عالم میں سیر کرتی ہے لیکن اگر اس کے جسم کے پاس کھڑے ہو کر آواز دو تو سنے گی۔ دوسری جگہ سے نہیں سنتی۔

(مزید تفصیل کے لیے علم القرآن کا مطالعہ فرمائیں، ابوالاحمد غفرلہ)

(۸۵۸) وَعَنْ اَسْمَآءِ بِنْتِ يَزِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا، وَّعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَآءِ قُعُوْدٌ، فَاَلْوٰى بِيَدِهٖ بِالتَّسْلِيْمِ ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" ۔

وَهٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَمَعَ بَيْنَ اللَّفْظِ وَالْاِشَارَةِ، وَيُؤَيِّدُهٗ اَنَّ فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ: فَسَلَّمَ عَلَيْنَا ۔

◀ ◀ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں سے گزرے اور عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی تو آپ نے انہیں سلام کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ کیا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

اور یہ اس پر محمول ہے کہ آپ نے سلام اور اشارے کو جمع فرمایا اور اس کی تائید ابوداؤد کی وہ روایت کرتی ہے جس میں مروی ہے: اور آپ نے ہمیں سلام کیا۔

## تعارفِ راوی:

اسماء بنت یزید: آپ مشہور صحابیہ انصاریہ ہیں، بڑی عالمہ عاقلہ عابدہ زاہدہ تھیں۔ (مرآۃ المناجیح جلد ہفتم)

## حلِ لغات:

عُصْبَةٌ: جماعت، اجتماع،

## شرح:

اجنبی عورتوں کو سلام کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے کہ وہاں فتنہ کا خطرہ نہیں، دوسرے مسلمان اجنبی عورتوں خصوصاً جوان عورتوں کو ہرگز سلام نہ کریں نہ ان کے سلام کا جواب دیں کہ یہ سلام عشق بلکہ بدکاری کی ابتداء بن سکتا ہے۔ (مرقات واشعہ) (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص484)

(۸۵۹) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ

858: جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2697

859: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5209

اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَاَهُمْ بِالسَّلَامِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ، وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ بَنَحْوِهِ وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" ۔ وَقَدْ ذُكِرَ بَعْدَهُ ۔

◀ ◀ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب وہی شخص ہے جوسلام میں پہل کرے۔

ابوداؤد نے اس کوعمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اوراسی طرح ترمذی نے بھی روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اورانہوں نے اس کے بعد یہ حدیث بیان کی ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلداوّل حدیث نمبر: 75 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جس سے ملاقات ہوتی توسلام میں پہل فرماتے۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی حب النبی، فصل فی خَلقہ وخُلقہ، الحدیث ۱۴۳۱، ج ۲، ص ۱۵۵)

ایک مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔سلام میں پہل کرنے والاتکبر سے دور ہو جاتا ہے۔"

(شعب الایمان، باب فی مقاربۃ اھل الدین ......... الخ، الحدیث: ۸۷۸۶، ج ۶، ص ۴۳۳)

حضرتِ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا کہ "جب دو مسلمان مرد ملاقات کرتے ہیں اور ان میں سے ایک اپنے رفیق کوسلام کرتا ہے توان میں سے اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ محبوب وہ ہوتا ہے جو اپنے رفیق سے زیادہ گرم جوشی سے ملاقات کرتا ہے۔پھر جب وہ مصافحہ کرتے ہیں توان پر سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں ان میں سے نوے رحمتیں سلام میں پہل کرنے والے کے لئے اور دس مصافحہ میں پہل کرنے والے کے لئے ہیں۔"

(مسند البزار، رقم ۲۳۸، ج ۱، ص ۴۳۷)

(۸۶۰) وَعَنْ اَبِيْ جُرَيِّ الْهُجَيْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ قَالَ: "لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ ؛ فَاِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَوْتٰى"

رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ"، وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ ۔

◀ ◀ حضرت ابی جری الھجیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا

---

860: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5209

اور میں نے عرض کیا: علیك السلام یارسول اللہ ! آپ نے فرمایا: علیك السلام نہ کہو، کیونکہ یہ مردوں کا سلام ہے۔

یہ حدیث طوالت کے ساتھ پہلے بیان ہو چکی ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو جری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 799 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## حلِ لغات:

تَحِیَّةُ: سلام، تحفہ،

## شرح: شہدائے کرام کے مزارات پر سلام کا طریقہ:

شُہداءِ کرام رحمہم اللہ کے مزاراتِ طاہرات کی زیارت کے وقت اس طرح سلام عرض کیجئے: سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ: ترجمہ: تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کے بدلے، پس آخرت کیا ہی اچھا گھر ہے۔
(فتاوٰی عالمگیری ج۵ ص ۳۵۰)

# ۱۳۳-بَابُ اٰدَابِ السَّلَامِ

## سلام کے آداب کا بیان

(۸۶۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَی الْمَاشِیْ، وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ، وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْكَثِیْرِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

وَفِیْ رِوَایَةِ الْبُخَارِیِّ: "وَالصَّغِیْرُ عَلَی الْكَبِیْرِ" .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سوار پیدل کو سلام کرے پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے، اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔ (متفق علیہ)

اور بخاری کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

861: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6231

**حلِ لغات:**

الرَّاکِبُ: از رکوباً، سوار ہونا، چڑھنا۔

**شرح:**

یعنی جب سوار اور پیدل مسلمان ملیں تو پیدل کو سوار سلام کرے کیونکہ سوار پیدل سے اعلیٰ حالت میں ہے اور سلام میں اظہار عجز و نیاز ہے اس لیے وہ ہی اظہار نیاز کرے جو بظاہر افضل ہے مگر یہ افضلیت کا ذکر ہے اس کے برعکس بھی جائز ہے۔

اور جب کوئی شخص کسی بیٹھے ہوئے شخص کے پاس یا مجمع میں آوے یا ان پر سے گزرے تو وہ مجمع والے اس کو سلام نہ کریں بلکہ یہ آنے والا سلام کرے کہ ملاقات یہ کر رہا ہے اس بیٹھے سے کر رہا ہے اور سلام ملاقات کرنے والے کے لیے ہے۔

اور جب دو طرفہ مسلمان آرہے ہوں اور دونوں یکساں حالت میں ہوں کہ یا دونوں سوار ہوں یا دونوں پیادہ ہوں تو قانون یہ ہے کہ تھوڑے آدمی بہت سوں کو سلام کریں تاکہ چھوٹی جماعت بڑی جماعت کا احترام کرے ممکن ہے کہ اس بڑی جماعت میں اللہ والے زیادہ ہوں بڑی جماعت کا بڑا احترام ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص469)

(۸۶۲) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ صُدَیِّ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاھِلِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ مَنْ بَدَاَھُمْ بِالسَّلَامِ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ ۔

وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، الرَّجُلَانِ یَلْتَقِیَانِ اَیُّھُمَا یَبْدَاُ بِالسَّلَامِ؟، قَالَ: "اَوْلَاھُمَا بِاللّٰہِ تَعَالٰی" قَالَ التِّرْمِذِیُّ: "ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ" ۔

◀ حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی شخص ہے جو ان میں سلام میں پہل کرے۔

ابوداؤد نے اس کو عمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور ترمذی نے حضرت ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! دو آدمی آپس میں ملیں تو کون پہلے سلام کرے۔ فرمایا: جو ان میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہے۔

**تعارفِ راوی:**

حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:75 کے تحت ہو چکا ہے۔

862: سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:5197

## حکم حدیث:

امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## حلِ لغات:

بدأ: از، ابتداءً، بمعنی پہلے کرنا، شروع کرنا، پیدا کرنا، ابتداء کرنا،

## شرح:

اس کی شرح حدیث نمبر:859 کے تحت ہو چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

# ۱۳۴-بَابُ اسْتِحْبَابِ اِعَادَةِ السَّلَامِ عَلٰى مَنْ تَكَرَّرَ لِقَاؤُهٗ عَلٰى قُرْبٍ بِاَنْ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ ثُمَّ دَخَلَ فِي الْحَالِ، اَوْ حَالَ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ وَنَحْوُهَا

## تھوڑی دیر میں اگر دوبار ملاقات ہو مثلاً اندر داخل ہو پھر باہر نکلے اور ساتھ ہی پھر اندر داخل ہوا یا ان کے درمیان درخت حائل ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں دوبار سلام کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

(۸۶۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ حَدِيْثِ الْمُسِیْءِ صَلَاتَهٗ: اَنَّهٗ جَآءَ فَصَلّٰى، ثُمَّ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ، فَقَالَ: "اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ" فَرَجَعَ فَصَلّٰى، ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز بھول جانے والے آدمی کی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص آیا اس نے نماز پڑھی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام عرض کیا۔ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: واپس جاؤ اور نماز پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز ٹھیک نہیں پڑھی۔ تب وہ شخص لوٹ گیا اور اس نے نماز پڑھی' پھر آیا تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا حتیٰ کہ اس نے یہ فعل تین مرتبہ کیا۔ (متفق علیہ)

(۸۶۴) وَعَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا لَقِیَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَاِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ، اَوْ جِدَارٌ، اَوْ حَجَرٌ، ثُمَّ لَقِيَهٗ، فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ ۔

863: بخاری شریف، رقم الحدیث:757

864: ابی داؤد، رقم الحدیث:5200

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر ان کے درمیان درخت، دیوار یا پتھر وغیرہ حائل ہو اور پھر وہ اس سے ملے تو دوبارہ اس کو سلام کرے۔ (ابوداؤد)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

حَالَتْ: از حولاً بمعنی درمیان میں آنا، حائل ہونا،

## شرح:

بھائی سے مراد اسلامی بھائی ہے خواہ اپنا عزیز ہو یا اجنبی۔ بھائی فرما کر اشارۃً فرمایا کہ اجنبی عورت کو سلام نہ کرے۔ یعنی ملاقات کا سلام غائب ہونے کے بعد ملنے پر ہوگا غائب ہونا اگرچہ معمولی ہی ہو ذرا سی آڑ درمیان میں آ گئی ہے غائب ہونا پالیا گیا اب ملنا ملاقات ہے سلام کرو، بلکہ حکمی غائب ہونے کے بعد بھی سلام سنت ہے اس لیے نماز ختم ہونے پر سلام کیا جاتا ہے اس سلام میں نمازی ایک دوسرے کی نیت کریں کیونکہ نمازی بحالت نماز ایک دوسرے سے حکماً غائب تھے اب عالم بالا کی سیر کر کے آ رہے ہیں لہٰذا سلام کرتے ہیں۔ بعد نمازِ فجر بعض لوگ مصافحہ کرتے ہیں اس کی وجہ بھی یہ ہی ہے کہ مصافحہ بوقت ملاقات ہوتا ہے اور یہ بھی وقت ملاقات ہے۔ خیال رہے کہ یہاں وہ حالات مراد ہیں جن میں سلام ممنوع نہ ہو لہٰذا جو پیشاب پاخانہ یا جماع میں مشغول ہو یا سو رہا ہو، اونگھ رہا ہو یا نماز یا اذان میں مشغول ہو یا غسل خانہ میں ہو، کھانا کھا رہا ہو لقمہ منہ میں ہو یا تلاوت قرآن کر رہا ہو یا دینی درس دے رہا ہو یا سن رہا ہو اسے سلام نہ کرے، اگر کرے گا تو اس کا جواب دینا لازم نہ ہوگا۔) مرقات (یوں ہی جمعہ کے دن خطبہ کے وقت سلام ممنوع ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص487)

# ۱۳۵-بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ اِذَا دَخَلَ بَیْتَهٗ

## جب اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کرنا مستحب ہے

### آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً ﴾ (النور: 61).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک

پاکیزہ۔

**تشریح:**

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ باتوں کی وصیت کی ہے فرمایا ہے اے انس! کامل وضو کرو تمہاری عمر بڑھے گی۔ جو میرا امتی ملے سلام کرو نیکیاں بڑھیں گی، گھر میں سلام کر کے جایا کرو گھر کی خیریت بڑھے گی۔ ضحٰی کی نماز پڑھتے رہو تم سے اگلے لوگ جو اللہ والے بن گئے تھے ان کا یہی طریقہ تھا۔ اے انس! چھوٹوں پر رحم کرو بڑوں کی عزت و توقیر کرو تو قیامت کے دن میرا ساتھی ہو گے۔ (ابن عدی فی الکامل 5/382، عماد الدین ابن کثیر فی تفسیر تحت آیت مذکورہ)

(۸۶۵) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا بُنَيَّ، اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ، فَسَلِّمْ، يَكُنْ بَرَكَةً عَلَيْكَ، وعلى اَهْلِ بَيْتِكَ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے بیٹے! جب تو گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کیا کر یہ تیرے لئے بھی اور تیرے گھر کے لئے بھی باعث برکت ہوگا۔

**تعارف راوی:**

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

**حکم حدیث؛**

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**شرح:**

گھر میں اپنے ماں باپ یا بیوی بچے ہوں بہر حال سلام کر کے داخل ہو اس سے گھر میں اتفاق اور روزی میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ بہت ہی مجرب ہے، فقیر اس کا عامل ہے اور اس کی بہت برکتیں دیکھتا ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص489)

## ۱۳۶-بَابُ السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ

## بچوں کو سلام کرنے کا بیان

(۸۶۶) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهٗ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

---

865: جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2698

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے اور انہوں نے انہیں سلام کیا اور فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔(متفق علیہ)

### تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حلِ لغات:

مَرَّ: از، مراً، و مروراً، بمعنی گزرنا، جانا۔

### شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ اگر گزرنے والا بڑا ہو اور بیٹھا ہوا چھوٹا یا گزرنے والا ایک ہو اور بیٹھے ہوئے بچے زیادہ تو گزرنے والا اور تھوڑی جماعت والا سلام کرے، یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ چھوٹے بچے جو سمجھدار ہوں انہیں بھی سلام کیا جاوے، اگر کسی جماعت میں چھوٹے بڑے مخلوط ہوں اور انہیں کوئی سلام کرے بچہ جواب دے دے تو سب کا فرض ادا ہو جائے گا جیسا کہ اگر بچہ نماز جنازہ پڑھ لے تو فرض ادا ہوگا۔ اجنبیہ جوان حسینہ عورت کو سلام کرنا ممنوع ہے، اپنی محرم عورت یا بیوی یا بوڑھی عورت کو سلام کرنا بالکل جائز ہے، یہی حکم جواب سلام کا ہے اجنبیہ عورت اجنبی مرد کے سلام کا جواب نہ دے، یہ اجنبی اس عورت کے سلام کا جواب دیدے، یہ مسائل کتب فقہ اور مرقات میں اسی جگہ دیکھو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص471)

## ۱۳۷-بَابُ سَلَامِ الرَّجُلِ عَلٰى زَوْجَتِهِ وَالْمَرْاَةِ مِنْ مَّحَارِمِهِ وَعَلٰى اَجْنَبِيَّةٍ وَاَجْنَبِيَّاتٍ لَّا يَخَافُ الْفِتْنَةَ بِهِنَّ وَسَلَامِهِنَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ

## مرد کا اپنی زوجہ کو اور عورت کا اپنے محرموں کو سلام کرنا اور اجنبی عورت یا عورتوں کو سلام کرنا جب کہ فتنہ کا خطرہ نہ ہو، اسی طرح اس شرط کے ساتھ عورتوں کا اجنبی مردوں کو سلام کرنا

(۸۶۷) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَتْ فِيْنَا امْرَاَةٌ – وَفِيْ رِوَايَةٍ: كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ – تَاْخُذُ مِنْ اُصُوْلِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهُ فِي الْقِدْرِ، وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِيْرٍ، فَاِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ، وَانْصَرَفْنَا، نُسَلِّمُ عَلَيْهَا، فَتُقَدِّمُهُ اِلَيْنَا ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

---

866: بخاری شریف، رقم الحدیث:6247

867: بخاری شریف، رقم الحدیث:6248

قَوْلُهُ: "تُكَرْكِرُ" اَىْ: تَطْحَنُ ۔

◀ ◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم میں ایک عورت تھی اور ایک روایت میں ہے: ہماری ایک بڑھیا تھی۔ وہ چقندر کی جڑیں لے کر ان کو ہنڈیا میں ڈال دیتی اور جو کے کچھ دانے پیس لیتی۔ جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو ہم لوٹتے پس اس بڑھیا کو سلام کرتے تو وہ بڑھیا ہمیں کھانا کھلاتی۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 177 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

تکرکر: یعنی پیستی تھی۔

## شرح:

مرد اور عورت کی ملاقات ہو تو مرد عورت کو سلام کرے اور اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سنے اور وہ جوان ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے۔

"(الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی التسبیح..................الخ، ج۲، ص۳۷۷......)

(۸۶۸) وَعَنْ اُمِّ هَانِیْءٍ فَاخِتَةَ بِنْتِ اَبِیْ طالب رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْفَتْحِ وَهُوَ یَغْتَسِلُ، وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ، فَسَلَّمْتُ . . . وَذَكَرَتِ الْحَدِیْثَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀ ◀ حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ غسل فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا ایک کپڑے سے آپ پر پردہ کئے ہوئے تھیں۔ تو میں نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور پوری حدیث بیان کی۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

آپ کا نام فاختہ یا عاتکہ ہے، علی مرتضی کی حقیقی بہن ہیں، آپ کے گھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تھی، ہُبَیرَہ ابن ابی وہب کی زوجیت میں تھیں، بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام دیا مگر نکاح نہیں ہو سکا، فتح مکہ کے دن ایمان لائیں، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۵۰ھ کے بعد وفات پائی۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الالف، فصل فی الصحابۃ" مرأۃ المناجیح جلد اول

---

868: مسلم شریف، رقم الحدیث: 336

## حلِ لغات:

تَسْتُرُهُ: از ستراً، کسی چیز کو چھپانا، پردہ کرنا، ڈھانکنا۔

## شرح:

فتح مکہ کے دن جب حضور انور سب کو امان دے کر فارغ ہو چکے تھے غسل فرما رہے تھے۔ اس طرح کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تہبند شریف باندھ کر غسل فرما رہے تھے، چونکہ غسل خانہ میں نہ تھے اس لیے جناب فاطمہ کپڑا تانے سامنے کھڑیں تھیں، یہ کپڑا غسل خانہ کی دیوار کی طرح آڑ کا کام دے رہا تھا، غسل خانہ میں بھی تہبند باندھ کر غسل کرنا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا فاطمہ زہرا کو کیونکہ جو تہبند باندھے غسل کر رہا ہو اسے سلام کرنا جائز ہے، ہاں ننگے بدن نہانے والے کو سلام نہ کرے کہ ننگا آدمی جواب سلام نہیں دے سکتا اس لیے پیشاب پاخانہ استنجاء کرنے والے کو سلام کرنا منع ہے وہ ننگا ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 5، ص 870)

(۸۶۹) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ"، وَهٰذَا لَفْظُ اَبِيْ دَاوُدَ ۔

وَلَفْظُ التِّرْمِذِيِّ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا، وَّعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَآءِ قُعُوْدٌ، فَاَلْوٰى بِيَدِهٖ بِالتَّسْلِيْمِ ۔

◀ ◀ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم عورتوں کی جماعت کے پاس سے گزرے تو آپ نے ہمیں سلام کیا۔

یہ عبارت ابوداؤد کی ہے اور ترمذی کے الفاظ یہ ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے ساتھ ہاتھ سے اشارہ بھی فرمایا۔

## تعارف راوی:

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 858 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## حلِ لغات:

نِسْوَة: عورتیں

869: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5204

## شرح:

اس حدیث کی شرح حدیث نمبر:858 کے تحت گزر چکی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

# ۱۳۸-بَابُ تَحْرِیْمِ ابْتِدَائِنَا الْکَافِرَ بِالسَّلَامِ وَکَیْفِیَّةِ الرَّدِّ عَلَیْهِمْ وَاسْتِحْبَابِ السَّلَامِ عَلٰی اَهْلِ مَجْلِسٍ فِیْهِمْ مُسْلِمُوْنَ وَکُفَّارٌ

## کافروں کو پہلے سلام کرنے کی حرمت' ان کے سلام کے جواب کی کیفیت اور جس مجلس میں مسلمان اور کفار سبھی ہوں ان کو سلام کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

(۸۷۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تَبْدَاُوا الْیَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰی بِالسَّلَامِ، فَاِذَا لَقِیْتُمْ اَحَدَهُمْ فِیْ طَرِیْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰی اَضْیَقِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور اگر ان میں سے کسی کو راستے میں ملو تو اس کو تنگ راستے کی طرف جانے پر مجبور کر دو۔

(مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

فَاضْطَرُّوْهُ: از اضطراراً، بمعنی مجبور کرنا،

## شرح:

سارے کفار کا یہی حکم ہے ذمی ہوں یا حربی کہ ان کو مسلمان بلاضرورت سلام نہ کرے کہ سلام میں اظہار احترام ہے اور کفار کا احترام درست نہیں، مرتدین بدمذہبوں کا حکم بھی یہی ہے ضرورت کے احکام جداگانہ ہیں۔ (اشعۃ اللمعات) اور مسلمان راستہ میں اس طرح ہجوم کر کے چلیں کہ ذمی کفار کنارہ پر چلنے پر مجبور ہو جائیں اسلام کی شان ظاہر کرنے کے لیے بشرطیکہ کنارہ راہ پر غار یا خار نہ ہوں، انہیں غار یا خار میں پھنسا دینا ان کو ایذا دینا ہے اور ذمی کافر کو ایذا دینا ممنوع ہے۔ (مرقات) مستامن کفار اگر ہمارے مہمان بن جائیں یا ان کو بلایا جاوے تو ان کا مہمان کفار کی خاطر ہے۔ خیال رہے کہ اس زمانہ میں کفار بھی مسلمانوں سے ایسا بلکہ اس سے بدتر سلوک کرتے تھے۔

---

870: مسلم شریف، رقم الحدیث:2167

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص472)

(۸۷۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِذَا سَلَّمَ عَلَیْکُمْ اَھْلُ الْکِتَابِ فَقُوْلُوْا: وَعَلَیْکُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی اہل کتاب تم کو سلام کرے تو تم صرف یہ کہو: وعلیکم۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

وعلیکم کہہ دے یا پھر "اَلسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی" ۔ کہہ دے۔

(۸۷۲) وَعَنْ اُسَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی مَجْلِسٍ فِیْہِ اَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُشْرِکِیْنَ - عَبَدَۃِ الْاَوْثَانِ - وَالْیَھُوْدِ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◀◀ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان، مشرک، بت پرست اور یہودی سبھی تھے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا۔ (متفق علیہ)

## حلِ لغات:

اَخْلَاطٌ: ملی جلی قسمیں، از خلطاً ملانا،

## شرح:

معلوم ہوا کہ مخلوط جماعت جہاں مسلمان کفار ملے ہوئے بیٹھے ہوں وہاں سے گزرنے والا مسلمان سلام کرے اور اپنے سلام سے مسلمانوں کی نیت کرے اور جب کسی کافر کو خط لکھے تو یوں لکھے "اَلسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی "۔ یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ ایسی مجلس پر گزرنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے "اَلسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی" ۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص476)

---

871: بخاری شریف، رقم الحدیث:6258

872: بخاری شریف، رقم الحدیث:6254

## ۱۳۹-بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ اِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ وَفَارَقَ جُلَسَاءَهُ اَوْ جَلِيْسَهُ

## مجلس سے اٹھتے یا ہم نشینوں سے علیحدہ ہوتے وقت سلام کرنے کے استحباب کا بیان

(۸۷۳) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا انْتَهٰى اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ، فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقُوْمَ فَلْيُسَلِّمْ، فَلَيْسَتِ الْاُوْلٰى بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِىُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کرے' اور جب اُٹھنے کا ارادہ کرے تو بھی سلام کرے' اور پہلے سلام کا استحقاق دوسرے سے زیادہ نہیں۔

### تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حکم حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

### شرح:

اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے

(۱) معلوم ہوا کہ آنے والا سلام کرے بیٹھے ہوؤں کو۔

(۲) اگر وہاں بیٹھنا نہ بھی ہو صرف گزر جانا ہو جب بھی سلام کرے اور اگر بیٹھنا ہو تب بھی سلام کرے۔

(۳) معلوم ہوا کہ راہ گیر یعنی گزرنے والا صرف ایک سلام کرے اور جو مجلس میں کچھ دیر ٹھہرے وہ دو سلام کرے ایک آنے کا دوسرا جانے کا۔

(۴) یعنی سلام لقا اور سلام وداع دونوں سنت ہونے میں برابر ہیں ایک کو دوسرے پر کوئی ترجیح نہیں لہٰذا یہ دونوں سلام سنت ہیں اور ان کے جواب فرض۔

## ۱۴۰-بَابُ الْاِسْتِئْذَانِ وَاٰدَابِهٖ

## اجازت لینے اور اس کے آداب کا بیان

استیذان بنا ہے اذن سے، اذن کے معنی علم بھی ہیں اور اباحت و اجازت بھی۔ استیذان کے معنی ہیں اجازت

873: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5208

داخلہ حاصل کرنا یا یہ علم حاصل کرنا کہ مجھے اس جگہ جانا درست ہے، کسی کے گھر میں جاتے وقت اس سے اجازت مانگنا سنت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کہے السلام علیکم کیا میں آ سکتا ہوں یہ سلام بھی استیذان کا ہے۔(اشعۃ، مرقات، لمعات) وہ جو آتا ہے کہ السلام قبل الکلام وہاں سلام سے مراد سلام تحیۃ ہے جو ملاقات کے وقت ہوتا ہے یہ سلام استیذان ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰی اَھْلِھَا﴾ (النور: 27)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْکُمُ الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا کَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ﴾ (النور: 59)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جب تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں جیسے ان کے اگلوں نے اذن مانگا۔

(۸۷۴) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "الاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَاِنْ اُذِنَ لَکَ وَاِلَّا فَارْجِعْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین مرتبہ اجازت طلب کیا کرو اور اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ واپس لوٹ جاؤ۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

الاسْتِئْذَان: اجازت چاہنا، اجازت طلب کرنا۔

## شرح:

اس لیے کہ گھر والا پہلے سلام پر تو پہچانے کون ہے، دوسرے سلام پر غور کرے کہ اسے اجازت دوں یا نہ دوں،

874: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6245

تیسرے سلام پر اجازت دے یا نہ دے ان تین سلاموں میں یہ حکمت ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص504)

(۸۷۵) وَعَنْ سهلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّمَا جُعِلَ الْاسْتِئذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀ ◀ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اجازت طلب کرنے کا حکم (اندر گھر میں) نظر (پڑنے) کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ (متفق علیہ)

(۸۷۶) وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ عَامِرٍ اَنَّهُ اسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بيتٍ، فَقَالَ: ءَ اَلِجُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهٖ: "اُخْرُجْ اِلٰى هٰذَا فَعَلِّمْهُ الْاسْتِئذَانَ، فَقُلْ لَهٗ: قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، ءَ اَدْخُل؟" فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ، فَقَالَ: السَّلامُ عَلَيْكُمْ، ءَ اَدْخُل؟ فَاَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فدخل . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .

◀ ◀ حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ہمیں بنو عامر کے ایک شخص نے یہ بات بتائی کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ آپ گھر میں تشریف فرما تھے۔ اس نے عرض کیا: کیا میں داخل ہو جاؤں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم سے فرمایا: باہر اس آدمی کے پاس جاؤ اور اس کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ۔ اس سے کہو کہ کہے: السلام علیکم! کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن لیا اور عرض کی: السلام علیکم! کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی اور وہ اندر داخل ہو گیا۔

## تعارفِ راوی:

ربعی بن خراش: بن جحش بن عمرو بن عبد اللہ العبسی ثم الکوفی، آپ کی کنیت ابو المریم ہے،

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، جلد۲، حرف الراء، ص۲۴۶)

## حکم حدیث:

ابو داؤد نے اس کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

---

875: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6242

876: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5177

## حلِ لغات:

اَلِجُ: از، ولوجاً، بمعنی گھر میں داخل ہونا،

## شرح:

اجازت طلب کرو یعنی بتا کر آؤ اس اجازت میں یہ آسانی ہے کہ صرف کھانس دینا، پاؤں کی آہٹ کر دینا، کنڈی بجا دینا، مٹھار دینا کافی ہوگا باقاعدہ سلام کر کے اجازت لینا ضروری نہ ہوگا۔) مرقات (کسی طرح اپنی آمد کی اطلاع کافی ہوگی۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص511)

(۸۷۷) عَنْ كِلْدَةَ بْنِ الْحَنْبَلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ اُسَلِّمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ارْجِعْ فَقُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، ءَاَدْخُلُ؟" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀◀ حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس میں اندر داخل ہوا اور سلام عرض نہ کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: واپس لوٹ جاؤ اور کہو: السلام علیکم، کیا میں داخل ہو سکتا ہوں۔ اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## تعارفِ راوی:

کلدہ ابن حنبل: آپ اسلمی ہیں، صفوان ابن امیہ کے سوتیلے بھائی ہیں، آپ کو عبدالمعمر ابن حبیب نے یمن کے سوق عکاظ سے خریدا انہیں حلیف بنایا وفات تک مکہ معظمہ میں رہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الکاف، فصل فی الصحابہ، مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حلِ لغات:

ارْجِعْ: از رجوعاً بمعنی واپس آنا، لوٹنا۔

## شرح:

یہ عمل اس لیے فرمایا تاکہ انہیں یاد رہے اور آئندہ ایسی غلطی نہ کریں۔ جو شخص ہمارے گھر میں بغیر سلام آئے اسے پھر باہر بھیجو اور کہو کہ دوبارہ سلام کر کے آؤ ان شاءاللہ ایک دفعہ کے عمل سے اسے سلام کی عادت پڑ جاوے گی۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص508)

---

877: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5176

## ۱۴۱-بَابُ بَیَانِ اَنَّ السُّنَّۃَ اِذَا قِیْلَ لِلْمُسْتَاْذِنِ: مَنْ اَنْتَ؟ اَنْ یَّقُوْلُ: فُلَانٌ، فَیُسَمِّیْ نَفْسَہٗ بِمَا یُعْرَفُ بِہٖ مِنْ اِسْمٍ اَوْ کُنْیَۃٍ وَّ کَرَاھَۃِ قَوْلِہٖ: "اَنَا" وَنَحْوِھَا

## اجازت طلب کرنے والے سے اگر کہا جائے کہ کون؟ تو سنت یہ ہے کہ وہ اپنا نام یا کنیت وغیرہ بتائے جس سے وہ مشہور ہے اور "میں" وغیرہ کہنا مکروہ ہے

(۸۷۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ حَدِیْثِہِ الْمَشْھُوْرِ فِی الْاِسْرَآءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "ثُمَّ صَعَدَ بِیْ جِبْرِیْلُ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَاسْتَفْتَحَ، فَقِیْلَ: مَنْ ھٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِیْلُ، قِیْلَ: وَمَنْ مَّعَکَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، ثُمَّ صَعِدَ اِلَی السَّمَآءِ الثَّانِیَۃِ فَاسْتَفْتَحَ، قِیْلَ: مَنْ ھٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِیْلُ، قِیْلَ: وَمَنْ مَّعَکَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ وَّالثَّالِثَۃِ وَالرَّابِعَۃِ وَسَائِرِھِنَّ وَیُقَالُ فِیْ بَابِ کُلِّ سَمَآءٍ: مَنْ ھٰذَا؟ فَیَقُوْلُ: جِبْرِیْلُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی معراج والی مشہور حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر آسمان دنیا کی طرف لے گئے۔ انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو کہا گیا: یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: جبریل۔ کہا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ پھر وہ مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے گئے انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا: کہا گیا: کون؟ کہا: جبریل۔ کہا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی طرح تیسرے اور چوتھے آسمان پر ہر آسمان کے دروازے پر کہا جاتا: کون ہے؟ تو وہ کہتے: جبریل۔ (متفق علیہ)

### تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:5 کے تحت ہو چکا ہے۔

### حلِ لغات:

اَلْاِسْرَآء: رات میں چلنا، رات کو سفر کرنا۔

### شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی پہچان کے لیے پوچھے کہ کون ہو تو اس کو اپنے مشہور نام بتانا چاہیے اگر کنیت مشہور ہو تو وہ ذکر کرے اگر نام مشہور ہو تو وہ ذکر کرے یعنی ایسا نام بتانا چاہیے جو لوگوں میں مشہور و معروف ہے۔

---

878: بخاری، رقم الحدیث:3570

(۸۷۹) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَحْدَهُ، فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ، فَالْتَفَتَ فَرَآنِي، فَقَالَ: "مَنْ هٰذَا؟" فَقُلْتُ: أَبُوْ ذَرٍّ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک رات باہر نکلا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا چل رہے ہیں۔ میں نے بھی چاند کے سائے میں چلنا شروع کر دیا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے، مجھے دیکھا تو فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی: ابوذر۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 409 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

فَالْتَفَتَ: از التفاتاً، بمعنی دائیں یا بائیں مڑنا، چہرا پھیرنا۔

## شرح:

فَقُلْتُ: أَبُوْ ذَرٍّ، میں نے کہا میں ابوذر ہوں لیکن نسخہ میں اس کے آگے یہ الفاظ بھی ہیں کہ "فجعلنی الله فداك" اللہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دے۔ معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہونے کے نعرے دورِ صحابہ سے ہی چلتے آ رہے ہیں اور آج الحمد للہ اہل سنت و جماعت کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی یہ عمدہ میراث موجود ہے فالحمد للہ کثیراً،

معلوم ہوا کہ آنے والا پوچھنے پر اپنا نام لے صرف میں نہ کہہ دے کہ میں یا ہم سب ہیں، کیونکہ ایسے الفاظ کے ساتھ پہچان نہیں ہوتی۔

(۸۸۰) وَعَنْ أُمِّ هَانِئٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ، فَقَالَ: "مَنْ هٰذِهِ؟" فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِئٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀ ◀ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ غسل فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ پر پردہ کئے ہوئے تھیں۔ آپ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ام ہانی ہوں۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد دوم حدیث نمبر: 868 کے تحت ہو چکا ہے۔

879: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6443

880: بخاری شریف، رقم الحدیث: 280

شرح:

اس حدیث کی شرح ابھی حدیث نمبر: 868 کے تحت ہوئی ہے (ابوالاحمد غفرلہ)

(۸۸۱) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَقَقْتُ الْبَابَ، فَقَالَ: "مَنْ هٰذَا؟" فَقُلْتُ: اَنَا، فَقَالَ: "اَنَا، اَنَا!" كَاَنَّهُ كَرِهَهَا ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀◀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں۔ آپ نے فرمایا: میں، میں، گویا کہ آپ نے اس کو ناپسند فرمایا۔ (متفق علیہ)

## ۱۴۲-بَابُ اسْتِحْبَابِ تَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ اِذَا حَمِدَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَكَرَاهِيَةِ تَشْمِيْتِهِ اِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَبَيَانِ اٰدَابِ التَّشْمِيْتِ وَالْعُطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ

## چھینکنے والا اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہنے کے مستحب ہونے اور اگر وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نہ کہے تو يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہنے کے مکروہ ہونے اور چھینک مارنے اور چھینک کا جواب دینے اور جمائی لینے کے آداب کا بیان

عطاس مصدر ہے عطۃ کا عطہ کے معنی ہیں چھینک تو عطاس کے معنی ہوئے چھینکنا اور تثاؤب مصدر ہے ثوباء کا ثوباء کے معنی ہیں سستی، تثاؤب کے معنی ہیں سستی کا طاری ہونا۔ اصطلاح میں جمائی کو تثاؤب کہتے ہیں کہ اس میں سستی ظاہر ہوئی ہے، تثاؤب مہموز عین ہے نہ کہ اجوف یہی قوی ہے۔

(۸۸۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ، وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ اَنْ يَقُوْلَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، وَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطٰنِ، فَاِذَا تَثَائَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَثَائَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطٰنُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ چھینکنے کو پسند فرماتا ہے اور جمائی کو ناپسند فرماتا ہے: پس جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے اور الحمد للّٰہ کہے تو ہر وہ مسلمان جو سن رہا ہو اس

---

881: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6250

882: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6226

کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کے لئے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے اور رہی جمائی تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ سو جب تم میں سے کسی شخص کو جماہی آئے تو وہ حتی المقدور اس کو روکنے کی کوشش کرے، کیونکہ تم میں سے جب کوئی شخص جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔ (بخاری)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

اَلْعُطَاسَ، : چھینکنے والا، از، عطسا چھینکنا۔

## شرح:

چھینک سے دماغ صاف ہوتا ہے، چھینک آنے سے دماغ ہلکا ہو جاتا ہے، طبیعت کھل جاتی ہے جس سے عبادات پر زیادہ قدرت ہوتی ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ زکام آ کر خیریت سے گزر جاوے تو بہت بیماریوں کا دفعیہ ہے۔
اور جمائی سستی کی علامت ہے اس سے جسم میں جمود طاری ہوتا ہے، چھینک رب کو پسند ہے جمائی شیطان کو پسند اس لیے حضرات انبیاء کرام کو جمائی کبھی نہیں آتی۔
بعض علماء فرماتے ہیں کہ چھینک کا جواب دینا فرض ہے وہ اس حدیث سے دلیل لیتے ہیں کہ فرمایا گیا حقا۔ عام علماء اسے سنت کہتے ہیں، فرض والوں میں بعض لوگ اسے فرض عین کہتے ہیں، بعض فرض کفایہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھینکنے والا الحمد للہ بلند آواز سے کہے تا کہ لوگ سن سکیں اور صرف سننے والے پر جواب ہے نہ سننے والے پر کچھ نہیں۔ جواب چھینک کے متعلق علماء کا بڑا اختلاف ہے حق یہ ہے کہ اس کا جواب سنت علی العین ہے کہ ہر سننے والا جواب دے، یہاں حق بمعنی واجب یا لازم نہیں بلکہ بمعنی استحقاق ہے جیسے فرمایا گیا کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں مریض کی عیادت کرنا، جنازہ میں شرکت کرنا وغیرہ۔
جمائی شیطان سے ہے یعنی شیطان کے اثر سے جمائی آتی ہے وہ اس سے خوش ہوتا ہے ہاہ کرنے پر وہ ہنستا ہے اسی لیے حضرت انبیاء کرام کو جمائی کبھی نہیں آئی جیسے کہ انہیں احتلام نہیں ہوتا کہ یہ شیطانی چیزیں ہیں۔ (مرقات)
جمائی دفع کرنے کی تین تدبیریں ہیں: جب جمائی آنے لگے تو ناک سے زور سے سانس نکال دے۔ جب جمائی آنے لگے تو نیچا ہونٹ دانتوں میں دبا لے۔ جب جمائی آنے لگے تو یہ خیال کرے کہ حضرات انبیاء کرام کو جمائی نہیں آتی۔
جمائی پر شیطان ہنستا ہے یعنی جب کوئی جمائی میں منہ پھیلاتا ہے اور ہاہ کہتا ہے تو شیطان خوب ٹھٹھہ مار کر ہنستا ہے

کہ میں نے اسے پاگل بنادیا اپنا اثر اس پر کرلیا۔

یہ حدیث بہت اسنادوں سے مختلف الفاظ سے مروی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ بعض آوازوں سے شیطان بھاگتا ہے،بعض آوازوں سے وہ خوش ہوتا ہے، اللہ کے ذکر کی آواز سے اسے تکلیف ہوتی ہے جمائی کی آواز سے وہ ہنستا ہے گانے باجے کی آواز پر وہ خوشی سے ناچتا ہوگا لہٰذا بری آوازوں سے بچو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،ج6،ص569)

(۸۸۳) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوْهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ . فَإِذَا قَالَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے سنا: جب تم میں سے کوئی شخص چھینک مارے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے تو اس کا بھائی یا دوست کہے: "يَرْحَمُكَ اللّٰهُ" اور جب اس کا بھائی "يَرْحَمُكَ اللّٰهُ" کہے تو وہ کہے: "يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" (بخاری)

## تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

بَالَكُمْ: البال ، بمعنی دل،

## شرح:

چونکہ چھینک اللہ تعالٰی کی نعمت ہے لہٰذا اس پر اللہ کی حمد کرنی چاہیے، چونکہ اس حمد سے اس نے اللہ کی نعمت کی قدر کی لہٰذا سننے والے نے اسے دعا دی یرحمك اللّٰه، چونکہ اس دعا دینے والے نے اس پر احسان کیا لہٰذا احسان کا بدلہ احسان سے کرتے ہوئے یہ پھر اسے دعا دے اور کہے یھدیکم اللّٰه غرض کہ ان ذکروں کے ایر پھیر میں عجیب حکمت ہے۔(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح،ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ،ج6،ص570)

(۸۸۴) وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتُوْهُ، فَإِنْ لَّمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ فَلَا تُشَمِّتُوْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀ ◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب تم میں

883: بخاری شریف،رقم الحدیث:6224

884: مسلم شریف،رقم الحدیث:2992

سے کوئی شخص چھینک مارے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو تم اس کے لئے ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' کہو اور اگر وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہے تو تم (اس کے جواب میں) ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' نہ کہو۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 9 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ نہی ممانعت کے لیے ہے لہٰذا ایسے شخص کو جواب دینا گناہ ہے، بعض فرماتے ہیں کہ نہی سنیت کی نفی کے لیے ہے یعنی ایسے کو جواب دینا سنت نہیں مگر گناہ بھی نہیں مگر یہ بات یقینی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کو جواب نہیں دیا لہٰذا جواب نہ دینا ہی سنت ہے۔ (اشعہ) خیال رہے کہ عدم فعل سنت نہیں ہوتا بلکہ ترک فعل سنت ہوتا ہے عدم اور ترک میں بڑا فرق ہے۔ عدم زنا پر ثواب نہیں بلکہ ترک گناہ پر ثواب ہے، جب کسی کام کا باعث موجود ہو پھر کام نہ کیا جاوے وہ ترک ہے اور مطلقاً کوئی کام نہ کرنا عدم فعل ہے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص572)

(۸۸۵) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَمَّتَ اَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْاٰخَرَ، فَقَالَ الَّذِيْ لَمْ يُشَمِّتْهُ: عَطَسَ فُلَانٌ فَشَمَّتَّهُ، وَعَطَسْتُ فَلَمْ تُشَمِّتْنِيْ؟ فَقَالَ: "هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ، وَاِنَّكَ لَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں نے چھینک ماری۔ آپ نے ایک کے لئے ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' کہا اور دوسرے کے لئے نہیں جس کے لئے آپ نے ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' نہیں فرمایا تھا اس نے عرض کیا؛ فلاں شخص نے چھینک ماری تو آپ نے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فرمایا، اور میں نے چھینک ماری تو آپ نے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ نہیں فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا تھا اور تو نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہیں کہا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## شرح:

چھینک کے جواب کو تشمیت کہتے ہیں یہ بنا ہے شمت سے بمعنی آفت و مصیبت یا لوگوں کا طعنہ۔ اس سے ہے شماتت اعداء باب تفعیل سلب کے لیے ہے لہٰذا اس کے معنی ہوئے مصیبت دور کرنا یعنی دعا دینا دعاء خیر کو تشمیت اسے

885: بخاری شریف، رقم الحدیث: 6225

لیے کہا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ چھینکنے والے کا جواب جب دیا جاوے جب وہ الحمد للہ کہے اور یہ سنے بھی ایک شخص نے دیوار کے پیچھے چھینک لی تو حضرت عمر نے فرمایا یرحمک اللہ ان حمدت اللہ اگر تو نے رب کی حمد کی ہو تو خدا تجھ پر رحم کرے اگر اکیلا آدمی چھینک لے اور الحمد للہ کہے کوئی جواب دینے والے نہ ہو تو خود ہی کہہ لے یغفر اللہ لی ولکم کیونکہ فرشتے اس کی چھینک کا جواب دیتے ہیں یہ ان کی نیت سے یہ دعا کرے جیسے نماز کے سلام میں فرشتوں کی نیت کرے اگر اکیلا ہو۔(مرقات)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص571)

(٨٨٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ وَضَعَ يَدَهُ اَوْ ثَوْبَهُ عَلٰى فِيْهِ، وَخَفَضَ اَوْ غَضَّ بِهَا صَوْتَهُ . شَكَّ الرَّاوِیْ .
رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

◀ ◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھینک آتی تو آپ اپنا ہاتھ مبارک یا کپڑا منہ پر رکھتے اور اس طرح چھینکتے کہ آواز کو آہستہ کرتے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:8 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکمِ حدیث:

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## حلِ لغات:

وَخَفَضَ: از خفضاً، بمعنی پست کرنا،

الصوت: آواز،

غضّ: از غضاً، بمعنی پست نگاہ یا آواز۔

## شرح:

چھینک کے وقت اپنا پورا چہرہ یا پورا منہ کپڑے یا ہاتھ سے ڈھانپ لینا سنت ہے کہ اس سے رطوبت کی چھینٹیں نہ اوڑینگی اور اپنے یا دوسرے کے کپڑے خراب نہ ہوں گے اور چھینک کی آواز حتی الامکان پست کرنا بھی سنت ہے کہ یہ آواز بلند ہو تو بری معلوم ہوتی ہے لوگ اچھل پڑتے ہیں، چھینک کی آواز آہستہ نکلے الحمد کی آواز بلند ہو۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص575)

886: ابی داؤد، رقم الحدیث:5029

(۸۸۷) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَانَ الْیَھُوْدُ یَتَعَاطَسُوْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَرْجُوْنَ اَنْ یَّقُوْلَ لَھُمْ: یَرْحَمُکُمُ اللّٰہِ، فَیَقُوْلُ: "یَھْدِیْکُم اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ" ۔

◀ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں چھینک مارتے تھے اور امید رکھتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے یَرْحَمُكَ اللّٰہُ فرمائیں گے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے: یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ

اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## شرح:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ یہود بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقبول الدعاء اللہ کا محبوب جانتے تھے اس لیے آپ کی دعا لینے کی کوشش کرتے تھے مگر ایمان نہ لاتے تھے حضور سے دعا لینے کی ترکیب ایمان لانا اور نیک اعمال کرنا ہے خصوصًا نماز تہجد کی پابندی کرنا۔ دوسرے یہ کہ کفار کے لیے دعاء مغفرت دعاء رحمت کرنا ممنوع ہے انہیں دعاء سے ہدایت کرے، رحمت مغفرت صرف مسلمانوں کے لیے ہے ہدایت کفار کو بھی مل سکتی ہے کہ وہ ہدایت پا کر ایمان قبول کرلیں۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص577)

(۸۸۸) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِكْ بِیَدِہٖ عَلٰی فِیْہِ؛ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَدْخُلُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◀ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جماہی لے تو اس کو چاہیے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے، کیونکہ (کھلے) منہ میں شیطان داخل ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 22 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

فَلْیُمْسِكْ: روکے۔

---

887: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5038

888: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2995

شرح:

اس طرح کہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی یا انگلیوں کی پشت منہ پر رکھ لے کہ یہ ہی سنت ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے۔

شیطان کے داخل ہونے سے مراد یا تو خود شیطان ہی داخل ہوتا ہے کہ اگرچہ وہ مردود ہمارے خون کے ساتھ گردش کرتا ہے مگر ہمارے منہ میں اس وقت گھستا ہے یا اس کے وسوسہ داخل ہوتے ہیں۔ بہرحال جمائی کے وقت منہ پر ہاتھ ضرور رکھ لے کہ اس سے نہ شیطان داخل ہوگا نہ اس کے وسوسہ نہ ہوائی کیڑے مکوڑے۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، ازمفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص574)

## ۱۴۳-بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمُصَافَحَةِ عِنْدَ اللِّقَاءِ وَبَشَاشَةِ الْوَجْهِ وَتَقْبِيْلِ يَدِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ وَتَقْبِيْلِ وَلَدِهٖ شَفْقَةً وَّمُعَانَقَةِ الْقَادِمِ مِنْ سَفَرٍ وَّكَرَاهِيَةِ الْاِنْحِنَاءِ

## ملاقات کے وقت مصافحہ اور خندہ پیشانی سے ملنے کا مستحب ہونا اور نیک آدمی کے ہاتھ چومنا' باپ کا بوجہ شفقت اپنے بیٹے کا بوسہ لینا اور سفر سے آنیوالے کے ساتھ گلے ملنے کے مستحب ہونے اور جھکنے کی کراہت کا بیان

مصافحہ بنا ہے صفح سے بمعنی کشادگی و چوڑائی اس سے دروازے کے تختوں کو صفائح الباب کہتے ہیں اور تلوار کی چوڑائی کو صفح السیف کہتے ہیں۔ مصافحہ کے معنی ہیں ہاتھ کی چوڑائی یعنی ہتھیلی کو دوسرے کی ہتھیلی سے ملانا، معانقہ بنا ہے عنق سے بمعنی گردن اور گلا، معانقہ کے معنی ہیں کسی کو گلے لگانا۔ مصافحہ معانقہ کے متعلق چند مسائل یاد رکھو: (۱) مصافحہ دونوں ہاتھوں سے چاہیے صرف ایک ہاتھ سے نہ کرے (۲) مصافحہ کرتے وقت ہاتھوں کو ہلانا چاہیے (۳) نماز جمعہ یا نماز فجر کے بعد مصافحہ کرنا اگرچہ سنت نہیں مگر درست ہے بلکہ اس کی اصل سنت سے ثابت ہے (۴) اجنبی جوان عورت سے مرد کو مصافحہ کرنا حرام ہے (۵) اپنی محرم یا بہت بوڑھی عورت سے مصافحہ جائز ہے، حضرت ابوبکر صدیق اپنے زمانہ خلافت میں اپنی دودھ کی ماں سے مصافحہ کرتے تھے، حضرت عبداللہ ابن زبیر مکہ معظمہ میں ایک بوڑھی عورت کی اپنے ہاتھ سے خدمت کرتے تھے (۶) خوبصورت امرد لڑکے سے مصافحہ کرنا جائز نہیں (۷) علماء مشائخ کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے، حضرات صحابہ نے حضور کے پاؤں چومے ہیں (۸) جو شخص اپنے کو لوگوں سے چموائے اور چومنے کے لیے کہے اشارۃً یا صراحۃً اس کے ہاتھ چومنا منع ہے )۹(مصافحہ کرکے اپنے ہاتھ چومنا منع ہے (۱۰) بچوں کو چومنا جائز ہے (۱۱) ننگے بدن معانقہ کرنا حرام ہے، ہاں کپڑے پہنے ہوئے معانقہ کرنا جائز ہے مگر مرد مرد سے معانقہ کریں، عورتیں عورتوں سے، مرد عورت سے اور امرد لڑکوں سے

معانقہ نہ کریں (۱۲) اپنی اولاد کا سر چومنا جائز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ زہرا کو چومتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں ان کے جسم سے جنت کی خوشبو پاتا ہوں، یہ تمام مسائل اشعۃ اللمعات میں ہیں (۱۳) کسی کو سجدہ کرنا، اس کے آگے کی زمین چومنا حرام ہے، یوں ہی سلام میں تا حدرکوع جھکنا حرام ہیں۔

**مصافحہ کا معنی:** ملاقات کے وقت ہاتھ سے ہاتھ ملانے کا فعل مصافحہ کہلاتا ہے۔(فیروز اللغات)

**مصافحہ کی تعریف:** ایک آدمی کا دوسرے آدمی کی ہتھیلی کو اپنی ہتھیلی سے مس کر کے ہاتھ ملانا، اس طرح کہ چہرے آمنے سامنے ہوں۔

**فائدہ:** علماء فرماتے ہیں کہ صرف مصافحہ کرنا اور منہ سے سلام نہ کہنا سلام کے قائم مقام نہیں ہے اس سے بہتر ہے کہ صرف منہ سے السلام علیکم کہہ دے اور سب سے بہتر یہ ہے کہ ہاتھ سے مصافحہ بھی کرے اور منہ سے بھی السلام علیکم کہے۔

**(۸۸۹) عَنْ اَبِی الْخَطَّابِ قَتَادَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِاَنَسٍ: اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِیْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .**

◀ ◀ حضرت ابوالخطاب قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا مصافحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مروج تھا تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔(بخاری)

**(۸۹۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا جَآءَ اَهْلُ الْيَمَنِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَدْ جَآءَ كُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ" وَهُمْ اَوَّلُ مَنْ جَآءَ بِالْمُصَافَحَةِ . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ .**

◀ ◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب اہل یمن آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں' اور وہ پہلے آدمی ہیں' جنہوں نے آکر مصافحہ کیا ہے۔

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکم حدیث:

ابوداؤد نے اس کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

## شرح:

مصافحہ سے گناہ صغیرہ جو ہاتھ سے کیے گئے معاف ہوجاتے ہیں، گناہ کبیرہ اور حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔

889: بخاری، رقم الحدیث: 6263 890: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5213

ابوالشیخ نے بروایت حضرت عمر مرفوعاً حدیث نقل کی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو مسلمان جب مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں اترتی ہیں نوے رحمتیں مصافحہ کی ابتداء کرنے والے پر اور دس رحمتیں دوسرے پر۔(مرقات)

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6،ص516)

(۸۹۱) وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَفْتَرِقَا" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ .

◀ ▶ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بھی دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں، اور مصافحہ کرتے ہیں، تو ان کے علیحدہ ہونے سے پہلے ان کے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔(ابوداؤد)

(۸۹۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰى اَخَاهُ، اَوْ صَدِيْقَهٗ، اَيَنْحَنِيْ لَهٗ؟ قَالَ: "لَا" . قَالَ: اَفَيَلْتَزِمُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ؟ قَالَ: "لَا". قَالَ: فَيَاْخُذُ بِيَدِهٖ وَيُصَافِحُهٗ؟ قَالَ: "نَعَمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀ ▶ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں سے کوئی شخص اپنے کسی بھائی یا دوست سے ملے تو کیا وہ اس کے لئے جھکے؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: کیا اس کے ساتھ لپٹ کر اسے بوسہ دے؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔

## تعارفِ راوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 5 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حکمِ حدیث:

اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے، اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

## حلِ لغات:

یَنْحَنِی: از، حنواً، مائل ہونا، چپٹے رہنا اور جدا نہ ہونا۔

## شرح:

کیونکہ جھکنا رکوع ہے اور غیر خدا کو جیسے سجدہ کرنا حرام ہے ایسے ہی رکوع کرنا بھی حرام ہے۔خیال رہے کہ جھکنا جب ممنوع ہے جب کہ تعظیم کے لیے ہو، اگر جھکنا کسی اور کام کے لیے ہو اور وہ کام تعظیم کے لیے ہو تو جائز جیسے کسی کے

891: ابی داؤد، رقم الحدیث: 5212

892: جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2728

جوتے سیدھے کرنے یا اس کا ہاتھ یا پاؤں چومنے کے لیے جھکنا ممنوع نہیں کہ یہ جھکنا اور کاموں کے لیے ہے۔
اور لپٹنے اور چومنے کی ممانعت کی چند وجہیں ہوسکتی ہیں: ہر ایک سے معانقہ کرنا، ہر ایک کے ہاتھ پاؤں چومنا منع ہے، خاص بزرگوں کی دست و پابوسی اور خاص پیاروں کو گلے لگانا جائز ہے یا دنیاداروں مالداروں سے خوشامد کے لیے لپٹنا، ان کے ہاتھ پاؤں چومنا درست نہیں لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں معانقہ اور دست و پابوسی کا ثبوت ہے، حضور نے بعض صحابہ سے معانقہ کیا ہے اور صحابہ نے حضور کے ہاتھ پاؤں چومے ہیں۔ (مرقات، لمعات، اشعہ)
اور مصافحہ کرنا ہر مسلمان سے سنت ہے بوقت ملاقات مصافحہ کرے بوقتِ وداع نہ کرے کہ وداع کے وقت مصافحہ کرنے سے محبت گھٹتی ہے۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص517)

(۸۹۳) وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ يَهُوْدِيٌّ لِصَاحِبِهِ: اِذْهَبْ بِنَا اِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ، فَاَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَاَلَاهُ عَنْ تِسْعِ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ . . . فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰى قَوْلِهِ: فَقَبَّلَا يَدَهُ وَرِجْلَهُ، وَقَالَا: نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِيٌّ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ .

◀ ◀ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: چلو اس نبی کے پاس چلیں۔ چنانچہ وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے آپ سے نو روشن نشانیوں کے متعلق سوال کیا۔ اس کے بعد راوی نے پوری حدیث بیان کی حتیٰ کہ ان الفاظ تک پہنچا: ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو چوما اور عرض کیا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔

## تعارفِ راوی:

صفوان ابن عسال: آپ مرادی ہیں، کوفہ میں قیام رہا۔

(اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ حرف الصا، فصل فی الصحابہ" مرأۃ المناجیح جلد ہشتم)

## حلِ لغات:

فَقَبَّلَ: از تقبیلاً، بوسہ دینا، چومنا۔

## حکم حدیث:

اس کو ترمذی وغیرہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

## شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری آسمانی کتب سے واقف ہیں اور یہ واقفیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم

893: جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2733

کی نبوت کی دلیل ہے اسی لیئے وہ سائل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گر گئے۔

ظاہر یہ ہے کہ پاؤں شریف پر بھی منہ لگا کر بوسہ دیا۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے قدم چومنا جائز ہیں۔ اور پابوسی کے لیے جھکنا نہ سجدہ ہے نہ ممنوع ورنہ حضور علیہ السلام انہیں منع فرمادیتے۔ خیال رہے کہ قرآن کریم، سنگ اسود، بزرگوں کے ہاتھ پاؤں، والدین کے ہاتھ پاؤں چومنا ثواب بھی ہے اور باعث برکت بھی۔ بعض بزرگ تو اپنے مشائخ کے تبرکات چومتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر چومتے تھے بوسہ کی بحث اور اس کی قسمیں ہماری "جاء الحق وزھق الباطل" میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص517)

(٨٩٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قِصَّةٌ، قَالَ فِيْهَا: فَدَنَوْنَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلْنَا يَدَهُ ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ ۔

◀ ◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک واقعہ مروی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوئے اور ہم نے آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد)

(٨٩٥) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ، فَاَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ، فَقَامَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجُرُّ ثَوْبَهُ، فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" ۔

◀ ◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے۔ حضرت زید وہاں آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف اُٹھ کر کپڑا کھینچتے ہوئے تشریف لے گئے۔ پس ان سے معانقہ کیا اور ان کو بوسہ دیا۔

## تعارفِ راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر:2 کے تحت ہو چکا ہے۔

## حلِ لغات:

فَاعْتَنَقَهُ: از معانقة، بمعنی بغلگیر ہونا، گلے ملنا۔

## حکمِ حدیث:

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" ۔

اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

---

894: ابی داؤد، رقم الحدیث:5223

895: جامع الترمذی، رقم الحدیث:2732

## شرح:

حضرت زید رضی اللہ عنہ کسی سفر سے آئے یا کسی جہاد سے عرصہ تک غائب رہنے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ و سلم سے شرف ملاقات سے مشرف ہوئے اس دن حضور کی باری میرے گھر تھی یہ واقعہ میرے گھر میں درپیش ہوا جسے میں نے اپنی آنکھوں دیکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف کپڑا کھینچتے ہوئے چلے یعنی حضور انور نے چادر اوڑھنے یا قمیص پہننے کا توقف نہ کیا بلکہ قمیص پہنتے ہوئے چادر اوڑھتے ہوئے ہی ان کی طرف بڑھے، برہنہ کے یہ ہی معنی ہیں یعنی بے چادر یا بغیر قمیص ورنہ حضور انور کا ستر کسی بیوی صاحبہ نے بھی کبھی نہ دیکھا۔ (مرقات واشعہ)

معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور دولت خانہ میں بھی بغیر قمیص کبھی کسی کے سامنے نہ ہوئے، اس شرم وحیاء پر قربان یا یہ مطلب ہے کہ میں نے اس طرح بغیر قمیص کسی سے ملتے نہ دیکھا لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔

اس حدیث میں حضرت زید ابن حارثہ کی انتہائی محبوبیت کا اظہار ہے آپ کو حضور نے اپنا بیٹا بنایا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوشی میں کسی سے گلے ملنا سنت ہے لہٰذا عید کے معانقہ کو حرام نہیں کہا جا سکتا۔

(مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج 1، ص 519)

(۸۹۶) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا، وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاکَ بِوَجْہٍ طَلْقٍ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

◀ ◀ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا' خواہ وہ تمہارا اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم)

(۸۹۷) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَبَّلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، فَقَالَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: اِنَّ لِیْ عَشْرَۃً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْہُمْ اَحَدًا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ لَّا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ!" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀ ◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوما تو اقرع بن حابس نے عرض کیا: میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو بھی کبھی نہیں چوما' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (متفق علیہ)

## تعارفِ راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف جلد اوّل حدیث نمبر: 8 کے تحت ہو چکا ہے۔

896: مسلم شریف، رقم الحدیث: 2626

897: بخاری شریف، رقم الحدیث: 5997

## حلِ لغات:

يَرْحَمُ: از رحمةً، بمعنی نرم دل ہونا، مہربان ہونا، شفقت کرنا، بخش دینا۔

## شرح:

یعنی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے رخسار چومے یا سر یا دونوں، تیسرے معنی زیادہ قوی ہیں۔

حضرت اقرع رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے ساری عمر اپنے کسی بچہ کو نہ چوما آپ بچوں کو کیوں بوسہ دیتے ہیں۔خیال رہے کہ بوسہ پانچ قسم کے ہیں: بوسۂ مؤدت جیسے ماں باپ کے ہاتھ پاؤں چومنا، بوسۂ رحمت جیسے اپنے بچوں کو چومنا، بوسۂ شہوت جیسے اپنی بیوی کو چومنا، بوسۂ تحیۃ جیسے مسلمانوں کا ایک دوسرے کو چومنا، بوسۂ عبادت جیسے سنگ اسود یا قرآن مجید کو چومنا۔(از اشعہ) حضور کا یہ بوسہ بوسۂ رحمت تھا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا یعنی بچوں کو چومنا بوسۂ رحمت ہے جس کے دل میں رحم نہیں اس پر خدا تعالیٰ بھی رحم نہیں کرتا۔اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ اپنے ننھے بچوں کو کبھی کبھی چومنا واجب ہے۔(مرقات) (مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج1،ص515)

### نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں کے ساتھ پیار:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے کتنی محبت کرتے تھے اس بارے میں چند احادیث مبارکہ پیش کرتا ہوں تا کہ یہ احادیث ہمارے لیے مشعلِ راہ کا کام دیں۔

(1) حضرت اُمِ قیس بنتِ محصن رضی اللہ عنہا اپنے شیر خوار بچے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے کر آئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو گود میں بیٹھا لیا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پانی بہا دیا اور کچھ نہ کہا۔

(2) "عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ" حوالہ:(بخاری شریف، کتاب الاستیذان، باب التسلیم علی الصبیان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بچوں پر گزر ہوا تو آپ نے ان کو سلام کیا اور فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر بچوں پر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بچوں کو سلام کرتے تھے۔

(3) حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے تشریف لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلِ بیت کے بچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے جاتے، ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے آگے سوار کر لیا، پھر

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دوصاحبزادوں میں سے کوئی ایک سامنے آئے تو آپ ﷺ نے ان کو اپنے پیچھے سوار کرلیا اسی طرح تینوں ایک سواری پر مدینہ شریف میں داخل ہوئے۔ حوالہ: (مشکوۃ شریف بحوالہ مسلم شریف، باب آداب السفر)

(4) "عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ استَقبَلَهُ أُغَيلِمَةُ بَنِي عَبدِ المُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَينَ يَدَيهِ وَالآخَرَ خَلفَهُ"

حوالہ: (بخاری شریف، کتاب اللباس، باب الثلاثۃ علی الدابۃ، حدیث نمبر: ۵۹۶۵)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن جب آپ ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کے پاس بنی عبدالمطلب کے دوصاحبزدے آئے تو آپ ﷺ نے ایک کو اپنے آگے اور دوسرے کو پیچھے بٹھا لیا۔

(5) "عَن اَبِي هُرَيرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤتَى بِأَوَّلِ الثَّمَرِ فَيَقُولُ: اللّٰهُمَّ بَارِك لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَفِي ثِمَارِنَا وَفِي مُدِّنَا وَفِي صَاعِنَا بَرَكَةً مَعَ بَرَكَةٍ ثُمَّ يُعطِيهِ اَصغَرَ مَن يَحضُرُهُ مِنَ الوِلدَانِ"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی کوئی پہلا پھل پکتا تو لوگ اس کو رسول اللہ ﷺ کے خدمت میں پیش کرتے۔ آپ اس پر یہ دعا پڑھتے: "اے اللہ ہمارے مدینہ میں اور ہمارے پھل میں اور ہمارے مد میں اور ہمارے صاع میں برکت عطاء فرما" اس دعا کے بعد جو بچے آپ ﷺ کے پاس موجود ہوتے ان میں سے سب سے چھوٹے کو پھل عنایت فرماتے (پھر اُس سے بڑے کو پھر اُس سے بڑے کو یوں ہی پھل ختم ہو جاتا) حوالہ: (صحیح مسلم شریف، کتاب الفضائل، باب فضل المدینہ، حدیث نمبر ۱۳۷۳)

(6) "وَيُدَاعِبُ صِبيَانَهُم وَيُجلِسُهُم فِي حِجرِهِ"

حضور ﷺ صحابہ کرام ﷺ کے بچوں کو اپنی مقدس گود میں بٹھا لیتے اور ان سے خوش طبعی فرماتے۔

حوالہ: (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل اما حسن عشرتہ، ص۸۲، مکتبہ روضۃ القرآن پشاور، ☆مدارج النبوۃ، قسم اول، باب دوم، در بیان اخلاق وصفا، ج۱، ص۱۴۱، نوریہ رضویہ لاہور)

(7) "عَن عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَت: جَاءَ اَعرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تُقَبِّلُونَ الصِّبيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُم فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: أَوَأَملِكُ لَكَ اَن نَزَعَ اللّٰهُ مِن قَلبِكَ الرَّحمَةَ" تخريج: (بخاری شريف، كتاب الادب، باب رحمة الولد و تقبيله)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ایک دیہاتی آپ ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا کہ تم بچوں کو چومتے ہو، ہم نہیں چومتے، آپ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ تمہارے دل سے رحمت نکال لے تو میں کیا کر

سکتاہوں"۔

(8) "اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ اِنَّا کُنَّا اَھلَ جَاھِلِیَّۃٍ وَعِبَادَۃِ اَوثَانٍ فَکُنَّا نَقتُلُ الاَولَادَ وَکَانَت عِندِی بِنتٌ لِی فَلَمَّا اَجَابَت وَکَانَت مَسرُورَۃً بِدُعَائِی اِذَا دَعَوتُھَا فَدَعَوتُھَا یَومًا فَاتَّبَعَتنِی فَمَرَرتُ حَتّٰی اَتَیتُ بِئرًا مِن اَھلِی غَیرَ بَعِیدٍ فَاَخَذتُ بِیَدِھَا فَرَدَّیتُ بِھَا فِی البِئرِ وَکَانَ آخِرَ عَھدِی بِھَا اَن تَقُولَ: یَا اَبَتَاہُ یَا اَبَتَاہُ فَبَکٰی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی وَکَفَ دَمعُ عَینَیہِ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ مِن جُلَسَاءِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَحزَنتَ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہٗ: کُفَّ فَاِنَّہٗ یَسأَلُ عَمَّا اَھَمَّہٗ ثُمَّ قَالَ لَہٗ: اَعِد عَلَیَّ حَدِیثَکَ فَاَعَادَہٗ فَبَکٰی حَتّٰی وَکَفَ الدَّمعُ مِن عَینَیہِ عَلٰی لِحیَتِہٖ ثُمَّ قَالَ لَہٗ: اِنَّ اللّٰہَ قَد وَضَعَ عَنِ الجَاھِلِیَّۃِ مَا عَمِلُوا فَاستَاْنِف عَمَلَکَ"

حوالہ: (ابومحمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی، متوفی ۲۵۵ھ، سنن دارمی شریف: کتاب الدلائل النبوۃ، باب ما کان علیہ الناس قبل مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الجہل و الضلالۃ، ج۱، ص۳۴، شبیر برادرز لاہور)

ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم زمانہ جاہلیت میں تھے اور بتوں کی پوجا کرتے تھے، ہم اپنی اولاد کو قتل کر دیتے تھے (یعنی بچیوں کو)، میری ایک بیٹی تھی جب وہ بولنے لگی، تو جب میں اُس کو بلاتا وہ میرے بلانے سے خوش ہوتی۔ ایک دن میں نے اُسے بلایا وہ میرے پیچھے چل پڑی یہاں تک کہ میں اپنے گھر کے قریب ایک کنویں کے پاس پہنچا اور میں نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور اُس کو کنویں میں پھینک دیا (اے اللہ کے رسول ﷺ) اُس کے آخری کلمات (جو اُس وقت اُس کے زبان پر جاری تھے وہ) اے ابا جان اے میرے ابا جان تھے (یعنی میں نے اُس کو کنویں میں ڈال دیا اور وہ مجھے ابو جان، بابا جان کہہ کہہ کر رحم وکرم کی اپیل کر رہی تھی)۔

یہ واقعہ سن کر نبی ﷺ رونے لگ پڑے اور آپ ﷺ کے آنسو بہنے لگے، نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے اصحاب میں سے ایک نے اُس آدم سے کہا کہ تم نے نبی ﷺ کو غمگین کر دیا ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ رہنے دیں اس نے وہی پوچھا ہے جو اُس کے ذہن میں تھا، اور پھر فرمایا کہ مجھے یہ واقعہ پھر سناؤ اُس آدمی نے یہی واقعہ پھر سنایا تو پھر نبی اکرم رحمت عالم ﷺ رونے لگے اور آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوئے اور آنسوؤں کی وجہ سے آپ ﷺ کی ریش (داڑھی) مبارک تر ہوگئی۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اُس آدمی سے فرمایا کہ جاہلیت میں لوگوں کے (برے) اعمال کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا اب تم (نیک) عمل کا آغاز کرو۔ (یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے جاہلیت کے کیے ہوئے برے اعمال پر پکڑ نہیں فرمائے گا آج کے بعد نیک کام ہی کرنا)

(9)" وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: لَيسَ مِنَّا مَن لَم يُوَقِّر كَبِيرَنَا وَيَرحَم صَغِيرَنَا "

حوالہ: (مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص، ج ۱۱، ص ۵۲۹، حدیث نمبر: 6937)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو ہمارے بڑوں کا ادب نہ کرے اور ہمارے چھوٹوں (بچوں) پر رحم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (یعنی ہمارے طریقے سے نہیں)

## تربیتِ اولاد:

بچوں سے محبت اور پیار کرنا اعلیٰ ظرفی کی علامت ہے یہی بچے قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں اگر ہم ان کے ساتھ پیار اور محبت سے پیش آئیں گے تو کل یہ بھی اعلیٰ اخلاق و کردار کے مالک بنے گے اور اگر آج ہم نے ان پر ظلم کیا اور غصہ کیا تو کل اگر یہی بچے ظالم اور جابر اور والدین کے نافرمان بن جائیں گے تو اس میں ہمارا ہی قصور ہوگا۔ کہ اگر ہم ان کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آتے تو یہ بھی ایسا ہی کرتے۔

اولاد کی اعلیٰ تربیت والدین کے فرائض میں شامل ہے حضور ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ ہمیشہ اپنی اولاد کی تربیت کرتے رہو۔ جس طرح والدین اپنی اولاد کو بولنا اور چلنا سیکھاتے ہیں اسی طرح ان کو اچھی طرح بات کرنے، سنت کے مطابق اور شرعی لباس پہننے کی بھی تربیت دیں آپ آج جو فصل کاشت کریں گے کل وہی آپ کو تیار ملے گی آج اپنی اولاد کو بے حیائی اور برائی سے روکیں گے تو وہ برائی سے رک جائے گی۔

آج اپنی اولاد کو حضور ﷺ کی محبت کا درس دیں گے تو وہ یقیناً عاشقِ رسول بنے گی۔ حضور ﷺ سے محبت ہر مسلمان مرد وعورت پر فرضِ عین ہے اور اپنی اولاد کو محبت رسول ﷺ کا سبق دینے کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان مبارک ہی کافی ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

,, قَالَ ادبوا اَوَلَادكُم على ثَلَاث خِصَال حب نَبِيكُم وَحب اهل بَيته وعَلى قِرَائَة الْقُرآن"

تخریج: (احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی، المتوفی: ۹۷۴، الصواق المحرقہ، المقصد الثانی فی ما تضمنہ، ج ۲، ص ۴۹۶،

☆ محمد بن احمد عبد السلام خضر الشقیری الحوامدی، متوفی ۱۳۲۱ھ، السنن والمبتدعات المتعلقۃ بالاذکار والصلوات، فصل فی الذکر والدعا عند المطر، ج ۱، ص ۲۸۲،

☆ زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری یتوفی ۱۰۳۱ھ، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، حرف الھمزہ، ج ۱، ص ۲۲۵،

☆ زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری یتوفی ۱۰۳۱ھ، التیسیر بشرح الجامع الصغیر، حرف الھمزہ، ج ۱، ص ۵۳،

☆ ابو العباس شہاب الدین احمد بن ابی بکر بن اسماعیل بن سلیم بن قایماز بن عثمان البوصیری الکنانی الشافعی، متوفی ۸۴۰ھ، إتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، باب فی التلاعن وتحریم دم، ج ۸، ص ۱۸۵،

☆ عبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی، متوفی ۹۱۱ھ، الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ إلی الجامع الصغیر، حرف الھمزہ، ج ۱، ص ۵۷،

☆ إسماعیل بن محمد بن عبد الہادی الجراحی العجلونی المتوفی: ۱۱۶۲ھ، کشف الخفاء ومزیل الالباس، باب الھمزہ مع الذال المعجمہ، ج ۱، ص ۷۴،

☆ عبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی المتوفی: ۹۱۱ھ، صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادہ)

اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ اپنے نبی ﷺ کی محبت ، اور نبی اکرم ﷺ کے اہلِ بیت کی محبت اور قرآن کی تلاوت،

آج آپ اپنی اولاد کو نماز کی عادت ڈالیں گے تو مرتے دم تک وہ نماز کی پابند رہے گی آپ اپنی اولاد کا خیال ضرور رکھا کریں۔

ایک کسان جب دھان (مونجی) کی فصل کاشت کرنے لیے یا باغبان (مالی) کسی اور پودے کی پنیری لگاتا ہے تو وہ اس کی حفاظت بھی کرتا ہے تاکہ اس کو کوئی پرندہ خراب نہ کردے کوئی جانور نہ کھا جائے کوئی آدمی ان کے نرم نرم شگوفوں کو مسل نہ دے کوئی کیڑا وغیرہ نہ لگ جائے تو آپ ہی بتایں کہ ایک عام سی فصل اور پودے کے لیے اتنی محنت اور دیکھ بھال، اور جو آپ کے گلشن کے ننھے ننھے پھول اور کلیاں ہیں اور وہ پھول اور کلیاں جو آپ کی زندگی کا سرمایہ ہیں ان کو ویسے ہی چھوڑ دیں گے؟؟؟ نہیں نہیں ان کی دوستی ،صحبت، چال چلن ،تنہائی وغیرہ پر خاص نظر رکھیں کہ کہیں آپ کا سرمایہ تباہی اور بربادی کی طرف تو نہیں جا رہا؟؟؟ کہیں اُن کی دوستی ایسے لوگوں کے ساتھ تو نہیں جو دین وایمان، یا عزت، کے ڈاکو ہیں؟؟؟ یا ایسے لوگوں کے ساتھ تو نہیں جو ملک یا شہر یا آپ کے گھر کو نقصان پہچانے والے ہیں؟؟؟

الغرض جتنی اچھی تربیت اولاد کی کریں گے تو اُس کا فائدہ اُتنا ہی زیادہ آپ کو ہوگا اور اگر خدا نہ کرے آپ نے اپنی اولاد کی تربیت بری کی تو کل اس کا وبال بھی آپ پر ہی آئے گا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اولاد کی اچھی تربیت کرنے کی توفیق دے آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

آج 5 جنوری بروز جمعرات بمطابق 6 ربیع الآخر (ربیع الثانی) صبح 6:19 منٹ پر" رفیق السالکین فی شرح ریاض الصالحین " کی دوسری جلد کا اختتام ہوا۔اس میں کم علمی کی وجہ سے جو غلطی کوتاہی ہے وہ میری طرف سے ہے تمام مقدس ہستیاں اس سے بری ہیں میں ان تمام غلطیوں کوتاہیوں پر جو بھول سے صادر ہوئیں قبل الظہور اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ بلند و بالا میں توبہ کرتا ہوں اور قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کا ازالہ کیا جا سکے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس میں تعاون کرنے والے تمام افراد کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور میری ادنیٰ کاوش کو اپنی بارگاہ سے قبولیت کی سند دے کر اس کا ثواب نبی اکرم ،نورِ مجسم ، شفیع المعظم ﷺ کی باگاہ میں پہنچائے اور اس کو میری ، میرے والدین ،تمام استاتذہ و دوست اور تمام قارئین و مسلمین کی نجات کا ذریعہ بنائے۔آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

''ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہٗ

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد
مراڑیاں شریف گجرات)

# مآخذ و مراجع

(وہ کتب جن سے دوران تحریر وتخریج مدد لی گئی)


❁قرآن مجید،

## ☆ کتب تفاسیر

❁تفسیر طبری ، امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری علیہ الرحمۃ ، متوفی 310ھ

❁تفسیر ابن ابی حاتم، حافظ ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی خاتم رازی شافعی، متوفی 327ھ

❁تفسیر بغوی، امام حسین بن مسعود البغوی علیہ الرحمۃ ، متوفی 516ھ

❁تفسیر زاد المسیر، علامہ عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن الجوزی علیہ الرحمۃ ، متوفی 598ھ

❁تفسیر کبیر، امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر الرازی علیہ الرحمۃ ، متوفی 606ھ

❁تفسیر مدارك التنزیل، علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد النسفی علیہ الرحمۃ ، متوفی 710ھ

❁تفسیر خازن، علامہ علاؤ الدین علی بن محمد البغدادی علیہ الرحمۃ ، متوفی 741ھ

❁تفسیر ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی علیہ الرحمۃ ، متوفی 774ھ

❁تفسیر در منصور، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ ، متوفی 911ھ

❁تفسیر جلالین ، امام جلال الدین محلی وامام جلال الدین السیوطی علیہما الرحمۃ

❁تفسیر روح البیان، علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ ، متوفی 1137ھ

❁تفسیر روح المعانی، علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ ، متوفی 1270ھ

❁تفسیر مظهری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی المظہری علیہ الرحمۃ

❁تفسیر خزائن العرفان، علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ، متوفی 1367ھ

❁تفسیر نور العرفان، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ، متوفی 1391ھ

❁تفسیر نعیمی، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ، متوفی 1391ھ

❁تفسیر تبیان القرآن، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی بریلوی علیہ الرحمۃ

❁تفسیر جمل،

## ☆کتب حدیث

- موطا امام مالك، امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ، متوفی 179ھ
- کتاب الزهد، امام عبداللہ بن مبارک حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 181ھ
- مسند ابو داؤد طیالسی، امام سلیمان بن داؤد الجارود علیہ الرحمۃ، متوفی 204ھ
- مصنف عبد الرزاق، امام عبدالرزاق بن ہمام صنعائی علیہ الرحمۃ، متوفی 211ھ
- مسند حمیدی، امام عبداللہ بن الزبیر حمیدی الشافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 227ھ
- مصنف ابن ابي شيبه، امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ علیہ الرحمۃ، 235ھ
- مسند ابي اسحاق، ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد المعروف بابن راھویہ، متوفی 238ھ
- مسند امام احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ، متوفی 241ھ
- سنن دارمی، امام ابوعبداللہ عبدالرحمٰن الدارمی علیہ الرحمۃ، متوفی 255ھ
- صحیح بخاری، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ، متوفی 256ھ
- ادب المفرد، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ، متوفی 256ھ
- صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج القشیری شافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 261ھ
- سنن ابن ماجه، اماابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ شافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 273ھ
- سنن ابو داؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اسعث بجستانی علیہ الرحمۃ، متوفی 275ھ
- جامع ترمذی، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ الترمذی علیہ الرحمۃ، متوفی 279ھ
- مسند بزار، ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار علیہ الرحمۃ، متوفی 292ھ
- سنن نسائی، امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ، متوفی 303ھ
- سنن الکبریٰ، امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ، متوفی 303ھ
- مسند ابو یعلیٰ موصلی، امام احمد بن عالی المثنی التمیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 307ھ
- صحیح ابن خزیمه، امام محمد بن اسحاق خزیمہ علیہ الرحمۃ، متوفی 311ھ
- شرح معانی الآثار (طحاوی شریف)، امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی علیہ الرحمۃ متوفی 321ھ
- صحیح ابن حبان، امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی شافعی علیہ الرحمۃ متوفی 354ھ
- الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی شافعی علیہ الرحمۃ متوفی 354ھ
- المعجم الکبیر، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ
- المعجم الاوسط، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ

المعجم الصغير، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ

مسند شامیین، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ

تنبیہ الغافلین، ابواللیث نصر بن محمد احمد بن ابرہیم السمرقندی، متوفی 373ھ

المستدرك، امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری علیہ الرحمۃ، متوفی 405ھ

حلیۃ الاولیاء، امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 430ھ

دلائل النبوۃ، امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 430ھ

مسند الشہاب، ابوعبداللہ محمد بن سلامہ بن جعفر المصری علیہ الرحمۃ، متوفی 454ھ

سنن الکبری، امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی علیہ الرحمۃ، متوفی 458ھ

شعب الایمان، امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی علیہ الرحمۃ، متوفی 458ھ

جامع البیان العلم و فضلہ، ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد النمری، متوفی 463ھ

شرح السنۃ، امام حسین بن مسعود بغوی علیہ الرحمۃ، متوفی 516ھ

الترغیب و الترھیب، امام ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری علیہ الرحمۃ، متوفی 656ھ

ریاض الصالحین، امام ابوزکریا یحیٰی بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ

مجمع الزوائد، حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی علیہ الرحمۃ، متوفی 807ھ

اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرہ، امام ابوالعباس احمد بن ابی بکر بوصیری علیہ الرحمۃ، متوفی 840ھ

الجامع الصغیر، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ

الفتح الکبیر فی ضم الزیاداۃ الی جامع الصغیر، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ

الخصائص الکبری، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ

الصحیح و الضعیف، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ

الصواعق المحرقہ، شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی علیہ الرحمۃ، متوفی 974ھ

کنز العمال، علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 975ھ

## ☆ کتب شروحات حدیث

شرح صحیح بخاری لابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف بن عبداللہ علیہ الرحمۃ، متوفی 449ھ

کشف المشکل من حدیث الصحیحین، جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی علیہ الرحمۃ، متوفی 597ھ

شرح مسلم للنووی، امام ابوزکریا یحیٰی بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ

فتح الباری، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ

- عمدہ القاری، حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی علیہ الرحمۃ، متوفی 855ھ
- مرقاۃ المفاتیح، فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، علامہ علی بن سلطان محمد القاری الحنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 1014ھ
- اشعۃ المعات، شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1052ھ،
- شرح زرقانی علی مؤطا امام مالک، ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1122ھ
- دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، محمد بن علان الشافعی علیہ الرحمۃ
- روضۃ المتقین فی شرح ریاض الصالیحین
- مراۃ المناجیح، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ
- فضل الساری،
- نزھۃ القاری، علامہ شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ
- نعمۃ الباری، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی البریلوی علیہ الرحمۃ
- شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی البریلوی علیہ الرحمۃ
- فیضان ریاض الصالحین، مجلس العلمیہ دعوت اسلامی

## ☆ کتب اسماء الرجال

- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابوعمر یوسف بن عبداللہ النمری علیہ الرحمۃ، متوفی 463ھ
- الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ
- الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب صاحب مشکوۃ المصابیح
- اجمال فی اسماء الرجال، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ

## ☆ کتب تعریفات ولغت

- المنجد، لویس معلوف
- فیروز اللغات، الحاج مولوی فیروز الدین
- کتاب التعریفات، سید شریف علی بن محمد بن علی الجرجانی علیہ الرحمۃ، متوفی 816ھ
- حزائن التعریفات، محمد انس رضا قادری مدظلہ
- کنز التعریفات، علامہ محمد مظفر قادری عطاری مدظلہ

## ☆ کتب سیرت وشمائل

- سیرت ابن ھشام، ابومحمد عبدالملک بن ہشام علیہ الرحمۃ، متوفی 213ھ

- الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، قاضی ابوالفضل عیاض مالکی علیہ الرحمۃ، متوفی 544ھ
- سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرة خیر العباد، امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی علیہ الرحمۃ، متوفی 942ھ
- مدارج النبوة، شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1052ھء
- زرقانی علی المواھب، ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1122ھ
- حجة الله علی العالمین فی معجزات سید المرسلین (جامع المعجزات)، امام یوسف بن اسماعیل النبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 1350ھ
- شواھد النبوة،
- سیرة مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ
- ذکر جمیل، علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ،

## ☆ کتب تصوف

- الزھد لابی داؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی علیہ الرحمۃ، متوفی 275ھ
- الفوائد والزھد والرقاق، ابومحمد جعفر بن محمد بن نصر الخلدی، متوفی 348ھ
- عمل الیوم واللیلة، احمد بن محمد بن اسحاق المعروف بابن السنی، متوفی 364ھ
- رسالة القشیریه، عبدالکریم بن ھوازن القشیری علیہ الرحمۃ، متوفی 465ھ
- احیاء العلوم، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ
- لباب الاحیاء (تلخیص احیاء العلوم)، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ
- مکاشفة القلوب، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ
- کیمیائے سعادت، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ
- کتاب الاذکار، امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ
- اتحاف سعادة المتقین فی شرح احیاء العلوم الدین، علامہ محمد بن محمد مرتضیٰ زبیدی علیہ الرحمۃ، متوفی 1205ھ
- کتاب الزھد، لمعافی بن عمران الموصلی

## ☆ کتب عامہ

- فتوح الشام، محمد بن عمر بن واقد (المعروف ابوعبداللہ واقدی) علیہ الرحمۃ، متوفی 207ھ
- مکارم الاخلاق، ابوبکر محمد بن جعفر بن محمد بن شاکر الخرائطی، متوفی 327ھ
- الدعاء للطبرانی، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ

الابانة الکبریٰ ، ابوعبداللہ عبیداللہ بن محمد بن حمدان المعروف بابن بطہ العکبر ی،متوفی 387ھ

شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة، ابوالقاسم ھبۃ اللہ بن الحسن بن منصور الطبر ی علیہ الرحمۃ ،متوفی 418ھ

تاریخ بغداد، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی علیہ الرحمۃ ،متوفی 463ھ

السنن و المبتدعات المتعلقه بالاذکار و الصلوٰت، محمد بن احمد عبدالسلام الشقیر ی،متوفی 521ھ

البدایه و النهایه، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی علیہ الرحمۃ ،متوفی 774ھ

تلخیص الخبیر، ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ ،متوفی 852ھ

تاریخ الخلفاء، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ ،متوفی 911ھ

فیض القدیر، محمد بن مدعو بعبد الرؤف بن تاج الدین ،متوفی 1031ھ

حجة الله البالغه، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ ،متوفی 1340ھ

ملفوظات اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ ،متوفی 1340ھ

بہار شریعت، علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ ،متوفی 1367ھ

عیون الحکایات، امام عبدالرحمٰن بن جوزی

مناقب امام اعظم ، للامام البزادی الکردری علیہ الرحمۃ

فتاویٰ عالمگیری، علامہ نظام الدین البلخی علیہ الرحمۃ

جاء الحق، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ،متوفی 1391ھ

الامام النووی، عبدالغنی الدقر، الطبعۃ الرابعۃ ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۴م دار القلم، دمشق

موقع ، الشیخ الدکتور عبدالعزیز بن محمد السدحان

من المراد بالشیخین عند الاحناف و الشافعیة و المالکیة و الحنابلة ، موقع طریق الاسلام

الاعلام، خیر الدین بن محمود الزرکلی الدمشقی ، الطبعۃ الخامسۃ عشر ۲۰۰۲م ، دار العلم للملایین بیروت، لبنان،

نزهة المتقین شرح ریاض الصالحین ، مجموعۃ من العلماء، الطبعۃ الرابعۃ عشر ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷م، مؤسسۃ الرسالۃ،

تحفة الطالبین في ترجمة الامام محیی الدین ،

علاء الدین بن العطار، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۸ھ، ۲۰۰۷م، الدار الاثریۃ عمان، الاردن،

تصحیح التنبیه ویلیه تذکرة النبیه في تصحیح التنبیه،

المنهل العذب الروی في ترجمة قطب الاولیاء النووی،

شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی ، الطبعۃ الاولی، ۲۰۰۵م ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان،

تاریخ الاسلام ووفیات المشاهیر والاعلام، الذہبی، دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷م، الطبعة الاولی،

علو الهمة، محمد بن احمد المقدم، دار الایمان مصر ۲۰۰۴م،

روضة الطالبین وعمدة المفتین، ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی، المکتب الاسلامی ۱۴۱۲ھ، ۱۹۹۱م،

تذکرة النبیه فی تصحیح التنبیه، عبدالرحیم الاسنوی، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۴۱۷ھ، ۱۹۹۶م،

البدایة والنهایة، إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی، دار عالم الکتب ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳م،

تذکرة الحفاظ، امام الذہبی علیہ الرحمۃ

المقاصد الامام النووی، مکتبۃ الغزالی، دمشق،

طبقات الشافعیة الکبری، تاج الدین السبکی،

سکب العبرات للموت والقبر والسکرات، سید بن حسین العفانی، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰م، مکتبۃ معاذ بن جبل، مصر،

ذیل مرآة الزمان، الیونینی، موقع الوراق

تأملات فی سیرة إمام شبکة صید الفوائد، مشعل بن عبدالعزیز الفلاحی

شذرات الذهب فی اخبار من ذهب، ابن العماد الحنبلی

العلماء العزاب، عبدالفتاح ابوغدة، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، بیروت ۱۴۰۲ھ، ۱۹۸۲م

یحییٰ النووی المحدث الفقیه، موقع مقالات إسلام، ویب

توضیح تلویح، علامہ سعدالدین تفتازانی علیہ الرحمۃ

تعلیم المتعلم،

فقه الفقیه،

تذکره الاولیاء

فوائد الفقه